حرف الصاد

صارم - صمصام الملک میر عبدالحی خان بہادر اورنگ آبادی

صارم تخلص - میر عبدالحی خان بہادر نام صمصام الملک خطاب ہے - آپ سادات خواف سے ہیں - آپ نواب صمصام الدولہ شاہنواز خان شہید کے خلف الصدق ہیں - آپکی ولادت ۱۱۴۲ھ ہجری میں شہر اورنگ آباد میں ہوئی - نشو نما کے بعد ابتدائی تعلیم سے مدارس میں فراغت پاکر علوم درسیہ کی تحصیل میں مشغول ہوئے - اور چند مدت فنون ادبیہ عربیہ میں مصروف رہے اور چندے حکمت نظری و عملی میں گذارے - غرض کہ آپ بائیس برس کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے - ۱۱۶۴ھ ہجری میں خطاب خانی و منصب سے سرفرازی پائی - نواب نظام الدولہ ناصر جنگ کی عنایت توجہ سے صوبہ برار کی دیوانی اور نواب کی جاگیر کی متصدی گری آپکی نام پر مقرر ہوئی - آپ برار میں رونق افزا ہوئے - خدمات مفوضہ کا سرانجام عمدہ طرح سے کرنے لگے - پھر نواب میر الممالک آصف الدولہ صلابت جنگ کے عہد میں شش ہزاری منصب و نوبت و شمس الدولہ دلاور جنگ خطاب سے ممتاز ہوئے اور خجستہ بنیاد اورنگ آباد کی نظامت و دولت آباد کی قلعداری آپ کے نام پر مقرر ہوئی - ۱۱۷۱ھ ہجری میں حیدر جنگ کے قتل کے بعد آپکے والد ماجد مقتول ہوئے - صمصام الدولہ کی شہادت کے بعد فرانس کا لشکر حیدر آباد روانہ ہوا - اور آپکو بھی ہمراہ لیا - حیدر آباد میں آپکو قلعہ گولکنڈہ میں مقید کیا - اور آپکے بھائی میر عبدالسلام خان کو بیماری کی وجہ سے قلعہ دولت آباد میں بھیجا - پھر آصفجاہ ثانی برار سے حیدر آباد آئے - اور امیر الممالک صلابت جنگ بھی مچھلی بندر سے پہنچے

مشیر و مشوری کرتے تھے۔ تدبیر رسا و رائے صائب سے موصوف تھے۔ معاملات ملکی کے
اجتہاد مین بہت کم خطا واقع ہوتی تھی۔ سریع الفہم و ذکاوت ذہن مین معروف تھے
مدعی و مدعی علیہ کی تقریر سے فی الفور راست و کذب مین تمیز فرماتے تھے۔ قوت فیصلہ سے
فیصلہ مدلل لکھتے تھے۔ درمیان متخاصمین انصاف نمایان ہوجاتا تھا۔ دونون
آپکی کرامت و روشن ضمیری کے قائل ہوتے تھے۔ تواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے
کسی مورخ نے آپکی دیوانی کے زمانہ مین بے انتظامی و بدنظمی کی شکایت نہین کی
نہ آپکی کسی فیصلہ پر نکتہ چینی کی۔ ہر ایک لکھتا ہے کہ آپکے عہد وزارت مین ملک دکن
سیراب و شاداب تھا۔ رعایا کی حالت قابل طمینان تھی۔ کیا امیر و کیا فقیر خوشحال
و فارغ البال تھے۔ آپ آقا کی اطاعت و فرمان برداری کو فرض عین سمجھتے تھے مخالفت
کے میدان مین کبھی قدم نہین رکھتے تھے۔ بلکہ آپکے دل مین اسبات کے خیال کا بھی
گذر نہین تھا۔ جبتک رہے امانت و دیانت سے کام کرتے رہے۔ حق پسند و حق شناس
تھے۔ جو آدمی جس حیثیت و لیاقت کا ہوتا تھا اُسکو اُسی حیثیت و لیاقت کا کام
تفویض فرماتے تھے۔ آپکے حضور مین سعی و سفارش کی کچھہ وقعت نہین تھی۔ آپ
فرماتے تھے میرے نزدیک انسان کے لئے لیاقت ذاتی سے بہتر کوئی سفارش نہین۔ ہان
جوہر شناس ہونا شرط ہے۔ بدون جوہری کھرے کھوٹے مین تمیز نہین ہوسکتا۔ اگر حاکم
بالادست لائق ہو تو سفارش فضول ہے۔ آپکے کلام سے یہ بات معلوم ہوتی ہے
کہ ریاست کے انتظام کے لئے لائق شخصون کا ہونا نہایت ضرور ہے۔ مدبر و لائق ریاست
کا جزو اعظم ہے۔ ہوشیار و تجربہ کار آدمی اس عمارت کا رکن اقوم ہے۔ ظاہر ہے
اگر عمارت کا ستون قوی نہو تو وہ عمارت کم زور ہوگی۔ اور تھوڑی ہی مدت مین

دونون بہائیون مین ملاقات ہوئی۔ آصفجاہ ثانی ولیعہد ہوئے۔ مالی و ملکی کل مہمات کا انتظام اپنے قبضۂ اقتدار مین لیا۔ ۵ ذیقعدہ ۱۱۷۲؁ہجری مین آپکو قلعہ سے نکالے گویا از سر نو زندہ فرمائے۔ نہایت محبت و قدردانی سے منصب قدیم کی بحالی ہو روتی خطاب کے عطیہ سے سرفراز و ممتاز فرمایا۔ اور صوبجات دکن کی دیوانی سے معزز و مشرف کیا۔ اور آپکو مشیر و مقرب بنایا۔ ممالک محروسۂ دکن آپکی دیوانی کے آب و رنگ سے رشک چمن ہوا۔ اور آپکی فیض رسانی توجہ سے سیراب تازہ ہوا۔ ریاست کے کل امور جزئی و کلی کا مدار آپکی رائے صائب پر تہا۔ اور آپکی حکمت عملی سے ریاست کا کارخانہ عمدہ طرح سے چلتا تہا آپکی دیوانی مین تمام رعایا و برایا مرفہ الحال تہی۔ تجارت و زراعت کی بہی عمدہ حالت تہی۔ ظلم و تعدی ممالک محروسہ کی حد سے خارج تہے۔ کسی کی مجال نہ تہی کہ غربا و فقرا کو ستاوے۔ آپ خوش مزاج و رنگین طبع و شگفتہ جبین و خوشوضع تہے۔ ذی مروت و عالی ہمت۔ فرشتہ سیرت پسندیدہ صورت تہے۔ ذہانت و فطانت مین عقل کل۔ شگفتہ بیانی و نازک خیالی مین تازہ گل تہے۔ صولت و بہادری مین شیر دل۔ جرات و دلیری مین کامل تہے۔ سخندان و سخن گو زندہ دل تہے۔ صاحب تمکین و وقار۔ رحم دل و بردبار تہے۔ بلکہ خصائل ملائکہ شمائل تہے۔ علوم ادبیہ عربیہ و فنون حکمیہ نظریہ مین خوب مہارت رکہتے تہے۔ حکیم و ادیب تہے۔ خوش تقریر و خوش تحریر تہے۔ آپکے کلام منظوم و منثور کے دیکہنے سے روزمرہ اہل زبان نظر آتا ہے الفاظ کی نشست و شستگی سے محاورۂ ایران معلوم ہوتا ہے۔ اشعار کی نزاکت معانی سے کمال صفہان عیان ہے۔ فصاحت و بلاغت سے کمال سحبان نمایان ہے آپکی قوت مدرکہ و ملکۂ راسخہ اسقدر درست و صحیح تہی۔ کہ مہمات ملکی و مالی کو بغیر اعانت

تبدیل تخلص

آپ ابتدا مین مخاطب بہ شمس الملک دلاور جنگ تہے۔ اُسوقت قادر تخلص فرماتے تہے
جب صمصام الملک سے مخاطب ہوے اُسوقت صامی تخلص اختیار کیا۔ صامی صمصام کے مناسب ہے

لطیفہ

میر غلام علی آزاد نے مآثرالامرا کے دیباچہ مین آپکے والد ماجد کے ترجمہ مین لکہا ہے
کہ شاہنواز خان مع ایک صاحبزادہ فرانس کے ظلم سے شہید ہوئے۔ اور میر عبدالحی خان
و میر عبدالسلام خان محفوظ رہے۔ اسماء الٰہی کے لئے آثار ہین کہ اُنکا ظہور
مسمی کی ذات مین ہوتا ہے۔ چونکہ ان دو بزرگون کے نام مین حی و سلام ہے
دونون نامون کے معانی نے آپکو بچایا۔ اور آفات سے محفوظ رکہا۔
آپ علما و فضلا کے قدردان۔ فقرا و غربا کے فیض رسان تہے۔ شعرا کی بہی بڑی قدر کرتے
تہے۔ ہر ایک کے ساتہہ حسن سلوک سے پیش آتے تہے۔ سرکاری کامون سے فراغت پاکر علما
و شعرا کے ساتہہ مجالسہ و مکالمہ فرماتے تہے۔ آپ بہی والد ماجد شہید کیطرح تاریخ دانی
و سخن فہمی مین بے نظیر تہے۔ اور شعرگوئی مین بہی بےمثل تہے۔ صاحب دیوان تہے۔ اور
زبان ریختہ مین بہی کبہی کبہی کہتے تہے زبان ریختہ مین دیوان مرتب نہین کیا لیکن
چیدہ چیدہ اشعار ملتے ہین دونون زبان مین آپکا کلام شستہ و صاف ہے۔ تکلف
و بناوٹ سے پاک ہے۔ الفاظ کی بندش روزمرہ با محاورہ ہے آپکا ہر ایک شعر برجستہ
معانی تازہ کا ذخیرہ ہے۔ خال و خط کی بیان مین غازہ پیرائی کی اور حسن و جمال کی
خوشنمائی دکہلائی۔ آپ قوی حافظہ تہے۔ حافظہ کیا تہا غضب تہا۔ تیموریہ خاندان کے
تمام واقعات اور کل صوبجات ہند کی حوادثات حافظہ کے خزانہ مین محفوظ تہے

منہدم ہو جائیگی۔ اسیطرح ریاست مین کوئی لائق مدبر نہو تو وہ ریاست تباہ و برباد ہو جائیگی۔ ریاست کی تقویت کے لئے دو جزو اعظم ہین ایک اہل قلم دوسرے اہل علم یہی ریاست کے دو قوی بازو ہین جن کے بل پر ریاست چلتی ہے۔ سلف کے کارنامے انہین باتونکا آئینہ ہے۔ زمانہ کے خاک مین انہین کا فوٹو کہنچا ہوا ہے۔ زمانہ یہہ فوٹو ہاتہہ مین لئے کہڑا ہے۔ اور زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ ذرا ادہر آئیے۔ ملاحظہ کیجئے ہم خواب خرگوش مین مست پڑے ہین۔ ناءی ونوش مین پست ہو رہے ہین۔ ہمارے منہ پر غفلت کا نقاب ہے۔ اور ہماری آنکھون پر نادانی کا حجاب ہے۔ ہم نہ کانون سے سنتے ہین نہ آنکھون سے دیکھتے ہین ہائے غفلت تیرا روسیاہ ہو تونے بہت سے گہر خراب کئے اور آئیندہ بہی کریگی۔

آپکی مزاج مین دوراندیشی اور عاقبت بینی کی صفت تہی۔ کرنے سے پہلے ہی اس کام کا خیالی نتیجہ قائم کر لیتے تہے۔ کوئی کام ہو اُس کے کرنے مین بڑی احتیاط فرماتے سے سوچ سمجھکر کرتے تہے۔ اُن کے نتائج سے فائز المرام ہوتے تہے۔ کبہی ہو کا نہین پاتے تہے۔ ہمکو بہی انہین بزرگون کی پیروی کرنا چاہئیے۔ تاکہ پورے طور سے کامیابی حاصل کرین۔ ہمکو آپکی دوراندیشی کا حال آپکے خط سے معلوم ہوا۔ جو انشاء شاہنواز خانی مین ہے اُسکا مضمون یہہ ہے آپنے گردہر پرشاد کو ایک خط لکہا اور ظاہر کیا کہ مجھکو بالا بالا معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن حضور بندگان عالی ایلورہ کے صنم کدون کو ملاحظہ کرینگے میرے نزدیک اسوقت سیر کرنا تنہا بدون فوج سوار و پیدل مناسب نہین کیونکہ اسکے اطراف مین غنیم کی فوج پڑی ہوی ہے۔ مبادا کہ حضور سے مقابل ہو۔ آپ موقع دیکھکر عرض کیجئے اور میرا خط ہے ملاحظہ مین گذرانئے۔

حلقه زد مار صفت بسکه بگرد کمرت | بند شمشیر تو در بند ستم کرد مرا
روشن از روی تو شد در نظرم ملک وجود | دهن تنگ تو واقف ز عدم کرد مرا

وله

پیری چو رسید قامتت گشت دوتا | بر موی سفید وسمه هیچ است حنا
ای شیخ عبث فکر جوانی داری | مس را نتوان ساخت تبلیغ طلا

وله

تا خرامیدی بگلشن داده خط بندگی | سرو با آزادگیها قد دلجوی ترا

وله

ز غیر دوست بپرداز خلوت دل را | نه کعبه مسکن لات است منزل عزا

وله

مرا ز مردمک چشم شد عیان صانع | که کمترند در آفاق مردم بینا

وله

قیامت میکند برپا بتی کز خود خبر دارد | دو بالا ساخت حسن یار را آئینه پیدا

وله

من تخم درد کاشته ام در زمین دل | جز دانه های اشک چه حاصل بود مرا

وله

در حسرت وجوی خال تو دل شد اسیر زلف | آری بدام صید پی دانه میرود
آید بگرد شمع رخت گشتنم بیاد | در محفلی که صرف ز پروانه میرود

وله

بداغ عشق بپرستند همچو لاله مرا | ز خون خویش لبالب بود پیاله مرا
بهر کجا که رسم گریه سر کنم ز غمت | چو نی ز روز ازل لازم است ناله مرا

وله

ندانم تاب چه امشب دل خراب ترا | بماهتاب برآرند آفتاب مرا

وله

سرمگین چشم برده جان مرا | نیست ممکن صدا فغان مرا

وله

شگون گل بود کز پیرهن بر تن دریدنها | به بلبل هم مبارک است آه از دل کشیدنها
هنرور کی تواند دید زیر چرخ آرامی | دُر غلطان ندارد یاد مشکل آرمیدنها
چه پرسی حالت من ضطرابی دارم از هجرت | که دل گاه نبض از هم برد کوی طپیدنها
بجز بیجا صلی ندارد کردن افزائی | بهر شمشاد باشد نی موی از سر کشیدنها

اور ہر ایک صوبہ کے نظم و نسق کی کیفیت سے واقف تھے۔ دکن کے کل چھہ صوبون کے جزو و کل سے ماہر تھے۔ مجکو آپکی خاص ایک بیاض ملی اسمین دکن کے ہر ایک صوبہ کے شہرون اور قصبون اور دیہات کا تفصیلی حال اور ہر ایک گانون کی آبادی کل رقبہ و محاصل بہی مرقوم ہے اور تمام دکن کے عمارات و قلعجات اور اُن کے بانیون کے نام اور سن بنا لکہے ہین۔ اور عالمگیری کل منصبدار اور نیز آصفجاہی امراء عہدہ دارون کے تمام مذکور ہین ہمکو آپکی بیاض سے آثار دکن کے لکہنے مین بڑی مدد ملی۔

بیماری

پہر آپ آخر انقلاب زمانہ سے امراض متضادہ مین مبتلا ہوئے۔ بہت علاج و معالجہ کئے۔ مگر مفید نہوا کیونکہ تمام تدابیر تقدیر کی مخالف تہین۔ پندرہ تاریخ جمادی الاول سنہ ۱۱۹۶ ہجری قلعہ کولاس کے اطراف مین فوت ہوئے۔ اسوقت نواب آصفجاہ ثانی قلعہ نرمل کی فتح مین مشغول تہے۔ چند روز کے لئے آپکی نعش مبارک کولاس مین امانتا مدفون کئے پہر حیدرآباد دکن مین لائے۔ آپکا باغچہ جو یاقوت پورہ کے باہر ہے اسمین مدفون کئے۔ میر غلام علی آزاد نے آپکی رحلت کی تاریخ کہی ہے

افسوس کہ رفت امیر عالی گوہر		دیوان دکن صاحب فضل و ہنر
تاریخ وفات ابن امیر دانا		صمصام الملک عقل کل کرد سفر ۱۱۹۶

من اشعارہ الفارسی

دیدن تو سان نیست حسن آتشین خوی ترا		آفتاب آئینہ باشد جلوہ روئے ترا
کیست از حالم کند آگاہ دلدار مرا	ولہ	در فراقت می پسند دل ہم آزار مرا
در جہان عشق تو اے شوخ علم کرد مرا		ذوق جام لب میگون تو جم کرد مرا

ای دوست بیا که بهر پا اندازت
در کوی تو ترتیب گلستان شده است

چون برق جهد زیاد رویت رگ شوق
ای دوست بیا که وقت یاران شده است

وله

با یاد یوسف گم گشته خود ای عزیز
بیت حزان از زوال نمود گمین کردیم طرح

در دل ما عکس چین جبهه‌اش صورت گرفت
گر ز بی انصافی زلفش نقش چین کردیم طرح

وله

هر کس ترا دید بکس رو نکند
وانکس که ترا شنید گل بو نکند

عشاق تو فارغ اند از هر دو جهان
مست می عشق تو بمی خو نکند

وله

ای بادکشان می که می نوش کنید
حرفی بشما گویم اگر گوش کنید

واریدبدل ز خود فراموشان را
ای کاش فراموش گر فراموش کنید

وله

ز شوق چشم او نرگس نگریستن نمیداند
بیاد قامتش شمشاد نشستن نمیداند

وله

ای که همواره لعل تو مے گون شد
شیشه می ز لبت آبله خون باشد

وله

گهی تغافل و گه ... و گه جفا دارد
برای کشتن عشاق شیوها دارد

وله

چگونه جان برد آسان ز آنخود ظالم
که تیر آه غریبان بر قفا دارد

وله

در جست و جوی خال تو دل شد اسیر زلف
آری مدام صید پی دانه می رود

آید بگرد شمع رخت گشتنم بیاد
در محفلی که حرف ز پروانه می رود

وله

سخن بقدر ضرورت بود بزرگان را
که جز جواب نگردد صدا ز کوه بلند

وله

اگرچه گل بچمن رنگ و بو دارد
ولیکن این همه خوبی کجا که او دارد

وله

بسیر باغ چو آن سرو می پرست برخیزد
گل از چمن که ساغر بدست برخیزد

ز بنجو آن چه سوال و جواب خواهد بود
شهید چشم تو در حشر مست برخیزد

کدورتی نکند جا درون صاف دلان
اگر بر آئینه گردی نشست برخیزد

کند آیا م بهر دم دختر رز در بر مینا — وله — بگردون می رسد زین نشئه طالع سر مینا

کسے خوش نمائے حسن معنی صورت لفظی — تهی از مے گل نیرنگ باشد پیکر مینا

چه سان آسان بهم جان از دست نازکی ساقی — که دارد در کف خود بهر قتلم خنجر مینا

دلے دارم بکف بهر نثار آن بکف ساقی — سرے دارم بدوش خود بلا گردو سر مینا

وله

یارب همه جرم گشته در پیش مرا — در فکر شده است جان و دل ریش مرا

هر چند که افزود ز حد عصیانم — محروم مکن ز رحمت خویش مرا

وله

هر کس که زند بر لب خود مهر ادب — بدخواهش را بود بهم بسته دو لب

وله

حق می داند بخاطرم یاد شماست — در کشور سینه داد بیداد شماست

از جنبش دل نام شما مے خیزد — این دانه ز سبحه ہائے اوراد شماست

وله

ما را بسوئے شمع رخت دیدن آرزوست — پروانه وار گرد تو گردیدن آرزوست

ای شوخ من بیا که درین فصل نو بهار — با تو دمی نشستن و خندیدن آرزوست

وله

من بقربان آورم که مرا — داد آداز یار آمده است

خندهٔ زیر لب و ابرو چین — بچه انداز یار آمده است

وله

دهر است که اتمام درو پیدا نیست — تا صبح شو و شام درو پیدا نیست

چندین شاهان دران حکومت کردند — امروز زکس نام درو پیدا نیست

وله

اے میخواران که صید می رام شماست — شخص مینا بحلقهٔ جام شماست

لازم گیرید یاد شیفتگان — صهبائے طرب کمون که در کام شماست

وله

اندیده من که بر تو حیران شده است — در عرض ره تو فرش سامان شده است

در هجر تو دل چو ابر نیسان شده است — در دیده نم از اشک نمایان شده است

سر کیسہ یا گرفت ہست رہ عشق گیر ما ہم | کہ بہر سیم ساقیان شدہ ننگین ما

من اشعارہ الہندی

اک آن مین حیف کہل گئین یہ آنکہین | پہر موند پلک مین وہ نہ دیکہا رویا
مین مدت کے بعد ایک دم جو سویا | دیکہون تو مجہہ پہ کنے ہے صنم گویا

ولہ

مجہے گر جان کنی کا حکم وہ شیرین دہان کرتا | کہا اوسکا خدا کی سون اے یارو بجان کرتا
فلک گر تازمین ہتی چمن سے رنگ اڑ جاتا | اگر مین اپنے دلکا حال اے ظالم بیان کرتا

ولہ

از بسکہ تم اب عشق کی سیکہی گہاتین | سب بہول گئے شادی کے باتین
نکلا جو خط سیاہ گورے منہ پر | اسو جہ سے تین شاید کہ پہرین دل راتین

ولہ

سجن تجہ زلف مین دل بل رہا ہے | ہمارے ہاتہہ مین کب دل رہا ہے
نہین کہلتا بہار و باغ سون دل | یہی عقدہ مجہے مشکل رہا ہے

ولہ

دل صد پارہ آخر کیا مژہ کا گوشت قیمہ ہے | بہرایا غرق خون ہو داغ دل سر پہ قیمہ ہے
نہین کہنا ہو دست زور اپنی خون ناحق کا | مگر قطرہ لہو کا دامن جلاد کو نہ پہنچے
اسیرون کی قفس کے کسکے تئین پروا ہے فریاد کی | ہماری کسطرح فریاد اب صیاد کون پہنچے

صرفی۔ صلاح الدین ساوجی

صرفی تخلص۔ صلاح الدین نام۔ آپکے بزرگان سلف ساوہ کے رہنے والے تہے۔ وطن مالوف سے ہند مین آئے۔ اور یہان سکونت پذیر ہو گئے۔ آپ بہی جد و پدر کے ہمراہ ہند مین پہنچے اولاً گجرات مین چند مدت رہے۔ پہر گجرات سے لاہور مین آئے شہر کو اپنا وطن بنا لیا۔ آپ درویشانہ زندگی بسر فرماتے تہے۔ صابر و قانع تہے۔

وله

ظالم نگهان بدانچه منزل کردند — صد جور و جفا بر من بیدل کردند

چابک زده ساختند چون وحشی رام — تیغ ابرو نموده بسمل کردند

وله

داشت شوق گل رخ تو نهانی نرگس — گز عدم چهره برآورده خزانی نرگس

وله

از تاب حسن روی تو نازد بجوشش گل — از خون خویش شد چمن باده نقش گل

ای نوبهار عزم گلستان نموده — گر شادی وصال تو شد جوش گل

صد شکر جز تو نیست کسی همنشین دل — تا کنده‌ایم نقش ترا در نگین دل

وله

شربتی گردید رنگ کاغذ دیوان من — بسکه در وصف لب شیرین مقامی کرده‌ام

تا به غفلت بر دل من ناوک اندازی کند — بازگشتهای مژگان ترا فهمیده‌ام

وله

مجنون صفت بدامن صحرا نمی روم — آن وحشی‌ام که گوشهٔ دل بست پیشه‌ام

در باغ لاله گفت بمن با زبان حال — من داغ اشک سرخ تو صارم همیشه‌ام

وله

ز شوق چشم خوشت رفته رفته مست شدم — بیاد روی تو آخر صنم پرست شدم

وله

نمیدانم چه ثابت کرده ظالم گناه من — بگردون می رسد هر لحظه از جور تو آه من

بناوک دیدنش جان میدهم هیهات در قتلم — تغافل می کند بسیار شوخ کم نگاه من

نگه زر دیده سویش کردم از شرم این جرأت — نویسد سطرها از اشک چشم عذرخواه من

وله

گل بچه رنگ شکند رخ بگشا که همچنین — سنبل ترخیان ز مد خط نما که همچنین

جستن برق سویش خواست نشان بدهد من — صورت آن نخبه کرد اداکه همچنین

وله

شب از چشم و خطش در بزم مستان بود خیرنگی — ز گیسو جام می از سوی دیگر نثار رنگی

بهر حالت مشتاقان خود غافل مشو ظالم — مسیر صلحی نداری گر بیا اندیشه جنگی

وله

تو ملک سلطنت خویش من و کوچه گدائی — که بشاهی سکندر زند هم برهنه پائی

محمد قطب شاہ والی گولکنڈہ کی خدمت مین باریاب ہوا زمانہ دراز تک عزت آبرو
کے ساتہہ زندگی بسر کرتا رہا۔ شاعری و شعرگوئی مین مشغول رہتا تہا۔ صاحب دیوان
تہا۔ اسکا دیوان نادر الوجود ہے من کلامہ
خوش آن رہ رو کہ رہ تنہا سپارد ٭ کہ تنہائی پس افتادن ندارد

صابر۔ میر صابر اصفہانی برہانپوری

صابر تخلص۔ میر صابر نام۔ سادات صفہانی سے تہا۔ جہانگیری زمانہ مین
وارد ہند ہوکے شاہی ملازمون مین شریک ہو گیا۔ اولاً صوبہ گجرات کی وقایع نگاری
و دیوانی پر مامور ہوا۔ پہر کل صوبجات دکن کی وقایع نویسی پر مقرر۔ مدۃ العمر شادی
نہین کی مجردانہ عمر بسر کرتا رہا۔ بختاور خان مرآۃ العالم مین لکہتا ہے۔ کہ خواجہ شکیبا
جو میر صابر کا تبنی و تربیت یافتہ تہا۔ راقم کے ساتہہ زمانہ طفلگی سے محبت رکہتا ہے
فی الحال عالمگیر بادشاہ کی خدمت مین شرف اندوز ہے اور راقم کے ساتہہ شاہی
مقربین مین شریک ہے۔ نقل کرتا ہے کہ میر صابر نے اصفہان مین ایک مدرسہ و رتالاب
بنا فرمایا۔ اور فہر و نام قصبہ مین جو مابین مشہد مقدس و اصفہان ہے ایک ندی تہی
جب اسمین طغیانی ہوتی تہی تب تمام قصبہ کی عمارات و مکانات کو خراب و برباد
و اہل قصبہ کو وطن سے بیوطن کر دیتی تہی۔ میر مرحوم نے ندی مین ایک پل
جسکا عرض پچیس درعہ اور طول یک فرسخ ہے تعمیر کیا۔ اور ایک باغ اور سرا اور
حمام بہی بنایا۔ اسکی تاریخ یہہ ہے ع گفت آرام گاہ خلق جہان۔ انتہی کلامہ
اور میر صابر نے ۱۰۵۲ء ہجری عرفی کی ہڈیان لاہور سے نجف اشرف کو پہنچایا۔

بادشاہی خزانہ سے بقدر ضرورت وظیفہ معین تہا۔ سنہ ۹۹۹ ہجری مین فیضی کے ہمراہ دکن مین آئے سرحد دکن مین پہنچکے فوت ہوگئے۔ آپ سخن سنجی مین عمدہ سلیقہ و طبع رسا رکہتے تہے۔ کلام کو خوبی کے سانچہ مین ڈہالتے تہے۔ آپکا کلام نہایت ہی لطیف و بامزہ ہوتا تہا۔ آپ کی رحلت سنہ ۹۹۹ ہجری مین واقع ہوئی۔

من اشعارہ الفارسی

گلفروش من کہ خواہد گل بہا زار آورد	بایدا دل تاب غوغائے خریدار آورد
زراہ کعبہ ممنوعم و گرنہ میفرستادم	کف پائے برحمت چینئی خار مغیلانش
با تو ناشکم کشد و بے تو جدائی چکنم	میکشم اینہمہ از دیدن و نادیدن تو

صادق۔ میرزا صادق اردوبادی

صادق تخلص۔ میرزا صادق نام۔ شاعر خوش فکر و خوش بیان تہا۔ وطن مالوفہ سے دکن مین آیا۔ شہر احمد نگر مین سکونت پذیر ہوا۔ مرتضیٰ نظام شاہ والی شہر مذکور سے ملا۔ نظام شاہ نے ازروی قدردانی منصب جاگیر سے سرفراز فرمایا۔ اور آپ کو مقربین کے زمرہ مین رکہا۔ صادق مدت تک عیش و آرام کے ساتہہ بادشاہ کی خدمت مین رہا۔ آخر اکبر بادشاہ کے حملہ کے وقت باجل طبعی فوت ہوا۔ **ہو ہذا**

شو خیکہ بسادگی ازو کردم صبر	اکنون خطش از غبار دارد سر جبر
از خطش اگر فزون بسوزم چہ عجب	سوزندہ ترست آفتاب از تہ ابر

صالی۔ اردستانی

صالی تخلص۔ مرزا اردستانی نام سے مشہور تہا۔ وطن سے دکن مین آیا

اکثر اہل حوائج سوالات کرتے تھے وہ بذریعہ نجوم و رمل صحیح صحیح جواب دیتا تھا۔ اہل گجرات کیا ہندو کیا مسلمان آپکے معتقد تھے۔ گذر اوقات کا مدار توکل و قناعت پر تھا اکثر ارباب حوائج آپکی خدمت کرتے تھے تحفہ و نذرانہ گذارتے تھے آپکی وفات کی کیفیت معلوم نہین ہوی

من اشعارہ الفارسی

زبسکہ حد نبود وصف دلستان مرا	ہمیشہ جنگ بود با زبان ہان مرا
شبے بخانہ اگر ترا گذر افتد	بجائے کعبہ پرستند آستان مرا

صفا۔ میرزو الفقار علیخان لکھنوی

صفا تخلص میرزو الفقار علیخان نام۔ مشاہیر شرفا لکھنو سے تھا۔ فن شاعری مین یگانہ روزگار میر تقی میر کا شاگرد تھا لکھنو سے بنگالہ گیا وہان چند مدت رہا۔ امرا و رؤسا کی مدح مین قصائد لکھے۔ بہت صلے و جائزے پائے آزادانہ زندگی بسر کرتا تھا بنگالہ سے چینا پٹن مین گیا وہان عزت و آبرو سے اوقات عزیز گذارتا رہا۔ پھر وہان سے میر ابو القاسم المخاطب میر عالم مدار المہام کے عہد مین حیدر آباد دکن مین آیا۔ چند روز میر عالم کی سرکار مین ملازم رہا۔ بسبب نو وارد ہونیکے آپکی زیادہ شہرت نہین ہوئی تھی چند روز کے بعد آپکے جواہر چمکنے لگے۔ اور اپنا اصلی جوہر دکہانے لگے پھر تو آپ شہرہ آفاق ہوے۔ رفتہ رفتہ راجہ چندو لعل مہاراجہ بہادر کے دربار مین باریاب ہوے چونکہ مہاراجہ شعر و سخن کے شیفتہ اور اہل سخن کے فریفتہ تھے۔ صاحب مذاق و قدردان تھے۔ آپکے پانسو روپیہ ماہوار کردی اور مصاحبت کے شرف سے مشرف فرمایا

اور عرفی کے اس شعر کی تصدیق کی سے

بکاوش مژہ از گور تا بنجف بروم — اگر بہند ہلاکم کنی و گر بہ تتار

ملا رونق ہمدانی نے عرفی کے مصرع کو تہوڑا تغیر کر کے عرفی کی رحلت کی تاریخ نکالی سے بکاوش مژہ از گور تا نجف آمد ٭ میر صابر سنہ ۱۰۶۴ ہجری شہر برہانپور مین فوت ہوا۔ شاعر ذکی الطبع و خوش وضع تہا۔ کلام شستہ و پاکیزہ موزون کرتا تہا۔ رباعی اکثر کہتا تہا۔ خان اعظم مرزا سے اخلاص و ارتباط رکہتا تہا۔ خان اعظم ناظم گجرات نے گجرات مین ایک باغ بنایا۔ میر نے اُسکی تعریف مین یہ رباعی کہی سے

خورشید گلے ز باغ اعظم خان است	می راطرب ایاغ اعظم خان است
ماہے کہ جہان منور است از نورش	یک پرتو از چراغ اعظم خان است

ایضاً

چشمی بجہان بباغ و راغش کردیم	گوشے بنوائے کبک زاغش کردیم
دیدیم کہ با ماسر نیازی داشت	ما نیز نساختیم و داغش کردیم

صعود۔ حافظ میر محمد علی صعود گجراتی

صعود تخلص۔ حافظ میر محمد علی نام۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی اولاد مین سے ہے۔ آپ کے بزرگ عجم سے ہند مین آئے احمد آباد گجرات مین قیام پذیر ہوئے۔ صعود کی ولادت احمد آباد مین واقع ہوئی نشو نما کے بعد دلی مین علوم و فنون کو کسب کیا۔ بدرجہ کمال کو پہنچا۔ دلی سے احمد آباد گجرات مین مراجعت کی۔ خلائق کو درس و تدریس سے مستفید کرتا رہا۔ علم نجوم و رمل و شاعری مین کامل استعداد رکہتا تہا

تو ہے حمایت دورش کہ طفل مہد نشین	بھا زہی گل سنبل گرفت مار و شرار
نہ ورد عنایت او الناس را سے خلے	نہ در سخاوت او انتظار را آثار
جہان ہمت و انصاف راجہ چندو لعل	کہ ہست خاک در او طلائے دست افشار
بباغ خلقش اگر بگذرد نسیم صبا	پیام رمغان کہ بہار وسوئے گل گلزار

ولہ تاریخ شادی ہمت علیخان

شد نوید شادیانی ہالگیتی استوار	جشن عیش نور چشم آصف جم اقتدار
سال عشرت زد رقم ہمت ز فضل کردگار	جلوہ از مہر و قمر با ہم مبارک سازگار

ایضاً ولہ

عشرت خورشید طلعت ماہ رو	جلوہ گر شد با ہزاران آرزو
از برائے تہنیت ہمت بگو	وصل ماہ و مشتری آمد نکو

ہمت علی خان کی شادی ہوا قطعہ میں عشرت ہے ۔

یہ دوسرا قطعہ تاریخ

صادق - مرزا محمد صادق اصفہانی

صادق تخلص - مرزا محمد صادق نام - آپ مرزا محمد صالح اصفہانی کی صاحبزادے ہین - آپکی ولادت روز یکشنبہ بتاریخ سوم شعبان ۱۰۰۸ ہجری مطابق پنجم جہانگیری بندر سورت مین واقع ہوئی - اور آپکی نشو و نما سورت و احمد آباد گجرات کی آب و ہوا مین ہوئی - سن شعور کو پہنچ کے علمائے ہند سے تعلیم پائی کتب متداولہ عربیہ فارسیہ سے فارغ التحصیل ہوکے ہند و سندہ و دکن کی سیر کی - اس سیر و سیاحت مین اکثر شعرا و علما سے ملازمت کی اور ہر ایک کی خدمت مین مستفید ہوئے - جہانگیری شاہجہانی ملازمون مین پدر و پسر ملازم تھے - آپ شاعری و انشا پردازی مین عدیم النظیر تھے -

آپ تابرگ مہاراج کے جلیس وانیس ہے۔ مرد با کمال تھے خوش فکر وخوش طبع ظریف المزاج ولطیف الوضع تھے۔ صاحب دیوان ہین آپکا دیوان قصائد وغزلیات ورباعیات کا ذخیرہ ہے اور آپنے چند مثنویات بہی لکہے ہین۔ مثلاً مثنوی چہومنتر وغیرہ مشہور ہین۔ ہمکو آپکا دیوان نہین ملا نہین تو ہم بہت سے اشعار انتخاب کرکے ہدیۂ ناظرین کرتے۔ آپ ہندی وفارسی دونون زبانون مین کہتے تہے۔ آپکا انتقال سنہ ۱۲۶۰ ہجری مین ہوا۔

من اشعاره الفارسی

مراد لیست چہ وحشی دلے کہ در گفتار
نہ رنیہ در رہبت العتیق میماند
فلک بدست گرفتہ ست حشمت نقرہ ورہ
بہار آئینہ قصر لاجوردی بین
اگر بطبع در آید معانی دلکش
بہر طرف نگرم رو بہ پیش محراب است
بطالع مہد دولت کشادہ شد باید
کجاست گرمی بازار مردم شروان
جناب عشق بفکر عمارت دلم ست
چہ سروری کہ بہنگام گنج بخشی او
نسیم گلشن خلقش چو محفل آراید
بعہد او نخزد کارگاہ اکسون باف

سخن بدر کند و بنگہ سوی دیوار
سر سجود من و آستانۂ دربار
بود بفکر چہ تعمیر پیراستہ کار
ہجوم سنبل و گل چون ثوابت و سیار
اساس ہیئت شمار و طبیعت اشعار
مگر تعلق دل شد بابروے و ادار
کہ مثل سایہ شوم سجدہ ریز تا دیوار
کہ دستگاہ فروشم چو ساغر سنجار
چنانکہ خامۂ دستور در گشائش کار
گذارد از عرق شرم بر گوہر بار
زمانہ ناز فرو شد با ہوان تتار
شعاع دیدۂ خورشید را بقیمت تار

سفرنامہ کو مختصراً لکہتا ہون ہو ہذا

صبح صادق کا مولف صاحب ترجمہ اپنی مولفہ تاریخ مین لکہتا ہے کہ اسی زمانہ مین مولانا محمد صوفی سورت مین وارد ہوے میرے والد ماجد سے ملے دونون باہم نہایت محبت والفت تہی۔ مولانا صوفی مشاہیر علما سے تہے صوفی مشرب تندخو سخت گو کسی سے ملتے جلتے نہین تہے۔ عہد اکبری سے ہند مین سکونت پذیر تہے اور گجرات کو وطن بنا لیا تہا مدت تک اسی ملک مین رہے ۱۰۳۴ سنہ ہجری مین جہانگیر بادشاہ نے آپکو بلایا آپ حسب الحکم لاہور روانہ ہوئے راہ مین فوت ہو گئے۔ مجکو آپسے نیاز حاصل تہا مین نے آپکی وفات کی تاریخ لکہی ؎

بہر سال وفات او گفتم   رفتہ ملا محمد صوفی
۱۰۳۴

من اشعارہ

مرا بوقت جدائی دوست مردن بہ   کہ زندہ باشم و بے دوست بنگرم جا را
نمی ماند این بادہ اصلاً آب   تو گوئی کہ حل کردہ اند آفتاب

صادق صاحب ترجمہ لکہتا ہے کہ ۱۰۲۶ سنہ ہجری مین میرے والد ماجد شاہجہان بادشاہ کی درگاہ سے رخصت ہوئے مین اسوقت برہانپور مین پہنچا اور ۱۰۲۷ سنہ ہجری مین احمدنگر دکن مین آیا۔ پہر احمدنگر سے مالوہ مین والد ماجد کی خدمت مین واپس آیا پہر والد نے سلطان پرویز کی ملازمت کا عزم کیا۔ اور شاہزادہ اسوقت الہ آباد مین تہا۔ مین بہی والد کے ہمراہ وہان گیا وہان سید محمد لاہجی کو دیکہا۔ سید حکیم و شاعر خوش نویس و مصنف تہا۔ ابتدا مین رسمی تخلص کرتا تہا۔ جب ہندوستان مین آیا اسوقت فغفور تخلص اختیار کیا۔ آخر عمر تک شاہزادے پرویز کی ملازمت مین رہا۔ آخر ۱۰۲۸ سنہ ہجری مین

اور تاریخ دانی مین مورخ محقق آپنے ایک تاریخ بسیط مسمی بہ صبح صادق تالیف کی ہے
تاریخ چار جلدون پر شامل ہے تاریخ مذکور کے خاتمہ مین آپنے سیر و سیاحت اور شعرا و علما
کی ملاقات اور اُن کے حالات کا مختصر تذکرہ لکھا ہے چونکہ تذکرہ دلچسپ ہے۔ لہذا فقیر
مولف ذیل مین بجنسہ گزارش کرتا ہے کہ ناظرین مطالعہ سے لطف و مزہ پائین۔
آپ صاحب دیوان ہین۔ فقیر کو آپکا دیوان دستیاب نہین ہوا صرف ایک رباعی
دستیاب ہوی **ھو ھذا**

سوئے میخانہ بتائید جنون خواہم رفت | باز از عالم اسباب برون خواہم رفت
تا درین بادیہ جز اشک ندید دست کسے | آہ خواہم شد و از اشک فزون خواہم رفت

مجھے آپکی رحلت کی تاریخ نہین ملی۔ یہہ بزرگ گیاروین صدی ہجری مین زندہ تھے
گیاروین صدی کے آخر یا بارہوین صدی کے شروع مین عالم فانی سے ملک
جاودانی کے طرف رحلت کی۔
گل رعنا کے مولف نے لکھا کہ آپکے والد ماجد بندر سورت مین عبد الرحیم خانخانان
کیطرف سے نیابتاً مقرر تھے۔ بندر مذکور کا انتظام عمدہ طرح سے انجام دیتے تھے۔
پس ۱۰۲۱ سنہ ہجری مین نوکری ترک کرکے احمد آباد گجرات مین آئے ایک سال تک
بسر کرکے ۱۰۲۲ سنہ ہجری مین شاہجہان بادشاہ کی خدمت مین پہنچے۔ جب ۱۰۲۳ سنہ ہجری
مین بندر سورت شاہجہان کی جاگیر مین مقرر ہوا تو آپکے والد بندر مذکور بھیجے گئے
وہان کا انتظام کل آپ کے والد کے تفویض ہوا سفید و سیاہ کے مختار کل تھے
سپاہ و عہدہ داران بندر کی بحالی و برطرفی آپ کے دست قدرت مین تھی دو سال
تک امور مفوضہ کے انتظام مین ہمہ تن مصروف رہے انتہی کلامہ۔ اب مین آپکے

پٹنہ مین آیا۔ وہان دیرتک قیام پذیر رہا۔ پہر وہان سے بارادہ بیت اللہ راہی ہوا
گیا۔ من اشعارہ

ازبس بر آستان تو شبہا فتادہ ام چون نقش پائے خویش ز پا فتادہ ام
چون سایہ فتادہ بالائے دلبرم اے دوستان ز عالم بالا فتادہ ام

حکیم عارف لاہجی اکثر میرے والد ماجد کے پاس آمد و رفت کرتا تہا۔ وہ مشاہیر شعرائے
زمانہ سے تہا اکبری عہد مین وطن مالوفہ سے ہند مین آیا تہا۔ چند مدت جہانگیر بادشاہ
کی خدمت مین بہی بسر کیا۔ آخر پٹنہ مین سکونت پذیر ہو گیا تہا۔ مین نے آپ کو
سنہ ۱۰۳۱ ہجری مین دیکہا تہا۔ شاعر ماہر و بد اعتقاد تہا۔ سنہ ۱۰۳۵ ہجری مین ملک
بنگالہ مین فوت ہوا۔ من اشعارہ

دوش ورا ندازِ زلف یار گرفتن بر من آسان نمود مار گرفتن
جام بکف گیر و ز آفتاب بیاموز راہ سر تیغ کوہسار گرفتن

پہر مین حکیم مولانا نادم گیلانی سے ملاوہ عازم ایران تہا۔ میرے والد کے
پاس ملنے کیلئے آیا تہا مشاہیر شعرائے زمانہ سے تہا۔ اولاً وطن سے دکن مین
آیا تہا۔ پہر دکن سے پٹنہ مین پہنچا۔ چند مدت کے بعد پٹنہ سے اصلی وطن گیلان کو
روانہ ہوا۔ من اشعارہ

ہرگز این طفل مزاجے نرود از خاطر گر تا بوت روم شوخی گہوارہ کنم

اُنہین ایام مین میرزا قاسم امامی اصفہانی بہی پٹنہ مین وارد ہوا۔ لطیف الطبع تہا
فن موسیقی مین مہارت کامل رکہتا تہا۔ اور شاعری مین اُستاد مانا جاتا تہا۔ ہبرجی
تخلص کرتا تہا۔ چند روز کے بعد فوت ہوا۔ میرے والد کے دوستون سے تہا۔ اسی زمانہ مین

شہر الہ آباد مین فوت ہوا۔ ان کے نتائج طبع مدون ہین۔ ~~~

فلک دیگر بکام زند در وآشام میگردد　　عسس گو خواب رحمت کن کہ امشب جام میگردد

سر شوریدہ را بسامان نتوان باز آورد　　این نہ دستار پریشانست کہ از سر بندند

پہر مین شہر مذکور مین شیخ شاہ محمد جونپوری کی خدمت مین پہنچا۔ تبرکاً کافیہ شاہ صاحب سے پڑہی۔ بعد ازان شاہ صاحب جونپور گئے۔ درس و تدریس مین مشغول ہوئے ۱۰۳۲ سنہ مین فوت ہوئے۔ پہر مین سنہ مذکورہ مین حکیم ہمام گیلانی کی خدمت مین پہنچا۔ وہ شاہزادے کے امرائے اکابر سے تہا۔ صاحب دیوان ہے۔ من اشعارہ

پاسبان شیشۂ دل باش اے غافل ز سنگ　　یار سنگین دل فلاخن وار دارد دل ز سنگ

پہر ایک سال نہین گذرا تہا کہ میرے والد ماجد حسب الحکم شاہزادہ دیوان خالصہ ہوئے ۱۰۲۹ سنہ ہجری مین پٹنہ و بہار شاہی گماشتون کے سپرد ہوا والد کے ہمراہ وہان گیا اسوقت میرے دل مین طالب علمی کا شوق موجزن تہا۔ وہان مولانا میر معز الدین یزدی و مولانا عبد الشکور کی خدمت مین کتب متداولہ پڑہتا رہا۔ مولانا شاہزادے کے ہمرکاب تہے ۱۰۳۵ سنہ ہجری مین ایک بد معاش کے ہاتہہ سے قتل ہوئے۔ من اشعارہ

وحی کہ جان دمد ببدن نغمہ نی ست　　آبے کہ خاک بر سر آتش کند می ست

مین چار سال تک پٹنہ مین رہا۔ اُن دنونمین مین مولانا محمد حسین کشمیری کے خدمت مین مطالعہ و مباحثہ کتب مین مصروف رہتا تہا۔ مولانا منقولات مین مہارت کاملہ رکہتے تہے۔ مدت تک پٹنہ مین خدمت فتائی و تدریس مین مشغول رہے۔ آخر ۱۰۳۵ سنہ مین فوت ہوئے۔ اور مین اسی زمانہ مین مولانا محمد حسین قزوینی تخلص سیرتی سے خط کی مشق کرتا تہا۔ سیرتی شاہزادے کی ملازمت مین تہا۔ شاہزادے کے بعد بنگالہ سے

محمد فصل و سال او چہار ست   علی زان فصلہا فصل بہار ست

احمد میرے والد کے دوستون سے احمد بیگ صفہانی تہا۔ مین نے اسکو بنگالہ مین دیکہا تہا۔ فی الحال بارگاہ شاہی مین ہے طبع درست و موزون رکہتا ہے

	من اشعارہ	

گل شگفت و گل عذاران و رفتند در گشت باغ   روز روز بلبل ست و نخت نخت باغبان

اور انہیں ایام مین باقیا شاعر جو مشاہیر شعرا سے آیا۔ پہر پٹنہ سے جونپور گیا۔ مین اس سے دو نون مقام مین ملا ہون۔ شعر گوئی مین عمدہ سلیقہ و ملکہ رکہتا تہا اور فن موسیقی مین بہی لیاقت و مہارت سے موصوف تہا۔ شاہزادے پرویز کی خدمت مین چند روز رہا۔ کچہہ فروغ نہین پایا۔ جونپور سے بنارس مین آیا۔ اور یہان سکونت پذیر ہو گیا۔ جب صاحب قران پٹنہ مین پہنچا اسوقت بادشاہ کی خدمت مین آیا۔ عنایت سے سرفراز ہوا۔ جب بادشاہی لشکر دکن روانہ ہوا اسوقت بنارس مین مراجعت کی۔ بنارس مین صاحب قران کی تخت نشینی تک سکونت پذیر رہا۔ جلوس کے وقت بارگاہ شاہی مین پہنچا۔ مراحم سلطانی سے سرفراز ہوا۔ آخر رخصت لیکر ایران چلا گیا۔ صادق صاحب ترجمہ لکہتا ہے کہ فی الحال سنا جاتا ہے کہ حج سے فارغ ہو کر وطن مالوفہ ایران پہنچ گیا۔ من اشعارہ

یار ہشیار آمد و از صحبت ما مست رفت   حیف چون عمری کہ در غم بگذرد از دست رفت

اور پٹنہ مین ایک بزرگ جنکا نام سلطان محمد اور زاہدی تخلص تہا قیام پذیر تہے دیوان انوری و خاقانی ہی خوب جانتے و سمجہتے تہے۔ ان کے فرزند محمد لطیف لطفی تخلص میرے دوستون سے تہے۔ خوش مزاج و لطیف الطبع تہا۔ دوستون کو

میر محمد سعید یقینی بہی فوت ہوا۔ من اشعارہ سراجی

بس در خم و پیچ سر کشیدیم چو آب ۔ نالان نالان بسے دو بدیم چو آب
چون از منزل نشان ندیدیم چو آب ۔ در آبلۂ دل آرمیدیم چو آب

اور وہان مین نے ضیائی شاعر کو بہی دیکہا۔ مدت تک پٹنہ مین سکونت پذیر رہا
پہر میر یحیی بن میر ہاشم قمی موسوی بہی وہان پہنچا۔ اکابر سادات عراق سے تہا
اولا وطن سے ہند مین وارد ہوکے کئی سال تک دکن مین بسر کیا آخر جہانگیری عہد
مین اوڑیسہ کی دیوانی و بخشی گری پر مامور ہوا تہا۔ وزارت سے معزول ہوکے
پٹنہ مین آیا تہا۔ مین نے اُسکو دیکہا۔ میرے والد کے دوستون سے تہا۔ پہر کابل
کی بخشی گری پر گیا۔ چند روز کے بعد فوت ہوا۔ من اشعارہ

آن خال سیہ نبود بر گوشۂ چشم تو ۔ افتادہ سیہ مستی در گوشۂ میخانہ خلف او
میر ہاشم کو مین نے با ایام طفلی شہر برہانپور مین دیکہا تہا۔ فی الحال درگاہ بادشاہی
مین مامور ہے من اشعارہ

ز لفش زدوسو گوئے رنج ز ایمان ربست ۔ از یکطرف آمد خط و گو راز میان برد

شہر پٹنہ مین سکونت پذیر تہا۔ والد کے دوستون سے تہا۔

اور میرزا ابراہیم حسین کابلی جو لطیف المزاج و مجسم خلاق تہا۔ دیری تخلص کرتا تہا
شاہزادہ پرویز کی ملازمت مین زندگی بسر کرتا رہا۔ خوشنجر خان خطاب پایا تہا
شاہزادے کی وفات کے بعد صاحب قران کی خدمت مین آیا۔ مرحمت خان
خطاب پایا۔ آخر سنہ ۱۰۴۰ ہجری مین فوت ہوا۔ من اشعارہ

پوشند ہمیشہ مصحف رو را ز چشم من ۔ ز انسان کہ روزہ بز رباران کتاب را

آخر مہابت خان کی مصاحبت مین رہا۔ جب صاحبقران آگرہ مین تخت نشین ہوا
تب یہہ قطعہ موزون کرکے عرض کیا۔ دو ہزار روپیہ صلہ پایا۔ ۵

پادشاہ زمانہ شاہجہان	خورم وشاد وکامران باشد
حکم او بر ممالک عالم	ہمچو حکم خدا روان باشد
بہر سال جلوس او گفتم	تا جہان باد در جہان باشد

پھر چند مدت ہند مین بسر کرکے مشہد مقدس گیا۔ وہان زیارت سے مشرف ہوکے مکہ معظمہ پہنچا۔ حج و زیارت سے فارغ ہوکے وطن مالوفہ پہنچا۔ مولف فقیر نے اس تذکرہ مین حکیم مسیحا کا مفصل ذکر حرف میم مین لکھا ہے۔ اگر دیکھنا منظور ہو تو وہان دیکھیئے۔ من اشعارہ

بیدوست یکدو روز صبورم کہ از فراق ‌ ‌ ‌ چون شاخ نو بریدہ ندارم خبر ہنوز
اے ملائک در شما آوارگی می افکند ‌ ‌ ‌ کوکب بخت مرا از آسمان بیرون کنید

پھر مین بنارس سے والد کے ہمراہ پٹنہ مین پہنچ کے جونپور مین واپس آیا۔ اور وہان شیخ محمد افضل جونپوری جو اکابر علما سے تھے مستفید ہوا۔ فن ریاضی مین استعداد کامل حاصل کیا۔ شیخ موصوف مجرد مرد صالح و متقی تھے۔ اور شیخ محمود نبیرہ شیخ شاہ محمد کی خدمت مین رہتے تھے۔ مین آپ سے اکبرآباد مین بھی مشرف ہوا تھا کبھی کبھی شعر بھی موزون فرماتے تھے۔ منہ

ہر آن می کہ ندارد خمار در لب تست ‌ ‌ ‌ مدام چشم تو پیوستہ در خمار بود

نیز جونپور مین شیخ عبدالعزیز صوفی کی خدمت مین پہنچا۔ شرف ملازمت سے مشرف ہوا۔ آپ تصوف مین کامل تھے۔ من اشعارہ

ان کے ملنے سے لطف و مزہ حاصل ہوتا تہا۔
جب ۱۰۳۴ھ ہجری مین صاحبقران نے بنگالہ مین پدر بزرگوار کی مخالفت کا علم بلند کیا حسب الحکم شاہزادہ پرویز صاحبقران کے مقابلہ کے لئے الہ آباد روانہ ہوا۔ شاہزادہ کی فوج مین ملا باقی نہاوندی ہمرکاب تہا۔ اس سے پہلے عبدالرحیم خانخانان کی خدمت مین زندگی بسر کرتا رہا۔ ماثر رحیمی اُسکی تصنیفات سے ہے۔ من اشعارہ

ما و بلبل غرض چاک سینہ میکردیم دوش | نازپرورد گلستان زخم خارے ہم نداشت
راہ بیرون شدن از زیر فلک ممکن نیست | ہر طرف مرغ قفس جلوہ کند در قفس است

میرے والد ماجد شاہزادہ پرویز کے ہمرکاب تہے۔ بمقتضائے ضرورت پٹنہ جانیکے لئے مامور ہوئے حسب الحکم جب عازم ہوئے مین جونپور سے مقام بنارس مین اُنکی خدمت مین پہنچا۔ وہان حکیم رکنا کاشی مسیحا کو دیکہا وہ ایران کے اکابر حکما و شعرا سے ہے مدت تک شاہ عباس ماضی کی خدمت مین زندگی بسر کرتا رہا۔ آخر بادشاہ سے رنجیدہ ہوا اور ایک قصیدہ کہا جسکا مطلع یہہ ہے ؎

گر فلک یک صبحدم با من گران باشد سرش | شام بیرون میروم چون آفتاب از کشورش

پہر ایران سے ہند روانہ ہوا۔ ملازمان اکبری مین داخل ہوا۔ چند مدت جہانگیر کی خدمت مین رہا پہر وہان سے برخاستہ خاطر ہو کے گولکنڈہ دکن مین آیا۔ میر مومن استرآبادی میر جملہ آپکی بازدید کے لئے آیا۔ حکیم نے بہوا شیشہ شراب کو بگمان شیشہ گلاب کے سر پر افشان کیا۔ میر بزرگ و پرہیزگار تہا۔ حکیم کی اس حرکت سے بہت ہی رنجیدہ ہوا فوراً اپنے دولتخانہ پر لوٹ آیا۔ حکیم نہایت ہی شرمندہ و نادم ہوا۔ اُسیوقت بیجاپور کا راستہ اختیار کیا۔ چند روز کے بعد بیجاپور سے پہر جہانگیر کی درگاہ مین حاضر ہوا۔

یہہ واقعہ ۱۰۳۶ سنہ ہجری مین گذرا۔ من اشعارہ

رفت پرویز شاہ در غفلت شاہ   سازد از سال فوت او آگاہ

شاہزادے کی وفات کے بعد میرے والد معزول ہو کے برہانپور آئے مین بہی چند مدت والد کے ہمرکاب رہا۔ وہان مرزا محمد حسین سبری قزوینی و مرزا محمد طاہر منیری و مرزا اسمعیل سکوتی اصفہانی سے ملاقات ہوی۔ میرزا طاہر منیری اُس زمانہ مین سخندان صاحب طبعان سے ہے۔ شروع جوانی مین وطن طالقان سے ہند مین آیا۔ دکن و لاہور و ٹہٹہ مین سیر و سیاحت کرتا رہا۔ پہر برہانپور سے اکبرآباد گیا ۱۰۴۲ سنہ ہجری مین بنگالہ پہنچا وہان اسکو کچہہ کامیابی نہین ہوئی۔ پہر پٹنہ مین آیا۔ فی الحال معلوم نہین کہان ہے۔ من اشعارہ

سیاہ گشت دلم تا لبت آہ تمام   درون من شدہ چون دود کش سیاہ تمام
زیک نگاہ بمن لاف التفات مزن   نکرد دعوی خود کس بیک گواہ تمام
بنائے صورتش با احتیاط نہاد   چنانچہ او کرد در دو ماہ تمام
ز تنگدستی و بیطاقتی منیری   نمی شود چو نگین خانہ اش پناہ تمام

میر سکوتی بہی مستعدان زمانہ سے تہا۔ اور میرے قرابتداروں سے تہا خوشنویسی مین استاد تہا۔ مدت تک دکن مین سکونت پذیر رہا۔ اسکے سننے مین آیا کہ وہ فوت ہو گیا۔ ۹

آلودہ بخونم چہ کنی تیغ نگاہت   ما را غم سر نیست ولیکن غم تیغ ست

نیئیر برہانپور مین میر قابلی گیلانی ظرفائے شعرا سے تہا۔ خوش اخلاقی و صاف دلی سے موصوف۔ من اشعارہ

ہرگز زبادہ چہرہ ما لالہ گون مباد لبریز   ہر نالہ رشک صحبت صد سالہ عشرت است

تا بر تو نظر کشودہ ام با دوست　　تیغ تو سرم بدامن افکند

آپکے برادر مولوی شیخ عبد الحکیم شعرائے زمان سے تہے۔ کبھی عطائی۔ کبھی معنوی تخلص کرتے تھے۔ میرے والد ماجد کے دوستون سے تہے۔ اب سنتا ہون کہ دونون بہائی فوت ہو گئے۔ من اشعارہ

بلب گرفتہ بطمع ازین جہان زنتم	بسان طفل کہ پستان گرفتہ خواب رود
ہر لحظہ خطش در نظرم خو بتر آمد	ہمچو خط استاد کہ بینی بتامل
سودا بسرم ہمچو پلنگ اندر کوہ	چون شیر بدریا و نہنگ اندر کوہ
دور از وطن خویش بخواری کردم	چون شیر بدریا و نہنگ اندر کوہ

اور شعرائے جونپور سے تہا۔ ملا محمد امینی کشمیری جو لطیف الطبع سے مشہور ہے۔ اور اُسکی عمر صد سال سے زیادہ تہی۔ اور وہان کے شعرا مین شادابی بہی تہا۔ فن موسیقی ہندی مین استاد کامل مانا جاتا تہا۔ من اشعارہ

نمی گردد بگرد مطلب دنیا دل دانا　　کہ شمع مردہ را برسر نگردد ہیچ پروانہ

صادق صاحب ترجمہ کہتا ہے کہ مین جونپور مین ۱۰۳۵ھ ہجری تک تحصیل علوم مین مشغول رہا۔ اور سنہ مذکورہ مین والد ماجد کی ملازمت کے لئے عازم دکن ہوا اور لاجونپور سے اکبرآباد اور وہان سے برہانپور مین پہنچا۔ اُسوقت میرے والد حسب الحکم شاہزادہ برار کے انتظام کے لئے ایلچپور برار مین گئے تھے۔ مین برہانپور سے ایلچپور مین آیا اور والد کی ملازمت سے مشرف ہوا۔ بمقتضائے جوانی ایک سال تک برار مین سیر و شکار کرتا رہا۔ اور مذاکرہ علم سے دور تہا۔ اسی عہد مین شاہزادہ پرویز نے عالم فانی سے ملک جاودانی کیطرف رحلت کی۔ مین نے آپکے رحلت کی تاریخ کہی۔

شهر عنبر نسیم مشک سرشت | آب او برده آب جوئے بهشت
خاک آن بقعه مشک اذفر بود | راستی آن بنائے عنبر بود
همه در و قصر آسمان مانند | سایه بر زا برو پایه بر او بلند
ساکنانش ملک به نیکوئی | بزمین آمد آسمان گوئی
روز دیگر شدم ازان منزل | آب در دیده آتشے در دل
شهرے آمد به پیش من در راه | قلعه اش بر فلک زده خرگاه
قلعه سر فراز همچو فلک | ساکنانش شنیده ذکر ملک
قلعه داران فزون تر از انجم | فکر اختر شمر در ایشان گم
اطلس چرخ تنگ بر تن او | شمع خورشید زیر دامن او
تیغ او پاسبان خرمن ماه | دست گردون ز دامنش کوتاه
نام آن شهر و قلعه پرسیدم | ز یکے دیو گیر بشنیدم
دیگرے گفت این صبا باشد | اینچنین شهر در کجا باشد
دیگرے گفت دولت آباد ست | شاه جم دولت در و شاد ست
شهریار دکن نظام الملک | مالک صف شکن نظام الملک

گلزار عنا کے مؤلف نے لکھا کہ شہر کرکی بہردو کاف تازی سے اورنگ آباد مراد
ہے۔ تاریخ صبح صادق کے مؤلف صاحب ترجمہ کے زمانہ کے بعد اورنگ زیب
عالمگیر نے اپنے نام سے اورنگ آباد آباد کیا۔ اولاً اس آبادی کو کرکی کہتے تھے منسوب
بکرک بفتحتین بمعنی سنگلاخ۔ چونکہ اس آبادی کی زمین تمام سنگلاخ تھی۔ ملک عنبر
نے اس زمین کرک میں شہر موسوم بہ کرکی آباد کیا۔ اور اس میں عمارات عالیہ بنا کیا۔ تھی کلا

جام عشرت ما جز بخون مباد　　خالی نئی ز نغمۂ این ارغنون مباد

اور شہر مذکور مین میرزا علی قلی بہی تہا۔ اسکا باپ سلیمان خلیفہ امرائے شاہ طہماسپ صفوی سے تہا ازبکون کے معرکہ مین مقتول ہوا۔ میرزا لطیف الطبع تہا۔ من اشعارہ

بسیار طول ایم ازین عمر ندانیم　　کاسائش ما در دم تیغ کہ نہفتہ است

بعد ازان مین چندروز برہانپور مین مقیم رہا۔ خانجہان لودی حاکم برہانپور نے میرے والد ماجد کی جاگیر ضبط کرلی سیاہ مرلاچاری میرے والد نے دربار جہانگیری کا ارادہ کیا۔ اور اکبرآباد روانہ ہوا۔ مین باقتضائے جنون جوانی اُن کی خدمت و ہمرکابی ہونے سے باز رہا۔ اور جنیر کا ارادہ کیا۔ جنیر صاحب قران ثانی کا مستقر و فرودگاہ تہا۔ اس سفر مین مجکو بیشمار مصائب و محن سہنا پڑا۔ منازل طی کرتے ہوئے۔ شہر کرکی مین جو ملک عنبر کا مستقر و دار الحکومت ہے پہنچا۔ شہر کو نہایت آباد و خوش فضا پایا۔ اور چند بزرگون کے سوا کسیکو نہین دیکہا۔ اُس شہر اور اپنی حالت کے بیان مین چند اشعار موزون کیا۔ وھو ھذہ

چون بسوئے دکن نہادم رو	سخت محنت کشیدم از ہر سو
رخت بستم ز شہر برہانپور	چون شدم منزلے ازان دور
رنج غربت اثر نمود مرا	رنج بر رنج فزود مرا
خون دلی را وزان گذرگہ تنگ	راہبر اشک و آہ بیش آہنگ
تیرہ شد روز روز افروزی من	دل من تنگ تر ز روزی من
رختنم از ورود دل زیر شدہ	دلم از راہ باد گیر شدہ
چارم روز چون سپردم راہ	شہر کرکی پدید شد ناگاہ

بود کوہے بمرغزار جنیر	بر سرش قلعہ بنام سنیر
کمرش را ز لالہ پیرایہ	دامنش را زمانہ در سایہ
قلعہ اش راہ اختران میزد	تیغ بر ساق آسمان میزد
کمرش را بر آسمان تقدیم	تن جوزا ز تیغ او بدو نیم

یہ مین شاہجہانی لشکر مین روزنامچہ نویسی پر مامور ہوا۔ آن ایام مین ملازمان درگاہ جہان پناہ سے ملازمت و مجالست کا اتفاق ہوتا تہا۔ از انجملہ قیصر بیگ شیرازی ہے۔ لطیف الطبع و خوش اخلاقی سے موصوف ہے۔ درگاہ والا مین حاضر رہتا ہے۔ من ۲ اشعارہ

قطرہ دریا می شود ہر کہ بدریا میرود زیر دستان را نوازش کس نہ از دریا کرد

دوم ملا صبحی ہمدانی ہے وہ مہابت خان کی خدمت مین زندگی بسر کرتا تہا۔ لیکن متوہم ہوکے فرار ہوا۔ اور صاحبقران کی خدمت مین آیا۔ اُس زمانہ تک ہمرکاب رہا کہ خانجہان افغان و فتنہ و ہنگامہ گرم ہوا۔ آخر افغانی فتنہ مین مقتول ہوا صن ۱۰۳۹ھ

ہر کہ نوشتی برات روزی ما را ہیچ نگفتیم چرخ بیسروپا را

عنایت اللہ بن خواجہ ولی منشی صاحبقران نے فصیحی کے حق مین یہہ بیت کہی

چو شمع آو یختہ ہر موے صبحی خورد چربی و مالد دست بر سر

جب جنیر مین یہہ خبر پہنچی کہ ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور فوت ہوا۔ اسکا لڑکا محمود شاہ مسند نشین ہوا۔ صاحب قران نے اسلام خان کو تعزیت و تہنیت کیلیے بہیجا۔ مین بہی ہمرکاب تہا جب ہم بیجاپور مین پہنچے۔ مین نے وہان باقر خوردہ کاشی کو دیکہا۔ شعرا زمان سے تہا۔ عادلشاہ کی مقاربت مین رہتا تہا۔ بعد ازان

فقیر مولف نے تاریخ جنیر مین دیکہا - کہ مولف جنیری لکہتا ہے کہ ملک عنبر جب نظام الملک بحری کی ریاست سے قطع تعلق کرکے بیجاپور مین چندروز عادلشاہی دربار مین رہا لیکن وہان اُسکو کامیابی کامل نہین ہوئی - مع جمعیت عبید حبشیہ وکنیہ وہان سے برخاستہ خاطر ہوکے دولت آباد آیا اور اُسکو اپنا مستقر بنایا - ایکروز بطریق سیر وشکار اُس میدان پرفضا جہان شہر کرکی آباد کیا تہا آیا - اور وہان خیمہ وخرگاہ قائم کیا چندروز شکار و سیر مین مصروف رہا - اس مقام کی سیرابی وشادابی دیکہہ کے بہت محظوظ ہوا - مقربین ویاران ہم جلسہ سے کہا اگر یہان ایک شہر آباد کیا جائے تو نہایت ہی آرام وآسائش کا سبب ہوگا - یاران جلسہ نے ملک معہ صوف کی راے سے اتفاق کیا - اور اصرار سے عرض کیا کہ ضرور آباد کرنا چاہئیے - پس ملک نے جس مقام مین اپنا خرگاہ قائم کیا تہا وہان شہر کی بنیاد رکہی - اور اسکا نام خرگاہی رکہا - کثرت استعمال سے خرگاہی کا مخفف خرگہی ہوا - پہر عوام الناس کے استعمال سے خرگہی کا کرکی و کہرکی ہوا - انتہی کلامہ

مولف صبح صادق صاحب ترجمہ لکہتا ہے کہ پہر مین دولت آباد سے مع النجبر والعافیہ جنیر مستقر وفرودگاہ صاحب قرانی مین پہنچا - اُسوقت میر عبدالسلام خان مشہدی مخاطب باسلام خان نے جو صاحب قران کا مصاحب وسپاہ و فوج کا بخشی تہا میرے حال پر مہربانی کی اور مجہکو بادشاہی ملازمین مین شریک فرمایا - شہر جنیر خوش نما وخوش وضع تہا لیکن ویران وخراب ہورہا تہا - چنانچہ مین نے اسکی صفت مین کہا

شعر
شہر دیدم خراب چون دل ریش | یاد م آمد دیار و منزل خویش
شہرے از مردمش پریشان تر | دل مردم ز شہر ویران تر

بزرگان زمانہ سے تہا۔ طلب علوم مین مشغول تہا۔ روحی کی طبیعت خاص ریاضی سے زیادہ مناسب تہی۔ علم ریاضی کی تکمیل کے لئے دور دراز کے بلاد مین سفر کیا۔ ہر گوشہ سے توشہ اور ہر خرمن سے خوشہ حاصل کیا۔ میرے حال پر بہت مہربان تہا۔ اکبر آباد سے بہرائچ مین پہنچا مین نے اسکو بہرائچ مین ہی دیکہا۔ پہر وہ اعظم خان کے عہد مین بنگالہ مین گیا۔ مین بہی وہان انکی خدمت مین پہنچا۔ سخندانی و شعرگوئی سے اسکی طبیعت مناسب تہی۔ خوب کہتا تہا۔ **من اشعارہ**

الٰہی رشتۂ شوقم بکف دہ	ہوس را بر جگر داغ تلف نہ
تنم را خاک فرسا کن ز پستی	سرم را بندہ زانو پرستی
امیدم را بکف دامان غم دہ	تمنا را تمنائے عدم دہ
ندارم پائے ہمت جز بدامان	مدہ دستم مگر بہر گریبان

نیز اکبر آباد مین علی آصفی سالک کو دیکہا۔ ذکی الطبع و خوش وضع تہا۔ اسلام خان مشہدی کی خدمت مین زندگی بسر کرتا تہا۔ **من اشعارہ**

پادشاہیم بر سریر سخن + صفحۂ شعر ما قلمرو ماست
گاہ در چشم ہست و گہ بر رو وگہ بر آستین + از پریشان اختلاطیہائے اشک خود ترم

خلاصہ کلام یہہ ہے کہ مین چند روز اکبر آباد مین سکونت پذیر رہا پہر مین نے حسب الحکم بادشاہ بنگالہ مین جاگیر پائی۔ اور وہان کا ارادہ کیا۔ اور قنوج کے رستہ سے بہرائچ مین آیا۔ چند روز میر مظفر حاکم کی خدمت مین زندگی بسر کی۔ بہرائچ صوبۂ اودہ مین ایک شہر بزرگ ہے وہان سالار مسعود غازی کا مزار ہے۔ آپ سلطان محمود غزنوی کے خویشون سے تہے۔ آپ کی شہادت ۵۵۷ھ ہجری مین

بنگالہ مین گیا۔ اور حج کا عزم کیا سنہ ۱۰۳۵ ہجری مین برہانپور شہر مین پہنچکے فوت ہوا

طول و عرض راہ عشق آغاز و انجام و بس
ہمتے از کعبہ تا بتخانہ یک گام ست و بس

برہمن زنار و زاہد سبحہ صد دانہ و است
ہر کجا پروانہ گردم دانہ و دام ست و بس

سنہ ۱۰۳۷ ہجری مین جہانگیر بادشاہ فوت ہوا۔ اس خبر کے سنتے ہی لشکر فیروزی اثر دار السلطنت کی طرف بگلانہ کی راہ سے روانہ ہوا۔ اولاً گجرات مین پہنچ کے اکبر آباد کیطرف متوجہ ہوا۔ اور وہان صاحب قران کا جلوس تجمل کے ساتہہ ہوا۔ اسلام خان حسب الحکم بیجاپور سے حضور کے طرف روانہ ہوا۔ مین اسلام خان کے ہمراہ بگلانہ کی راہ سے بندر سورت پہنچا۔ وہان ملا مونسی شاعر سے ملا ذی استعداد و خوش سیرت تہا۔ شاعری مین عمدہ سلیقہ رکہتا تہا۔ من کلامہ

بدوستی تو یک شہر دشمن است مرا
کدام را من تنہا بدست و پا افتم

پہر مین سورت سے احمد آباد گجرات مین پہنچا۔ اور وہان سکونت اختیار کی۔ تقی بلیانی سے جو شیخ اوحدی بلیانی کا نواسہ تہا ملا۔ تذکرۃ الشعرا اُسکی تالیفات سے ہے یہہ متعدد جلدون پر شامل ہے۔ من اشعارہ

تنم از غم چنان پاشید از ہم
کہ آید ہمچو گرد از جامہ بیرون

چند روز احمد آباد مین قیام کر کے اکبر آباد متوجہ ہوا۔ شہنشاہ عالیجاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا۔ اور چند روز اکبر آباد مین بسر اوقات کی۔ اُنہین ایام مین مولانا عبد اللطیف سلطانپوری سے ملاقات کی مولانا اکابر علما سے مین علوم و فنون مین ہندوستان مین کوئی انکا نظیر نہین ہے۔ محمد سعید بیگ بدخشی مولانا کے تلامذہ سے ہے۔ نیز شہر بندکور مین مولانا روح اللہ مازندرانی متخلص بہ روحی سے ملا۔

طبیعت مناسب تہی۔ کبہی کبہی شعر موزون فرماتے تہے۔ من اشعارہ

شبِ چشم تو بربستہ خود خواب کند • زلف تو بروز سیر مہتاب کند

روزِ ہمہ کس بسوئے محراب کند • جز چشم تو کو پشت بمحراب کند

امیر ابو المعالی بہی فضائل و کمالات سے موصوف تہے۔ لطف طبع و سخن فہمی مین معاصرین سے ممتاز تہے۔ بیالیس برس کی عمر مین سنہ ۱۰۴۶ ہجری مین بنگالہ مین فوت ہوئے۔ مجہہ سے آپکو زیادہ اخلاص تہا۔ آپنے از روئے محبت میری نسبت کہا ہے هو هذہ

امروز چو دید میرزا صادق را • شد سرمہ نور دیدہ عاشق را

یا رب زانجا کہ ہست لطفِ تو مبا • جز وصل نصیب عاشق صادق را

آپ کی تصانیف سے تفسیر سورۂ اخلاص۔ و رسالۂ عدالت۔ و انموذج العلوم و دیوان شعر و غیرہ ہین۔ پہر مین اسی زمانہ مین سید شاہ باقر حسینی کی ملازمت سے مشرف ہوا۔ یہ بزرگ سادات مشہد و خدام روضہ رضویہ سے تہے۔ حاصل تخلص فرماتے تہے مستقیم الرائے و عالی ہمت و بلند حوصلہ تہے۔ خوش طبع و خوش مزاج و بلند حوصلہ تہے من اشعارہ

بادیہ چو برق خندہ زنان زجہان گذشت • نتوان چو ابر بر سر دنیا گریستن

بسکہ دارم ناتوانی چون حباب خنیدہ ام • بر زمین از سایۂ خود بیشتر افتادہ ام

سحر چو شمع سیہ مست گشت دانستم • کہ ہر کہ پردہ دری کرد زود رسوا کند

ما ہیم کہ در بحر فنا ہستیم ہمہ • در کشتی عمر نا خدا ہستیم ہمہ

تا آمدہ ایم رفتہ ایم از عالم • در گوش زمانہ چون صدا ہستیم ما

بمقابلۂ ہنود واقع ہوئی۔ پہر مین جونپور مین آیا۔ اور وہان سے براہ بہت
پٹنہ مین پہنچا۔ میرے والد ماجد ایک سال اول حسب الحکم جہانگیری بنگالہ گئی تہے
چند روز پٹنہ مین گذارے۔ سنہ ۱۰۳۹ ہجری کے اوائل مین قاسم خان بموجب فرمان
شاہنشاہی بنگالہ کی حکومت پر مقرر ہوکے آیا۔ مین بہی انکی خدمت مین پہنچا۔
قاسم خان علم پرور خلیق و لطیف المزاج و آشنا پرور تہا۔ صاحبان علم و فضل کی بہت
قدر و منزلت کرتا تہا۔ اور خاص میرے ساتہہ زیادہ صحبت رکہتا تہا۔ من اشعارہٗ

نمونۂ جرس بیدلم صدا نکنم — زبس شکستہ دلم لب بخندہ وا نکنم
مرغ ہر شاخ نیم اے باغبان بالم مبند — عندلیبم سایۂ گلبن قفس باشد مرا

بالجملہ مین قاسم خان کی خدمت مین بنگالہ گیا۔ اور چند روز کے بعد راج محل مین
پہنچا۔ اور جہانگیرنگر مین قیام پذیر ہوا۔ وہان میرے والد ماجد آئے انکی قدمبوسی
سے مشرف ہوا۔ رنج سفر سے آرام پایا۔ اسی زمانہ مین سید علاء الملک برادر
ابو المعالی کی ملازمت سے مستسعد ہوا۔ سید مذکور علماء اکابر سے ہین۔ با وصاف
بزرگان اولیا موصوف ہین۔ آپکے والد ماجد علامہ میر سید نور اللہ مرعشی تہے
آپنے علم والد ماجد کی خدمت مین حاصل کیا۔ اور تکمیل کے لئے شیراز گئے
وہان کے علما سے تحصیل کے درجہ کو تکمیل پر پہنچایا۔ اور پہر شیراز سے ہند مین
مراجعت کی اور درس تدریس مین مشغول ہوا۔ فی الحال شاہزادے سلطان شجاع کی
تعلیم مین مصروف ہے۔ بادشاہ مولانا کی تعظیم و تکریم کرتا ہے میرے حال پر بیشمار
عنایت فرماتے ہین۔ آپکے تالیفات سے مہذب فی المنطق۔ و انوار الہدی
فی العلم الالہی۔ و صراط الوسط فی اثبات الواجب وغیرہا۔ شعر و شاعری سے بہی آپ کی

ہستی ما است بر رخ آئینۂ وجود	چون تیرگی دم کہ دمے ہم نیالمے
یک نقطہ بیش نیست سپہر عجوبہ کار	دین دائرہ ز نشتر عتیت دوران نماند
گفتی کہ جہان چیست نمود بے بود	حق است و بے منکر حسنش نتوان بود
مانندۂ لفظ لاست ہستی دو کون	صورت موجود و معنیش نفی وجود

اور اسی دیار مین مین نے محمد تقی دیدار کو دیکہا۔ علم تصوف مین خوب مہارت رکہتا تہا سخن سنج و سخن فہم تہا۔ واقف تخلص کرتا تہا۔ چند مدت عبدالرحیم خانخانان کی خدمت مین بسر کیا۔ صاحبقران کے اوائل عہد مین بنگالہ کی امینی پر مامور رہا جب اعظم خان بنگالہ مین آیا تب سید کو معزول و محبوس کیا۔ آخر حبس سے رہا ہوکے درگاہ والا مین گیا۔ معزز و مکرم ہوا۔ من اشعارہ

نیست فرقے درمیان خم دیر و بت پرست	رشتۂ پیوند خویشت کمتر از زنار نیست
در مجلس دوست زہر پیمانہ یکی است	آہ سحر و نعرۂ مستانہ یکی است
از مسجد و دیر حق پرستی ست غرض	گر خانہ دوتاست صاحب خانہ یکی است

نیز قاسم خان کے عہد مین مخلص حسین تبریزی بنگالہ مین بخشی گری پر مامور تہا لطف طبع سے موصوف تہا اور اسکے ہمراہ ملا سراجی بہی تہا۔ سراجی مرد کم آزار لائق تہا۔ پس مخلص اکبرآباد گیا اور وہان فوت ہوا من اشعارہ

خال تو دلرباست نگہدار خویش باش — دزدی کسے بخوبی ہندو نمی کند

اور قاسم خان کے عہد مین حسن بیگ گرامی شاعر بہی بخشی گری نوارہ پر مامور تہا شاعر پرگو و خوش سلیقہ تہا۔ من اشعارہ

ز پا افتادہ عشقت امید از چشم تر دارد — کہ آید سیل اشکے تا سرش از خاک بر دارد

چون کثرت خلق را نمودار کمیست ۔ در چشم خرد اندک و بسیار یکیست
یک خواه و یکے طلب نہ . . . . تسبیح ہزار دانہ را تا یکی است

اور انہین ایام مین مولانا محمد یزدی لاہوری کی خدمت مین باریاب ہوا۔ وہ بھی علمائے زمانہ مین برگزیدہ تہا۔ مدت تک ابو الفضل کی خدمت مین زندگی بسر کیا پہر بنگالہ گیا۔ قاسم خان والی بنگالہ سے خدمت قضا پر مامور رہا۔ اب معزول ہے نیازمند صاحب ترجمہ کو اُس بزرگ سے تلمذ ہے۔ اور آپ سب اساتذہ سے مجکو یاد مانتے تہے۔ شاعری مین مذاق کامل رکھتے تہے۔ من اشعارہ

در دل ہوس کعبہ و بتخانہ شکستیم ۔ سنگ رہ آمد و شد جانانہ شکستیم

آپکے صاحبزادے مسمی ملا عبد اللہ فضلائے زمانہ سے تہے۔ مجکو آپ سے بھی نیاز ہے۔ خط و شعر و فنون سپاہگری اور ہنرون پر قدرت کاملہ رکہتا تہا۔ راجمحل مین سلطان شجاع کی خدمت مین تہا۔ من اشعارہ

کان می نمود دعوی ہمدستی گفت ۔ دست زمانہ زین جہتش سنگسار ساخت

انہین ایام مین خواجگی محمد شریف محققی سے ملا۔ شعرائے معاصرین مین مشہور تہا آپکے والد خواجہ حسن علی شوستری تاجر کثیر المال تہے۔ آخر جونپور مین فوت ہوئے خواجگی شریف والد کے فوت ہونیکے بعد بنگالہ مین گیا۔ ابراہیم خان فتح جنگ نے آپکے حال پر بہت لطف و کرم مبذول فرمایا۔ دیوانی سے اُسکے لئے جاگیر مقرر کرائے اُسوقت سے صاحب ترجمہ اسی بنگالہ مین سکونت پذیر رہے۔ من اشعارہ

چشم نرگس کہ ندارد نغنودن کارے ۔ گوئیا رستہ ز آب مژہ بیداری
روشن دلے چو شمع درین بزم ماندہ ۔ گر تن بکاہدے و بجان در فزایدے

اور ضیاء الدین یوسف تبریزی بنگالہ مین مقیم خان ابہری دیوان کی خدمت مین
زندگی بسر کرتا تہا۔ لطیف الطبع وظریف المزاج تہا۔ چندروز بنگالہ مین بسر کر کے
اعظم خان کے عہد مین پٹنہ گیا۔ من اشعارہ

دل بیکے آتش پرست و سینۂ آتش خانہ بود | باز امشب طرفہ شورے با من دیوانہ بود

اور محمد صالح ستار تخلص تبریزی بہی مقیم خان ابہری دیوان بنگالہ کی مصاحبت مین
تہا شاعر سخن فہم و سخن دان تہا۔ من کلامہ

دل شکستۂ ما مومیائی میخواست | اگر اسیر سیہ چردہ شدیم بجاست
گلقند آفتابی آخر علاج ما کرد | رخسارہ و لب او درد مرا دوا کرد

ملا دوست محمد کشمیری شاعر لطیف الطبع و خوش خلق تہا۔ شطرنج بازی مین
مہارت کامل رکہتا تہا۔ میرزا ابو سعید نبیرۂ اعتماد الدولہ کی ملازمت مین زندگی
بسر کرتا تہا۔ قاسم خان کے فوت ہونے کے بعد فوت ہوا۔ من اشعارہ

ابروے تو مسجد جہان را محراب | اے خوے کجت نماز جان را محراب
ہر سوست نماز عارفان را محراب | گردید بگرد ما فلک خم یعنے

اور ابراہیم اصفہانی۔ آقا محمد زمان امیر بنگالہ کی خدمت مین تہا من کلامہ

از سر ہوس طرۂ دستار نہادیم | از آتش دیوانہ گل داغ جنون بس

ملا محمد جان ظریف الطبع میرزا نور اللہ کی خدمت مین بسر کرتا تہا من کلامہ

دلق فراق پوشم و بر تن در آورم | چون رشتۂ غم تو بسوزن در آورم

جہانگیر نگر مین متہرا داس نام ہندو تخلص ذکی الطبع تہا۔ من کلامہ

دیگر از آستین ما بگریخت | دست ما تا گرفت دامن دوست

نیم از و راز تو چون بوئے تو بگرد تو میگردم　　اگر بعذرے فراموشیم کنی سر در گریبان کن

اور قاسم خان کے زمانہ مین ملا درویش والہ ہروی بہی ہندوستان مین آیا۔ زکی الطبع
وسخن فہم تہا۔ میرے دوستون سے ہے۔ گہوڑے کی تعریف مین کہتا ہے بیت

پیش و بعد مسافت نبود پنداری　　کاسمان وار گرفتہ است میان بہ بغل

اور اسی عہد مین ملا وفائی ہروی بہی ہند مین آیا طبع سلیم سے موصوف تہا من اشعارہ

از ما مپوش چہرہ کہ ملبے ادب نئیم　　کوتہ تر است از مژہ ما نگاہ ما

قاسم خان کے مصاحبون سے عباسی شاعر بہی تہا۔ نہایت فصیح البیان و ملیح تہا
خان موصوف کے عہد مین فوت ہوا۔ من اشعارہ

چہ شد شکست پیالہ چہ شد نماند صراحی　　سر کدو چو بریدی صراحی ست و پیالہ

ملا حکمی شیرازی خواہرزادہ عرفی بہی قاسم خان کے ملازمین مین شریک تہا۔ چند مدت
کے بعد حیدرآباد گولکنڈہ مین آیا۔ قطب شاہ نے اسکی بڑی تعظیم و تکریم کی عیش و
عشرت سے زندگی بسر کرتا رہا۔ آخر باجل طبعی گولکنڈہ مین فوت ہوا۔ من اشعارہ

تو آن بزرگ نوائی کہ ہر کہ پرورده　　ز نعمت سر خوانت بروزگار طعام

بزیر خاک پس از مرگ ہمچو شاخ　　درخت نجویش بالد ہر استخوانش مدام

اور قاسم خان کے ملازمون مین سے میر عبدالقیوم بن سید محمد وا ہانی تہا غنی تخلص
کرتا تہا۔ شاعر سخن سنج و خوش گو تہا مولف صبح صادق صاحب ترجمہ لکہتا ہے کہ
میرے دوستون سے تہا۔ خان موصوف کی وفات کے بعد جہانگیر نگر مین فوت ہوا

دل دشمن جان بود ہلاکش کردم　　وز خنجر آہ خاک چاکش کردم
از خون جگر شستم و پاکش کردم　　در مشہد آرزو بنجاکش کردم

اسکی گرفتاری کی تاریخ کہی سے برودی ہر کمانے رازوالے است
پہر مین ہی جہانگیرنگر مین لشکر کے ساتہہ واپس آیا۔ اسوقت چراغ بیگ شاملو
سمندر تخلص جہانگیرنگر مین آیا۔ ظریف الطبع تہا۔ فن موسیقی مین خوب مہارت
رکہتا تہا۔ اسکا باپ امام قلی بیگ شاملو جہانگیری امراسے تہا۔ بنگالہ مین فوت ہوا
چراغ بیگ یہان چندروز بسر کرکے اوڑیسہ بہیجا گیا۔ پہر اسلام خان کے عہد مین
بنگالہ مین بلایا گیا۔ جاگیر سے سرفراز ہوا۔ آخر جاگیر مین فوت ہوا۔ میرے
دوستون سے تہا۔ من اشعارہ

سیل اشکم ز آتش از بسکہ طغیان میکند	چشم تا بر ہم زنم صد خانہ ویران میکند
بیک تبسم گل ز چمن بیتابی	چہ خار خار کہ در دل فتاد بلبل را

اور انہین ایام مین مین نے محسنائے شیرازی کو دیکہا۔ آقا محمد زمان کی خدمت
مین آرام سے زندگی بسر کرتا ہے حسن خط و لطف طبع سے موصوف ہے۔ مجکو موصوف
الیہ سے نیاز و ملازمت حاصل ہے۔ من اشعارہ

جز چشم سیہ کز مژہ صد رخنہ بدل کرد	با خامۂ موکش نکند نقش نگین را
تا سرو تو افکند بسر سایہ زمین را	جا تنگ شدہ از سبزہ و گل خاک نشین را
میدہم دل ز لب تو بوسی تمنا میکنم	گوہرے دارم بکف با لعل سودا می کنم

اور اسی زمانہ مین زنبیل بیگ خلخالی منشی تخلص کو جہانگیرنگر مین دیکہا۔ ملازمت
سے مشرف ہوا من اشعارہ

من بذوق اینکہ می بوسد لب جانانہ را	می کنم خندانکہ لب زد لب پیمانہ را

اور نیز شہر نذکور مین سید عبدالحی تخلص خرابی کو دیکہا۔ حسین شاہ والی بنگالہ کے

چون دولا ہم زعیسیٰ پرفن — سر در چاہ ورسن بگروند
ہوئے اتفاق سے خانزمان بن مہابت خان ناظم بنگالہ نے اسکو قید کیا۔ قید خانہ
سے ایک غزل حکیم رکنا مسیحا کے پاس بہیجی۔ اور رہائی کی بابت سفارش کی
خواست کی۔ مسیحا کی سفارش سے رہائی پائی۔ غزل یہہ ہے۔

منم کہ رساند حکیم رکنا را	ز درد من کہ خبر میدہد مسیحا را
منم فتادہ بدام بلا بجرم سخن	سخن اسیر قفس کرد مرغ گویا را
شفاعت من کافر مگر مسیح کند	کہ با مسیح تولا بود نصاری را

صادق صاحب ترجمہ صبح صادق مین لکہتا ہے کہ مین قاسم خان کے عہد مین
بخشی گری سرحد بنگالہ پر مامور ہوا۔ وہان کی حکومت پر میرزا خان بن شاہنواز خان
بن عبدالرحیم خانخانان حاکم تہا۔ چند مدت میرزا خان کے سایۂ عاطفت مین
بسر کیا۔ میرزا کے معزول ہونیکے بعد جہانگیرنگر مین واپس آیا۔ اُسوقت خواجہ کمال
افغانی نے جورؔسا بنگالہ سے تہا بغاوت اختیار کی۔ قاسم خان سنے اپنے فرزند
کو مع جمعیت و امرائے ریاست باغی کی تنبیہ کیلئے بہیجا۔ اور مجکو سپاہ کی بخشی گری پر
مقرر فرمایا۔ لشکر مین محمد منعم نام شاعر خوش طبع آقا محمد زمان کی خدمت و مصاحبت
مین تہا من اشعارہ

بسکہ بر تن خصمت نشستہ بہم تیغ	گمان برند کہ پوشیدہ دشمنت جوشن
مطرب با کہ بلب فتنہ می نوشان ہست	نے جدا از لب وکوچہ خاموشان ہست

جب لشکر خواجہ کمال کے مستقر پر پہنچا عجز و انکساری سے پیش آیا۔ امرا کی خدمت مین
حاضر ہوگیا۔ گرفتار کرکے جہانگیرنگر مین لائے۔ محبوس کیا گیا۔ بیگر شاہ با قرنے

جان ندہندش بصد بزم حریفان	تا نبری سر بہ تیغ تیز کدو را
بکشائے دلیرانہ کمینی بر چشم	بکشا زر خون دل مینی بر چشم
اے دردکشان شراب در شیشہ کنید	از بہر دل خراب در شیشہ کنید
از بیم خمار می طپد در بر دل	گر نیست شراب آب در شیشہ کنید

صادق صاحب ترجمہ لکہتا ہے کہ ہم چار بہائی حقیقی تہے۔ ایک محمد تقی ایران مین یا تہا۔ مین اور محمد سعید و محمد جعفر ہر سہ برادر باپ کے ساتہہ ہندوستان مین آئے۔ محمد سعید طبع لطیف سے موصوف تہا اور دوسرے بہائی بہی لیاقت و فضیلت سے معرا نہین تہے۔ من کلام محمد السعید

گوئی جام شاہ زبس گشت روز رزم	آراستہ است بہر جو دش طیور خوان
زین پس ہمائے طعمہ خود بر ہوا خورد	از بس فتادہ بر سر یکدیگر استخوان

والد ماجد کے فوت ہونیکے بعد ہم پر بیشمار مصیبتین نازل ہوئین۔ و بمطالبات سلطانی گرفتار ہوئے قریب تہا کہ قید خانہ مین بہیجے جائین۔ لیکن آقا میر علی ہمدانی بخشی نے میری حمایت کی اور مجکو اور میرے بہائیونکو اپنی حفاظت مین رکہا۔ آخر اسلام خان مشہدی بنگالہ کی حکومت پر مامور ہوکے آیا۔ مین نہایت شوق سے استقبال کیلئے روانہ ہوا۔ بمقام منگیر مین شرف خدمت سے مشرف ہوا۔ خان صوف نے بدستور سابق عنایات قدیمانہ سے سرفراز فرمایا۔ پس خان موصوف کے ساتہہ جہانگیر نگر مین آیا۔ جو کچہہ امید رکہتا تہا اسکا خلاف پایا۔ مدت کے بعد مختصر جاگیر سے ممتاز ہوا۔ اسی مصیبت و پریشانی کے زمانہ مین محمد قلی سلیم تخلص کو جو اسلام خان کے خدمت مین بسر کرتا تہا۔ شعرا زمانہ تہا جہانگیر نگر مین دیکہا وہ

احفاد سے ہے پریشان حال و پراگندہ بال تہا۔ اسکا کلام لطف و مزے سے خالی نہین منہ

دل خوشہ خوشہ از تف غم شد ازانکہ من	ہیچو کف ندارم از ابنای روزگار
ہمہ عالم اگر خیاط گردد	گریبان خرابی چاک گردد

خرابی چند روز کے بعد اس عالم خراب سے عالم آباد بقا کی طرف روانہ ہوا۔
پس جب قاسم خان نے سنہ ۱۰۴۲ ہجری مین رحلت کی۔ اسکی جگہ اعظم خان ساوجی جو میر جعفر ساوجی وزیر شاہ طہماسب صفوی حکومت بنگالہ پر مقرر ہوا پس مین ساوجی کے عہد مین میر علاء الدولہ مرعشی شوشتری کی صحبت مین مشرف ہوا۔ علاء الدولہ ہیچو برادران میر علاء الملک و امیر ابو المعالی صفات حمیدہ سے موصوف تہا۔ شعر و شاعری کا فریفتہ تہا۔ من کلامہ

میان سروقدان قامت ترا خوش کرد	زمانہ مصرع موزونی انتخاب کردہ

اور اسی عہد مین میر معصوم کاشی بن میر حیدر معمائی و برادر میر سنجر کو دیکہا۔ وہ بہی شعرا مین فرد فرید تہا۔ خوش صحبت و آشنا پرور تہا۔ من کلامہ

مجنون سنجاک رفتہ و موران ز نقش پا	بر تربتش نشان سلاسل نہادہ اند
کفر بی دردسری نیست چنین معلوم	بت پرستان ہمہ صندل بہ جبین می مالند

پس اعظم خان ساوجی کے عہد مین میرے والد ماجد محمد صالح اصفہانی بتاریخ دہم شوال سنہ ۱۰۴۳ ہجری اس دار ناپائدار سے عالم بقا کو روانہ ہوئے۔ آپ بہی شاعر پرگو تہے۔ من ۲ اشعارہ

موج اشکم چون بغل بکشاد ہیچو گفت بس	چون بخود پیچیدم از اندیشہ گردون گفت بس
ما و بخت بد مین و او ہی باید کسے	خاک میکردیم بر سر کہ ہامون گفت بس

تا بود در درون بحر ماہی زندہ		موجش از بحر کے بساحل اندا حنت

پس نہین ایام مین کوچ و آشام کے زمینداروں سنے بغاوت شروع کی - ملک مین فتنہ برپا ہوا - اس ہنگامہ فتنہ مین عبدالسلام حاکم کوچ قید کیا گیا - اسلام خان نے اپنے بھائی میرزین الدین علی خان کو مع لشکر عظیم ان کی تنبیہ و تادیب کے لئے بہیجا - مولف صبح صادق صاحب ترجمہ لکہتا ہے کہ مین بہی جاگیر کو ترک کر کے با حالت تباہ کوچ کے طرف روانہ ہوا - لشکر ظفر اثر مین لاحق ہو گیا - میرزین الدین علیخان نے میرے حال پر بہت شفقت و مہربانی کی - چار مہینہ تک میر کے ہمرکاب رہا آرام سے بسر کرتا تہا - اسی لشکر مین عبدالرحیم بن عنایت اللہ ابیوردی کو دیکہا لطف طبع و حسن خط سے موصوف تہا صیدی تخلص کرتا تہا - من اشعارہ

پیچش زلف تو در دام کشد عنقا را		مژہ تیر تو بر سینہ زند دلہا را
وحشیانش ہمہ از چشمہ دل آب خورند		جگر شیر بود آہوئے این صحرا را

جب برشکال کا موسم شروع ہو گیا - اور سپاہ کا کوچ کرنا مشکل و دشوار رہا - تب مجکو میرزین الدین علیخان نے جہانگیر نگر بہیجا - تا کہ اپنے کاروبار ضروری کو انجام دیکر لشکر ظفر اثر کے لاحق ہو جاؤن پس مین جہانگیر نگر مین آیا - اور اسلام خان کی ملازمت سے مشرف ہوا - خان موصوف سے ابتدا مین عنایت و لطف بے اندازہ دیکہا لیکن آخر مین بوجہ برعکس ابتدا پایا - روز بروز بیتوجہی دیکہتا تہا - بامر مجبوری چار نا چار گزارتا تہا - اسی زمانہ مین میرزا محمد حسین حسینی مشہدی اس ملک مین وارد ہوا - مین اسکی ملازمت سے مشرف ہوا - یہ بزرگ خراسان کے اکابر سادات و امرائے زمان سے ہے آپکے بزرگان سلف سے میر حسین خان نے خرس مین حکمرانی

طبقہ اتراک سے ہے۔ مقام طرشت ری اسکا مولد ہے۔ لطیف الطبع و سلیم المزاج تہا امیرانہ شان سے رہتا تہا۔ من اشعارہ

تا چند دیر و کعبہ مخوان این فسانہ را	ہمچون کمان حلقہ یکے کن دو خانہ را
ماتم دستورا ینجہان خراب	گریہ مست و خندہ یکی ست
گر زمین از جاروے آزادگان را پاک نیست	ہمچو نخل موم ما را نشئہ در خاک نیست
شب و صالے اگر روز کردہ دانی	کہ آفتاب قیامت ستارہ صبح است
نخورند در گلستان گل و لالہ آب بیتو	بگلوے شیشہ می نرود شراب بیتو
ہنر از خصم جدل ما شدہ از من عیب است	چون رگ لعل ز دانا رگ گردن عیب است
مرا معانی کوتاہ دلپسند بود نباشد	چو گوش گر شنوا سخن بلند بود نباشد

اور اسی زمانہ مین میر رضی بن ابو تراب مشہدی بنگالہ آیا۔ عالم فاضل و شاعر کامل تہا چند روز یہان رہا پہر ایران چلا گیا۔ دانش تخلص کرتا تہا۔ فقیر مولف نے حرف دال مین آپکا ذکر لکہا ہے۔ من اشعارہ

بر سرم آمد و لے بسیار زود از من گذشت	دولت تیزی کہ میگویند شمشیر تو بود

محمد شریف طالقانی اسلام خان کے ساتہ تہا۔ شریف الطبع و لطیف المزاج تہا بنگالہ سے اسلام خان کے ہمراہ دکن مین گیا۔ اور وہان فوت ہوا منہ

زاہد نخوری بادہ کہ مستی دارد	مستی دارد ہر آنچہ ہستی دارد

اور مین نے اسلام خان کے عہد مین میرزا شاہ باقر واجدی شیرازی کو دیکہا۔ خوش طبع و شیرین زبان تہا خوش اخلاق و دوست پرست تہا۔ منہ

عاشق تا جان نہ در پردہ جانانہ باخت	کے منزل اصل عشق را او می ساخت

ہمرہ عشق زسر قد جنون خواہم رفت	ہمچو ہوش از سر دیوانہ برون خواہم رفت

من اشعارہ

دہر لغزش نگہ مردان خدا ست	موسی اینجا بعصا میگردد
ہیچ دل نیست کہ سرگرم دل افروزی نیست	رنگ خاکستری فاختہ بے سوزی نیست

پہر میں اسلام خان کے عہد میں خواجہ سعدالدین محمد مشہدی کی ملازمت میں پہنچا آپ حسن اخلاق و محاسن صفات سے موصوف ہیں۔ آپکے والد حاجی غیاثا تجار زمانہ سے ہیں فی الحال اسی ملک میں سکونت رکھتے ہیں۔ من اشعارہ

جنس ما پامال گردید از ہجوم مشتری	ہمچو آتش سوخت ما را گرمی بازار ما
خوش آن نساان تقیدی کن چو طفلان گل	بہر جا میرسیدم خانہ بنیاد میکردم
زندہ دارد کوہکن را سرگذشت زخم او	آب حیوانے کہ می گویند آب تیشہ است

جب میری نسبت اسلام خان کی بی توجہی اندازہ سے زیادہ ہوئی۔ اسی بے توجہی کے عہد میں کسی بدمعاش نے خان موصوف سے میری شکایت کی اور غیر واقعہ باتیں بیان کیں۔ پس نتیجہ یہ ہوا کہ میری نسبت حکم صادر ہوا کہ تہانہ سلیم آباد جاے ناچار حسب الحکم سلیم آباد میں آیا۔ تا ماہ شعبان ۱۰۴۸ھ ہجری تہانہ میں قیدی کی طرح پڑا رہا۔ پہر تہوڑے ہی زمانہ کے بعد اسلام خان معزول ہوا مجکو سلیم آباد سے بلالیا۔ مگر یہان سے جاتے وقت بہی میرے حال پر مہربانی نہیں کی۔ بلکہ جو منصب رکہتا تہا اسکو بہی کم کرکے گیا۔ خان معزول کے بعد سیف خان قزوینی برادر زادہ آصف خان میرزا جعفر بجائے عم آیا میرے حال پر نظر رحم کرکے مجکو تہانہ ادراک پور پر مقرر فرمایا انتہی سفرنامہ میرزا صادق صاحب۔ ترجمہ مولف صبح صادق۔

کرتے تھے۔ ان کے بعد حسین خان فیروز نے سرخس پر حکمرانی کی۔ اور خراسان مین اکثر کارنمایان کئے۔ آخر کسی معرکہ مین مقتول ہوا۔ مقتول نے خراسان مین ایک حوض بنا کیا تھا۔ یادگار باقی ہے اور حوض کے بنا کی تاریخ یہہ ہے ؎ دمی آب سبحور یاد حسین ❊ اور حسین خان فیروز کا بھائی میرزا یادگار حسین ہند مین آیا جہانگیر کی خدمت مین باریاب ہوا منصب مناسب سے سرفرازی پائی۔ پھر صاحب قران ثانی کے عہد مین یادگار حسین خان خطاب پایا کابل مین فوت ہوا۔ میرزا محمد حسین مذکور یادگار حسین خان کا نبیرہ ہے صاحب قران کی خدمت مین باریاب ہو کے ۱۰۴۷ ہجری بموجب فرمان شاہی بنگالہ مین پہنچا ہے فی الحال اسی ملک مین سکونت پذیر ہے۔ مولف صبح صادق صاحب ترجمہ لکھتا ہے کہ مین نے میرزا کے حق مین کہا ؎

برروئے زمین سوار چو تو نبود	دہر ہنر آشکار چو تو نبود
بر درگہ شہریار چو تو نبود	اینہا سخن است یار چو تو نبود

میرزا نے میرے حق مین کہا۔

ای آنکہ دلت بامن بیدل یار است	ہم دلشکن من است وہم دلدار است
دست تو مدام با دلم درکار است	تو خسروی او طلائے دست افشار است

پھر مین نے ایک غزل موزون کر کے میرزا کی خدمت مین بھیجی۔ غزل یہہ ہے۔

سوئے میخانہ بیائید جنون خواہم رفت	باز از عالم اسباب برون خواہم رفت
حد این بادیہ جز اشک ندیدست کسے	آہ خواہم شد و از اشک فزون ہم رفت
راہ گم کردہ ام و میکدہ را می جویم	کہ نیایم ز خم چرخ برون خواہم رفت

جواب مین لکھا۔

معنی آفرینی و ایجاد عبارات رنگین و اختراع تراکیب دلنشین مین فرد فرید ہے
اور غزل گوئی و تمثیل مین مرد وحید ہے۔ قصیدہ و مثنوی کے میدان مین بہی
جولانی کرتا ہے لیکن جو لطف و مزہ و انداز تازہ غزل سے جلوہ نما ہوتا ہے۔ وہ
خوبی مثنوی و قصیدہ مین نہین ہوتی ہے۔ اور کلام مین تکلف نہین جو کچہہ کہتا ہے
تکلف و تصنع سے پاک و صاف ہوتا ہے۔ بدیہہ گوئی مین بہی بے نظیر تہا۔ مضامین تازہ
و معانی شگفتہ اُسکے گوشہ دماغ مین مستحضر رہتے تہے۔ جب چاہتا تہا فوراً غزل
و قصیدہ موزون کر دیتا تہا۔ جب اسکی شاعری کی شہرت ہوئی تب کسی ندیم نے
امتحاناً ایک مہمل مصرع موزون کرکے پیش کیا کہ آپ اسکا ثانی مصرع کہدیجئے
مصرع یہہ تہا۔ ع شمع گر خاموش باشد آتش از مینا گرفت +
صائب نے فوراً اول مصرع کہکے مہمل مصرع کو بامعنی کر دیا۔

امشب از ساقی زبس گرم ست محفل میتوان　　　شمع گر خاموش باشد آتش از مینا گرفت

شاعری مین اسکو تلمذ حکیم رکنا مسیح کاشی اور حکیم شفائی سے تہا۔ دونون کی خدمت
مین مستفید ہوا۔ حکیم رکنا مشاہیر شعرا سے گذرا ہے شاہ عباس صفوی کے عہد مین
معزز و مکرم تہا۔ بادشاہ اسکی بہت تعظیم و توقیر کرتا تہا۔ اکثر اوقات اس کے
گہر پر آتا تہا۔ حاسدین نے شاہ کو اُسکے طرف سے غیر واقعہ باتین سمجہا کے بدگمان
کر دیا۔ حکیم رکنا نے کچہہ پروا نہین کی دربار سے قطع تعلق کرکے یہہ مطلع موزون
کیا۔ اور وہان سے چلدیا۔

گر فلک یک صبحدم با من گران باشد سرش　　　شام بیرون میروم چون آفتاب از کشورش

حکیم رکنا مسیح کا حال اس کتاب مین مستقلاً حرف میم مین بیان کیا جائیگا۔

صائب میرزا محمد علی اصفہانی

صائب تخلص - میرزا محمد علی نام - اُسکا باپ اصفہان کے مشاہیر تجار کے
خاندان سے تہا - آپ ایران کے بلاد مین بغرض تجارت آمد و رفت کرتا تہا - ایک وقت
حسن تعلق سے تبریز مین سکونت اختیار کی - اور اصفہان سے وہان اپنے عیال
و متعلقین کو بلا لیا - پس شہر تبریز مین صائب کی ولادت ہوئی پہر ولادت کے بعد
اسکے والد نے مع عیال اصفہان مین مراجعت کی - یہان صائب کی نشو و نما و تعلیم
و تربیت کی تکمیل ہوئی - اسی وجہ سے اسکو تبریزی و اصفہانی کہتے ہین - صائب کا
والد فرزند ہونہار کے دیدار سے بہت ہی خوش ہوتا تہا - کثرت محبت سے اکثر لخت جگر
کو پیش نظر رکہتا تہا - تذکرہ حسینی کے مولف نے لکہا کہ ایکروز میرزا ایام طفلگی
مین باپ کے ہمراہ ایک بزرگ کامل و صاحبدل کی دوکان پر جو صحافی کا پیشہ کرتے
تہے گیا - شیخ کامل نے ریزہائے کاغذ کو سریشن مین ملا کے مرزا سے کہا بخورجان بابا
مرزا نے حسب اشارہ والد ریزہائے مذکور کا ثلث حصہ کہا لیا - باقی چہوڑ دیا شیخ
نے فرمایا اگر یہ تمام کہاتا تو اسکا کلام تمام عالم کو مسخر کرتا - اب ثلث جہان کو مسخر
کریگا - اسکی لیاقت و بزرگی کا آوازہ گوش جہان کا آویزہ ہوگا - انتہی کلامہ
پس میرزا تحصیل و تکمیل علوم کے بعد شعر و شاعری کیطرف مائل ہوا - مضامین
تازہ تازہ موزون کرنے لگا - خاص اسکی طبیعت شعر و شاعری سے قدرۃً مناسب
مخصوص تہی - بہ نسبت دیگر علوم و فنون فن سخن سنجی مین زیادہ دلچسپی و رغبت
رکہتا تہا - آزاد بلگرامی و شیرخان مولف مرات الخیال وغیرہ نے لکہا کہ مناسبت

جو حسب حال تھا سمجھ کے بہت خوش ہوئے۔ ظفر خان نے مرزا کو انعام و اکرام سے سرفراز فرمایا۔ مرزا صائب ظفر خان کی شاگردی اور اپنے مددگری پر ناز کرتا تھا چنانچہ اس کے ابیات ذیل شاہد حال ہین۔

کلاہ گوشہ بخورشید و ماہ می شکنم
زنو بہار سخایش چو قطرہ ریز شوم
بلند بخت نہالا بہار تربیتا
حقوق تربیت را کہ در ترقی باد
تو پائے تخت سخن را بدست دادی
زروئے کرم تو جو شید خون معنی من
تو جان ز دخل بجا مصرع مرا دادی
ز دقت تو بمعنی چنان شدم باریک
چو زلف سنبل ابیات من پریشانم
تو غنچہ ساختی اوراق باد بردہ من
تو مشت مشت گہر چون صدف بمن دادی

باین غرور کہ مدحت گر ظفر خانم
قسم خورد بسر کلک ار بنیانم
کہ از نسیم ہوا داریت گلستانم
زبان کجاست کہ از حضرتت سخن رانم
تو تاج مدح نہادی بفرق دیوانم
کشید خدبت تو این بعل از رگ کانم
تو در فصاحت دادی خطاب سحبانم
کہ میتوان بدل مور کرد پنہانم
نداشت طرہ شیرازہ روی دیوانم
وگرنہ خار نمی ماند از گلستانم
چو گل تو زر بسپر ریختی بدامانم

ان اشعار سے ثابت ہوتا ہے کہ ظفر خان نے مرزا کے متفرق اشعار کو جمع کرکے اسکے دیوان کا تکملہ کیا۔ یا مرزا نے ظفر خان کے فرمائش سے اپنے دیوان کا انتخاب کر دیا۔ اور یہہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ ظفر خان مرزا کے کلام پر شاگردانہ رد و قدح کرتا تہا۔ اور معانی باریک کے سمجہنے مین بحث و تکرار۔ اس بحث و تکرار کی بدولت خانموصوف کی استعداد و سخن فہمی ترقی کے اوج پر عروج کرتی تہی۔ نہ خانموصوف

اور اپنے دونون استادون یعنے حکیم رکنا مسیحا و شفائی کا نام بہی ادب سے لیتا ہے۔

این آن غزل حضرت رکنا ست کہ فرمود	پائے ملخے پیش سلیمان چہ نماید
در اصفہان کہ بدرد سخن رسد صائب	کنون کہ نبض شناس سخن شفائی نیست

اور ظہوری و اسیر و نظیری و عرفی کو بہی ذکر خیر سے یاد کرتا ہے۔

صائب چہ خیال است شوی ہمچو نظیری	عرفی بہ نظیری نہ رسانید سخن را
صائب نداشتیم سر و برگ این غزل	این فیض از کلام ظہوری بما رسید
خوشا کسیکہ چو صائب ز صاحبان کمال	تتبع غزل میرزا جلال کند

ظریف الطبع و خوش مزاج بہی تہا۔ کبہی کبہی لطیفہ و ظریفہ کہہ دیتا تہا۔ اور کلام مین ظرافت سے بہی کام لیتا تہا۔ چنانچہ میر غلام آزاد مولف مراۃ الخیال نے لکہا کہ ایک شب ظفر خان کے دولتخانہ پر میرزا صائب اپنے اشعار حاضرین مجلس کو سنا رہا تہا۔ مجلس کے ہر ایک گوشہ سے واہ واہ کی آواز بلند ہو رہی تہی۔ محفل مین ایک جوان نوخیز و شوخی انگیز مطعون خلائق بہی حاضر تہا۔ صائب کی شعر خوانی کا دور چل رہا تہا۔ شوخ بے باک نے چلا کر کہا۔ شعرائے قدما جو کچہہ مضامین و معانی تہے کہہ کر چلے گئے۔ اب کوئی ایسا شاعر نہین ہے کہ مضمون تازہ ایجاد کرے اور ایسا مضمون باندہے کہ متقدمین سے کسی نے ایسی بندش نہ کی ہو۔ شاعری فی زماننا اسقدر ہے کہ بزرگان پیشین و شعرائے متقدمین کے کلام کو متغیر کر کے موزون کر لیتا ہے۔ صائب نے جوان شوخ کی تقریر سنکے یہہ شعر موزون فرمایا۔ شعر

اہل دانش جملہ مضمون ہائے رنگین بستہ اند | ہست مضمون نہ بستہ بند تنبان شما

جوان نوخیز خجالت و پشیمانی سے زرد رو ہو گیا۔ ظفر خان و اہل مجلس شعر کا مضمون

اپنے گھر مین عزت و آبروسے اُتارا۔ مہمان نوازی و خاطرداری مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین کیا۔ باہم شعر و شاعری کا بازار خوب گرم رہا۔ لائق کے زبانی منقول ہے کہ مین نے مرزا کو کبھی شعر کی فکر مین متفکر نہین دیکھا جب شعر کا ارادہ کرتا تھا۔ فوراً فی البدیہہ کہہ دیتا تھا۔ ایکروز بر خلاف عادت باغ کے چمنون مین ٹہل رہا تھا کہ مین نے مرزا سے فکر کا سبب دریافت کیا۔ کہا کہ فردوسی کا یہہ شعر ہے۔

بفرمود تا رخش را زین کنند ۔۔۔ دم اندر دم نائے زرین کنند

استاد شفائی نے اس شعر کے جواب مین کہا ہے۔

بفرمود تا زین برابرش نہند ۔۔۔ چو زین ہمہ بالائے آتش نہند

مین بھی اسکا جواب لکھنا چاہتا ہون۔ مین نے کہا اگر اجازت ہو تو مین اس کام کو انجام دون۔ مرزا نے اجازت دی۔ تمام رات اسی فکر مین غرق رہا۔ غور و فکر کے بعد یہہ شعر لکھہ کے مرزا کی خدمت مین پیش کیا ؎

بفرمود تا زین برادہم نہند ۔۔۔ بہ پشتِ صبا مسندِ جم نہند

مرزا نے لائق کے شعر کی بہت تعریف کی۔ اور کلام کی داد دی۔ دیکھو زمانہ سابق مین کسب کمال کا بازار کسقدر گرم تہا۔ طالبین کمال ہند سے عجم اور عجم سے عرب تحصیل علوم و فنون کے لئے کہان سے کہان تک جاتے تہے۔ اور سفر کی مصیبت کے متحمل ہوتے تہے۔ کسب کمال کے خیال مین ایسے محو رہتے تہے کہ انکو دور و دراز کے سفر مین ذرہ برابر مصیبت معلوم نہین ہوتی تہی۔ جوش شوق مین انکو مسافت بعیدہ کے طے کرنے مین تکالیف کا بار سر پر اُٹھانا آسان نظر آتا تہا۔ شوق مین انکو کچھہ تکلیف نہین ہوتی تہی۔ بلکہ کثرت خوشی سے تکلیف کو تکلیف نہہ جانتے تہے

مرزا کے کلام پر استادانہ نکتہ چینی کرتا تہا۔ مرزا ایسا عالی دماغ و نازک مزاج تہا کہ شعرائے زمانہ کی روک ٹوک اپنے کلام کی نسبت کالعدم سمجہتا تہا۔ اشعار بالا میں جو کچہہ اپنے شاگرد ممدوح کی مدح مین مبالغہ کیا ہے اور اسکو اپنا ہم سنگ بنایا ہے یہ مرزا کی کسر نفسی و ممدوح کی مدح سرائی ہے۔

شمع انجمن کے مولف نے لکہا کہ مرزا سنی المذہب تہا۔ باوجود سنی المذہب مدۃ العمر ایرانیون مین کمال احتیاط سے زندگی بسر کی اور ایسے ڈہب سے رہا کہ خاص و عام کے نزدیک مقبول و نیک نام ہوا انتہی کلامہ فقیر مولف کے نزدیک قرائن و دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ امامیہ مذہب تہا اس لئے کہ جب مرزا والد کے ہمراہ ایران گیا سلاطین صفویہ کے دربار مین باریاب ہوا تا آخر زندگی اُن کے نزدیک مکرم و معزز رہا اور اُن کے مدیح مین قصائد غرا موزون کئے بیشمار جائزے و صلات پائے۔ سلاطین صفویہ امامیہ مذہب تہے مذہب مین سخت متعصب تہے۔ اور اپنے مذہب کا زیادہ لحاظ رکہتے تہے۔ اگر صائب سنی المذہب ہوتا تو کبہی صفویہ کے دربار مین معزز و ملک الشعرا نہوتا۔ بلکہ زمین ایران مین اسکا رہنا دشوار ہوتا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

محمد مراد لائق جونپوری کا ایران جانا صائب کی خدمت مین

ید بیضا کے مولف میر غلام علی آزاد بلگرامی نے لکہا کہ محمد مراد لائق تخلص جونپور کے باشندے جو عالمگیر کے عہد مین لاہور پنجاب کی واقعہ نگاری پر مامور تہا۔ عالم جوانی مین شعر و شاعری کے شوق مین میرزا صائب کی شہرت سنکے عازم ایران ہوا۔ بیچارہ از غرے جوش شوق و ولولۂ ذوق مین ہند سے ایران تک پیادہ پا گیا۔ شہر اصفہان مین صائب سے ملا۔ صائب نے اسکے حسن اخلاق و اعتقاد کی نہایت قدر و منزلت کی اور مہمان عزیز کو

و قدر آبدار کہواتے تہے بیاض مین نقل کرکے کاغذ زر کی طرح حفاظت سے رکہتے تہے اور اکثر اسکے اشعار تمثیلیہ کو سفینۂ سینہ مین ضبط کرکے موقع و محل پر میزان بیان سے تولتے تہے گویا اہل محفل کے سامنے موتی رولتے تہے۔ اُس زمانہ مین طبع کتاب کی ایجاد نہین ہوئی تہی مگر بجائے طبع صنعت خطاطی کا بازار گرم تہا۔ اکثر اہل ایران اس صنعت مین کمال حاصل کرکے فن کتابت کو پیشۂ اکتساب معاش قرار دیتے تہے۔ علوم و فنون کی کتب نادر الوجود خوش خط نقل کرکے تجار کے ہاتہہ فروخت کرتے تہے۔ تجار قیمت واجبی دیکے خریدتے تہے۔ کتب فروشون کی تجارت رونق پر تہی شائقین و راغبین سے من بہائے قیمت لیتے تہے خوب نفع اُٹہاتے تہے۔ جب صائب کے دیوان کی شہرت و طالبین کی رغبت عالمگیر ہوئی تب کاتبین اکثر دیوان کے لکہنے مین مشغول ہوئے۔ اور تاجرون کے ہاتہہ فروخت کرنے لگے تاجرون کی دوکانون پر دیوان خوش خط و مطلا آسانی سے دستیاب ہوتا تہا۔ کبہی ایسا اتفاق ہوتا کہ کثرت فروختگی سے نادر الوجود ہوجاتا تہا چنانچہ ایک شائق طالب سخن فہم و سخن دان نے تمام بازار مین تلاش کیا۔ کسی دوکان پر دیوان صائب نہین پایا۔ آخر ایک تاجر بزرگ کی دوکان پر پہنچا۔ حسن اتفاق سے خود صائب بہی اس دوکان پر بغرض خرید کتب آیا تہا ایک گوشۂ دوکان مین بیٹہے ہوئے کتب دیکہہ رہا تہا طرفہ یہ ہے کہ طالب و تاجر دونون صائب کو نہین پہچانتے تہے۔ طالب شائق نے دیوان مطلوبہ طلب کی۔ تاجر نے متعدد دواوین مثلاً دیوان خاقانی و عنصری و حافظ و سعدی و ظہیر وغیرہا پیش کین۔ طالب نے کہا من اینہا را نمی خواہم اگر دیوان صائب داشتہ بیار۔؟ تاجر گفت دیوان صائب نیست۔ این دیوانہا بہتر از صائب اند۔ در دیوان صائب چہ نوادر و غرائب است۔ گفت آقا جان ما و شما۔ برای ہمہ دواوین بزرگان سلف خوب و مرغوب اند۔ و آنچہ بزرگان گفتہ اند خالی از خوبی نیست لیکن قدرسا مخن

لائق نے مرزا کی صحبت مین مستفید ہوکے ہند مین مراجعت کی - اور وطن بالوفہ جو تبریز
مین مع الخیر والعافیہ فائز المرام ہوا - مرزا صائب خوش اخلاقی و مہمان نوازی مین
بھی بزرگان سلف کی پیروی کرتا ہے - صائب تماثیل و نظائر مین از روئے کثرت تمام اقران
و اماثل مین مقدم و کامل مانا جاتا ہے - کلام کی خوبی و مضامین کی بندش مین استاد شمار
کیا جاتا ہے - ہر ایک مضمون کو مقتضائے حال کے موافق باندہتا ہے - محاورات
فارسی و اصطلاحات کو موقع و محل پر استعمال کرتا ہے سامعین و ناظرین مضمون پیچ کے
مطالعہ سے محظوظ ہوتے ہین - دیگر شعرا نے بھی تماثیل و نظایر مین جولانی کی ہے
مگر بہت ہی کم - صائب کا کلام ضرب المثل سے مخصوص ہے اور ایک شعر بھی تمثیل سے
خالی نہین ہوتا ہے - کلمات الشعرا کے مولف سرخوش اور دیگر تذکرہ نویسون نے
لکھا کہ صائب کی بلند خیالی و معنی آفرینی کا آوازہ تمام عالم مین بلند ہوا - اور اس کے
کلام کو عالم مین ایسی مقبولیت حاصل ہوئی کہ سلاطین ممالک شاہ عباس ثانی بھی صائب
کی دیوان طلب کرتے تھے - اور بادشاہ تحفۃً و ہدیۃً شاہان ممالک کو بھیجتا تھا - تحائف
مین یہہ تحفہ عجیب ہوتا تھا انتہی کلامہ

فقیر مولف نے ایک بیاض قدیم مین دیکھا کہ صاحب بیاض لکھتا ہے کہ دنیا مین صائب کے
کلام نے تھوڑی سی مدت مین قبولیت عامہ کا تاج سر پر رکھا - اور مقبولیت تامہ
کی خلعت زیب بدن کی اور اسکی شہرت نے تمام عالم کو مسخر کر لیا اور اس کے اشعار نعت
شعار ممالک کے بلاد و امصار مین اسقدر بلند آوازہ ہوئے کہ ممالک کے سلاطین شاہ ایران
سے صائب کا دیوان رغبت و خواہش سے طلب کرتے تھے - شاہ ایران تحفۃً و ہدیۃً
ہر ایک طالب کی خدمت مین بھیجتا تھا - اور شائقین جہان کہین سکے اشعار گوہر بار

ظفرخان بھی بادشاہی لشکر کے ساتھہ روانہ ہوا۔ اور مرزا خان موصوف کے ہمراہ دکن آیا دارالسرور برہانپور مین مع الخیر پہنچے۔ مرزا نے شہر کی زمین کی گرد انگیزی و غبار خیزی دیکھہ کے یہہ شعر موزون کیا ؎

توتیا سازد غبار آگرہ و لاہور را ۔۔۔ چشم من تا خاک گرد برہانپور خورد

اور مرزا نے برہانپور مین ساٹھہ شعر کا قصیدہ صبح سے چاشت تک مین موزون کیا۔ اور قصیدہ مین از روئے فخر یہ کہتا ہے۔

ہزار حیف کہ عرفی و نوعی و سنجر ۔۔۔ نیند جمع بدار العیار برہانپور
کہ قوت سخن و لطف طبع می دیدند ۔۔۔ نمی شدند بطبع بلند خود مغرور
ہمین قصیدہ کہ یک چاشت روئے داد مرا ۔۔۔ ز اہل نظم کہ گفت ست در سنین و شہور

اسیطرح ایک وقت رستہ سے گذر رہا تہا ایک لتے کو بیٹھا ہوا دیکہا۔ کتا گردن بلند کئے ہوئے بیٹھا تہا۔ فوراً اس خیال صورت حال مین ایک شعر موزون کیا ؎

شود ز گوشہ نشینی فزون عونت نفس ۔۔۔ سگ نشستہ ز استادہ سرفراز ترست

ایک وقت فغانی کے شعر کو ذرا سے تغیر سے درست کردیا۔ اور شعر کے مضمون کو تازہ و شگفتہ بنادیا۔ شعر یہہ ہے ؎

بہ بوییت صبحدم نالان بگلگشت چمن رفتم ۔۔۔ نہادم روے بر روے گل و از خویشتن رفتم

مرزا نے بدل کے اسطرح کہا ؎

بہ بوییت صبحدم گریان چو شبنم در چمن رفتم ۔۔۔ نہادم روے بر روے گل و از خویشتن رفتم

شبنم کے لفظ نے شعر کی شان و عظمت کو [illegible] زیادہ بڑھا دیا [illegible] مضمون خیالی کو محسوس کردیا۔

مرزا صاحب کے والد کا تخت جگر کیلئے ہند مین آنا

چیزے دیگر ست مضامین عجائب غرائب ایسا کہ دیوے بست۔ الخ پس صائب طالب کا کلام سنتے ہی بہت خوش ہوا۔ جوش خوشی سے کہڑا ہوگیا۔ طالب کہا آئیے ہم آپکو دیوان صائب دیتے ہین۔ طالب کو گہر پر لایا۔ بہت خاطر و مدارات کی۔ اپنا خاص دیوان نذر کیا۔ اور کہا مین آپکا نیازمند صائب ہون۔ طالب یہہ سنتے ہی صائب کے قدمون پر گر پڑا اور معافی چاہی اور معذرت کی نہایت نادم و پشیمان ہوا انتہی کلام صاحب بیاض۔

صائب بدیہہ مین مستعد کامل تہا۔ مضامین تازہ کے ایجاد مین قادر۔ جب کوئی بزرگ فرمائش کرتا تو فوراً موزون کر دیتا تہا چنانچہ ایک وقت اس کے شاگرد راقم تخلص نے ایک مصراع مہمل بطور امتحان موزون کر کے پیش کیا۔ کہ آپ سپر دوسرا مصراع موزون کر دیجئے۔

مصراع راقم — از شیشہ بے مئی مے بے شیشہ طلب کن

مرزا نے فی البدیہہ کہا — حق را ز دل خالی از اندیشہ طلب کن

میر غلام علی آزاد نے ید بیضا مین میرزا خاضع کی زبانی نقل کیا ہے کہ ایک وقت مرزا خاضع نے اپنے استاد میرزا صائب کی خدمت مین یہہ مصراع مہمل پیش کیا ع دویدن رفتن استادن نشستن خفتن مردن + میرزا نے فی البدیہہ پیش مصرع کہدیا مصرع مہمل کو با معنی کر دیا ؎

بقدر ہر سکون راحت بود بنگر تفاوت را — دویدن رفتن استادن نشستن خفتن مردن

مرزا صائب ١٠٣٤ سنہ ہجری سے سنہ جلوس شاہجہانی تک کابل مین ظفرخان کے دولتخانہ پر سکونت پذیر رہا۔ حسب الحکم شاہجہانی کابل کی حکومت لشکرخان کے سپرد ہوئی تو ظفرخان کابل سے دارالخلافہ شاہجہان آباد مین پہنچا۔ مرزا بہی خانصاحب کے ہمراہ آیا۔ شاہجہان کے دربار مین باریاب اور ہزاری منصب و مستعد خانی خطاب سے سرفراز ہوا۔ خان موصوف مرزا کو ہر وقت اپنے ساتہہ رکہتا تہا۔ جب صاحبقران ثانی نے ١٠٣٩ سنہ ہجری مین دکن کا ارادہ کیا۔ تب

آوردہ است جذبۂ گستاخ شوق من | ز اصفہان بہ آگرہ و لاہورش اشکبار
زان بیشتر کہ ز آگرہ بہ معمورۂ دکن | آید عنان گسستہ تر از سیل بے قرار
این راہ دور از سر شوق طے کند | با قامت خمیدہ و با پیکر نزار
دارم امید رخصتے از آستان تو | اے آستانت کعبۂ امیدوار روزگار
مقصود او ز آمدنش بردن من است | لب را بحرف رخصت من کن گہرنثار
با جبہۂ گشادہ تر از آفتاب صبح | دست دعا بدرقۂ راہ من برآر

پس حسن اتفاق سے اُسی عہد مین یعنے ۱۰۴۱ہجری شاہجہان نے دکن سے آگرہ مراجعت کی اور ظفرخان بہی مع مرزا صائب ہمرکاب آیا ۱۰۴۲ہجری کے آغاز مین ظفرخان کشمیر کی صوبہ داری پر سرفراز ہوا۔ ظفرخان آگرہ سے صوبۂ کشمیر مین آیا۔ اور مرزا مع والد بہی ظفرخان کے ساتہہ کشمیر جنت نظیر مین پہنچا۔ چند روز شہر مینو چہر کی سیر کر کے باپ کے ساتہہ وطن مالوفہ ایران روانہ ہوا۔ وطن مالوفہ مین پہنچکے شاہ عباس ثانی کے دربار مین باریاب ہوا۔ صفویہ نے مرزا کی بڑی عزت و آبرو کی۔ اور اسکو ملک الشعرائی کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ عباس ثانی کے زمانہ تک نہایت عزت و احترام سے رہا۔ اور شاہان صفویہ کے مدح مین قصائد لکھے۔ جب عباس ثانی کے بعد سلیمان صفوی تخت نشین ہوا مرزا نے تہنیت جلوس مین ایک قصیدہ لکھہ کے پیش کیا جسکا مطلع یہہ ہے

احاطہ کرد خط آن آفتاب تابان را | گرفت [illegible] پری در میان سلیمان را

سلیمان صفوی نوخیز و نوخط تہا اس مضمون سے ناخوش ہوا۔ اور بندۂ العم مرزا [illegible] خطاب نہین کیا مرزا نے کچہہ پروا نہین کی۔ آخر زندگی تک [illegible] مین ایران سے کہین نہین گیا لیکن ہندوستان [illegible] آرام یاد آتا تہا۔ اور یہان کے مرکی بدلے [illegible] داد و بخشش و قدردانی نہین ہوتی تہا

چونکہ فطرۃً والدین کو اولاد سے نہایت محبت ہوتی ہے - والدین محبت ہی کیوجہ سے
اُنکی خدمت پر مجبور ہوتے ہین - والدین کا تعلق اولاد سے قدرتی ہے اور اولاد کا تعلق
والدین سے اسکا برعکس ہے - والدین مین عدم محبت کا ملکہ قدرۃً نہین ہے - بخلاف اسکے
اولاد مین عدم محبت و نافرمانی کا ملکہ موجود ہے - اسلئے اللہ جلشانہ قرآن مجید مین جابجا
اولاد کو ترغیباً و تہدیداً حکم کرتا ہے کہ والدین کی اطاعت کرو - اور انکو ایذا و تکلیف ندو
یہہ آیہ شریف ہمارے کلام کی تصدیق کرتی ہے - قال جلشانہ فلا تقل
لہما اف الخ ترجمہ - مت کہو تم اُنکو کلمہ زجر - یعنے انکو سخت کلامی سے ایذا و تکلیف مت دو
اور والدین کو کہین ایسا حکم نہین کرتا ہے کہ تم اولاد کی تربیت اور اُنکی خدمت کرو -
اسلئے کہ والدین کا خمیر اولاد کی تربیت و خدمت سے ہوا ہے وہ خود تربیت و خدمت
پر مجبوراً مامور ہین - حکم و امر کی ضرورت نہین - اولاد اسکے خلاف ہین انکو حکم و تنبیہ کی
ضرورت ہے - پس اسی محبت و کشش نے مرزا کے والد نے ستر برس کی عمر مین ہندوستان کا
سفر اختیار کیا - اور اپنے پیارے بیٹے کے لیجانے کے لئے سنہ ۳۹ ہجری مین وارد ہند ہوا
اُسوقت ظفرخان شاہجہان بادشاہ ہند کے ساتھہ برہانپور دکن مین تہا - مرزا بہی
خان موصوف کا ہمرکاب تہا - پیر فانی بیٹے کے شوق دیدار مین برہانپور آیا - اور لخت جگر
کو ہمراہ لیجانے پر مجبور کیا - مرزا نے بامر لاچاری ظفرخان کی خدمت مین رخصت کی
درخواست پیش کی - اور مدحیہ قصیدہ بہی لکہا اور اُسمین اپنی درخواست کا مضمون
ظاہر کیا وھو ھذہ

شصت سال بیش ست کہ از اصفہان بہند	افتادہ است توسن عزم مرا گذار
ہفتاد سالہ والد پیر ست بندہ را	گر تربیت بود بمنش حق بے شمار

انسان کو دارین مین نیک نام کرے۔ انتہیٰ کلامہ
مرزا غزل گوئی و تمثیل مین استاد کامل ہے۔ غزل کو بطرز تازہ و انداز نادرہ جلوہ افروز کرتا ہے
چنانچہ خود کہتا ہے ؎

غزل بود باین رتبہ یکہ صائب	نوائے عشق درایام من کمال گرفت

باوجود اوصاف جلیلہ و جلالت شریفہ شعراء معاصرین و متقدمین کو اپنے اشعار مین
نیکنامی و خوبی کے ساتہہ یاد کرتا ہے اور کسیکو زخم زبان سے خستہ نہین کرتا۔ چنانچہ خود کہتا ہے

بموروقت سخن پست طرح دہ صائب	گرت ہوا است سلیمان این جہان باشی

اور حسد و رشک سے کوسون دور رہتا تہا۔ معاصرین شعراء کو عظمت کی نظر سے دیکہتا تہا۔
یاران ہم مشرب کو باہم اتفاق و صحبت کی ترغیب دیتا تہا۔ چنانچہ اس مضمون مین غزل
موزون کی ہے ہو ہذا

خوش آن گروہ کہ مست بیان یکدگرند	زجوش فکر مئے ارغوان یکدگرند
نمی زنند بسنگ شکست گوہر ہم	پے رواج متاع دکان یکدگرند
زنند بر سر ہم گل ز مصرع رنگین	ز فکر تازہ گل بوستان یکدگرند
سخن تراش چو گردند تیغ الماسند	زند چو طبع بکندی فسان یکدگرند
بغیر صائب و معصوم نکتہ سنج و کلیم	وگر ز اہل سخن مہربان یکدگرند

حسن خلق و کسر نفسی سے موصوف تہا۔ باوجود عظمت رتبہ و جلالت شان شعرائے ہند
و عجم کو نیکوئی و خوبی کے ساتہہ یاد کرتا تہا کسیکو حقیر نہین سمجہتا تہا۔
شعرائے متقدمین و متاخرین کے غزلون پر غزلین لکہتا تہا اور غزل کے مقطع مین شعراء کا ایک
پورا مصرع تضمین کرکے نقل کر دیتا تہا۔ چنانچہ سرو آزاد سے یہان لکہا ہے متفرقہ کا گلدستہ

ازسرو آزاد بلگرامی ۱۲

آزاد نے خزانۂ عامرہ مین لکہا جب نواب جعفرخان عالمگیری عہد کے شروع مین وزیر اعظم ہوا۔ تب مرزا نے وزیر کی خدمت مین یہہ ایک شعر موزون کرکے بہیجا ؎

ورنہ ہر نخلے بپائے خود ثمر مے افگند		رود وستان را با حسان یاد کردن ہمت است

جعفرخان نے شعر کے صلہ مین پانچہزار روپیہ اور بقول بعض پانچہزار اشرفیان بہیجین۔

مرزا کی وفات

ید بیضا و خزانۂ عامرہ وغیرہ تذکرون کے مولفین نے لکہا کہ ۱۰۸۰ہجری مین مرزا صائب نے بمقام اصفہان مین وفات پائی۔ صائب وفات یافت۔ مادۂ تاریخ ہے۔ اصفہان مین مدفون ہے۔ مرزا کا ایک مطلع ہے ؎

عالم پرست از تو و خالی ست جای تو		در ہیچ پردہ نیست نباشد نوائے تو

مرزا نے مرتے وقت وصیت کی تہی کہ یہہ مطلع میری تربت پر کندہ کرانا۔ چنانچہ اس کے اعزہ و احباب نے سنگ مرمر کی لوح پر کندہ کراکے مزار پر چسپان کردیا۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے مرزا کی رحلت کی ایک تاریخ موزون کی ہو ہذہ

رفت ازین عالم بسوئے روضۂ دار السلام		عندلیب نغمہ پرداز فصاحت صائبا
بلبل گلزار جنت صائب عالی مقام		خامۂ آزاد انشا کرد سال رحلتش

آزاد بلگرامی نے ید بیضا مین میر محمد مراد لائق کے زبانی نقل کیا کہ مرزا نے ایک روز مجہہ سے تذکرۃً فرمایا کہ اسوقت میرے جمیل ہوہ برس کی ہے۔ مجہہ مین قدرے واند کے سخن سنجی و سخن دانی کا سلف و مزہ حاصل ہے ... سلہ و رتبہ کے شان عظمت ... اندہ کہ اب رحلت کا وقت قریب ہے مرزا کے اس کلام سے اسکے حوصلے ... ہے۔ دنیا مین بجز اعمال خیر و معرفت الٰہی کوئی ... اور دنیا و مافیہا کی ناپائیداری معلوم ہوتی ہے ... ایسا نہین ہے کہ

سلیم - میرزا محمد طہرشتی المتوفی ۱۰۵۶ سنہ ہجری مین اسلام خان مشہدی کے ہمراہ دکن مین آیا تہا۔ اسلام خان کے فوت ہونے کے بعد کشمیر گیا۔ چنانچہ سلیم کا حال ردیف سین مین مذکور ہو چکا ہے۔ سلیم مرزا صائب پر شاعرانہ چوٹ کرتا ہے چنانچہ کہتا ہے کہ

دیوان کیست از سخنانم تہی سلیم   تنہا نہ بر من این ستم از دست صائب است

میر غلام آزاد بلگرامی نے سرو آزاد مین لکہا کہ سلیم نے میرزا کا نام صراحةً بیان کیا اور سرقہ سے متہم کیا حالانکہ شعرائے بلغا خوب جانتے ہین کہ میرزا صاحب قدرت وذی بضاعت سے محال ہے کہ بیگانہ کے سرمایہ کو اپنا سرمایہ کرے۔ سلیم و میرزا دونون باہم ہم سنگ و ہم پایہ تہے جو مضامین دونون مین بایکدیگر شیر و شکر کی طرح واقع ہوئے مین۔ ہم انکو سرقہ نہین کہہ سکتے ہان بحسن ظن یہہ کہہ سکتے ہین کہ باہم دونون کے کلام مین توارد ہے نہ سرقہ۔ اب اس مقام مین دونون کا کلام بیان کیا جاتا ہے تاکہ ناظرین مستفید ہو جائین۔

سلیم

مشاطہ را جمال تو دیوانہ می کند
کائینہ را خیال پریخانہ می کند

صدا چگونہ برآید کہ این سیہ جشیان
بسنگ سرمہ شکستہ شیشۂ ما را

صائب

دل را نگاہ گرم تو دیوانہ می کند
آئینہ را رخ تو پریخانہ می کند

نماند نالہ دل درد بیشۂ ما را
بسنگ سرمہ شکستند شیشۂ ما را

سلیم

چشم تو ام ز ہوش تہیدست می کند
یک سرمہ دان شراب مراست می کند
ہر کس کہ دید روی تو دیوانہ می شود

صائب

از چشم نیم مست تو با یک جہان شراب
ما صلح کردہ ایم بیک سرمہ دان شراب

غنی

آئینہ از رخ تو پریخانہ می شود

گزارش کیا جاتا ہے۔ هو هذا

این آن غزل که فیضی شیرین کلام گفت
در دیده ام خلیده و در دل نشسته

این جواب آن غزل صائب که میگوید بلک
چشم منشین باز کن تا هرچه خواهی بنگری

این جواب مصرع نوعی که خاکش سبز باد
سایۂ ابر بہاری کشت را سیراب کرد

این آن غزل که اوحدی خوش کلام گفت
اے روشن از رخ تو زمین و زمان ہمه

جواب آن غزل ست اینکه میر شوقی گفت
چو شیر از دو طرف می کشند زنجیرم

جواب آن غزل ست اینکه گفته است مطیع
کلید کعبه و بت خانه در بغل دارم

این جواب آن غزل صائب که فتحی گفته است
از فراموشان مباد آنکس که ما را یاد کرد

بطرز تازه قسم یاد می کنم صائب
که جائے طالب آملی در اصفهان پیدا ست

صائب این تازه غزل آن غزل شاپور ست
که گران می رود آن کس که توکل دارد

این جواب مصرع اوجی که وقتے گفته است
پادشاهی عالم طفلی ست یا دیوانگی

این جواب آن غزل صائب که ادهم گفته است
گر منش دامن نگیرم خون من جمع در ده نیست

جواب آن غزل حاذق ست این صائب
بهار دیدم و گل دیدم و خزان دیدم

این جواب آن غزل صائب که راقم گفته است
تیغ دایم آب رو دارد و خون می خورد

این جواب آن غزل صائب که می گوید غنی
یاد ایامیکه دیگ شوق ما سرپوش داشت

همین ز خاک فرج کامران نشد صائب
که فیض هم بظهوری ازین جناب رسید

این خوش غزل ز فیض سعید است نقشبند
صائب ز بحر دل بتامل رسیده است

صائب بداشتم سر و برگ این غزل
این فیض از کلام ظهوری بما رسید

خوشا کسیکه چو صائب ز صاحبان سخن
تتبع غزل میرزا جلال کند

دلم بپاکئی دامان غنچه میسکرزد | وله | که بلبلان همه مستند و باغبان تنها
عشق سازد هوس پاک دل عالم را | وله | دزد چون شحنه شود امن کند عالم را
سخت میخواهم که در آغوش تنگ آرم ترا | وله | هر قدر افسرده دل را بیفشارم ترا
بساغر احتیاجی نیست چشم نیم مستش را | وله | که می جوشد می از پیمانهٔ چشم می پرستش را
صفائے سینه مرا در حرم کند قندیل | وله | چو شد برون ز فرنگ آمده است شیشهٔ ما
نیرنگ چرخ چون گل رعنا درین چمن | وله | خون دل از پیاله زر میدهد مرا
گناه ماست شب وصل گر بود کوتاه | وله | کند بموسم حج کعبه جمع دامن را
دلم هر لحظه از داغی بداغ دیگر آمیزد | وله | چو بیماری که گرداند ز تاب درد بالین را
در خور پروانه ام بزم جهان شمعی نداشت | وله | سوختم از گرمی پرواز بال خویش را
روشن شود چراغ دل ما زیکدگر | وله | چون رشتهای شمع بهم بنده ایم ما
در فکر زن بهیچ کراین رخنهٔ فساد | وله | در خون گرم غوطه دهد جای مرد را
بسته ست چشم روشن از سیر بال ما را | وله | چون شمع ریشه باشد در سر نهال ما را
ز شوق بیستون آئینه را بر سنگ زد شیرین | وله | خوشا کاری که بر آتش نشاند کارفرما را
چشم بر صنع الهی باز کن لب را ببند | وله | بهتر از خواندن بود دیدن خط استاد را
مغز دینداری ست آن کفری که ما خوش کرده ایم | وله | سبحه را در دل سراسر میرود زنار ما
تا ز زنبور عسل در چشم هم شیرین شوند | وله | بهر کجا باشد خانهای دوستان از هم جدا
حاجت دام و کمندی نیست در تسخیر ما | وله | گردش چشمی بود بس حلقهٔ زنجیر ما
ما خراب از آب شمشیر تغافل گشته ایم | ه | میتوان کردن بگرد دامن تعمیر ما
از غبار نالهٔ ما دردمندان آگه اند | ه | میشود از زخم ظاهر جوهر شمشیر ما

سلیم		صائب
ز آشفتگی طرّہ مقصود خبر داد	وله	خواہد فتاد دامن ز نقش سبد من
ہر خال کہ از شانۂ شمشاد گرفتیم		این خال را ز شانۂ شمشاد دیدہ ایم
ایضاً		ایضاً
زینت ارباب معنی جوہر ذاتی بس است	وله	شمع بر خاک شہیدان گر نباشد گو مباش
لالہ در کوہ بدخشان نباشد گو مباش		لالہ در کوہ بدخشان گر نباشد گو مباش
ایضاً		ایضاً
اگر بچشم حقیقت نظر کنی دانی	وله	حسن بالادست را آرایشی چون عشق نیست
کہ طوق فاختہ بر پائے سرو خلخال است		طوق قمری سرو را بہتر ز خلخال زر است
ایضاً		ایضاً
سلیم ہند جگر خوار خورد خون مرا	وله	صائب از ہند جگر خوار برون می آید
چہ روز بود کہ راہم باین خراب فتاد		دستگیر من اگر شاہ نجف خواہد شد

آزاد لکھتے ہین کہ مضامین کی بندش مین شعرا کے شریک ہونے کو بخلاف سرقہ توارد کہنا چاہئیے تاکہ کلام حسن و خوبی سے خالی نہو جائے - اور سرقہ کا اطلاق بغیر ثبوت بیجا ہوگا - انتہی کلامہ - جہانتک ممکن ہو کیسیکو سرقہ سے متہم نہین کرنا چاہئیے -

من اشعارہ الفارسی

رنگین تر از حناست بہار و خزان ما	وله	بر دست خویش بوسہ زند باغبان ما
جلوۂ برق است در میخانۂ ہشیار ما	وله	از پئے تعبیر این ست بیدار ہی مرا
زبان لاف رسوا کند ناقص کمالان را	وله	کرد و بر خاک لہ پر فشانی بستۂ بالا مرا

جائی نمیروی که دل بدگمان ما ‌ ‌ وله ‌ ‌ تا بازگشتن تو بصد جا نمی رود

مرا ز یاد تو برد و ترا ز دیدهٔ من ‌ ‌ وله ‌ ‌ ستم زمانه ازین بیشتر چه خواهد کرد

می خورد با دیگران مستانه بر ما بگذرد ‌ ‌ وله ‌ ‌ در فرنگ این ظلم و این بیداد حاشا نگذرد

دوردستان را باحسان یاد کردن همت است ‌ ‌ وله ‌ ‌ ورنه هر نخلی بپای خود ثمر می افگند

زپیری حرص دنیا نقص طامع را دوبالا شد ‌ ‌ وله ‌ ‌ گدا را کاسهٔ دریوزه از کوری مثنی شد

که حال دردمندان پیش چشم یار می گوید ‌ ‌ وله ‌ ‌ که حرف مرگ بر بالین این بیمار می گوید

گریبان چاک گئے عشاق از شوق فنا باشد ‌ ‌ وله ‌ ‌ الف در سینه کندن هم ز ذوق آسیا باشد

ای خوبی امید باین دستگاه حسن ‌ ‌ وله ‌ ‌ این یکدو بوسه گر نشماری چه می شود

رمزیست ز پاس ادب عشق که مرغان ‌ ‌ وله ‌ ‌ شب نوبت پرواز به پروانه گذارند

مکن اعانت ظالم ز سادهلوحیها ‌ ‌ وله ‌ ‌ که تیغ سنگ فسان را سیاه می سازد

نتوان بکوه غم دل ما را شکست داد ‌ ‌ وله ‌ ‌ از فیل مست کعبه محابا نمی کند

ثمر پخته نگیرد بسر شاخ قرار ‌ ‌ وله ‌ ‌ سر منصور ز خامی ست که بر دار بود

سالکانیکه قدم در ره جانانه زدند ‌ ‌ وله ‌ ‌ پشت پا بر فلک از همت مردانه زدند

مستی از شیشه و پیمانه خالی کردند ‌ ‌ وله ‌ ‌ ره روانی که در کعبه و بتخانه زدند

سر و دستی که فشانند بعالم رندان ‌ ‌ وله ‌ ‌ زاهدان در کمر سبحه صددانه زدند

چشم ازان خال بپوشید که در روز نخست ‌ ‌ وله ‌ ‌ برق در خرمن آدم بهمین دانه زدند

لاله در سنگ نهان بود که آتش دستان ‌ ‌ وله ‌ ‌ سکهٔ داغ بنام من دیوانه زدند

عشق و هنگامهٔ آغوش طرازی هیهات ‌ ‌ وله ‌ ‌ شمع دستی است که بر سینهٔ پروانه زدند

صائب از زهد برون آی که در روز ازل ‌ ‌ وله ‌ ‌ طبل رسوائی ما بر در میخانه زدند

در فضائے خاطر ما تیر پیکان میشود	وله	نالهٔ میگردد در سینهٔ دلگیر ما
این که صائب دست از دامن کوته است	وله	نارسائیهائے اقبال ست دامن گیر ما
مراز پیر خرابات نکته یاد ست	وله	که غیر عالم آب آنچه هست برباد ست
گنه بارث رسیدست از پدر ما را		خطا ز صبح ازل رزق آدمی زادست
نشاید خوشه چینی خوبان درین رعنا چمن	وله	بر سر زانوئے گل آئینه شبنم بس است
کام دل نتوان گرفتن از جهان بے روے سخن	وله	آتش اندرون برون از سنگ کار آهن ست
جز خراش جگر و چهرهٔ خونین صائب	وله	دیگر از نام چه در دست عقیق یمن ست
اے برق بے مروت پا را شمرده بگذار	وله	هر خار این بیابان رزق برهنه پائی ست
از جوانی داغها در سینهٔ ما مانده ست	وله	نقش پائے چند زین طاوس برجا مانده ست
اہل کمال را لب اظهار خاموشی ست	وله	منت پذیر ماه تمام از هلال نیست
شب که صحبت بحدیث سر زلف تو گذشت	وله	هر که برخاست ز جا سلسله بر پا برخاست
درین روضه که مهمان این چمن شده	وله	بخنده لب بگشا روزگار گلچین ست
نقش پائے رفتگان هموار سازد راه را	وله	مرگ را داغ عزیزان بر من آسان کرده است
در طلب ما بیزبانان است پروانه ایم	وله	سوختن از عرض مطلب پیش ما آسان تر است
ما حجاب آلودگان را جرأت پروانه نیست	وله	گرد سر گردیدن ما گرد دل گردیدن ست
تا نظر وا کرده ام چون شمع در بزم وجود	وله	گریه از هر سر مو هم براه افتاده ست
پیش ازین بر گرد سر گشتن چنین سودا نبود	وله	این بلائے خام را پروانه در محفل گذاشت
دامن کشیدن از کف عشاق سهل نیست	وله	یوسف از این گناه بزندان نشسته ست
نه از روئے بصیرت سایهٔ بال هما افتد	وله	سبز بست است دولت تا کجا خیزد کجا افتد

قطب شاہ کے ملازمین میں منسلک ہوا۔ دفتر محاسبی میں خدمت میر منشی گری پر مقرر تہا مدت تک عیش و آرام کے ساتہہ زندگی بسر کیا۔ آخر ۱۰۴۹ھ ہجری میں فوت ہوا۔ اور میر مومن کے دائرہ میں دفن کیا گیا۔

من اشعارہ

برخسار تو مصحفی ست بے سہو غلط	کش کلک قضا نوشتہ از مشک نقط
چشم و دہنت آیہ و وقف ابرو مد	مژگان اعراب خال و خط حرف و نقط

صادق میرزا صادق اردوبادی

صادق تخلص۔ میرزا صادق نام۔ عالم شباب میں ایران سے دکن میں آیا۔ مرتضی نظام شاہ والی احمدنگر کی خدمت میں باریاب ہوا۔ نظام شاہ نے اسکی بہت تعظیم و تکریم کی منصب و جاگیر سے سرفراز فرمایا۔ زمانہ دراز تک مرتضی نظام شاہ کے سایۂ عاطفت میں زندگی بسر کرتا رہا۔ آخر جب اکبر بادشاہ ہند احمدنگر پر قابض و متصرف ہوا اسوقت معرکہ جنگ میں مقتول ہوا۔ من اشعارہ

شوخیکہ بسادگی ازو کردم صبر	اکنون خطش از غبار دارد سر جبر
از خط شں اگر فزون بسوزم چہ عجب	سوزندہ ترست آفتاب از تہ ابر

صادق میر صادق خان حیدرآبادی

صادق تخلص۔ میرزا صادق خان نام۔ مشاہیر حیدرآباد دکن سے تہا۔ نواب آصفجاہ ثانی کے زمانہ میں زندہ تہا۔ صاحب علم و فضل تہا۔ سرکار عالی نظام کے

رسی بکار عشق شود خام بیشتر — وله — پیچید مرغ بال فشان دام بیشتر

از تماشائی پریشان جهان دلگیر باش — وله — واله یک نقش چون آئینه تصویر باش

پا واز نگاه گیر طریق سلوک را — وله — در عین آشنائی مردم رمیده باش

قد نهال خم از بار منت ثمر است — وله — ثمر قبول مکن سرو این گلستان باش

نه آن جنسم که از قحط خریدار از بها افتم — وله — همان خورشید تابانم اگر در زیر پا افتم

بهر حالت که باشد گرد گلشن چون صبا گردم — وله — نیم نکهت که از گل در پریشانی جدا گردم

سپندے را بتعظیم دل ما نامزد فرما — وله — که آداب نشست و خاست در محفل نمیدانم

خود را شگفته دار بهر حالتے که هست — وله — خونے که میخوری بدل روزگار کن

هیچ همدردے نمی یابم سزائے خویشتن — وله — می نهم چون بید مجنون سر بپای خویشتن

نیست از منصور گر مردانه میگوید سخن — وله — از زبان شمع این پروانه می گوید سخن

تا رخ از باده گلرنگ برافروخته — وله — جگر لاله عذاران چمن سوخته

من کجا هجر کجا اے فلک نا انصاف — وله — همین داغ بسوزی که مرا سوخته

اشک ره دیده روشندلان آرام نیست — وله — توره سیر قصد دران و زن که باشد روشنی

صفی شیخ محمد شیرازی

صفی تخلص شیخ محمد نام شیرازی المولد والمنشا ہے۔ علم و فضل کے زیور سے آراستہ اخلاق و مروت کے پیرایہ سے پیراستہ تہا۔ سخن سنجی و بذلہ گوئی مین سلیقہ بہتر رکہتا تہا۔ اور خاص فن سیاق مین فرد فرید شمار کیا جاتا تہا۔ بکشش آب خورش بزمانہ سلطان محمد قلی قطب شاہ والی گولکنڈہ شیراز سے دکن مین آیا۔

سراج اورنگ آبادی تفرجاً برہانپور مین وارد ہوئے۔ آپ سراج سے اردو مین اصلاح لینے لگے پھر برہانپور سے اورنگ آباد مین آئے۔ جناب میر غلام علی آزاد کی خدمت مین پہنچے۔ فارسی اشعار مین میر آزاد سے اور ہندی مین شاہ سراج سے اصلاح لیتے رہے رفتہ رفتہ چند روز مین ایسے رتبہ کو پہنچے کہ امثال و اقران مین ممتاز ہو گئے۔ اور میر ضیا کی خدمت مین جو کتب درسیہ عربی باقی رہ گئین تہین اُن کو بھی تمام کین۔ میان ضیا فارغ التحصیل ہو کے ۱۱۷۹ ہجری مین نواب میر حامد یار خان المخاطب بارسلان جنگ جو میر موسی خان المخاطب برکن الدولہ بہادر اورنگ آبادی کے بہائی تھے اُن کی مصاحبت و ملازمت مین داخل ہوئے۔ ملازمت کی وجہ سے اورنگ آباد مین مدت تک رہے۔ نواب صاحب کی مجلس حضرت ضیا سے روشن تہی۔ نواب ضیا سے بہت خوش تہے ضیا میر آزاد و شاہ سراج کی خدمت مین نیازمندانہ و مریدانہ اکثر اوقات حاضر ہوتا تہا فارسی اشعار آزاد کی اصلاح سے درست ہوتے تہے۔ اور اردو اشعار کی آب و تاب سراج کی بدولت تہی۔ آخر مین آپکا کلام دونون زبانون مین استاد کے رتبہ کو پہنچ گیا۔ اقران و امثال کے مجمع مین آپ کی شہرت درجۂ عروج کو پہنچی۔ آپنے ایک مثنوی آزاد کی مدح مین لکہی ہے۔ فارسی و ہندی دونون زبانون مین صاحب دیوان ہین ہم ترجمہ کے خاتمہ مین دونون دیوان اور مثنوی سے چند اشعار ناظرین کے لئے ہدیہ کرتے مین آپکا کلام دونون زبان مین نہایت ہی شستہ و صاف ہوتا ہے۔ لطافت و نزاکت اشعار کی ہر ایک فقرہ سے ٹپکتی ہے۔ آپکے مضامین شیرین و فقرات رنگین کے دیکھنے سے خوب مزہ و لطف آتا ہے۔ آپکا فارسی دیوان کیا ہے جواہر بے بہا کا خزانہ ہے اور دیوان ہندی لآلی آبدار کا گنجینہ ہے۔ ہر ایک دیوان خوبی و خوش اسلوبی مین نظیر

منصبدارون مین ممتاز و سرفراز تہا شعرا معاصرین مین لائق و فائق تہا طبیعت مین شوخی و ظرافت تہی - یاران ہم مشرب کے ساتہہ نہایت شگفتہ پیشانی و خندہ روئی سے ملتا تہا - ذی مروت و پاکیزہ طینت تہا - راست گوئی مین مشہور و معروف تہا بیباک و چالاک تہا - آزادانہ زندگی بسر کرتا تہا - کلام رنگین و شیرین ہوتا ہے دیکہنے سے مزہ و لطف آتا ہے - آپ سنہ ۱۲۱۱ ہجری مین فوت ہوئے - من اشعارہ الہندی

بدقت اشک اب نکلا ہے شاید		ہوا آنکہون مین آلخت جگر بند
کہان نکلے ہے تار زلف سے دل		کرے پرواز کیونکر مرغ پر بند

حرف ضاد

ضیا - مرزا عطا برہانپوری

ضیا تخلص - مرزا عطا نام - خزان و بہار کے مولف نے لکہا کہ آپکا نام خوش کلام خان و میرزا عطا بیگ عرف ہے - فقیر مولف کہتا ہے کہ میرزا عطا بیگ نام - خوش کلام خان لقب ہے - اور گلرعنا کا مولف قائل ہے کہ ضیا تخلص و میرزا عطا نام جملہ مولفین کے نزدیک آپ گروہ برلاس سے ہین - آپکے نانا میر برہان اللہ سادات حسینی سے تہے - آپکا مولد و منشا قصبہ بوڈرہ ہے جو ملکا پور برار سے دس کوس کے فاصلہ پر ہے - آپکی ولادت سات تاریخ شوال سنہ ۱۱۴۳ ہجری مین واقع ہوی - جب آپ سنہ شعور کو پہنچے تب بوڈرہ سے برہانپور گئے - وہان متوطن ہوئے - وہان بعض اساتذہ سے کتب فارسی و عربی بقدر ضرورت پڑہ مین مستعد و لائق ہوئے - فطرۃً آپکا میلان شعر و شاعری کے طرف زیادہ تہا فارسی و ہندی مین کلام موزون کرنے لگے حسن اتفاق سے انہین ایام مین

شعر ترش کلفت دل را دو است
ہست سخن نامی راحت فزا است

نیست رقم کردہ آن مقتدا
چون خط تقدیر بحک آشنا

ہر کہ از و درس بلاغت نخواند
بیخبر از عالم تحقیق ماند

ہر کہ بجالش نظر او شود
بہ ز فلاطون و ارسطو شود

مرتبہ اش فوق تر از شاعری
بہر تفنن بود این ساحری

ہست بمعمورۂ علم و عمل
حضرت آزاد امیر اجل

صرف ریاضت بود اوقات او
موعظۂ محض حکایات او

بہر حصول غرض خاص و عام
ہست ز تابش متحرک دوام

ہمت عالیش سحاب است بس
رشحہ فشان بر گل و بر خار و خس

فیض رسانی عمل خاص او
جملہ جہان بندہ اخلاص او

بسکہ بامداد کمر بستہ است
خانۂ او مامن ہر خستہ است

علم و عمل خادم دربار او
فیض و کرم بندۂ سرکار او

بے ادبی را بدرش بار نیست
محفلش آمادۂ اغیار نیست

مرحمتش مرہم ہر ریش باد
لیک برا حوال ضیا بیش باد

من اشعارہ الفارسی

به مسلخی که ادب خون مدعا ریزد
طپش گناه بود صید بسمل را

ولہ
توان ہشیار کرد از سرزنش ارباب غفلت را
که وقت خواب پا خار زند پشت ناخن پا را

ولہ
بہوائے روئے کہ میزند دم حسرتے دل تنگ ما
کہ بہار مشق جنون ز گل بریدن رنگ ما

ولہ
رقیب کاوش بیجا ز من بدل دارد
گواہ باش کہ یکروز میکشم او را

دلپذیر ہے۔ مثنوی کے اشعار بھی شکر ریز و دلاویز ہیں۔
آپکا مزاج فقیرانہ تھا۔ دنیوی ترک و شان کے خواہاں نہیں تھے۔ قدر یا محتاج کے
جو یار ہتے تھے۔ آپنے کبھی زیادہ کی ہوس نہیں کی۔ کبھی جاہ و حشمت کی خواہش
نہیں کی۔ خوش کلام و شیرین زبان تھے۔ مجسم خلاق و سراپا وفاق تھے۔ مرغوب
خلائق و مقبول خالق تھے۔ اقران و امثال میں لائق و فائق تھے۔
آخر آپ ۱۲۸۱ہجری میں وطن مالوفہ برہانپور میں آئے۔ سب اعزہ و احبا سے ملے
سب نے آپکی خیر مقدم میں خوشی ظاہر کی۔ آپ بھی سب کے ملنے سے خوش خرم ہوئے
دو سال تک زندہ رہے۔ درس و تدریس و شعر و سخن میں اپنا عزیز وقت صرف کرتے رہے
پھر ۱۲۸۳ہجری میں شہر برہانپور میں فوت ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

من اشعارہ المثنوی

حضرت آزاد کہ اُستاد ماست — قبلۂ جان و دل منقاد ماست
بادۂ عرفان زدہ ہوشیار ست — بعد نبی ہرچہ کہ گوئیم ماست
ہست سیادت چمن بیخزان — او بود الحق گلِ این گلستان
نامش اگر ہست غلام علی — اوست شہِ ملک خفی و جلی
مطلع آن مہر بود بلگرام — پرتو او باد چراغ دوام
شتہر خلق باستادی ہست — نامزد رتبۂ آزادی ہست
وردہ علم آمدہ او را دلیل — تربیت حضرت عبدالجلیل
گر بشماریم گلیمش ردا ست — مرتبہ اش را ید بیضا گواست
واقف اسرار زبان دانی ہست — انوری و صائب و خاقانی است

دران زمان که بحشر قیام خواهم کرد   وله   ترا بیاد دهی یک سلام خواهم کرد

اطفال اشک راندهم چون بچشم   وله   اولاد حضرت دل مظلوم زاده اند

چو غنچه که پس برگهاش شگفته شود   وله   تبسمش به پناه حجاب می آید

از در خانه ما آن بد کیش آمد   وله   آنچه ما خواسته بودیم همان پیش آمد

نمی خواهم که حوری یا قصوری کنم فند   وله   الهی آن بت بیگانه پرور آشنا گردد

گفت روزی از غضب با من میا بار دگر   وله   گفتم این از من نخواهد شد بگو کار دگر

چشم او شد گریه رود و آه من افزون سحاب   وله   ابر ناخوش می کند در جوش گریا بیشتر

چرا کمر بغضب تنگ بسته امروز   وله   چه شد که وهی تو قربان نگشته ام امروز

مین نگاه گریه آلودم انداز ش مپرس   وله   مرغ چون در آب تر گردد ز پرواز ش مپرس

آئینه چه باشد که شود بار نگاهش   وله   گر ز شرم رگ چشم بود تار نگاهش

خواهی برای یک نگه گر نقد کامل در عوض   وله   در خور و طاقت مید هم جان و دل در عوض

ناز کن اما نه مقداری که دلها بشکنی   وله   بر طرف آئینه ها داری مقابل الحفیظ

گو یا که بر سر مضائش نظر افتاد   وله   چون دید او زرد و رم ابر کشید تیغ

ناز حسنت را نیاز عشق می آرد جواب   وله   گر ترا شمشیر در دست است ما را سر بکف

حکایتیست که گفتم ز جور سیمبران   وله   تو بر غضب مشو از من ترا نمی گویم

و الت کجاست که هر وقت نام من پرسی   وله   هزار مرتبه گفتم که من غلام تو ام

نگذاشت ادب تا ز جگر آه بر آریم   وله   رفتیم و کسی را ز خود آگاه نکردیم

من بجان بندهٔ آن طرز تکلم کردن   وله   سخنی گفتن و از ناز تبسم کردن

با من سخن ز خشم برای خدا مگو   وله   چیزیکه گفتنی است بخود گو مرا مگو

ز حال گوشهٔ چشم تو شد مرا معلوم	وله	که ترک در پس سر بزده گره مو را
نباشند باسیه کاران سر و سخن گو را	وله	که مو گر در دهن افتد زبان بیرون کند او را
کنند تعظیم روشن گوهران را طفل نادان هم	،،	که در دستار می پیچند کودک ها حباب را
دلم ببزم بتان وا نمی شود بی او	،،	چو غنچه که بود درمیانهٔ گلها
وقت پیری از لب شوربتان پرهیز کن	،،	که میر قصد ز تاثیر نمک میروص را
بر نمی خیزم اگر از کوی تو انصاف کن	،،	که ز در تو زنده رفتن عار می آید مرا
صحبت ناجنس گو عالی بود دارد زیان	،،	پرتو خورشید سازد پر مضرت آب را
مرا بقتل رسانید و ریخت بر من شکاب	،،	که مشت آب ضرورست مرغ بسمل را
وز زلف دید رویش دل شد اسیر یعنی	وله	پروا زکم کند مرغ پیش چراغ در شب
تا عرق خویش را کند از رشک قامتش	وله	استاده است سرو مهیا بجوی آب
ز روشنامت مباد آزرده باشم	،،	همین قدری ملالی آمد و رفت
روشن گهران را کجا هم بود الفت	،،	شمشیر پسند دل ماه رمضان است
چه میگویم که بنشین یکزمان این گفته می خیزد	،،	که امروز زاندکی طبعم علیل و تب نمودار است
خدا نخواسته باشد شکست شیشهٔ دل	،،	شنیده ایم صدائی که هیچ نتوان گفت
بی کسب صفا جا بدر حق نتوان یافت	،،	مردود نماز است کسی را که وضو نیست
طبع رنجور مرا بی او بعشرت کار نیست	،،	قدر روز عید را در خانهٔ بیمار نیست
ز زلف او دل پر داغ ما نمی ترسد	،،	که مار طعمهٔ خاص از برای طاوس است
نگفتمش بخت مرا چند تباهی باقیست	،،	زلف بنمود که بسیار سیاهی باقیست
نمی دانی که اشک من چه چیز است	،،	مرا این طفل فرزند عزیز است

ہمشیرہ زادۂ تربیت خان عالمگیری کے صاحبزادہ ہین - آپکی نسب کا
سلسلہ سلطان حسین مرزا بن بہرام مرزا ابن شاہ اسمعیل صفوی
والی ایران سے پہنچتا ہے آپکے والد دہرپ دکن کی قلعداری پر مامور تھے - بہرنبدگانعالی
نواب آصفجاہ نے بلحاظ خاندان آپکو حضور مین بلاکر رکہا جاگیرات کی متصدی گری
اور سرکار خاص کی دیوانی پر مقرر فرمایا - چند روز کے بعد فوت ہوے - میر ضیا کی
ولادت قلعۂ مذکور مین ہوئی - اور آپنے والد ما جد کے سایۂ عاطفت مین تربیت تعلیم
پائی تہی - ذی استعداد صاحب سواد تھے - شعرگوئی مین درست فکر و خوش خیال تھے
سرکار آصفجاہی کے منصبدارون مین شریک تھے - آخر آپ سنہ ۱۱۵۹ ہجری مین فوت ہوے

من اشعارہ الفارسی

غنچہ سان بہر نیاز تو بہار جلوہ اش
در بساط خود ہمین یک مشت زر داریم ما

ولہ
گرد بادم در ہوا صد ناقہ خرمن می کند
بر غبارم تا نسیم گیسوے مشکین گذشت

ولہ
بے تواضع کے توان بالانشینی ما نمود
آسمان را رفعت قدر از خم پشت دو تا ست

ولہ
از فروغ تو گرد خانۂ ما
ہمچو صبح است آفتاب فروش

ولہ
چشم تر مانند شبنم زین چمن برداشتم
خون دل چون لعل ما خود از وطن برداشتم

ولہ
ز نامست نامہ ام تا برگ گل گردد در انگشتم
حنائی میشود چون پنجۂ مژگان بہ انگشتم

چو نرگس تا رقم سازد ز چشم دلبر انگشتم
بود آئینہ در یک گلستان ساغر انگشتم

بشرح سوز ہجران ما تمی ترسم کہ وا سوزد
بتحریرش حنا شد شعلۂ شمع آسا بر انگشتم

بدستم جام می سوزد ز بس ہر راز لب لعلش
بود چون شاخ گل آئینہ دار از اخگر انگشتم

اگر شرح گداز و سوز ہجرانت رقم سازد
کند مانند شمع ایجاد چشم تر انگشتم

در حق من هرچه از جور و جفا فرموده | وله | من مقرر قابل آنم بجا فرموده

عزیز جهانم باین تیره بختی | وله | بنوعی که بر جبهه مه سیاهی

رسی بدرد دلم گر فدائے خویش شوی | وله | خدا کند که چو من مبتلائے خویش شوی

اے محتسب ز میکده کشتی نخوردمی | وله | کردی غلط که تشنه لب از کوثر آمدی

می خواستم که مرگ تمنا کنم ز حق | وله | بسیار خوب شد که تو ام بر سر آمدی

من اشعاره الهندی

تجھے کیا یاد ہے ساقی دو عالم بیحجابی کا | وله | ادہر تو جام کا ہنسنا اُدہر رونا گلابی کا

کیا ہے عزم اوس نازپرور نے سواری | | پر سنوارا ہیگا آئینے نے عہدہ آفتابی کا

اے ساقی دلمیں پھرتا ہے خیال اُس بیحجابی کا | | وہی ساغر کا چلنا اور کھڑے رہنا گلابی کا

کرتا ہے حشر برپا ساقی سے جلد کرنا | وله | گردن اٹھا اٹھا کر شیشے کا دیکھ رہنا

دیکھتے ہے اُسکے خط کی شان دل مرجھا گیا | وله | اس دہوئیں کو دیکھ آنکھوں میں اندھارا چھا گیا

رہ گیا ہے اتنوہا باقی ایکدم کا اشتیاق | وله | ناک میں جی آ رہا ہے دیکھنے اُسکی بلاق

اُدہر تو تم ہوئے تنکوتان کر تیوری چڑہاتے ہو | وله | ادہر میں دلمیں بسم اللہ بسم اللہ کہتا ہون

رنگ اُڑ گیا سمن کا نرگس بھی تک رہی ہے | وله | گلشن گلبدن بن کھڑی سی پک ہی ہے

اے ساقی غم کی ماردنکی نو تسلی کر شتابی سے | وله | گلابی کا بھر آتا ہے ہندو بی حجابی سے

تیری آنکھونکو ساقی دیکھنا بد جان جاتی ہے | وله | گلابی منہ میں بیٹھی جام پانی چواتی ہے

ضیا۔ میر محمد علی دکنی

ضیا تخلص۔ میر محمد علی نام۔ صفدر علیخان خطاب۔ آپ میر عسکر علی خان

نوابصاحب کی بڑی عزت و آبرو کرتے تھے - آخر آپکے خالو صاحب نے سنہ ۱۲۹ ہجری
مین اس دار فانی سے رحلت کی .
آپنے نشو و نما کے بعد اوائل شباب مین کتب درسیہ فارسیہ علماء لکھنو سے تحصیل کین
انشاپردازی و عبارت نویسی مین اچھی لیاقت و مہارت پیدا کی - پھر آپ سنہ ۱۲۶۵ ہجری مین
وطن مالوف سے حیدرآباد دکن مین آئے - خالو صاحب کے دولتخانہ پر فروکش ہوے - چندروز
کے بعد آپکے خالو صاحب نے اپنی دختر نیک اختر کی شادی آپسے کردی - آپ اس تعلق
کی وجہ سے حیدرآباد مین متوطن ہوگئے - حیدرآباد دکن مین آپکو شعرگوئی کا شوق ہوا -
نواب عباس حسین خان شُشدر کی خدمت مین مشق کرنے لگے - چند مدت تک سلسلہ بھی
جاری رہا - نوابصاحب کی توجہ سے آپکا کلام درست ہونے لگا - اسی عرصہ مین نوابصاحب
کسی مقام پر تشریف لیگئے - آپکی مشق و اصلاح سخن مین ہرج واقع ہوا - آپ متردد ہوئے
کیونکہ آپ شعرگوئی کے فریفتہ مین - مولف فقیر کو آپکا تذکرہ دیکھنے سے یقین ہوا کہ
آپ شعرگوئی اور شاعرون کے کلام کی جستجو مین بڑی جانفشانی و دلسوزی فرماتے مین
آپکو اس فن سے نہایت ہی خوب مناسبت ہے - مجکو آپکے تذکرہ سے دکنی و ہندی
شعراء معاصرین کے نام و کلام کا نشان و پتا ملا - مین غائبانہ آپکا تشکریہ تہ دل سے
ادا کرتا ہون - اور آپکی ملاقات کا ہمہ تن مشتاق ہون - بمصداق کل امر مرھون
باوقاتھا کسی وقت ضرور مشرف ہونگا - جن دنون مین آپکے اُستاد شُشدر کہین باہر
رونق افزا تھے انہین دنون مین حسن اتفاق سے جناب حکیم مولوی نواب نیاز احمد خانصاحب
ہوش جو حافظ رحمت خان المخاطب نواب مکرم الدولہ حافظ الملک والی روہیلکھنڈ کے
بنائر سے مین اس شہر مین رونق افزا ہوئے - آپ حکیم صاحب موصوف کی خدمت مین

تو بس تبخاله خرمن کرد برق حسرتم امشب
زدم دست تفکر بسکه در زلف سخن امشب
سراپا یک چمن گلدستۂ خرمن تماشایم
نویسم یکقلم تا نامۂ حیرانی خود را
ضیا ہمچو سلیمان صد ختن زیر نگین باشد

برنگ شانه دارد یک بانی بہر انگشتم
بود چون رشتۂ تسبیح عقد گوہر انگشتم
بسان شاخ نرگس چشمہا دارد بسر انگشتم
چو شاخ نرگس آرد چشم حیرت گل بسر انگشتم
اگر سر حلقۂ گیسوے او آید در انگشتم

ضیغم - محمد عبد اللہ خان لکھنوی

ضیغم تخلص - محمد عبد اللہ خان نام - آپنے اپنا حال تذکرہ شعرا مین جو آپکی تالیف سے ہے لکہا ہے - ہم اسی سے اخذ کرکے لکہتے ہین - آپ محمد صالح خان لکھنوی کے فرزند ہین - آپکا مولد ونشا شہر لکھنو ہے - آپکے آبا و اجداد شاہان اودہ کی ریاست مین معزز عہدونپر مامور رہے ہین - اور حسن خدمات کے صلہ مین جاگیرین اور انعام پائے ہین - آپکے جد اعلیٰ نواب مصطفی خان قندہاری شاہ اودہ کی فوج کے رسالدار تہے - اور بارگاہ شاہی کے مصاحب - آپکے عم بزرگوار محمد احمد حسین خان بہادر بیس ہزار روپیہ سالانہ کے جاگیردار ہین - آپکے خالو محمد صفی اللہ خان بہادر المخاطب سر شرف الامرا بہادر سرکار عالی نظام کے ریاست مین عمدہ منصب سے ممتاز تہے - اور اسی ریاست کے سایۂ مرحمت مین سکونت پذیر تہے - نواب صاحب اصل مین کرناٹک کے رؤسا مین سے تہے - جسوقت سرکار انگریزی نے ملک مذکور پر قبضہ کیا تو اسوقت آپکے خالو صاحب کیلئے سرکار انگریزی سے تا بہ حین حیات تین ہزار روپئے ماہوار مقرر ہوی تہی - اور مدراس کی کونسل کے رکن بہی ہوئے تہے - اور انکو سرکار انگریزی سے شرف الامرا - کے - سی - ایس - آئی - نصیر الدولہ نصرت جنگ کا خطاب ملا تہا - سرکار موصوف

حرف طا

طالب مولوی شاہ وجیہ اللہ

طالب تخلص ۔ شاہ وجیہ اللہ نام ۔ آپ محمد حبیب اللہ عظیم آبادی کے فرزند دلبند ہین ۔ آپکے والد سوداگران متمول سے تھے ۔ طالب صاحب ترجمہ کی ولادت شہر مدکور مین ہوئی ۔ نشو ونما بھی وہان کی آب وہوا مین پائی ۔ جب صاحب عقل وشعور ہوا وہان کے علما وفضلا کی خدمت مین تحصیل علوم وفنون مین مشغول ہوا ۔ چند مدت کے بعد فارغ التحصیل ہوکے حضرت شاہ منعم دہلوی کی خدمت مین شرف بیعت سے مشرف ہوئے ۔ پھر آپکے والد دار فانی سے عالم جاودانی کے طرف روانہ ہوئے آپنے والد کے فوت ہونے کے بعد تمام مال واثاث البیت مساکین و غربا کو دیدیا ۔ اور خود عازم حرمین شریفین ہوئے ۔ حرمین شریفین پہنچ کے حج وزیارت سے فارغ ہوکے سنہ ۱۲۰۳ ہجری مین وارد مدراس ہوئے ۔ نواب نصیر الدولہ بہادر کی خدمت مین ملازم ہوئے ۔ بارہ برس تک نواب کی خدمت مین سکونت پذیر رہے ۔ نواب صاحب آپکی بہت عزت وآبرو فرماتے تھے ۔ پھر دوبارہ آپکے دل مین حج وزیارت کا شوق پیدا ہوا نواب صاحب سے رخصت لیکر حرمین شریفین روانہ ہوئے ۔ پھر حج وزیارت سے مشرف ہوکے اسی ملک مین واپس آئے اور ترچناپلی مین سکونت پذیر ہوئے پھر چند مدت کے بعد عازم زیارت ہوئے ۔ اور حرمین شریفین روانہ ہوئے ۔ پھر آپ حسب الطلب نواب صاحب آئے ۔ نواب صاحب کی تعلیم مین مصروف ہوئے ۔ آپکو شعر وشاعری سے دلچسپی تھی خود بھی موزون الطبع تھے کبھی کبھی کلام موزون فرماتے تھے

اپنا کلام پیش کرنے لگے۔ آپ حکیم صاحب موصوف کی عنایت و مرحمت کے شکر گزار ہین
آپکے کلام سے پختگی و شستگی نمایان ہے۔ آپ خوش مزاج و خوش خلق ہین۔ شگفتہ طبع
وخندہ پیشانی ہین۔ یاران ہم مشرب کے جلسہ کے رونق ہین۔ ظریف ولطیفہ گو و لطیف
وبذلہ سنج ہین۔ سخندان و سخن فہمی مین بے نظیر۔ اب ہم آپکے چند اشعار آبدار ہدیہ ناظرین
کرتے ہین تاکہ مطالعہ سے حظ و لذت اٹھائین۔ فی الحال آپکی عمر تخمینا چالیس کے
قریب ہوگی۔ طال اللہ بقاہ۔

من اشعارہ الہندی

جب سے ہوا ہے عشق رسالت پناہ کا — رحمت سے ہے بھرا ہوا دامن گناہ کا
گھائل ہوا ہون کسکی مین تیغ نگاہ کا — گردون جو بنگیا ہے دھوان میری آہ کا
جس نور نے کہ سرمہ کیا کوہ طور کو — اڑتا تہا پرتو وہ تری جلوہ گاہ کا

ولہ

گم زیست نے کیا تہا خیال کمر مین جو — ملتا نہین نشان ہمارے مزار کا
بستر کا تار تار تہا نشتر مرے لئے — کیا پوچھتے ہو حال شب انتظار کا

ولہ

ہے شرط عشق یہ کہ کسی پر عیان نہو — فرقت بھی ہو نصیب تو لب پر فغان نہو
کیون خط نہو نمود نہ کیونکر مٹے بہار — وہ گل نہین جو مورد جور خزان نہو
گردش سے بخت کی یہی ضیغم ہے تجکو خوف — کوئے زمین یار کہین آسمان نہو

ولہ

دربدر اسکو پھراتی ہے محبت تیری — خاک چھنواتی ہے اے یار کدورت تیری
ڈالدی صبح شب وصل جو رخسار پہ زلف — بول اٹھی پرتو کہ کیون آئی ہے شامت تیری
شکل آئینہ ہون مین محو تحیر جب سے — میری نظرون مین پھرا کرتی ہے صورت تیری
نکلے کیون صورت سیماب تڑپ کر دل زار — جب سطح نظر آئے نہ صورت تیری

وارد ہند ہوئے۔ بادشاہی خدمات پر سرفراز و ممتاز رہے۔ شاہرخ مرزا سے بھی علاوہ خدمات سرکاری تعلق رہا۔ آپکی ولادت ہند مین ہوئی۔ آپ بھی سن شعور کے بعد آبائی موروثی خدمات پر مامور رہے۔ اور شاہرخ مرزا کی اولاد سے بھی بدستور وطنی تعلق رہا۔ یہانتک کہ نواب فتح یاب خان شہید جو شاہرخ مرزا کی اولاد مین شاہیر امرا سے تھے ان کی خدمت مین بخشیگری کے عہدہ پر مقرر تھے۔ نواب کی شہادت کے بعد قصبہ نندہار خاندیس آئے اور حضرت شاہ یسین قادری کے مرید ہوئے۔ اور ندربار مین پیر کی توجہ سے سکونت پذیر ہوئے۔ لچھمی نرائن اورنگ آبادی تذکرہ شعرا مین لکھتے ہین کہ آپ چالیس برس سے شعرگوئی کی مشق کرتے ہین۔ کلام کو مرتبہ کمال پر پہنچایا۔ فارسی و ہندی دونون زبان مین پختہ کلام ہے۔ آپ صاحب دیوان تھے۔ فارسی دیوان مین تقریباً چھہ ہزار اشعار ہین اور ہندی دیوان ڈہائی ہزار۔ علم حساب سیاق مین کامل قدرت رکھتا تھا۔ عربی و فارسی مین بھی عمدہ استعداد و مہارت رکھتا تھا۔ باوجود تمام کمالات نہایت متواضع و منکسر المزاج تھا۔ ذکی الطبع و ذہین تھا۔ میر عبدالقادر مہربان اورنگ آبادی کے دوستون مین سے تھا۔ میر صاحب طپش کی بڑی تعظیم و توقیر کرتے تھے اور فقیر سے بھی حسن اخلاق و محبت سے ملتے تھے انتہی کلامہ۔

سنہ ۱۱۶۰ ہجری مین طپش اورنگ آباد مین بطریق سیر و سیاحت رونق افزا ہوا تھا۔ میر عبدالقادر مہربان کے مکان پر فروکش تھا۔ چند مدت رہا یاران ہم مشرب کے ساتھہ خوب شاعرے و جلسے ہوتے رہے۔ پھر ندربار مراجعت کی سنہ ۱۱۹۲ ہجری مین فوت ہوا۔

من اشعارہ الہندی

نہین ہے بھون شکنہ مین کہو اور دون کی ستلی کا	مراداغ جگر اب سوختہ ہے ایک تپلی کا

آپکا کلام صاف و شستہ ہوتا ہے۔ آپ صاحب دیوان تھے۔ آپکا دیوان کثیر الحجم ہے شہر حیدرآباد مین بطور سیر و سیاحت آئے تھے۔ چند روز سکونت کر کے مدراس چلے گئے اور آخر آپ سنہ ۱۲۲۹ ہجری مین اس دار ناپائدار سے دار البقا روانہ ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون آپ خوش خلق و غربا دوست تھے۔ اور مہمان نوازی و آشنا پرستی مین مشہور تھے جو کچھ پیدا کرتے تھے دوست و احباب کو تقسیم کر دیتے تھے۔ اللھم اغفر لہ

من اشعارہ الفارسی

بسی دست نبود حاجتے مرد سخن گو را — کہ روزے از زبان چون جامہ برم میرسد اورا

وله

کجاست طالع بیدار تا شبے سازم — چو شمع گرم ببزم تو اے صنم جا را

وله

تکیہ بر زندگی خویش مکن ہمچو حباب — کہ بیک چشم زدن کار تمام ست اینجا

وله

بہار حسن را ہردم تماشائے دیگر باشد — گلے گر میرود زین گلستان دیگر شود پیدا

حدیث شوق گر سازم رقم بر صفحۂ کاغذ — چو مرغ نامہ بر از نامہ بال و پر شود پیدا

وله

انجم سبب زقول رقیبان ببزم یار — در صحن باغ خوش نبود شور زاغہا

وله

شبے در جلوہ کہ حضرت جانان رفتم — شمع سان داغ بدل تشنہ لبے ایمان رفتم

وله

شب کہ دل شوق دیدار رخت بیتاب بود — موئے زلفش تا بہ وے آستینش دیدہ ام

وله

دوست از جفا مساز نگارین نگار من — آتش مزن بجان و دل بیقرار من

وله

شبے حال دل پر داغ را طالب رقم کردم — بدستم صفحۂ کاغذ شدہ چون بال طاؤسے

طپش - میر محمد اکبر

طپش تخلص۔ میر اکبر نام۔ آپکے بزرگ بدخشان سے تشاہرخ مرزا شاہزادہ ہے کے ہمراہ

یہان عزت و آبرو سے زندگی بسر کرتے رہے نواب سرسالار جنگ مختار الملک بہادر مدار المہام سابق نے آپکو علاوہ منصب مدرسہ دار العلوم مین صدر مدرس فارسی کی خدمت بھی عطا کی تھی۔ آپ تا بزندگی صدر مدرسی پر مامور رہے۔ فارسی عربی کی تحریر و تقریر مین علامۂ عصر و فہامۂ زمان تھے۔ حضرت اُستادی طوبی صاحب ترجمہ کی ولادت باسعادت اسی شہر حیدرآباد دکن مین ہوئی۔ اور نشو و نما بھی یہین کی آپ ہوا یہی تھی جب آپکی عمر چار سالہ ہوئی تب والد ماجد نے آپکو دکن سے شوستر تربیت و تعلیم کے لئے بھیج دیا۔ آپ کی نشو و نما کی پوری تکمیل علوم و فنون کی تحصیل شوستر کے علما و فضلا کی خدمت مین ہوئی۔ فارغ التحصیل ہو کے حیدرآباد دکن مین آئے عالم شباب کا ابتدا تھا۔ آپکی طبیعت بحر علوم مین مواج تھی۔ آپ ایوان فصاحت و بلاغت کے سراج تھے۔ آسمان تحریر و تقریر کے آفتاب تھے۔ آپ جامع العلوم مجمع الکمال والفنون تھے اور خاص عالم ادب کے میدان مین ایسی جولانی کی تھی کہ تمام اپنے امثال و اقران سے سابق قدم ہوگئے تھے۔ نظم و نثر کے لکھنے و موزون کرنے کا ملکہ تامہ رکھتے تھے کلام منظوم و کلام منثور کا لکھنا اُن کے نزدیک سہل الوصول تھا۔ جب ارادہ کرتے تو منثور و منظوم فوراً موزون فرماتے تھے۔ صبح سے چاشت تک ساٹھ ستر اشعار کا موزون کرنا مشکل نہ تھا۔ نواب سالار جنگ نے آپکو اولاً اکرم الدولہ کی اتالیقی پر مقرر فرمایا۔ پھر چند مدت کے بعد قضایائے ساہوکار کی عدالت مین مامور کیا۔ بعد ازان خدمت عدالت سے علیحدہ ہوگئے گوشہ گزین و خانہ نشین ہوئے کبھی کبھی وزرا و امرا سے ملتے تھے۔ آپ نواب مختار الملک ثانی و منیر الملک ثانی کے بھی ایک زمانہ تک استاد و اتالیق رہے ہین۔ پھر آپ اعلیٰحضرت بندگانعالی متعالی غفرانمآب کی بارگاہ

بس کیا ہون پیکے پلکون سے گناہ خویشیان	سرپہ رہ آہ حسرت ہین مرے پریشیان
تم کس سے بن آتی ہین یہہ کافر کیشیان	کس گلے مین نہین تمہاری لٹ کا زنار کفر

طاہر - محمد طاہر بیدری

طاہر تخلص - محمد طاہر نام - آپکا مولد و منشا شہر بیدر دکن ہے - آپ علم و فضل سے آراستہ تھے طبیعت کی تیزی اور ذہن کی جولانی سے شعرگوئی و سخن فہمی مین یگانۂ روزگار تھے - شاہ حبیب اللہ نبیرۂ شاہ نعمت اللہ کے مصاحب تھے - صوفی المشرب زندہ دل تھے - خوش خلق و خوش کردار تھے - افسوس ہمکو آپکا کلام نہین ملا صرف ایک تاریخ جو آپنے شاہ حبیب اللہ کی کہی وہ ملی ہم اسکو ذیل مین نقل کرتے ہین - آپ ہمایون بہمنی کے زمانہ مین زندہ تھے نظیری شہدی کے ہم طرح رہے ہین - دونون مین نہایت اتحاد تہا - آپکا انتقال ۸۶۷ھ ہجری مین ہوا - من اشعارہ

تاریخ شہادت شاہ حبیب اللہ

حبیب اللہ غازی طاب مثواہ	مہ شعبان شہادت یافت در ہند
برآمد روح پاک نعمت اللہ	روان طاہر ش تاریخ می جست

طوبی - آقا سید علی الموسوی شوستری

طوبی تخلص - آقا سید علی نام - افضل العلما سنادالملک خطاب - آپ سید ابوالحسن شوشتری الموسوی کے فرزند رشید ہین آپکے والد وطن مالوفہ شوستر سے حیدرآباد دکن مین آئے - سرکار عالی نظام مین خلد اللہ ملکہ اعلٰی مناصب کے سلسلہ مین مقرر ہوئے

قرض منگوا لیتے تھے۔ مدت العمر تنگدست و تنگ حال رہے تنگدستی و تنگ حالی بسبب غربا پروری دستگیری بینوایان تھی۔ جو کچھ آمدنی ہوتی تھی فقرا و غربا پر صرف فرماتے تھے۔ آپ خوراک و پوشاک مین تکلف و زیبائش پسند نہین کرتے تھے۔ بقدر ضرورت استعمال فرماتے تھے۔ اسیطرح فرش و فرنیچر کی بھی خواہش نہین رکھتے تھے۔ آپکا فرش بوریا تھا۔

آپ کی درس و تدریس کا ذکر

آپ علامہ عصر و فہامۂ دہر تھے۔ جامع کمالات صوری و معنوی۔ درس و تدریس کے شائق اکثر طلبہ آپکے چشمۂ فیض سے سیراب و تازہ ہوئے تھے۔ آپ جگت استاد مشہور تھے۔ آپکے تلامذہ امرا و شرفا غربا و فقرا زادے ہوتے تھے۔ شعر و شاعری مین استاد کامل تھے۔ ہزارہا شعرائے ہند و عجم کو آپسے تلمذ تھا آپکے تلامذہ سنعد مین۔ خاص آپکی طبیعت سخن سنجی و بذلہ گوئی کے مناسب تھی مضامین تازہ آپکی خدمت مین جوق جوق آتے تھے۔ آپ مضامین تازہ و رنگین کو بامحاورہ عبارت عربی و فارسی مین بداہتہ موزون فرماتے تھے۔ آپ کی ذات مین مضامین تازہ کی آمد تھی نہ آورد۔ فقیر مولف آپکے چند اشعار آخر مین گزارش کریگا۔ آپکے قصاید عربی و فارسی بے انتہا مین۔ ہر ایک قصیدہ اپنا نظیر آپ ہی ہے۔

افسوس کہ آپکے تمام قصائد کسی نے ایکجا مدون نہین کیئے آپکے ایک شاگرد رشید میرزا محمد تقی نے آپکے نتائج طبع کا ذخیرہ جمع کیا تھا۔ ذخیرہ نظماً و نثراً عربی و فارسی زبان کا تھا۔ یہہ ذخیرہ موسی ندی کی طغیانی مین نذر سیلاب ہوگیا۔ مینے آقا صاحب کے فرزند بزرگ مولانا سید عبد اللہ المخاطب بہ نیر جنگ بہادر سے آقائے مرحوم کے

راجم طلا کی مقاربت و مصاحبت مین چند روز عزت آبرو سے بسر کئے۔ حضور کی مدح مین اکثر قصائد موزون فرمائے ہین۔ آپ شاعری مین ماہر کامل تہے اور علم ادب مین بہی صاحب کمال تہے۔ آپ عربی و فارسی دونون زبان مین شعر موزون فرماتے تہے آپکے قصائد قاآنی کی طرح بلاغت و فصاحت مین ڈوبے ہوئے ہوتے ہین۔ آپکی غزلین و قطعات و مخمسات بہی لطف و مزہ سے خالی نہین ہین۔ اسیطرح آپ نثر عبارت لکہنے مین بہی قوت کاملہ و ملکۂ تامہ رکہتے تہے

اقا سید علی کے اخلاق و عادات کا ذکر

آپ اخلاق حمیدہ و اوصاف پسندیدہ سے موصوف تہے ہر کس و ناکس کو دام خلق مین مسخر کر لیتے تہے۔ اگرچہ امامیہ مذہب کے پیرو تہے لیکن تعصب نہ بہی سے علیحدہ تہے آپکے نزدیک امامیہ و سنیہ مساوی الدرجہ تہے بلکہ آپ سنیون کی بہت خاطرداری و مدارات کرتے تہے۔ اسی حسن خلق کی وجہ سے دونون فریق باہم شیر و شکر کیطرح زندگی بسر کرتے رہے۔ آپ مہمان نواز و غربا پرور تہے۔ اکثر غربا ایران کے لئے آپکا دولتخانہ مسافر خانہ و آرام گاہ تہا۔ مہمان نوازی مین بے نظیر فرد تہے۔ کوئی وقت ایسا نہین ہوتا تہا کہ آپکے مکان پر دس بیس غربا جمع نہون آپ ہر ایک غریب کو سعی و کوشش کرکے بادشاہ و امرائے دکن کی خدمت مین پہنچاتے تہے۔ اور سفارش کرنے مین نہایت چست و چالاک تہے۔ امرا و وزرا کی خدمت مین آپ کی سفارش موثر ہوتی تہی۔ آپکی طبیعت درویشانہ تہی دنیا و مافیہا سے تعلق نہین رکہتے تہے۔ ہزار روپیہ ماہوار پاتے تہے۔ تنخواہ آتے ہی ایک ہفتہ تک خوشی سے بسر کرتے ایک ہفتہ کے بعد تہیدست و دست نگر علانے فروش ہوتے تہے جو کچہہ مطلوب ہوتا تہا

زار زار روتے تھے اور دامن دل کو رنج و الم کے ہاتھوں سے چاک کرتے تھے اور سر و منہ پر خاک اڑاتے تھے۔ اعزہ و اولاد کی بیقراری و دل گدازی دیکھ کے اہل مجلس کے قلوب جل جاتے تھے۔ عاقبۃ الامر تمام اعزہ و اقارب و احباب نے زبدۃ المعارف نے اس علوم و فنون کے خزینۂ بے بہا کو کوہ مولے کے خاک میں دفن کئے۔ شعرائے زمانہ نے آپکے رحلت کی تاریخیں موزون کئے۔ منجملہ تواریخ فقیر مولف کو آپکے شاگرد حکیم میر نوازش علی لمعہ کی تاریخ دستیاب ہوئی **ھو ھذا**

از جہان رفت حضرت طوبیٰ	منزل او بہشت و ماوے ہست
زد رقم کلک لمعہ سال وفات	جائے طوبیٰ بہشت اعلیٰ ہست

ولہ ایضاً

رفت ادیب و فاضل بے مثل صد حیف از جہان	شد جہانے را دگرگون حال از این رنج و ملال
ہاتف غیبی بگوش لمعۂ محزون بگفت	رائے گلزار جنت شد ادیب الدولہ سال

ولہ ایضاً

وائے ویلا و دریغا رفت از دار محن	عالم و فاضل فرید عصر و یکتائے زمن
خوانم اشعار سنائی را کہ بس مشکل بود	کاملے گر رفت ازینجا مثل او پیدا شدن
روزہا باید کہ تا یک مشت پشم از پشت میش	زاہدے را خرقہ گردد یا حمارے را رسن
ہفتہ ہا باید کہ تا یک پنبہ دانہ زآب و گل	شاہدے را حلہ گردد یا شہیدے را کفن
ماہ ہا باید کہ تا گردون گردان یک شبے	عاشقی را وصل بخشد یا غریبی را وطن
دور ہا باید کہ تا یک سنگ خارا ز آفتاب	لعل گردد در بدخشان یا عقیق اندر یمن
قرنہا باید کہ تا یک مرد صاحبدل شود	بایزید اندر خراسان یا اویس اندر قرن

حالات ونتائج طلب کئے۔ امروز فردا کا وعدہ کیا۔ لیکن وعدہ کو ایفا نہین فرمایا مجھے بہت تلاش وجستجو کے بعد قصائد عربی و فارسی ستیاب ہوئے۔ انہین قصائد سے بطور مشتے نمونہ چند اشعار ہدیۂ ناظرین گزارش کرتا ہون۔

آقا سید علی صاحب ترجمہ کی تصنیفات سے مخمس قصیدہ بردہ و قصیدہ ہمزیہ وغیرہ مین قصائد کے دیکھنے سے آپ کی فصاحت بلاغت کی تصدیق ہوتی ہے۔ اشعار کے محاورات وخوبی بندش سے ثابت ہوتا ہے کہ آقا صاحب ترجمہ عربی الاصل والنسل ہین۔ و فصحائے ادب و بلغاء عرب آپکے قصائد و مراسلات ادبیہ کے مضامین با محاورہ عربیہ کو دیکھکے کہتے ہین واللہ ہذا عربی لیس بعجمی

آقائے طوبیٰ صاحب ترجمہ کی وفات

سنہ ۱۳۲۴ ہجری مین آقائے طوبیٰ بعارضہ بخار بیمار ہوئے۔ یونانی معالجہ شروع کیا گیا اطبائے یونانی متواتر دوائین استعمال کراتے تھے۔ لیکن کچھ فائدہ نہین ہوتا تھا بلکہ مرض بڑہتا جاتا تھا۔ آخر ڈاکٹری علاج کے طرف رجوع ہوئے۔ کوئی دوا موثر نہین ہوئی۔ طبیعت مین ضعف ونا توانی بڑہ گئی۔ آخر آپ اسی مرض الموت مین بتاریخ ۲۴ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۴ ہجری مین دار فانی سے بہشت برین روانہ ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اعزہ و اقارب احبا کو آپ کی رحلت سراپا مصیبت کا نہایت رنج وغم لاحق ہوا۔ اور شہر کے علما و فضلا و طلبہ پر آپ کی رحلت کا سخت صدمہ واقع ہوا۔ آپکی تجہیز وتکفین مین شہر کے اکثر امرا و علما و طلبہ شریک ہوئے۔ تمام آپکی رحلت پر آہ ونالہ و شور وغوغا کرتے تھے۔ تلامذہ کی یہہ حالت تھی

دروازهٔ علم نبی و عالم عالم — ختم است براو بعد خدا حل معاضل

او صنع خداوند و خداوند همه صنع — مخلوق وی ست انچه خدا راست مجاعل

حق وی آن یازده تن کش ولد استند — برعزت این صدر فزاید حق باذل

طوبی است چو مداح تو از دل بخدا باش — ای صدر تو هم راحم حوال وی از دل

ولہ

صباح عید بصد رنگ بو و غنج و دلال — در آمد از در آن ماه آفتاب جمال

شکسته تر ز دل زار عاشقانش زلف — سیاه تر ز شب هجر دلبرانش خال

گل شمایل او آفتاب عنبر چتر — لب تکلم او طوطی خجسته مقال

ز پای تا سر ناز و کرشمه و خوبی — ز فرق تا پا غنج و دلال و حسن جمال

در آسمان صباحت ز غیرت رویش — فتاده در دل خورشید شعله جوال

ولہ

ای هزاران فاضلت بر آستان — صدر کل مختار ملک راستان

چون خدا خلقی بعزت کرد جفت — چون تو فردی را برایشان صدر گفت

کرو رایت سد اسکندر بنا — دشمن ار یاجوج باشد گو بیا

داده تدبیرات تو داد همه — از تو محکم کار و بنیاد همه

رائی تو صایب تر از رائی حکیم — در همه امر ای کلامت مستقیم

شکر شد کز همه روی زمین — جای تو دار و شرفها بالکین

ولہ

ای از تو منهدم شده بنیاد کار ظلم — وی عدل تو خزان ده اندر بهار ظلم

از نصفت تو رفته بهر جا قرار جور — در حکمت تو خفته بهر سو مدار ظلم

باشد چنان شعار عدالت شده بدهر — گوئی که نام نیست دگر از شعار ظلم

عہد با باید کہ باز آید ز شستشو وروکن	چون سناد الملک طوبی کامل استاد فن
گفت سال ز نجاتش لسعد اینک حسب حال	شد سناد الملک یکتا وائے امروز زدکن

۱۳۲۴ھ

ایضاً

قد مضی سید سناد الملک	بروض الجنان مربعه
انا لله رحمت عام رحلته	قلت - دار النعیم مضجعه

۱۳۲۴ھ

من قصائده الفارسی

اے روئے تو وے رائے تو دلال سائل	وے جود تو و بود تو حلال مسائل
ایوان صدارت زتو چون کاخ خورنق	دیوان وزارت زتو چون برج سلاسل
خرم تو چنان کرده که آواز خروشی	در گوش نیاید همه گر بانگ لازل
عدل تو رسیده ست بجائے که گلشن	بر منبر هر شاخ بوعظند بلابل
گر کار بفهم ست بدرک و بکیاست	پس از چه گراید بنجو بی شمائل
از انمل مخضوبه و از چشم مکحل	ور مذ صفا داده و قد متمائل
رنگین نگه و شی چو شاطه ممتاز	سنگین نگه شی چو عادات حوامل
آنجا که بود هر کسے از جهد معاون	آنجا که شود هر کسے از سعی معامل
پس چون نشود مثل منی آمر و ناهی	پس چون نشود همچو منی فاعل و جاعل
من کیستم آنم که اگر روئے زمینم	گردند مخالف نگرایم بزلازل
هر مشکلے آسان کنم از روئے منور	مرسیتم از دوده حلال مشاکل
فخر همه ارباب فضائل ز فضلش	یکقطره از بحر بود کل فضائل
اصل کرم و فرع همه علت ایجاد	چون ذات خداوند منزه ز مماثل

تین تین منشیون کو خود عبارت لکہاتا تہا - اور فقرات لاحقہ ہر ایک کو بدون غور و تامل کہتا تہا - اور کلام کے ربط و ضبط مین خطا نہین کرتا تہا - اور اسی حالت مین آپ بہی کتابت مین مصروف ہوتا تہا - شعرگوئی سے بہی دل چسپی رکہتا تہا کبہی کبہی موزون کرتا تہا - کلام صاف و شستہ و پاکیزہ ہے -

من اشعارہ

شہیدِ تبسم پوشیدہ ام بعد فنای خود شہرت حسن تو شد از کشتۂ دیدار تو	برنگ مردۂ فیروزہ نیلی در غزلے خود از نسیم بال بلبل بشگفد گلزار تو

طغرا - ملا طغرا مشہدی

طغرا تخلص - ملا طغرا نام - مشہدی الاصل ہے - نثر نویسی مین طرز جدید کا موجد ہے - اور عبارت تازہ کا مخترع ہے وطن مالوف سے رخصت ہوکے ہند مین آیا - چند مدت شاہزادہ مراد بخش بن شاہ جہان بادشاہ ہند کی ملازمت مین رہا - شاہزادہ کے ہمراہ ممالک دکن کی سیر مین مشغول ہوا - آخر کشمیر بہشت نظیر مین پہنچا - گوشہ نشینی اختیار کی - چند روز خوشی سے بسر کرکے مقام صلی کے طرف روانہ ہوا - ابو طالب کلیم کے قبر کے قریب مدفون ہوا - طغرا کی انشا پردازی مشہور ہے - اسکی انشا نہایت رنگین و شیرین ہے - طلبائے درجۂ منتہی شوق سے پڑہتے ہین - طلبہ کی استعداد طغرا کے پڑہنے سے درجۂ کمال کو پہنچ جاتی ہے - نظم مین بہی ایسا ہی نازک خیال ہے - نئے نئے مضامین خوش اسلوبی و خوبی کے ساتہہ موزون کرتا ہے - **من اشعارہ الفارسی**

ز جعبۂ پر شکست دل بصد فغان افتد	چو کودکے کہ ز بالائی نردبان افتد

مختار ملکی و ہمہ در اختیار تو است
گر ظلم کس کند بکسے انتقام از و
الم کشیدہ مصیبت رسیدہ حیرانم
ہمیشہ خون خورم از غصہ و بجانہ خویش
شبم بگریہ و روزم بآہ و نالہ و افغان
تفقدے نکنی اے خدایگان آخر
بجز تو کیست ز بعد خدا مرا یاور

ولہ

آن شد مرا نہادہ تو در اختیار ظلم
من میکشم ز لطف تو نے غدار ظلم
ز جان جمیعم اگرچہ ... پریشانم
ز دوری تو شہا گوییا بزندانم
تنگ آمدم آخر مگر نہ انسانم
مگر نہ من ہم از جبیل زیر دستانم
بغیر در گہ تو در گہے نمی دانم

طاہر ۔ میرزا محمد طاہر

طاہر تخلص ۔ میرزا محمد طاہر نام ۔ صفاہانی الاصل ہے ۔ سلاطین صفویہ کے امرا سے تہا علم و فضل کے زیور سے آراستہ ۔ مع برادر محمد علی خلد مکان عالمگیر بادشاہ کے عہد مین صفاہان سے دکن مین پہنچا ۔ میرزا محمد طاہر صاحب ترجمہ اور میرزا محمد علی دونون بہائی عالمگیری دربار مین خطاب و منصب سے سرفراز ہوئے برادر اول صاحب ترجمہ التفات خان دوم ملتفت خان خطاب سے ممتاز ہوے ۔ التفات خان بیڑ ضلع اورنگ آباد مین مدت تک خدمت فوجداری پر مامور رہا ۔ بعد ازان گجرات و خاندیس وغیرہ مقامات مین بہی خدمت پر معین رہا امور مفوضہ کو نہایت ہوشیاری سے انتظام کرتا تہا ۔ آخر صوبہ مالوہ سے دہلی جاتا تہا جب کہرگون کے اطراف مین پہنچا وہان رہزنون کے ہاتہہ سے ۱۰۷۹؁ ہجری مین مقتول ہوا ذکی الطبع و صاحب استعداد خداداد تہا نثر نویسی مین بہی قدرت کامل رکہتا تہا

سکونت پذیر ہوئے۔ شاہ طاہر صاحب ترجمہ سلطانیہ میں متولد ہوا۔ ابتدائے
سن تمیز میں تحصیل علوم و فنون کے لئے کاشان میں آیا۔ چند مدت میں جامع معقول
و حاوی العلوم ہوا ؎

در جہان چون او ندیدی ہیچکس در شرع شعر — قاف تا قاف ار بجوئی قیروان تا قیروان

جب شاہ طاہر کی لیاقت و قابلیت کی حقیقت شاہ اسمعیل ماضی صفویہ کو معلوم ہوئی
چاہا کہ اسکو خلعت صدارت سے سرفراز کرے۔ حاسدین نے اسکو مذہب باطل سے متہم
کیا بادشاہ کو غرض آمیز و فتنہ انگیز باتوں سے ورغلایا اور اسکی ذلت و خواری کی پیروی
کرنے لگے۔ وکیل السلطنت شاہ حسین نے جو اسکے معتقدین سے تھا۔ شاہ طاہر سے کہا کہ
اسوقت مناسب یہہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ یہاں سے چلے جائے اور ایسے مقام میں
سکونت اختیار کیجئے کہ وہاں مخالفین کی دست اندازی نہو سکے۔

شاہ طاہر نے ۹۲۶ھ ہجری میں کاشان سے ہند روانہ ہوا۔ تھوڑے دن میں برہان نظام شاہ
بحری والی احمدنگر دکن کے پاس پہنچا۔ بادشاہ کے نزدیک ایسی ترقی پائی کہ ارکان دولت
و اعیان ریاست سے بڑھ گیا۔ رفتہ رفتہ درجہ وکالت سلطنت کو فائز ہوا۔ تمام مہمات کا
مدار المہام ہوا۔ اہل دکن و اہل عجم و عرب سب کے آستانہ بلندپایہ کو اپنا ملجا و ماوی سمجھتے تھے
اور شاہ کے توجہ سے بہرہ مند ہوتے تھے۔ مذہب امامیہ کا شیوع ملک دکن میں آپ ہی کی
بدولت ہوا۔ اور برہان نظام الملک بحری کو شاہ طاہر کی کوشش سے نجانب سلطان
بہادر گجراتی نظام شاہ خطاب ملا۔ باوجود شغل مہمات سلطنت اہل علم کی صحبت و
مجالست سے محروم نہیں ہوتا تھا۔ اور ہمیشہ اس بات کی فکر کرتا تھا کہ مذہب امامیہ اثنا عشریت
کامل ہو جائے۔ اور اہل دکن علم و فضل کے زیور سے آراستہ ہو جائیں۔ اس کام کے لئے

ملا چو شیخ رگ گردنے ملایم کن — وله — ز بہر دادن سرپائے خویش قایم کن

بگو بیا بکام دل بے اتفاق دوستان — وله — تا بقربانت شود با تیر پیمانہ کمان

اگر چو آئینہ سرتا قدم شوی یک چشم — وله — بسوئے دوست نگر سوئے خود نگاہ مکن

عروسان را بسوئے حجلہ نتوان برد بے سازی — وله — بآواز دف و نی دختر رز را بمینا کن

بباید چو برق خندہ زنان از جہان گذشت — وله — نتوان چو ابر بر سر دنیا گریستن

موئے سر کافتد ز سر ہرگز نمیگردد سفید — وله — عیاش غربت کی کند پیری تصرف در جوان

سایہ می افتاد از طغرا در ایام شباب — وله — پیر چون شد میخورد از سایہ طغرا بر زمین

مینا بپائے ساغر چون سر نہد بسجدہ — وله — چیزی دگر نخواہد غیر از دعائے یاران

در سہ فصل عمر باید سر بجیب غم کشید — وله — تا توانی ہمچو گل یک فصل خندان زیستن

شاید بہ بیند آنچہ با گرد آسمان — وله — از دود آہ سرمہ بچشم ستارہ کن

خوش آن ساعت کہ بزم آرا نشینی بر سر جوئے — ،، — خط پشت لبت چشم قدح را گرد ابروئے

میان می بینم و چیزی بچشم در نمی آید — ،، — بدان ماند کہ در آئینہ باشد سایۂ موئے

زبس آب نزاکت خوردہ لالہ — ،، — شدش خط نظر موسے پیالہ

طاہر - شاہ طاہر

طاہر تخلص - و شاہ طاہر نام - تذکرہ ہفت اقلیم کے مولف نے لکھا کہ آپکے آبا و اجداد سلاطین وقت کی خدمت مین ہمیشہ مکرم و معزز رہے - اکثر اوقات رود بار قزوین مین اقامت کرتے تھے - جب شہر سلطانیہ کو الجائتو خان نے آباد کیا آپکے بزرگان سلف کو اسمین سکونت کی اجازت دی حسب الامر آپکے بزرگان سلف سلطانیہ مین

پس شاہ طاہر میرزا کے ذریعہ سے کاشان کے مدرسہ مین منصب مدرس پر مقرر ہو کے
وہان چلا گیا - وہان اتفاق سے طالبین و مریدین جمع ہو گئے تعلیم
و تعلم کا بازار گرم ہوا اور اطراف کے مریدین بہی کاشان مین آنے لگے - شہر کے معززین
حکام نے از روے حسد ایک عریضہ بادشاہ کی خدمت مین بہیجا - اور لکہا کہ فرقہ اسمعیلیہ کا
مانند حسن صباح یہان غلبہ ہو رہا ہے اور شاہ طاہر اس فرقہ کا مقتدی و امام ہے -
مذہب کے رواج مین کوشش کرتا ہے اکثر ملاحدہ و زنادقہ مجتمع ہو گئے ہین فی زماننا
یہان شریعت محمدی کا بازار سرد ہے اور سلاطین اطراف سے بہی مکاتبت جاری ہے
شاہ اسمعیل بہانہ جو دقابو طلب تہا فوراً حکم دیا کہ اس کے قتل کا پروانہ لکہین - میرزا حسین
اس قضیہ پر مطلع ہوا اور دیکہا کہ یہہ معاملہ اصلاح پذیر نہین ہے - بسرعت تمام ایک
معتبر شخص کو کاشان روانہ کیا - اور پیغام بہیجا کہ ابہی آپ کے قتل کا پروانہ پہنچتا ہے
اب مناسب یہہ ہے کہ آپ خود فوراً اس ظالم بادشاہ کے ملک سے کہین باہر چلے جائے
شاہ طاہر نے بیقرار ہو کے تمام مال و اسباب ترک کر کے تن تنہا مع عیال و اطفال
سنہ مذکورہ مین فرار کا راستہ اختیار کیا - آخر سنہ مذکورہ مین سخت جاڑے کے
موسم مین ہند کی طرف روانہ ہوا - بندر جرون مین پہنچا - حسن اتفاق سے ہندوستان
کی کشتی تیار تہی - نماز جمعہ ادا کر کے کشتی مین سوار ہو گیا - جمعہ دیگر بندر گووہ مین پہنچا
مورخین نے لکہا کہ بادشاہی سپاہ کاشان مین پہنچی - اور سنا کہ شاہ طاہر فرار ہو گیا
تعاقب مین برق و باد کی طرح دوڑے - شاہ طاہر ان کے پہنچنے تک بلاد دکن مین پہنچ گیا
کہتے ہین کہ شاہ طاہر بندر گووہ سے بیجاپور مین آیا - اسوقت وہان اسمعیل عادل شاہ
حکمران تہا - اسمعیل اہل السیف و العلم سے زیادہ دلچسپی رکہتا تہا - بنا علیہ شاہ طاہر

عرب و عجم سے اکثر فاضل علامہ کو بلایا۔ احمدنگر کو دار العلوم بنایا۔ بادشاہ کو ترغیب دیکے ایک مدرسہ عالی شان بنوایا۔ اور مدرسہ کے اخراجات کے لئے متعدد دیہات و بلوکات التمغا مقرر کرایا۔ مدرسہ کی عمارت و درسگاہین و طلبہ کے حجرے متعدد بنائے منجملہ عمارات فی زمانناً احمدنگر مین مسجد متعلقہ مدرسہ وغیرہ موجود ہے فی الحال اسمین ایام عاشورۂ محرم مین علم قائم کیا جاتا ہے۔ اور کوٹلہ کے نام سے مشہور ہے۔ فقیر مولف نے محبوب الوطن تذکرۂ سلاطین دکن کے حصۂ اول مین مدارس کے ذکر مین مدرسۂ احمدنگر کا ذکر کیا ہے یہان اعادہ کی ضرورت نہین۔ انتہی کلام ہفت اقلیم۔

ہفت اقلیم کے مولف نے شاہ طاہر کا حال مجملاً لکھا جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے۔ لیکن تاریخ کے مولف فرشتہ نے شاہ موصوف کا حال بہ نسبت ہفت اقلیم شرح و مفصل لکھا ہے بنائً علیہ مین یہان بجنسہ نقل کرتا ہون اگرچہ ناظرین کے نزدیک تہاان تکرار ہے لیکن لطف و مزہ مین قند مکرر سے کم نہین ہے۔ شائقین مطالعہ سے مستفید ہون گے۔

شاہ طاہر علوم ظاہری و باطنی مین بزرگان سلف سے مقدم تہا۔ اور مرتبہ مین تمام سے بڑہ گیا تہا مصر و بخارا و سمرقند و قزوین وغیرہ بلاد کے گروہ شیعہ اُسکی بیعت کرتے تہے۔ تمام ایران مین شہرت عظیم پائی۔ شاہ اسمعیل صفوی جو پیری و مریدی کی بدولت درجۂ سلطنت کو پہنچا تہا۔ چاہتا تہا کہ تمام مشائخ خاصہ مشائخ خوندیہ کے سلسلہ کو ممالک محروسہ سے منقطع کرے میرزا شاہ حسین اصفہانی ناظر دیوان شاہ اسمعیل نے جو شاہ طاہر سے حسن اعتقاد رکہتا تہا۔ ایک شخص شاہ طاہر کے پاس بہیجا اور بادشاہ کے ارادہ سے آگاہ کیا۔ شاہ طاہر سجادہ نشینی کے بستر کو طی کرکے ۹۲۶ھ ہجری مین سلطانیہ مین آیا۔ میرزا کی وساطت سے بادشاہ کے مقربین مین داخل ہوا۔ بادشاہ کبہی کبہی اُسکی طرف عبرت سے دیکہتا تہا۔

اور کتاب محبطی کو ابتدا سے انتہا تک پڑہا۔ جسکو مولانا کی توجہ سے بیشمار اسرار مخفیہ معلوم و منکشف ہوئے۔ رباعی

در وصف کمالش عقلا حیرانند   بقراط حکیم و بو علی نادانند
با این ہمہ علم و حکمت و فضل و کمال   در مکتب علم او الف بے خوانند

برہان نظام شاہ جو علما و فضلا کی صحبت کا جویا رہتا تہا مولانا کے دیدار فایض الانوار کا سراپا مشتاق ہوا اسیوقت ایک خط شوق آمیز محبت انگیز لکہہ کے ہمدست ملا پیر محمد مولانا شاہ طاہر صاحب ترجمہ کی خدمت مین قلعہ پرینڈہ روانہ کیا۔ فرد۔ چو باد صبح گذر کن سوئے حدیقۂ انس + چو سرو ناز قدم رنجہ کن باین گلزار + شاہ طاہر صاحب ترجمہ نے خواجہ جہان سے اجازت چاہی۔ خواجہ جہان نے طوعاً و کرہاً اجازت دی۔ اور سفر کا سامان مہیا کر دیا اور سنہ ۹۲۸ ہجری مین مع ملا پیر محمد احمدنگر روانہ ہوا۔ جب مولانا اس مقام مین پہنچے کہ شہر احمدنگر وہان سے تخمیناً چار کوس کے فاصلہ پر تہا۔ ارکان سلطنت و اعیان مملکت استقبال کیلئے آئے شاہ موصوف کو اعزاز و اکرام کے ساتہہ شہر مین لائے۔ برہان شاہ آپکی ملازمت سے بہت خوش ہوا۔ آپکو عنایات شاہانہ سے سرفراز فرمایا۔ اور بتقریب یہ شعر پڑہا

تو چون گوہر قیمتی غم مدار   کہ ضایع نگرداندت روزگار
اگر زیرہ زر زندان گاز   بیفتد بہ شمعش بجو میدہ باز

چند روز کے بعد برہان شاہ نے مولانا سے درخواست کی کہ آپ مسجد جامع مین جو قلعہ مین واقع ہے مجلس درس منعقد فرمائے۔ مولانا حسب الحکم ہفتہ مین دو روز وہان جا کے درس فرماتے تہے۔ علمائے پایہ تخت درس مین شریک ہوتے تہے۔ علمی مذاکرہ و مباحثہ خوب ہوتا تہا۔ طلبا و علما مستفید ہوتے تہے۔ برہان نظام شاہ بہی اکثر اوقات جلسہ مین شریک ہوتا تہا۔ اور ادب سے بیٹہتا تہا۔ جبتک درس تمام نہین ہوتا تہا نہین

اُسکے طرف ملتفت نہین ہوا۔ پس شاہ طاہر نے عزم جزم کیا کہ حرمین شریفین و دیگر مشاہد مقدسہ کی زیارات و حج سے مشرف ہونا چاہیئے۔ وہان سے حرمین شریفین روانہ ہوا بندر چیول مین کشتی مین سوار ہوا۔ حرمین شریفین و دیگر مقامات متبرکات کی زیارت و حج سے فارغ ہو کے اس ارادہ مین تہا کہ اطمینان کے ساتھہ وطن مالوف مراجعت کرے لیکن بمقتضائے آب و خورش قلعہ پرینڈہ دکن مین وارد ہوا۔ مخدوم جہان دکنی سے جوامراے بہمنیہ سے تہا ملا خواجہ نے مولانا کی تعظیم و تکریم کی و بمبالغۂ تمام توقف کی التماس کی۔ شاہ موصوف نے مخدوم کے اصرار سے توقف کیا۔ مخدوم کے فرزند شاہ موصوف سے کتب علمیہ پڑہنے لگے۔ اتفاقاً انہین ایام مین برہان نظام شاہ بحری نے اپنے استاد ملا پیر محمد شروانی کو سفارۃً مخدوم خواجہ جہان کی خدمت مین بہیجا۔ ملا وہان شاہ طاہر کی ملازمت فیض بخش سے مشرف ہوا۔ اور دیکہا کہ مولانا صورۃً آدمی سیرۃً فرشتہ مین۔ اور عالم جامع العلوم والفنون مین سے

عیسیٰ گاہ دانش آموزی یوسفی وقت مجلس افروزی

مولانا کے وجود فایض الجود کو نعمت غیر مترقبہ و دولت مغتنمہ جان کے تقریباً تا بہ یکسال تحصیل علوم کی تکمیل مین مشغول ہوا۔ کتب ہیئت مثلاً مجسطی وغیرہ مولانا کی خدمت مین ختم کین۔ پس دکن مین یہہ شہرت ہوئی کہ پرینڈہ مین ایک ایسے علامۂ دہر وارد ہوئے مین کہ ملا پیر محمد استاد اُن کی شاگردی سے فخر کرتا ہے۔ جب ملا پیر محمد نے احمدنگر مین مراجعت کی۔ اور برہان نظام شاہ سے ملا۔ بادشاہ نے ملا سے سبب تاخیر دریافت کیا۔ عرض کیا کہ مین اس سفر مین ایک ایسے علامہ متبحر سے ملا کہ مین نے مدۃ العمر اسکا نظیر ہندوستان و ایران مین نہین دیکہا تہا۔ لہذا۔ علامہ کی خدمت مین مستفید ہوا

مرض بڑھتا جاتا تہا - برہان شاہ نہایت بیقراری سے براہمہ کی تحریک و ترغیب سے
نذر و صدقات بتخانون مین بہیجتا تہا - اہل اسلام و اہل اصنام سے کوئی فرد نہین چہوڑا کہ
اس سے دعاے خیر کی درخواست نہ کی ہو - شاہ طاہر ہمیشہ اس فکر مین رہتا تہا کہ مذہب
اثنا عشری کو رائج کرے - اسوقت موقع پاکے عرض کیا کہ شاہزادے کے شفا کیلئے میرے
دل مین ایک بات گذرتی ہے لیکن اس کے اظہار مین خوف و خطر کو دیکہتا ہون - برہان
فرزند کی صحت کا جویا تہا - اس کلام کے سنتے ہی شاہ طاہر سے اصرار کیا فرمائے وہ کیا ہے
مین اسوقت اسکے کرنے مین کوتاہی نہین کرونگا - اور ایسا بندوبست کرونگا کہ کوئی
آپکو تکلیف نہین دیگا - شاہ طاہر نے کہا مین کسی بیگانہ سے نہین ڈرتا ہون بلکہ مجھے
خوف اسبات کا ہے کہ شاید بادشاہ کو پسند نہ آئے اور مجکو ماخوذ کرے اور آپ سے
جدا ہو کے مخالفین کے لعن و طعن مین مبتلا ہو جاؤن - برہان شاہ فرزند کی صحت
و شفا کی خبر و تجویز سننے کا مشتاق ہوا - شاہ طاہر نے جرأت و دلیری کر کے کہا
عہد و نذر فرمائے کہ اگر شاہزادہ آج کی رات شفا پائے تو مبلغ بیشمار حضرات آئمہ
کی نذر کرونگا - برہان شاہ نے کہا آئمہ کون ہین - شاہ طاہر نے بیان کیا - اول
علی مرتضی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد و برادر چچازاد ہین - و امام حسین و امام حسن وغیرہ
ہین - اور باقی ائمہ کے بہی نام اور صفات بیان کئے - برہان شاہ نے کہا کہ مین ایام
طفلی مین بہی اپنی والدہ سے دوازدہ ائمہ کے اسما سنتے تہے - پہر اسوقت سے ابتک
کبہی یہہ ذکر نہین سنا تہا - مگر آپنے اسوقت بیان کیا - بمقتضائے محبت فرزند
میری حالت سے کہ بتخانون مین نذر نیاز بہیجتا ہون اور فرزند کی صحت چاہتا ہون
پس ممکن نہین کہ نیاز و نذر فرزندان حضرت مرتضی و بی بی فاطمہ الزہرا بجا نہ لاؤن

اٹھتا تھا۔ ایکروز مباحثہ دیر تک ہوتا رہا۔ برہان شاہ مباحثہ کے تمام ہوتے ہی
شدت ضرورت بول کی وجہ سے فی الفور حرم سرا مین گیا۔ اور دایہ سے کہا کہ
مجکو کلام مرغوب سننے کا اسقدر شوق ہے کہ اگرچہ ضرورت بول کی شدت سے بدن مین
بیقراری پیدا ہوجائے لیکن تا وقتیکہ کلام تمام نہوجائے مین جاسے سے نہین اُٹھتا ہون
بادشاہ کی قدردانی علم و ہنر آفرین و تحسین کے لایق ہے۔ بادشاہون کی شان ایسی ہی
ہونی چاہیے۔ علم و فضل کی ترقی بادشاہون کی توجہ سے درجہ عروج کو پہنچتی ہے۔
شاہ طاہر کی توجہ سے احمدنگر دارالعلوم بنگیا تہا۔ مدت تک درس تدریس کا دور چلتا رہا
اکثر علم و فضل کے زیور سے آراستہ ہوگئے۔ شہر کے کوچہ و بازار مین علمی مذاکرہ کا بازار
گرم تہا۔ ہر ایک مذہب ملت کی تحقیق کرتا تہا۔ اُس عہد مین فرقہ مہدویہ جونپوری کو
جو وہان عہدہای جلیلہ پر مامور تہے۔ سلطنت سلطان پر اسقدر مسلط ہوگئے تہے کہ بادشاہ
نے اپنے خاندان کی ایک لڑکی انکے خاندان مین کسی ایک بزرگ سے منسوب کردی تہی
پس گروہ مہدویہ مذکور شاہ طاہر کی حسن سعی و حکمت عملی سے خارج البلد ہوئے۔ اسی
اثنا مین شاہزادہ عبدالقادر برادر حقیقی شاہزادہ حسین علیل ہوکے تب محرقہ مین گرفتار
ہوگیا۔ برہان شاہ شاہزادہ سے نہایت ہی محبت رکھتا تہا۔ لخت جگر کی حالت
دیکھکر مضطرب الحال ہوتا تہا۔ حکیم قاسم بیگ دیگر حکمای اہل اسلام و اہل اصنام کو
بلایا کہ میرے لخت جگر کے معالجہ مین کوشش بلیغ کرین۔ اگر معالجہ کے لئے جگرپارہ
مطلوب ہو تو مین دینے مین کوتاہی نہین کرونگا۔ تو میرا پہلو چیر کے جگرپارہ نکال کے
اس لخت جگر کا علاج فرمائین۔ مین اسکی زندگی اپنی زندگی پر مقدم سمجھتا ہون
ہر چند کہ علما علاج مین کوشش کرتے تہے۔ کوئی دوا موثر نہین ہوتی تہی۔ روز بروز

سرہو کہتے ہوئے سوگیا۔ اسی خواب مین دیکہا کہ ایک نورانی بزرگ سامنے آتا ہے اور
اُسکے جانب یمین و یسار مین چہہ چہہ بزرگ مین۔ برہان شاہ نے آگے بڑہ کے
بزرگ نورانی کو سلام کیا۔ اور اُنکے ہمراہی بارہ بزرگون مین سے ایک نے کہا یہہ بزرگ کون
ہین۔ یہہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور آپکے دہنے اور بائین
طرف دوازدہ ائمہ ہین۔ پس حضرت نے فرمایا اے برہان اعلی اور اُسکے اولاد
کی برکت سے خدائے تعالے نے عبدالقادر کو صحت عطا کی۔ میرے فرزند طاہر کے
کے کہنے سے خلاف نہین کرنا چاہیے۔ برہان شاہ خوش خرم خواب سے اوٹہا۔ دیکہا کہ
شاہزادے پر لحاف ہے اور آرام سے سویا ہوا ہے۔ شاہزادے کی والدہ و دایہ سے پوچہا
کہ ہم نے لحاف دور کیے تہے کس نے اوڑہایا۔ تام نے کہا کہ ہم نے نہین اوڑہایا خود بخود
شاہزادے نے اوڑہ لیا ہے۔ برہان شاہ نے شاہزادے کو دیکہا کہ بخار کا اثر باقی نہین ہے
آرام سے سویا ہے۔ بہت خوش ہوا اور خدا کا شکریہ ادا کرکے شاہ طاہر کو بلایا شاہ طاہر
اسی دعا مین مشغول تہا کہ خدا شاہزادے کو صحت عطا کرے۔ بادشاہی نقیب کے
آتے ہی گہبرایا۔ کہ شاید بادشاہ میری ہدایت سے ناخوش ہوا ہے یا عبدالقادر فوت ہو گیا
ہے۔ اسی تردد مین تہا کہ دوسرا نقیب آیا شاہ طاہر کے دل پر زیادہ خوف ہوا۔ چاہتا تہا
کہ فرار کا راستہ اختیار کرے۔ اسی طرح متعدد اشخاص یکے بعد دیگرے آئے شاہ طاہر
راضی بہ قضا ہوکے اہل بیت کو وصیت کرکے بادشاہ کی خدمت مین پہنچا۔ بخلاف
عادت برہان شاہ استقبال کے لئے آیا۔ اور مولانا کو شاہزادے کے پاس لایا۔ کہا
مذہب اثنا عشری کے جو کچہہ قواعد و اصول مین ہدایت کیجئے تا مین اُنپر عمل کرون
شاہ طاہر نے کہا اولا واقعہ بیان کیجئے اُسوقت جو کچہہ اصول و فروع مین عرض کرونگا

شاہ طاہر نے بادشاہ کو معتقد و مطیع دیکھکے کہا کہ میرا مقصود محض نیکی نام سے
نذر و نیاز کا بجالانا نہین ہے بلکہ میرا مدعا دوسری چیز ہے۔ اگر بادشاہ عہد و پیمان کرے
جو کچھہ مین عرض کرون اگر پسند طبع نہو تو مجکو امان جان ہو مجکو اور میرے عیال و اطفال
کو حرمین شریفین روانہ کرین۔ برہان شاہ نے قبول کرکے عہد و پیمان کیا۔ اور قرآن مجید
کی قسم کہائی کہ مین آپکو ہرگز تکلیف ندونگا۔ اور اسبات کو بہی جائز نہین کہونگا کہ کوئی
دوسرا آپکو تکلیف پہنچائے۔ مثنوی

بدارندۂ آسمان زمین کزو پایہ دارد جہان و ہمین

خدائے کزو ہر کہ آگاہ نیست خرد را بدان بیخرد راہ نیست

کراز مانہ مینی بجز لطف و مہر اگر از روش باز ماند سپہر

جب شاہ طاہر کو اطمینان کامل ہوگیا۔ بادشاہ کو دعا دیکے کہا کہ آجکی رات شب جمعہ ہے
بادشاہ منت مانے اور نذر کرے کہ اگر خدائے تعالی بہ برکت حضرت رسول اللہ صلی اللہ
وسلم و دوازدہ ائمہ علیہم السلام آجکی رات مین شاہزادہ عبدالقادر کو صحت عطا کرے
تو احمدنگر مین دوازدہ ائمہ کے اسما کا خطبہ پڑہاونگا۔ اور مذہب امامیہ کو رائج کرونگا
برہان شاہ فرزند کی صحت سے ناامید ہوچکا تہا۔ شاہ طاہر کا کلام سنکے خوش ہوا۔ اور بموجب
حسب ہدایت شاہ طاہر عہد و پیمان کیا۔ اسوقت شاہ طاہر شاہزادے کے پلنگ کے
قریب بیٹہہ گیا۔ اور شاہزادے پر لحاف ڈالا کہ ہوا شاہزادے پر تصرف نکرے۔ شاہزادہ
لحاف کو حرارت کی وجہ سے پہینکتا تہا۔ برہان شاہ نے کہا مولانا معلوم ہوتا ہے کہ
عبدالقادر آجکی رات ہمارا مہمان ہے لحاف دور کرو تاکہ ایک دو ساعت دنیا کی ہوا سے
خوشحال ہوجائے۔ پہر شاہ طاہر دولتخانہ پر آیا اور بادشاہ صبح تک غمگین پلنگ پر

پیش کیجئے تا کہ مین اسکی راستی و ناراستی بہی دیکہون۔ طاہر نے کہا ایک دوسرا مذہب ہے کہ اسکو اثنا عشری کہتے ہین اگر حکم ہو تو انکی کتابین پیش کر دون برہان نے فرمایا لائے۔ شیخ احمد نجفی کو بلایا۔ وہ آیا اور علماے مذاہب اربعہ سے معارضہ کیا اور شاہ طاہر شیخ کی تائید کرتا تہا۔ جب علماے احمد نگر نے دیکہا کہ شاہ طاہر امامیہ ہے تمام نفاق کر کے شاہ طاہر سے مخالفت کرنے لگے۔ پس شاہ طاہر نے خلیفہ اول کی خلافت و باغ فدک وغیرہ کا ذکر کیا۔ برہان نے دیکہا کہ شاہ طاہر تمام علما پر غالب ہے۔ موقع سے عبدالقادر کی بیماری و خواب و قصہ لحاف بیان کیا۔ اسی مجلس مین اکثر علما و مقربان بادشاہ و امیران و منصبداران تخمیناً تین ہزار اشخاص نے مذہب اثنا عشری اختیار کیا۔ اور خطبہ سے خلفاے ثلاثہ کے اسما نکالے۔ اور دوازدہ آئمہ کے اسما داخل کئے۔ اور چتر سفید کو برنگ سبز تبدیل کیا۔ ملا پیر محمد و دیگر علما و امرا و اہل مناصب آشفتہ ہو کے مجلس سے برخاست کر کے چلے گئے۔ احمد نگر مین شور و غوغا واقع ہوا۔ اکثر امرا انکو ملا پیر محمد کے دولتخانہ پر گئے اور کہا ع اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست + یہہ سید جو ہمارے دل و دین کی بلا ہے کہان سے لایا۔ یہہ عالم متبحر ہے علوم غریبہ و فنون عجیبہ سے ماہر ہے ہمارے مالک بادشاہ کو گمراہ کیا اور ہمارے علما کی زبان افسون و حیل سے بند کر دی۔ اب کیا تدبیر کرنا چاہئے۔ بعض نے کہا کہ حملہ کر کے شاہ طاہر کو قتل کرنا چاہئے ملا مذکور نے کہا تاوقتیکہ برہان شاہ زندہ رہیگا۔ آپ اس ارادہ مین کامیاب نہین ہون گے۔ مناسب بہتر یہہ ہے کہ برہان شاہ کو معزول کر کے شاہزادے عبدالقادر کو تخت نشین کرین۔ شاہزادے کے جلوس کے بعد شاہ طاہر کو عبرۃً قتل کرین گے۔ پس بارہ ہزار سوار و پیادہ باہم جمع ہو کے مع ملا پیر محمد مقابل

برہان شاہ نے خواب لحاف کا قصہ پورا بیان کیا۔ پھر شاہ طاہر نے دوازدہ ائمہ کے اسما و صفات و قواعد مذہب اثنا عشری بیان کئے۔ برہان شاہ اہل بیت کی محبت مین مست ہوا اور یہہ شعر پڑہا ؎

چہ مبارک سحرے بود چہ فرخندہ شبے　　آن شب قدر کہ این تازہ برانم دادند

شاہزادہ عبداللہ و حسین اور انکی والدہ بی بی آمنہ وغیرہ اہل حرم۔ شراب اعتقاد و محبت اہل بیت سے بہرہ ور ہوئے۔ صبح ہوتے ہی برہان شاہ نے چاہا کہ ائمہ اثنا عشری کا خطبہ پڑہائے اور خلفائے ثلاثہ کے سوا خطبہ سے نکالے۔

حکمت عملی

شاہ طاہر نے منع کیا کہ جلدی نہ کیجئے مصلحت یہہ ہے کہ ابھی سر از کو فاش نکرین اور چارون مذاہب کے علما حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی جمع کرین اور کہین کہ مین مذہب حق کا طالب ہون۔ تمام علما ان چار مذاہب سے ایک اختیار فرمائین۔ تاکہ مین مذہب حق کو پسند کرون اور دیگر مذاہب سے دست بردار ہو جاؤن۔ برہان شاہ نے حسب فرمودہ شاہ طاہر ملا پیر محمد شروانی استاد و افضل خان شیرازی و ملا داؤد دہلوی وغیرہ علما کو شاہ طاہر کے ایک محل مین جو اندرون قلعہ تہے جمع کیا۔ تمام علما باہم بحث و تکرار کرتے تہے ہر ایک اپنے مذہب کی حقیقت بہ دلائل و براہین بیان کرتا تہا۔ اور دوسرون کے دلائل کو رد کرتا تہا۔ برہان شاہ بھی اکثر مجلس مباحثہ مین شریک ہوتا تہا۔ اسیطرح چھہ مہینہ تک مباحثہ ہوتا رہا۔ برہان شاہ نے شاہ طاہر سے کہا کہ عجب مباحثہ ہے کہ چھہ مہینہ سے ہو رہا ہے ہر ایک اپنے مذہب کو مرجح کہتا ہے اور ہر ایک مدعی ہے کہ ہمارا مذہب صحیح ہے۔ فرمائیے مین چارون مین کونسا اختیار کرون۔ اگر کوئی مذہب بہتر ہو تو

جس مقام مین برہان نے خواب دیکہا تہا وہان ایک عمارت عظیم الشان بنا کی اور اسکا نام بغداد رکہا۔ اور جس مقام مین شاہ طاہر کا مدرسہ تہا وہان حسین نظام شاہ نے اپنے زمانہ مین ایک مسجد کی بنا رکہی۔ مرتضی نظام شاہ کے عہد مین باہتمام قاضی بیگ طہرانی انتمام کو پہنچی۔

فرشتہ نے برہان شاہ کے خواب کا پورا قصہ لکہہ کے آخر مین لکہا کہ یہہ قصہ خواب غلط ہے اکثر اہل مذہب امامیہ اپنے مذہب کے رواج و شیوع کے لئے ایسے قصے بناتے ہین والعلم عند علام الغیوب انتہی کلامہ۔

پہر برہان نظام شاہ نے اہل سنت و جماعت کے وظائف موقوف کر کے اہل امامیہ کے نام پر جاری کئے۔ اور قلعہ احمدنگر کے مقابل مین ایک احاطہ چار دیواری کچ و پتہر سے قائم کر کے ایک مدرسہ بلند بنایا۔ اور اسکا نام لنگر دوازدہ امام رکہا۔ اور چند دیہات مدرسہ کے لئے وقف کئے۔ ہر روز چاشت کے وقت مومنین کو آش پختہ دیتے تہے۔ شاہ طاہر نظام شاہ کی بہتری و ملک کی آبادی چاہتا تہا۔ محبان خاندان حضرت رسالتماب کو اطراف و اکناف سے بلاتا تہا۔ اکثر شرفا جمع ہو گئے تہے۔ بادشاہی خزانہ بیشمار زر عراق عجم و خراسان و فارس و گجرات و آگرہ بہیجکے اہل تشیع کا طالب ہوتا تہا ملا شاہ دوازدہ ہزار ہن برہان سے لیکے مولانا اسمعیل صفوی و خواجہ معین صاعدی کو گجرات سے یہان بلایا۔ اور شاہ حسن انجو کو بہی بلدہ احمدنگر مین لایا۔ اور برہان نظام شاہ سے ملایا۔ مقربین کے زمرہ مین داخل کیا۔ اسیطرح شاہ جعفر برادر شاہ طاہر و ملا شاہ محمد نیشاپوری و ملا علی گل استرآبادی ملا رستم جرجانی و ملا علی مازندرانی و ایوب ابوالبرکہ و ملا عزیز اللہ گیلانی و ملا محمد امامی استرآبادی وغیرہ افاضل و اکابر دکن مین آئے

دروازہ قلعہ و قریب کالا چبوترہ حاضر ہوئے۔ محاصرہ کی تیاری کئے۔ اور شاہ طاہر کا دولتخانہ مع فرزندان سپاہ کے حوالہ کرکے فتنۂ عظیم برپا کیا۔ برہان نظام شاہ نے حکم دیا کہ قلعہ کا دروازہ بند کریں۔ اور اہل قلعہ برج و بارہ پر چڑھ کے مخالفین کی مدافعت مین کوشش بلیغ فرمائین۔ جب فتنۂ عظیم و شور و غوغا برپا ہوا تب بادشاہ نے شاہ طاہر سے کہا اسکا انجام کیا ہوگا۔ شاہ طاہر نے جو علم رمل و جفر مین ماہر کامل تہا۔ قرعہ ڈال کے حکم کیا کہ قلعہ کا دروازہ کہولدیجئے۔ اسیوقت فتح ہوگی اور معاندین متفرق و پراگندہ ہو جاوینگے برہان نظام شاہ فی الفور مسلح ہوکے مع چار سو سوار و ایک ہزار پیادہ و پانچ ہاتی با چتر سبز و علم شاہ طاہر کے ہمراہ قلعہ سے برآمد ہوا۔ شاہ طاہر صاحب ترجمہ نے آیت پڑھ کے مشت خاک پر دم کیا اور مخالفین کے طرف پہینکا۔ اور سپاہ کی ایک فوج کا حصہ منتخب کرکے فرمایا کہ مخالفین کی فوج مین پہنچ کے منادی کرائین اور فرمائے جو کوئی بادشاہ کا خیرخواہ ہو بادشاہ کے تخت مین حاضر ہو جائے۔ اور جو کوئی حرام خوار و بدخواہ ہو ملا پیر محمد کے طرف مراجعت کرے اور بادشاہی سیاست کا منتظر رہے۔ جب سپاہ نے بادشاہ کے حکم کی تعمیل کی۔ تہوڑی دیر کے بعد امراء و افسران سپاہ امان نامہ طلب کرکے بادشاہ کے ہمراہ ہوے۔ ملا پیر محمد بادشاہ کا مقابل نہین ہوا مع چند سپاہ اپنے دولتخانہ پر واپس آیا برہان شاہ نے ملک احمد تبریزی کو جو مصاحبین سے تہا اور خواجگی محمود کو جو میرزا جہان شاہ کا نواسہ تہا مع فوج کثیر ملا پیر محمد پر حملہ آور فرمایا۔ برہان شاہ نے فرمایا کہ ملا پیر محمد کو قتل کرو۔ شاہ طاہر صاحب ترجمہ نے معافی کی سفارش کی بادشاہ نے اگرچہ اُسکو قتل نہین کیا لیکن قید کردیا تہا چار سال تک قیدخانہ مین رہا۔ شاہ طاہر کی درخواست و سفارش سے ملا کو رہا کرکے منصب سابق پر بحال فرمایا۔

عادلشاہ کو واپس دیئے - یہہ صلح ۹۴۹ھ ہجری مین ہوئی - اور ۹۵۰ھ ہجری مین برہان شاہ نے شاہ طاہر کو جمشید قلی قطب شاہ کی خدمت مین اپنی تقویت کیلئے بہ بہانہ تہنیت جلوس بھیجا - قطب شاہ شاہ طاہر کی آمد سنکے - بہانہ شکار اس تالاب پر جو گولکنڈہ سے سوا کوس کے فاصلہ پر تہا پہنچا - اور وہان شاہ طاہر کی ملاقات سے مشرف ہوا مولانا کا اعزاز واکرام بے انتہا بجالایا - اور پیری مریدی کے طریقہ کو منظور کیا - اور مولانا کو تعظیم وتکریم کے ساتہہ دار السلطنت گولکنڈہ مین لایا - پہر اسی زمانہ مین برہان شاہ نے عہد شکنی کی - اور صلح سابقہ کو بالائے طاق رکہا - اور عادل شاہ سے انتقام کے لئے مستعد ہوا رام راج وقطب شاہ کو ممالک عادلشاہ کے تسخیر کی ترغیب دی شاہ طاہر نے گولکنڈہ سے مراجعت کی - برہان شاہ کی چہاونی واقع شولاپور مین پہنچا عادلشاہ نے دیکہا کہ مخالفین کی فوج جرار مملکت پر حملہ آور ہے مصلحتہً پنج پٹہ نظام شاہ کو دیدیے اور رام راج کو تحائف دیکے راضی کرلیا - بہرحال دونون کو روانہ کیا -

سفیر ایران کا برہان شاہ کے پاس آنا

ماثر برہانی وفرشتہ کے مولفین نے لکہا کہ شاہ طاہر کی بدولت برہان نظام شاہ کو وہ رتبہ حاصل ہوا کہ شاہ اسمعیل صفوی نے رسالت وسفارت کا سلسلہ نظام شاہ سے قائم کیا - ۹۵۰ھ ہجری مین شاہ اسمعیل صفوی نے سنا کہ برہان نظام شاہ نے احمدنگر دکن مین اہل بیت کی محبت اختیار کی اور مذہب امامیہ کی اشاعت مین ہمہ تن مصروف ہے - آقا سلمان طہرانی عرف مہتر جمال چیرا یحیی ہاشمی کو مذہب کی مبارکباد کے لئے احمدنگر مین بہیجا اور اسکے ہمراہ ایک غلام شاہ قلی نام وایک عدد الماس بزرگ قیمتی ہمایونی اور ایک قطعہ زمرد جس پر مستعصم باللہ خلیفہ عباسی کا نام منقش تہا - اور دیگر تحائف وہدایائے ایران

اور احمدنگر کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رشک گلستان ارم کیا۔ اور سید حسین مدنی
جو نقباء مدینہ سے تھا بادشاہ نیک نہاد کی دادا ہی سے مشرف ہوا بیشمار مال و دولت
و جاگیر سے سرفراز ہوا۔ اور کربلائے معلی و نجف اشرف کو زر خطیر بھیجکے روضات متبرکات
کے مجاورین و زوارین کو احمدنگر مین بلایا۔ اکثر جہال مذہب امامیہ و تبرائیان فرقہ اثناعشریہ
خلفائے راشدین کی نسبت زبان درازی کرنے لگے۔ بناءً علیہ سلطان محمود گجراتی
و میران مبارک شاہ فاروقی و ابراہیم عادل شاہ و عماد الملک نے باہم عہد و پیمان کرکے
عزم جزم فرمایا کہ مملکت احمدنگر پر لشکرکشی کرنا چاہئے۔ اور کامیابی کے بعد باہم تقسیم
کرین۔ جب برہان شاہ اُن کے ارادہ سے واقف ہوا تب مستی خان نام عرب لشکر کو
ہمایون بادشاہ ہند کے پاس سفارۃً بھیجا۔ اور عرضداشت بھیجی جسمین درخواست کی کہ آپ
گجرات کے طرف فوج کشی فرمائین۔ چونکہ ہمایون اُسوقت شیر شاہ کے فتنہ مین پریشان
تھا۔ عرضداشت سے کسی قسم کا فائدہ میسر نہین ہوا۔ مستی خان بدون کامیابی ہندوستان
سے دکن مین آیا۔ پس برہان شاہ نے حسب مشورہ شاہ طاہر سلطان گجراتی و والی
برہانپور کی خدمت مین تحائف بھیجکے دونون کو ہموار و مددگار بنایا۔ اور سپاہ مغل
غربا کو جنکو ابراہیم عادل شاہ نے برطرف کرکے شہر بدر کردیا تھا۔ اپنی فوج مین نوکر رکھا اور
اکثر عہدے دارون کو عطیہ جاگیر سے ممتاز فرمایا۔ اور مغلون کی اعانت و ہمت سے بیجاپور پر
فوج کشی کی۔ جنگ و جدال کے بعد برہان شاہ غالب ہوا عادلشاہی توپخانہ و چند زنجیر فیل
پر متصرف ہوا۔ سالماً و غانماً احمدنگر مین مراجعت کی۔ اس فتح و فیروزی کا آوازہ بلند
ہوا۔ باہم چار سال تک جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ ہر جنگ مین برہان ہی غالب رہا
آخر شاہ طاہر نے باہم صلح کرائی۔ برہان شاہ نے پنج پیشہ مفتوح مقبوض شدہ ابراہیم

تنگ ہوتے تھے۔ اور طہارت جامہ مین حرج واقع ہوتا تھا۔ کثرت بلوے سے علمانے اتفاق کیا کہ بخارا کے گل و سرگین کو طہارت کا حکم دینا چاہئے پس امام نے کہا طین بخارا طاہر ست۔ خانجہان نے یہہ روایت سنی تھی۔ بے ادبانہ عمداً کہا۔ فرشتہ نے اس روایت کی نسبت لکھا کہ شہر بخارا دار الاسلام و معدن العلوم تھا بزرگان دین و مشائخ یقین کا مقام تھا۔ وہان رافضی و خارجی کا نام و نشان نہین تھا مخالفین عداوۃ و تعصباً اس شہرت کو بلند آوازہ کیا انتہی کلامہ۔ واقع مین یہ نکر علما صریح نجس و ناپاک کو طاہر قرار دینے لگے یہہ بات ہر ایک جاہل عالم کے نزدیک ممتنعات سے ہے فقیر مولف نے کہین اس روایت کو نہین دیکھا۔ لا اصل لہا۔

برہان شاہ نے احمد نگر مین خواجہ کی شوخی و گستاخی پر بنسبت شاہ طاہر ینکے انتقام کے لئے آمادہ ہوا علی بریدک ملک کو مسمار کر دیا۔ فرشتہ مین تفصیل مذکور ہے۔ دیکھو اسوقت کے سلاطین علما کی قدر دانی و عزت فزائی کا کسقدر خیال رکہتے تہے۔ انکے اعزاز و اکرام کے بحال و برقرار رکہنے کے لئے ممالک کو درہم برہم کر دیتے تہے۔ یہی وجہ تھی کہ اسوقت علم و فضل کا بازار گرم تھا۔ دانش و دانائی کا دائرہ وسیع تھا۔ طلبہ ذوق و شوق سے تحصیل علوم مین ہمہ تن مصروف ہوتے تہے۔ فی زماننا علم کی کسادبازاری ہے۔ عالم و فاضل کو کوئی وقعت کی نظر سے نہین دیکھتا۔ بلکہ حقارۃً ملّائے مسجد تعبیر کرتے ہین۔ ایسی حالت مین کوئی تحصیل علم و کمال کیطرف توجہ نہین کرتا۔ عنقریب زمانہ آئیگا کہ علم کا نام ہی نام رہجائیگا۔ علی ہذا القیاس علما بھی نام ہی کے ہون گے۔ خدا ہم سب کو ہدایت کرے۔

اخلاق و اوصاف شاہ طاہر

برہان شاہ کے لئے بھیجے۔ اور ایک انگشتری عقیق جسپر کلمہ (التوفیق من اللہ) نقش تھا
شاہ طاہر کے لئے بھیجے۔ مہتر جمال احمدنگر مین پہنچا۔ اور شاہ ایران کا نامہ و تحائف
پیش کئے نظام شاہ نے اولاً سفیر کی تعظیم و تکریم پورے طور سے ادا کی۔ آخر سفیر سے
بہت ناخوش ہوا۔ ناخوشی کا سبب یہہ تھا کہ سفیر تند مزاج و بدخو تھا نظام شاہ کی
محفل مین زبان درازی کرتا تھا۔ اور شاہ طاہر سے بی اوبانہ پیش آتا تھا۔ اور اکثر
باتین وحشت امیز کہتا تھا نظام شاہ نے باریابی سے ممانعت کی۔ اور سفیر کو چند روز
کے بعد روانہ کر دیا۔ اور شاہ ایران کے لئے کوئی تحفہ و ہدیہ نہین بھیجا مگر شاہ طاہر نے
اپنے فرزند شاہ حیدر کو جو علم و فضل سے موصوف تھا مع تحائف ہندا اپنے جانب سے
شاہ ایران کی خدمت مین بھیجے۔ اور مراسلت اور مکاتبت کا سلسلہ جاری کیا۔

شاہ طاہر کا سفارۃً علی برید کے پاس جانا

جب عادل شاہ و نظام شاہ مین جنگ واقع ہوا۔ عادل شاہ غالب نظام شاہ مغلوب ہوا
پس برہان شاہ نے شاہ طاہر کو علی برید کے پاس بھیجا اور استعانت کی۔ علی برید نے
اعانت سے پہلو تہی کی۔ خان جہان عم علی برید جو موزون الطبع و شوخ مزاج و خفیف المذہب
تھا تمسخراً مجلس مین شاہ طاہر سے پوچھا۔ طین النجار طاہر یعنے بخارا کا گل و سرگین
طاہر ہے یا نجس۔ شاہ صاحب نے فرمایا اس مسئلہ کی تحقیق حافظہ کے خزانہ مین نہین ہے
جب احمدنگر مین جاؤنگا تو از روئے کتاب آپکو مطلع کرونگا۔ خانجہان و حاضرین مجلس
شاہ طاہر کے کلام کو سمجھ گئے کہ یہہ تہدید ہے لیکن تغافلاً باتون مین مشغول ہو گئے

قصہ سرگین بخارا کی تحقیق

مشہور ہے کہ موسم بارش مین شہر بخارا مین بہت کیچ ہوتا تھا۔ اہل بخارا آمد و رفت مین

خود شاہ طاہر کے ملنے کیلئے آیا۔ اور ملاقات سے مشرف ہوا۔ مصافحہ و دست بوسی کرکے عذر خواہی کی۔ اور اپنے کو شاہ کے مقابلہ مین ایسا دیکھا کہ ایک قطرہ دریا کے مقابلہ مین ہے۔ نہایت ہی شرمندہ ہوا۔

شاہ طاہر کی وفات

بمصداق کل نفس ذائقۃ الموت سنہ ۹۵۲ ہجری مین شاہ طاہر بعارضہ بخار مرض الموت مین مبتلا ہوا۔ اطبائے یونانی و ہندی و مصری معالجہ مین مشغول ہوئے۔ لیکن کسی کا علاج موثر نہین ہوا۔ بخار بدستور رہا اطبا عاجز ہو گئے۔ آخر شاہ موصوف سنہ مذکورہ مین اس دار فانی سے بملک جاودانی روانہ ہوا۔ بادشاہ و اہل شہر کو نہایت رنج و غم عاید حال ہوا۔ امانتہ احمدنگر مین مدفون کئے چند ماہ کے بعد مرحوم کی استخوان بوسیدہ کو کربلائے معلی روانہ کرے۔ حضرت سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کے گنبد کے قریب بفاصلہ یک و نیم گز دفن کئے۔

شاہ کی اولاد

چار پسر تین دختر تھین۔ اسامی پسران شاہ حیدر۔ شاہ رفیع الدین حسین شاہ ابوالحسن۔ شاہ ابو طالب۔ چونکہ شاہ موصوف کی اولاد مین جامع علم و فضل شاہ حیدر عراقی المولد تھا والد ماجد کی رحلت کے وقت ایران مین شاہ طہماسپ بادشاہ ایران کی خدمت مین تھا ایران سے مراجعت کے بعد حسب الوصیت والد مرحوم سجادہ نشین ہوا۔ اور صاحبان ارادت کا پیشوا ہوا۔ اور دو سرے فرزند دکنی المولد تھے۔ شاہ موصوف کے چارون فرزند پڑھے لکھے تھے۔ لیکن شاہ حیدر فاضل متبحر تھا متقی و صاحب استعداد تھا اس لئے باپ کا جانشین ہوا۔

فرشتہ نے لکھا کہ شاہ طاہر دینداری پرہیزگاری مروت سخاوت و تواضع و انکساری مین معروف تہا اور علوم و فنون مثلاً تفسیر و حدیث فقہ و اصول و ریاضی و سائر حکمیات و رمل و جفر مین نظیر و مثیل تہا۔ صاحب تالیف و تصنیف تہا۔ من تصانیفہٖ شرح باب حادی عشر علم کلام۔ شرح جعفریہ در فقہ امامیہ و حاشیہ تفسیر بیضاوی و شرح تہذیب اصول و حاشیہ شرح اشارات و حاشیہ شرح محکمات و حاشیہ شرح مجسطی و حاشیہ شفا و حاشیہ طول و شرح گلشن راز و شرح تحفہ شاہی۔ و رسالہ پالکی وغیرہا۔

شاہ طاہر کا احمد آباد بیدر مین آنا

شاہ طاہر برہان نظام شاہ بحری کے طرف سے احمد آباد بیدر مین آیا۔ ارکان دولت و اعیان سلطنت نے شاہ موصوف کا استقبال عظمت و شان سے بجالایا۔ اور علی برید نے آپکی بہت تعظیم و تکریم کی۔ شہر کے طلبہ بہی آپکے زیارت سے مشرف ہوئے مگر ایک بزرگ جو علمائے دکن سے تہے۔ اور اپنے کو اعلم العلما سمجہتے تہے کمال غرور سے شاہ موصوف کی فرودگاہ پر ملاقات کے لئے نہین آئے۔ چند روز کے بعد ارادہ کیا کہ شاہ طاہر کی ضیافت کرنی چاہئیے۔ اور اپنے مکان پر لانا۔ پس ایک شخص کو شاہ موصوف کے پاس بہیجا۔ اور رقعہ مین لکہا۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الاجابۃ سنۃ موکدۃ الخ جب شخص مذکور نے شاہ موصوف کی خدمت مین رقعہ پیش کیا شاہ موصوف نے رقعہ مین قال النبی الخ کے تحت مین لکہا کہ زیارۃ القادم فاذا تعارضا تساقطا۔ یعنے دعوت قبول کرنا موکدہ ہے۔ اور مہمان آنیوالے کی زیارت کرنا سنت موکدہ ہے۔ فاضل ہندی شاہ طاہر کے جواب سے سمجہہ گیا کہ وہ علامہ عصر ہے

ایران مین باوجود موانع اشاعت سے باز نہین رہتا تہا اسی اشاعت کی بدولت جلاوطن ہوکے ہند مین آیا۔ یہان اسکو کامل آزادی تہی کسی قسم کی روک نہین تہی پس مولفین اثنا عشری کا بیان دو حال سے خالی نہین۔ ایک یہہ کہ شاہ طاہر نے یہان اسمعیلیہ طریق کو ترک کیا ہو۔ یا تقیتہً مذہب کا اخفا کیا ہوگا۔ دوسرے یہہ ہے کہ مولفین اثنا عشری نے خلاف واقعہ لکہدیا مولفین مذکور شاہ طاہر کے ایک صدی بعد مین گذرے ہین۔ مولف فقیر کو کوئی ایسی تاریخ دستیاب نہین ہوئی جس سے یہہ امر معلوم ہوتا کہ شاہ طاہر نے دکن مین ابتداءً اسمعیلیہ طریق کی اشاعت کی تہی لہذا قطعی طور سے قول فیصل نہین لکہا واللہ اعلم بالصواب۔

قاضی نوراللہ شستری نے جو فن شیعہ گری مین مشہور ہے مجالس المومنین مین لکہا کہ شاہ طاہر صاحب ترجمہ خلفائے علویہ اسمعیلیہ کی اولاد سے ہے۔ اور وہ واقع مین بخلاف آباو اجداد مذہب اثنا عشری کا پیرو تہا۔ اور اہل ایران اسکو اسمعیلیہ سمجہتے تہے اور رشک و حسد سے اسکو زندیق و ملحد کہتے تہے۔ اور بادشاہ کو اسکی نسبت غیر واقعہ سمجہاکے قتل پر آمادہ کرتے تہے۔ بناءً علیہ شاہ ایران کے خوف سے جلاوطن ہوکے دکن مین آیا۔ علم فضل کے ذریعہ سے نظام شاہ والی احمدنگر دکن کے دربار مین درجہ ترقی پر عروج کیا۔ بخلاف اعتقاد اہل ایران جو اسکی نسبت کرتے تہے مذہب اثنا عشری کو شایع کیا۔ شاہ موصوف کی ہدایت سے تمام دکن مین مذہب اثنا عشری رائج ہوا۔ انتہی کلامہ۔ میرے نزدیک قاضی صاحب کی تحریر تکلف و تصنع سے خالی نہین ہے۔ اگر قاضی صاحب فرشتہ و مآثر کے موافق اسمعیلیہ کہکے یہہ فرماتے کہ دکن مین آکے تائب ہوگیا اور مذہب امامیہ اثنا عشریہ کیطرف رجوع ہوا۔ تو بہتر ہوتا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

تنبیہ

فرشتہ و ماثر رحیمی کے مولفین نے شاہ طاہر صاحب ترجمہ کو لکہا کہ اسمعیلیہ طریقہ کا پیرو تہا۔ اور اُسی فرقہ کا مقتدی و امام مانا جاتا تہا اور اُسی فرقہ کا سجادہ نشین تہا فرقہ مذکور کی اشاعت مین ہمہ تن مصروف رہتا تہا۔ پیری مریدی کا بازار گرم رکہتا تہا شاہ اسمعیل صفوی بادشاہ ایران و علمائے اثنا عشری اس فرقہ کو دشمن جانتے تہے اور اس فرقہ کے آئمہ کو زندقہ والحاد سے منسوب کرتے تہے۔ جب شاہ طاہر کی پیری مریدی کا بازار کاشان مین گرم ہونے لگا۔ اسوقت حاسدین مخالفین نے بادشاہ صفوی کی خدمت مین عرضداشت بہیجی کہ شاہ طاہر کی وجہ سے ملاحدہ و زنادقہ ترقی کر رہے مین خوف ہے کہ آیندہ اس فرقہ کی مدافعت مشکل ہوگی۔ پیش از وقوع واقعہ کا بندوبست کرنا چاہیے الخ پس بادشاہ عرضداشت کے دیکہتے ہی درہم و برہم ہوا فوراً طاہر کے قتل کا فرمان جاری کیا۔ فرمان جاری ہوتے ہی ناظر دیوان نے جو شاہ مذکور سے عقیدت رکہتا تہا۔ شاہ طاہر کے پاس ایک معتبر شخص روانہ کیا اور پیغام بہیجا کہ آپکے لئے قتل کا فرمان صادر ہو چکا ہے اب پہنچتا ہے آپ فوراً کسی دوسرے مقام مین چلے جائے شاہ طاہر فوراً وہان سے مع عیال و اطفال برآمد ہوا۔ نہایت پراگندہ حال و حواس باختہ تہا۔ اتفاق سے بندرگاہ ہند پر پہنچا۔ دیکہا کہ کشتی تیار ہے سوار ہوکے ہند مین آیا چنانچہ صدر مین مذکور ہو چکا ہے۔

اور مولفین مذکور نے شاہ طاہر کو احمدنگر دکن مین مذہب اثنا عشری کا ہادی بنایا اور اسمعیلیہ مذہب کی بابت سکوت کیا۔ کیا وجہ ہے؟ کہ شاہ طاہر نے جو اسمعیلیہ مذہب کا امام متعصب مانا جاتا تہا۔ اپنے اصلی مذہب کی اشاعت موقوف کی

همه سمن بر و سیمین تن و سمن ساعد — همه شکر لب و شیرین زبان و شیرین کار
درین زمان که ز می لاله را پیاله پرست — پیاله گیر بروی بتان لاله عذار
فلک بکام دل راستان نمیگردد — فغان ز کج روشهای کجرفتار
بهر طرف که روی زیر نه سپهر دو رنگ — ز شش جهت شودت کاروان غصه دوچار
اگر سلوک ره راست آرزو داری — براه کعبهٔ صدق از صفا قدم بردار
کدام ره ره شرع پیمبر مرسل — محمد عربی کان حلم و بحر وقار
مهی که چرخ کند با هزار مشعل نور — ز آفتاب رخش استفادهٔ انوار
گلی که در چمن جان بوصف او هر دم — شوند نغمه سرا بلبلان نکته گزار
نه در قواعد امرش کثافت اکراه — نه در ضوابط نهیش کراهت اجبار
بنور شمع خیالش برون توان بردن — ز ملک دل پی جاسوس وهم در شب تار
زهی به شبنم لطف تو تازه باغ ربیع — بشیر ابر نوال تو تازه طفل بهار
به پیش روی تو گر گل نقاب نگشاید — عیان شود همه را کو چه دارد اندر یار
همیشه مرغ دلم در کمند ساحل شوق — نشسته غمزده و تشنه لب چو بوتیمار
درین خیال که باید بدستیاری فکر — ز بحر نعت و ثنائی تو ترکند منقار
ز خوی زشت خود آزرده خاطرم بحدی — بلوث معصیت آلوده دامنم بسیار
مرا ز نقد بصیرت تهی ست دیده و دل — مرا ز اشک ندامت پرست جیب و کنار
بنوک خامهٔ تصویر مبدع قیوم — بصدر نامهٔ تقدیر احمد مختار
بروز پنجه خیبر کشای شیر خدای — بحرمت کف نیاز حیدر کرار
بحق عزت مهد مطهر زهرا — بنور عصمت ذات ائمهٔ اطهار

شاہ طاہر کی شعر و شاعری کا ذکر

شاہ طاہر صاحب ترجمہ فارسی و عربی زبان مین ادیب کامل و منشی فاضل تہا۔ دونون زبان مین لفظاً و نثراً مضامین شیرین بیان کرتا تہا۔ آپکی نظم کیا تہی گویا لآلی منظوم تہی۔ اور نثر درر منثورہ۔ آپکا کلام بلاغت و فصاحت مین ڈوبا ہوا۔ اور لطافت و نزاکت مین بہرا ہوا ہوتا تہا۔ آپکو شعر و شاعری سے دلچسپی و شگفتگی تہی۔ اکثر ائمہ علیہ السلام سلاطین عظام و امرائے کرام کی شان مین قصائد نعتیہ و مدحیہ لکہے اور آپکا کلیات قصائد و غزلیات و رباعیات کا مجموعہ ہے میرے پاس موجود تہا موسی ندی حیدرآباد کی طغیانی مین نذر سیلاب ہوکے تلف ہوگیا۔ ایسا ہی نثر مین آپکے مکاتبات فصیحہ و مراسلات بلیغہ کا ایک مجموعہ مسمی بہ مکاتبات نظام شاہیہ تہا وہ بہی کلیات کے ساتہہ غرق آب ہوگیا۔ اب مین آپکے چند اشعار جو میری یادداشتون مین محفوظ تہے۔ گزارش کرتا ہون **ہو ہذہ**

چو غنچہ لب بہ آید سحر بنالہ زار	ز خواب نازکند غنچہ را بیدار
صبا نہد لب غنچہ لب زغایت شوق	شمال دست زند از طرب شاخ چنار
بدہ زبان کند آیات صنع را تفسیر	اگر کنند حدیثے ز سوسن استفسار
ہزار قطرہ شبنم درون غنچہ نہان	چنانکہ در دل دانا جواہر اسرار
برہنہ گشتہ بہ کوہ از عمامہ برف	گرہ باتم برزمین زرہ دستار
ز بید مشک شکستہ ست قدر نافہ مشک	خجل ز گریہ پیداست آہوئے تاتار
بسبزہ ہمس سائبان اطلس و بید	رتاب مہر بہر جا ہمی گرفتہ قرار
پری وشان طلا آب فریب مردم کش	سہی قدان صنوبر خرام خوش رفتار

گل چو خورشید برآید سحر از مطلع شاخ — چون شفق جلوہ کند لالہ ز اطراف جبل
کوہ از زرد سر بہمن وی ست اکنون — شود از ناصیہ اش بر بہاری صندل
شد ز دیوان بہار از پی آرایش باغ — قاصد باد صبا سوی یا مین مرسل
فکر آہنگ تماشاے گلستان دارد — حضرت شاہ فلک زینت خورشید عمل

وله

کجا شد فریدون فرخندہ سیرت — کجا رفت کیخسرو آن شاہ عادل
روانست پیوستہ از شہر ہستی — بملک عدم از پی ہم قوافل
ہمان گیر کہ فیض فضل الہی — شدے بہرمند از قبول فضائل
بفلک بدیع البیان معانی — ورق ام حکمت نوشتی رسائل

رباعی

گر کسب کمال میکنی می گذرد — ور فکر محال میکنی می گذرد
دنیا ہمہ سر بسر خیال ست محال — ہر نوع خیال میکنی می گذرد

ظل اللہ ۔ سلطان محمد قطب شاہ

ظل اللہ تخلص ۔ سلطان محمد قطب شاہ نام ۔ قطب شاہی کے مولف نے لکہا کہ آپ کی ولادت بروز چارشنبہ بست و سوم رجب سنہ ۱۰۰۰ ہجری مین واقع ہوی ۔ آپکا مسقط الراس گولکنڈہ ہے ۔ آپ محمد امین ولد ابراہیم قطب شاہ کے فرزند و محمد قطب شاہ بانی حیدرآباد کے برادرزادے ہین ۔ محمد قلی قطب شاہ کو اولاد صرف ایک دختر نیک اختر مسماۃ حیات النسا بیگم عرف حیات بخش تہی ۔ کوئی فرزند نرینہ نہین تہا ۔ برادرزادہ کی ولادت کی خبر سنکے بہت خوش ہوا ۔ اور اپنے برادر سے فرمایا کہ یہہ فرزند دلبند مجکو عطا کیجئے ۔ تاکہ مین شاہزادے کی تربیت و تعلیم کرون اور اسکو اپنا ولیعہد بناؤن ۔ محمد قطب شاہ کے والدنے

گر نامهٔ عملم گرچه از گنه سیه است — مدد کنی که بشوییم به آب استغفار

وله

باز وقت است که بر طبق تقاضای فلک — افگند بر سر دیوان چمن گل تتک

لشکر دی صبح شبیخون آرند — تنگ چشمان شگوفه چو سپاه اوزبک

مجلس دلکش گل تا نبود بی مطرب — گشته بلبل عجلی شاخ گل و غنچه عجک

ساختنی خانهٔ معمور فلک را ویران — بر سر فیل سحاب ار نزدی برق کجک

وله

شاهد باغ لطیف است ولی خوش بودی — گر نگشتی ز رهی آن حسن لطافت منفک

هر کمالی که نه ایمن بود از نقص و زوال — باشد آن در نظر همت دانا اندک

عنقریب است که چون بگذرد ایام خزان — میزند بر در دروازهٔ گلشن چوبک

بهر پیران ستمدیدهٔ ایام خزان — سازد از شیشهٔ یخ شیشه گری عینک

غافل آن به که کند عزم طواف چمنی — که خزان را نتوان برد بآنجا تلتک

انجمن گلشن مدح شه عالیقدر است — که فلک بهر طواف رخش آیند ملک

مرتضی پادشه صورت و معنی که در او — نشاء و رابطهٔ صوری و معنی مشتبک

او با غیار جفا پیشه چه نسبت دارد — می شناسیم حریفان گرا یکیک

عادل تقدیری تقدیر عدا غلط است — زانکه تحقیق شد این مسئله دربافدک

ای حکیمی که بود پیش تو و دانش تو — حکمت فلسفه بازی ارسطو کودک

هر کسی را بکسی دست توسل محکم — لیس واشد سوی حبک لی متمسک

ما سر از زلت عصیان تو آورده پناه — فکر او گر نکنی کان من الذل هلک

دستگیریش ز ره لطف که تا روز جزا — در لگدکوب معاصی نبود مستهلک

وله

محمل مهر چو آید به شبستان حمل — لاله فانوس برافروزد و نرگس مشعل

وارکان سلطنت کو شاہانہ عنایت و خلعت سے سرفراز فرمایا۔ اور عدل و انصاف
و رعایا پروری کے طرف متوجہ ہوا۔ ملک مین امن و امان قائم کیا۔ یہہ واقعہ یعنی جلوس
مبارک روز شنبہ ۱۷ ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۰ ہجری مین واقع ہوا۔ بادشاہ عدالت گستر
جلوس میمنت مانوس کے بعد رعایا کی رعایت اور ملک کی حفاظت کی طرف ہمہ تن
مشغول ہوا۔ اور ابر نیسان کی طرح خلائق کے دلون کے دامن کو پر در کیا۔ اور ان کے
امیدون کے باغات کو بذل و نوال کے پانی سے سیراب تازہ فرمایا۔ مہمات ملکی کے
انتظام مین صائب الرائے تہا۔ صواب آپکی رائے صائبہ کے ساتھہ مثل عرض با جوہر
لازم تہا اور خطا آپکے گمان سے مثل سیاہی تاریکی کہ چشمہ آفتاب سے منفک
قطب شاہی کے مولف نے لکھا کہ یہہ بادشاہ نوجوان متقی و پرہیزگار تہا۔ باوجود عالم
شباب لذات نفسانی کے طرف راغب نہین ہوتا تہا۔ و باکثرت مشاغل سلطنت کبہی
احکام شرع محمدی سے غفلت نہین کرتا تہا۔ دینی معاملات کو دنیوی معاملات پر
مقدم رکہتا تہا۔ صوم و صلوۃ کا پابند تہا۔ آپکے اوصاف پسندیدہ بیشمار ہین
اگر انکا عشر عشیر بہی لکہا جائے تو مرتبہ انتہا پر نہین پہنچیگا۔ لہذا اندکردہ صدر پر
اکتفا کرکے اس قصیدہ کے چند اشعار جسکو سیادت پناہ میر محمد مومن استرآبادی
وکیل السلطنت نے جلوس مبارک کی تہنیت مین لکہا بطور نمونہ گزارش کرتا ہون وھو ھذہ

بو العجب باز بستم عقد پیمان نوی	کہنہ جانی میفشانم پیش جانان نوی
خستہ جانم کہنہ لیکن جانفشانی تازہ است	عہد سلطان تعز ست و عید قربان نوی
بہر دفع چشم بد در پیش چشمان خوش است	ای دریغا کاش بودی ہر دمم جان نوی
ہیچ اگرچہ آتشی در زرد بعالم ناگہان	باز جنت شد جہان از فیض باران نوی

قبول کیا۔ تا ایام رضاعت اپنے پاس رکھا۔ جب شاہزادہ چار برس کا ہوا والد ماجد نے اس دار فانی سے دار بقا کی طرف رحلت کی۔ پس محمد قلی قطب شاہ نے برادر زادے کو اپنے محل خاص مین لایا۔ اور آپکی تربیت و تعلیم مین مشغول ہوا۔ قاضی محمد سمنانی کو جو پرہیزگاری کے زیور سے آراستہ تہا تعلیم و تربیت کیلئے مقرر فرمایا۔ اور چاند میان یوسف دکنی کو بہی جو شمشیر بازی و تیر اندازی وغیرہ فنون سپاہگری مین استاد مانا جاتا مقرر کیا۔ دونون استاد آپ کی تعلیم مین مصروف رہتے تہے۔ آپکی طبیعت نہایت ہی ذکی و تیز تہی۔ آپ عالم شباب مین علم و ہنر و فن سپاہگری مین ماہر کامل ہوئے۔ بادشاہ نے اپنی دختر نیک اختر کی شادی برادر زادے سے کردی اور آپکو ولیعہد کیا۔ چنانچہ میرک معین سبزواری سفیر حسین نظام شاہ بحری نے ایک قطعہ عقد مبارک کی تاریخ مین کہا ہو ہذا

دوش کردہ خیالم رہ بزمی چو بہشت	اہل آن بزم چو حوران ہمہ نورانی چہر
بزم عیشے کہ ملایک بتماشا شدہ چشم	سر برون کردہ چو انجم ہمہ از جیب سپہر
گفتم این بزم گہ عیش چہ تاریخش چیست	کز افلاک بر ایام ہمی بارد مہر
عقل گو بود چو من مست می حیرت گفت	عید مولود ہی بزم شہ و عقد مہ مہر
چاہیئے کہ کن این قطعہ معین بیشاید	در چنین نظم ترا بر گذرد قافیہ سحر

جب سلطان محمد قلی قطب شاہ نے ۱۰۲۰ ہجری مین دار فانی سے بعالم جاودانی رحلت کی دفن و کفن کے بعد حسب وصیت مرحوم میر محمد مومن استرآبادی وکیل السلطنت و امرائے دولت نے آپکو بتاریخ ۷ ذیقعدہ ۱۰۲۰ ہجری تخت نشین کیا۔ تمام امرا و خوانین و اکابر دولت نے مبارکبادی کی نذرین دین۔ بادشاہ نے تمام عیارون و دولت

برابر ادا کرتا تہا - جب ۱۰۲۷ہجری مین کہ مسجد کی بنا شروع کی - بادشاہ نے بنیاد کا پتہر رکہتے وقت تمام ارکین دولت و سپہ سالاران و سپاہ مملکت سے بآواز بلند کہا کہ اس مسجد کا سنگ بنا وہ شخص رکہے جسکی نماز تہجد کبہی قضا نہوئی ہو - تمام امرا و افسران سپاہ و حشم خاموش ہوے کوئی بنیادی پتہر رکہنے کیلئے مستعد نہین ہوا - اُسوقت بادشاہ نے کہا خدا و رسول اللہ گواہ مین کہ بارہ برس سے آج تک کبہی میری نماز قضا نہین ہوئی - مین اس عمارت متبرکہ کا بنیادی پتہر رکہتا ہون - مسجد کے پایہ کی بنا نہایت عمیق کہودی گئی تہی جو دولت بادشاہ نیچے اوترا اور اپنے دست مبارک سے بنیادی پتہر رکہا پہر مسجد کی تیاری کا حکم دیا - مسجد کی تاریخ ۱۰۲۷ہجری ہے - اور یہ عبداللہ قطب شاہ و تانا شاہ ابوالحسن خاتمہ سلاطین قطب شاہیہ تک مسجد کی تعمیر جاری رہی - آخر عالمگیر نے تکمیل کردی طواف کعبہ شرف میسرت گرنیست ؎ بیا بہ کعبہ ملک کن عبادت کن اور آپکے تعمیرات سے ہے قصبہ سلطان پور - و باغ محمدی - و آلہی محل و محمدی محل - و اماں محل و نبی باغ وغیرہ

مولف گلرعنا وغیرہ تذکرہ نویسون کی غلطی

گلرعنا کے مولف نے لکہا کہ سلطان محمد قلی قطب شاہ بانی حیدرآباد کا تخلص ظل اللہ ہے الخ واقع مین یہ سلطان محمد قطب شاہ کا تخلص فارسی مین ہے اور اردو مین قطب شہ ہے اور سلطان محمد قلی قطب شاہ بانی حیدرآباد کا تخلص قطب شاہ فارسی مین اور ریختہ مین معانی ہے - فقیر مولف کو یہہ تحقیق خاص دونون بادشاہون کے دواوین سے ہوئی ہے - میرے نزدیک دونون کے دواوین فارسی ریختہ قلمی خوشخط

گرچہ از حکم قضا جان جہان برباد رفت	یافت عالم از مسیح تازہ جان نو بنی
یادگار جد و عم سلطان محمد قطب شاہ	آنکہ ہندوستان ز فیضش گشت ایرین نومی
وجہ ایران نجان ایران کہ آید در نظر	رو بہر جانب کہ آری باغ رضوان نو مئی
سرمہ شد خاک تلنگانہ ز فرخ پائے تو	اے فدائے خاکپایت ہزاران جان نغمی
گر صفاہان نو شد از شاہجہان عباس شاہ	حیدرآباد از تو شد شاہا صفاہان نو می
خواستم تاریخ فرخندہ جلوست عقل گفت	جملہ عالم نو بہاری شد ز سلطان نو می

بادشاہ کی بذل و سخاوت کا ذکر

تخت نشینی کے بعد بادشاہ نے ملازمان اخلاص کیش کو دو چند اضافہ مشاہرہ سے سرفراز فرمایا۔ قطب شاہی دولتخانہ مین بہ رسم نیکی تمام خاصہ خیل کی تنخواہ سالانہ دو لاکھ ہون وضع کی تھی اور رقم منہا شدہ خزانہ شاہی مین جمع رہتی تہی۔ چنانچہ بقایا ستر لاکھ پچاس ہزار ہون جمع تہے آپنے معاف فرمایا۔ اسیطرح دیگر امرا کو بہی حسن سلوک و عطیہ بزرگ سے سربلند کیا اور ۱۰۲۰ہجری مین میرزا محمد امین میر جملہ نے زیارت کربلائے معلیٰ کے لئے رخصت کی درخواست کی۔ آپنے منظور کی اور میرزا کو دس ہزار ہون خرچ راہ دیکے رخصت فرمایا۔ آپ کو تعمیر عمارات کا بہت شوق تہا۔ اکثر عمارتین آپکی یادگار تہین فی زماننا از انجملہ بعض موجود و بعض معدوم۔ عمارات الٰہی محل۔ باغ محمد شاہی جامع مسجد المشہور بمکہ مسجد۔ شہر سلطان نگر۔ محمدی محل۔ داد محل جدید

مکہ مسجد کی بنا کا ذکر

محمد قطب شاہ پابند صوم و صلوٰۃ تہا۔ سن تمیز و شعور سے کبھی نماز تہجد قضا نہین کی تہی

نزدیک ہمارے قول کی تصدیق ہو جائے۔ کسی کو انکار کا موقع باقی نہ رہے۔
فانظروا اوکو نوا من الشاکرین۔

شعر و شاعری کا ذکر

تاریخ قطب شاہی کے مولف نے لکھا ہے کہ قطب شاہ صاحب ترجمہ تحریر نظم
و نثر مین مہارت کامل رکھتا تہا۔ فارسی و دکنی زبان مین کلام موزون کرتا تہا
کلام کی بندش و ترکیب اہل زبان کی طرح ہے۔ اور محاورات فارسی کو بھی اہل
زبان کی مانند استعمال مین لاتا ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین۔ آپکے دو دیوان
ایک فارسی زبان مین۔ دوسرا دکنی زبان مین ہے دکن کے کتبخانون مین دائر
و سائر ہے۔ فی زماننا نادر الوجود ہین۔ اب مین آپکے دونون دواوین سے
ذیل مین اشعار منتخبہ گزارش کرتا ہون تاکہ ناظرین مستفید ہو جائین۔

وفات محمد قطب شاہ صاحب ترجمہ

بروز چہارشنبہ سیزدہم جمادی الاول ۱۰۳۵ھ ہجری اس جہان فانی سے بملک
جاویدانی رحلت کی۔ آپ کی عمر ۳۴ سالہ تہی۔ مدت سلطنت ۱۸ سال۔
لنگر دروازۂ امام کے باغ مین جو بیرون قلعہ گولکنڈہ ہے مدفون ہوا۔
گنبد بلند یادگار ہے۔

من کلام سلطان محمد قطب شاہ متخلص بہ ظل اللہ
در بیان توحید

یارب چہ برتری کہ ز وصفت بیان ما	پنہان شدہ ز شرم زبان در دہان ما
در حضرتت یقین و گمان را چو راہ نیست	حیران و صف تست یقین و گمان ما

ویرینہ موجود تہے۔ طغیانی حیدرآباد مین غرق ہوگئے۔ ان کے منتخبہ اشعار میری
یادداشتون مین موجود ہین۔ انہین سے بطور نمونہ گزارش کرتا ہون۔ فی زمانا
دونون دواوین ریختہ عالیجناب نواب سر سالار جنگ مرحوم کے کتب خانہ مین خوشخط
قلمی قدیم موجود ہین۔ فارسی اشعار قطب شاہی کلان مولفہ خورشاہ کے
تکملہ قطب شاہی خورد مین مرقوم ہین۔ اسوقت فارسی دواوین نادرالوجود
ہین۔ شاید اگر کسی امیر نامور کے کتبخانہ کے گوشہ مین پڑے ہون گے۔ حیدرآباد
مین اکثر کتب نادرالوجود امرا کی بی توجہی سے گوشۂ گمنامی مین خورد و برد و ہیک
ہو تی ہین یا پڑے پڑے تلف ہو جاتی ہین۔ کاش اگر امرائے دکن کتب قدیمہ
کتبخانہ آصفیہ مین داخل کردین تو ملک و قوم کو اُن سے نفع عام پہنچے۔
اور معطی کا نام نامی یادگار باقی رہے خدائے تعالی ہمکو ایسے کار خیر کی ہدایت کرے آمین

فائدہ محمد قلی قطب شاہ و محمد قطب شاہ و عبداللہ قطب شاہ کے دواوین
دکنی فارسی امیر سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ دکن مین اردو زبان مین ولی دکنی سے
ایکصدی قبل دیوان مرتب ہو چکے۔ چنانچہ تینون دواوین ہمارے پاس موجود ہین
پس صاحب آبحیات و دیگر تذکرہ نویسان ہند کا یہ قول کہ ولی ترتیب دیوان
مین تمام شعرائے ناظمین ریختہ سے مقدم ہے اور عالم ترتیب نظم کا آدم ہے الخ
پایۂ اعتبار و تحقیق سے ساقط ہے۔ علاوہ دواوین ایک کتاب تاریخ منظوم
مسمی علی نامہ مولفہ نصرتی شاعر ملک الشعرا جو علی عادل شاہ کے عہد مین
گذرا ہے میرے پاس موجود ہے۔ چنانچہ فقیر مولف اس تذکرہ مین بضمن ترجمہ
نصرتی کتاب مذکور سے چند اشعار بطور نمونہ لکھیگا۔ تاکہ ناظرین با انصاف کے

آن خوش سخن که وصف قد یار خویش کرد
ظل الله احترام چو از روست یافتم

ولہ

شمۂ درد دل زدردمندی گوش کن
نسبت همخوابگی دل بجانان مرو نیست
خانۂ دل رشک صد خورشید تابان شد زنو
سکۂ شاهی طلب سلطان بازار الملک عشق

ولہ

یافت وصل تو دلم صدق و صفا را دریاب
میرود جانب گلزار بموی تو صبا
تا نفیر با درسی غرقۂ طولانی را
ره نمایان همه درعشق تو ره گم کردند
سخن از دشمنی مهر فزا میگذرد
تا نهی دررهِ جانان قدم مردانه
چون نهادی بره عشق قدم ظل الله

ولہ

دلم نالان ز دست دوری تست
تو خورشیدی و من چون ذره زان رو
به بیداری نبینم لیک در خواب
چو ظل الله زمستانم ولیکن

ولہ

قرب یارم ز عشق و دولت اوست
پادشاهی کجا و شوکت عشق

مسکین ندیده سرو صنوبر خرام ما
زان خلق عالم اند پئے احترام ما

ولہ

اینقدر درد سر افسانه می باید ترا
زین سبب گویم که دل بتخانه می باید ترا
پر توے زین خانه در کاشانه می باید ترا
سرورے چون مردم آزاده می باید ترا

ولہ

اثر مهر نگر فیض و فا را دریاب
خیز و گم کرده شبے سر یار را دریاب
در شب هجر دل خسته ما را دریاب
که ازین ره دل بے راه نما را دریاب
حرف سربستۂ ارباب وفا را دریاب
شور کیفیت مردان خدا را دریاب
اندرین ره روش شاه و گدا را دریاب

ولہ

هنوز م حسرت مهجوری تست
دلم لرزان ز تاب دوری تست
دلم فرخنده از مسروری تست
همه حیرانم از مستوری تست

ولہ

زین همه حشمتم همه ست از وست
شوکت جم غلام شوکت اوست

هدهد چگونه شرح دهد طول و عرض بحر
دریای وصف تو ز کجا و بیان ما

جائی بود مقام خداوندیت که هست
صد خنده عقل را ز چنین و چنان ما

تا لب بشهد ذکر تو کردیم آشنا
تلخ است شهدهای جهان در دهان ما

جز بی‌نشانی از تو نشانی نیافتیم
بر درگه تو نیست بجز این نشان ما

بر عجز ما ببخش ایا قادر رحیم
معلوم تست غایت تاب و توان ما

بخشای بر عیان و نهانم که آگهی
بر تست آشکار عیان و نهان ما

ظل الله از شر و بدان در پناه تست
ای درگه جلال تو دارالامان ما

نعت و مدح

مصطفی و مرتضی چون هستند از هم جدا
نعت و مدح هر دو تن را میکنم باهم ادا

آن یکی فرمان روای هر نبی و هر ولی
وان دگر مسندنشین بارگاه کبریا

آن یکی کان مروت وین دگر بحر کرم
نعت آن از حق شمر که مدح این از لافتی

هر یکی را گر بسنجی با دگر خاصان حق
نیست جای آنکه گوئی این کجا و آن کجا

همچو ظل الله یابی شاد ره از بهشت
گر بدانی بعد پیغمبر علی را مقتدا

من غزلیاته

از التفات دلبر عالی مقام ما
گردون زده است سکه شاهی بنام ما

شام و صباح ماست چو شام و صباح عید
بر یاد دوست خوش گذرد صبح و شام ما

شد پایمال شادی وصلت غم فراق
دوران چه خوش کشید ز هجر انتقام ما

در شرع عشق نیست روایات دوست
زاهد تو غافلی ز حلال و حرام ما

ترسم ز اشک تازه خورم نشتری دگر
قاصد بگوش یار چه گوئی پیام ما

وله

لاله رویان زغم دهر نجاتم دادند — از شراب لب خود آب حیاتم دادند

نشئه باده ز آتش بلبم افشاندند — وز طرب خانه دل نقل صفاتم دادند

ظلمت سینه شده محو تماشای صفا — گل گلزار فروغ حسناتم دادند

بریاض سخن آن ظل الهی که زغیب — عندلیب آسا رنگین نغماتم دادند

لعبتان فلک از فتنه نجاتم دادند — برگلستان ارم تازه براتم دادند

مرغ آن تازه بهشتم که زمنقارم ریخت — نم کوثر زلب آب حیاتم دادند

شکر ایزد بزبان دارم چون ظل الله — شاهی و دانش و دین را برکاتم دادند

وله

تتبع دارم کز لعلش شراب زندگی بارد — زگلبرگ رخ رنگینش آب زندگی بارد

تو آن گلی کو در بهارستان رنگینی — گل از رخسار در عین شباب زندگی بارد

چو ظل صد خیال عارضش در دیده چون دیدم — بجای عکس روشن آفتاب زندگی بارد

وله

گاه در صومعه گه دیر مغان گردیدیم — هرکجا در طلبت سست توان گردیدیم

از همه راه و روش هست چنین ما را — عمرها بهر همین گرد جهان گردیدیم

پیش ما سود و زیان همه عالم هیچ است — گرد عالم نه پی سود و زیان گردیدیم

بسکه دل را هوس شرح غمی بود بدوست — همچو سوسن همه پای زبان گردیدیم

مستی عشق ترا برده نهان کردن راز — آه گر دوست بداند که چنان گردیدیم

که جوان گشت زلیخا بدعای یوسف — بی دعا زو صال نوجوان گردیدیم

پرتو دوست چو تابید بما ظل الله — بر همه خلق جهان نورفشان گردیدیم

وله

عجب رعنا و زیبائی چه گوییم — بخوبی عالم آرائی چه گوییم

منور از تو گردیدست چشمم — تو نور چشم و بینائی چه گوییم

عشق محمود کرده صید ایاز — نه مطیعش به محض قدرت اوست
مست از باده نیست ظل الله — سرخوش از بادهای صحبت اوست

وله

در محبت خسروانرا از اطاعت عار نیست — ملک عشقست این و اینجا حاکمی جز یار نیست
بسکه از حد بیش می خواهم بدل مهر ترا — صد جهان مهر تو در دل دارم و بسیار نیست
در گلستان محبت گر در آیی چون خلیل — روشنت گردد که از آتش ترا آزار نیست
تا تو در دل آمدی غیری ندارد ره درو — در حریم خاص و نامحرمان را بار نیست
شب بسر دوستی ران قصه موسی و خضر — غافل از سر محبت واقف اسرار نیست
لذت خواب سحر در پیش چشمی لذتیست — گر خیال یار شبها تا سحر بیدار نیست
مدعی گر دعوی دارد مسلّم داشتیم — روشنش باد که ظل الله دعویدار نیست

وله

کار من و دل همین بیارست — ما را بکسی دگر چه کارست
هر دست بدامنست درخورد — دست من و دامن نگارست
هر چند بچار حد گردون — هر سو نگریم کارزارست
بر خصم مظفریم سلطان — با ما نظری ز هشت و چارست

وله

خوش شو ای دل خوش که کارت را نکو خواهیم ساخت — یار اگر با ما نسازد باو خواهیم ساخت
نا امید از خود مکن لیکن چندان امید — گر نسازی کار او باری نکو خواهیم ساخت
گفت و گوی زلف او داریم سلطان در میان — زین نسیم چین جهانرا مشکبو خواهیم ساخت

وله

خواهیم بیار درد دلم مختصر رسد — ناگفته به سخن که ازان درد سر رسد
غافل مشو ز ناله و آه ضعیف دل — شبها که وقت ناله مرغ سحر رسد
سلطان اگرچه سوخت ز شوق نگاه تو — سویش نظر مکن که مبادا نظر رسد

نزدیک شد که دود برآید زنه فلک — بر چرخ بسکه آه دما دم رسیده است

ظل اقتدار مصیبت سلطان کربلا — تاب سخن نماند زبس غم رسیده است

ولہ

واحسرتا که فتنهٔ دوران ز حد گذشت — رنج و بلا شاه شهیدان ز حد گذشت

واحسرتا که بر شه دنیا و دین حسین — بیداد اہل فتنه و طغیان ز حد گذشت

من اشعار الهندی

چلی چندنی مین جب لٹک پیو ہمارا — او تن عکس دیپی چندر رہی آپا را

بسی جس ہیا مین پرت ہم سجن کے — بن اسکی پرت کچ نہین آس پیا را

جنی سائین کی عشق کا مد پیا ہے — نگر سی او رسی ہور مستی او تا را

جلو نی مانی ہے سائین کے حسن جھبتے — اسی نین نہ بینتہ مین جگ سارا

پیا نور بستا ہے منج دل جھمک مین — کہ جس نور رہتی ہے سورج آ انسکا را

سکی پیو جیتا لگتا ہے ہمن کو — سجن بن نگر سی ہے ہور کوئی نوا را

نبی صدقے قطبا کا من نچ سون لا گیا — کہ آپ جیو مین تیرا کیتا ہے ٹھارا

ولہ

پیا سانولا من ہمارا بہو لا یا — نزاکت عجب سبز رنگ مین دکھایا

رنگیلی دھڑی ادہر یون سہانے — کہ آپ رنگ سون جگ رنگیلیان ریجھایا

تھسی اس کنول کہ تہی جھڑتے مین ع تی — تو اس شاب موتی سون جگ جگ جگایا

نبی صدقے قطبا سون مل مد سجن جب — پیی آپ جیو تیا نسون نوگل پا نہ بایا

ولہ

ہوا آئی ہے لنکہ بہی نہنڈ کا لا — پیا بن سنتا نا مدن بالی بالا

رہن نا سکی من پیا باج دیکہی — ہوودے تن کون سنگ جب ملے پیو بالا

سجن سنگ سنگی باج اوجالا نہ بہاتے — بہلایا ہے منج جیو کون او اجالا

بفکر هیچ دانا در نیاید
ز تعریفت زبان در کار مانده
بطل افتد اگر بر سر نیابی
چاره تلخ نگاهت لب خندان کرده
ترک چشمت که شکست همه شاهان داده
غرق موجیست بدریای تو صد کشتی نوح
غم ز دشوار فلک نیست مرا ظل الله

وله

عجب نازک معمائی چه گویم
چو از تعریف بالائی چه گویم
چو حسن خویش خودرائی چه گویم
زهر را نوش لب چشمه حیران کرده
من چه گویم که چه با جان عزیزان کرده
بحر حسن تو چگویم که چه طوفان کرده
لطف خود مشکل ما سر بسر آسان کرده

ترکیب بند در مرثیه حضرت سید الشهدا امام حسین علیه السلام

آن دور ماتم است که از غم امان نماند — آن عهد غم که طاقت تاب و توان نماند
آن روزگار تلخ که هر چند بنگری — از شهد هائے عیش بعالم نشان نماند
آشفتگی دهر ز ماتم عجب مدار — در عهد ماتمی که سر سروران نماند
عهد مصیبت است که شاه پیمبران — بی سوز گریه یکنفس و یکزمان نماند
دوران محنتی است که سلطان اولیا — یک لمحه خالی از الم بیکران نماند
آن صعب ماتمی است که خیر النسا از آن — فارغ دمی ز نوحه و آه و فغان نماند
پیر و جوان دهر چو طفلان بگریه اند — لذت ز زندگانی پیر و جوان نماند
از زندگی خلق جهان در تعجبم — بعد از چنان قضیه که جان جهان نماند
ظل الله آنچه گفت ازین درد شمه ایست — کز سوز و درد قدرت شرح و بیان نماند

من مراثیه

دوران غم ز ماه محرم رسیده است — هنگام آه و ناله و ماتم رسیده است

وله

جو شبرات جھلک سون جگ مین آیا
تو سب جگ اُس جھلک تھی جگمگایا

شرف شبرات تھی سب رات پائی
شرف سب رات تھی شبرات آیا

تجلی یون دیا حق قطب شہ کون
کہ نسکون د نتھی روشن کرپایا

وله

خدا کی کرم ستی شبرات آیا
خوشیان کا اجالا جگت مین کہایا

براتان لگر آیا سا یانکی خوش ہو
خوشیان عشرتان سون کہ جگ جگ جگایا

اماماں میا سے محمد قطب پر
نبی ہور علی کے دیا سون شہایا

نبی صدقے امرت سرا قطب شہ کون
سو ساقی کوثر پیالی پلایا

کہتو پر سدا ہے سبحان کا اُجالا
تو خلق سرمہ کرے رحمان کا اجالا

اُس طور کا سو تہارا نا نہد نشت بہشت ہے
اُس نور تل چھپیا ہے اسمان کا اُجالا

اس محل کون سو دیکہت مہک پیاس کا جلوے
جا نو جہلکتا وان شہ مردان کا اوجالا

قطبا نبی کے صدقے آنند کر اُس محل مین
بستا ہے اسمین شبیر ے یزدانکا اوجالا

وله

چھبیلی سون لگیا ہے من ہمارا
کہ اس بن نہین ہمن یک تل قرارا

صبوری کو نہین ہے ٹھار دل مین
صبوری کیون کرے سو کر تہارا

پیا کرنا کرے معشوق آپے ہو
کہو نا کیا کرے عاشق بچارا

وله

آہو آئی مدن موہن پیارا
پرم سو کھینچتا انچل کنارا

پیا کون پاؤن پر جیا مناؤون
نہین دو مانتا کہیا ہمارا

بسنت کھیلین عشق کے آ پیارا
تمین مین چاند مین ہون جون ستارا

بسنت کھیلی ہمین ہور ساجنا یون
کہ آسمان رنگ شفق پایا ہے سارا

نبی صدقے بسنت کھیلیا
رنگیلا ہور رنگیا تر لوک سارا

جو رات آوے چندنی کی منجکو سنتاتے
کہ چندنا منجی مین نین سوز لالا

نبی صدقے قطبا انند انسون ملکر
اپس سائین سون ہوہی جم مدپیالا

ولہ

سجن میری چنچل اہی ہیم ما تا
سکلیان کون پیابات رنگین سوبہاتا

میری ہتینت کرتے ہین ساجن پرت سون
اسیتہی سدا برہ کون مین سناتا

ولہ

چندا مین عید ہی بشارت دکہایا
بہوان سیتی ساقی اشارت دکہایا

آد ہر بد کی گھر کون کلف تہا سو نکرا
سو کی کیلی کہل دل عمارت کہایا

کرون سیوہ یک چت سون مدپیالا مین
کہ منجانے کا منج اجازت دکہایا

محمد نبی فیض تہی عید آکر
محمد قطب کون صدارت کہایا

ولہ

مومنان خوشیان کرو ہی آج دن بہبود کا
مرتضی بارہ اماماں عید ہے معبود کا

مصطفے ہور مرتضی اس ان مین کیتے مین ظہور
جن کرے یہ عید نو و طالع مسعود کا

جب چو ابر رحمت اس جگہ پہ ہوا ہے فیض بار
شیعیان کی تین اتہا وہ دن نکریہ بہبود کا

جب نبوت کا علم سیدا ہوا نبت جہڑے
طاق کسری تب نشان لینا عدم مفقود کا

فارس کا آگن بوجہا جب مینگہ رحمت برسیا
سترک تن کینا جگت تین آگن نمرود کا

چاردہ معصوم کی مین دامن جتی تہی بشے
پیشوا حضرت نبی کا تہا سو تن داود کا

جب نبی صدقے ہوا ہے داس قنبر کا قطب
دو جگت مین مین نرکمان عاقبت محمود کا

ولہ

خوشیان کرو تموالیان مبعث ہو آیا
بہو دہات انند سوران عیشا سنگات لیا

اول برات روزی روز بد فیروزی
اس بعد عید قربان جس تہی دو جگ کھایا

شاہان مین تہ عالی قطب شہی ہوا لی
مبعث رسول عالی چہند بند سون گنایا

صدقے نبی نرکمان جم راج کر توں عیشان
شاہ علی نبی تہے منگ تج شہی دلایا

میرا دل ہے زر الفت کا کارخانہ — نہین منجکون بازار والانکا حاجت
ہمن مدعا تدعی نا بوجھے کچ — انکو بحث کر نہین ہے غوغا کا حاجت
قطب شہ تیرا زرگری کوئی نہ بوجھین — کر آس عالم مین نہین ہے دانا کا حاجت

وله

نہنی کی نازمستی دیکھ کر سرہی ہوا ست — بہوت نیکا ہرا کا مدعا کا کام منج سست
قطب شہ سب جہان مین ہے شہنشاہ ہے خدا کا — کھٹے ہے یکن بت انس جان و دو دیان بہ ست

وله

اے نہنی ہندو کا کس دہر کر دن شکایت — نین نیکی مین ہو تج تاریخ اس حکایت
بے دام اسکا خدمت کرتا ہون جی دل سون — دیتی ہین دام انکو ع کرتی مین عنایت

وله

منج جیو مینے زلفی ہے جانا انکا احتیاج — غم کی جنگال نہی آپی رضوان کا احتیاج
دو جہان مین حق حبیب اپنا تمن مین مانیا — قطب شہ سکی کون نین یون ہمت پکڑ ستا ہین تاج
نبی صدقے محمد قطب شہ سیس — نہی بر جیسا ایسا بخت کا تاج

وله

سکی آج پیالا انند کا پلا منج — دیا قوت اودھرا نکی مستی دلا منج

وله

ہویدا بھی ہوا جون جان بکرید — کیا سب جگ سون آبادان بکرید
جنت میکی سوالان نعمتان سون — کیا تازہ جگت کا جان بکرید

وله

ور سنی ہوائی ہے پوریان کی عید — شہ ذرس رنگیت ہوی حوریان کی عید

وله

صحبت پیالا پریان لی کھڑیان — دیسی یون انسن مین جیون سورجنید

وله

بکر بد عید آیا صلوات بر محمد — آنند علم اچایا صلوات بر محمد
بارا امام پنجتن کا مہر جم ہما ہو — منج سیس چھایا چھایا صلوٰۃ بر محمد

وله

شہد و شکر نبات بہی ہے رنج اودھر لذیذ — لاگی تو قند مصری کون سو جوبن ثمر لذیذ

وله

سکی تج زلف ہے جیوان کی آخند — دسن تیری گلی مین ہر تنان کی آخند

صباحی او مکہ دیکھہ پینا شراب
فرح بخش ساعت مین لینا شراب

تیری حسن تہی وان دمی شاہ کون
او مکہ کی عرق تہی سو پینا شراب

عشق ساز کی تار مطرب بجاؤ
کہ تا نون تا نان مین لینا شراب

وله

ازل تہی نبی جب قطب پیونا
تیری پیالی سون ساقی دینا شراب

وله

جب سجن دیکہیا تون آتا میرے خواب
راتدن نہ سون کم آتا میرے خراب

میرے رون رون تہی بدل غم دو مین
چاند سورج تون دیکہیا تا میرے خواب

وله

جگت حسن مین ہے تیرا حسن محبوب
مین طالب تیرا ہون پیا تون ہے مطلوب

تیرا حسن یوسف سون کرتا ہے لاف
تیری آرزو مین مین عاشقان جو یعقوب

مدن مست بدن مست سجن مست پری مست
ہوی مست یون مست لگن مست پری مست

نظر تجہہ ہے کیا تماشا کا حاجت
نہین سبز خط آنگی خضر کا حاجت

میرا دل ہے زر الفت کا کارخانہ
نہین مجکون بازار والا کا حاجت

ہمن مدعا مدعی نابد جہے گنج
نکو بحث کر نہین ہے نحو عما کا حاجت

قطب شہ تیرا زرگری کوئی نہ جہیں
کہ اس علم مین نہین ہے دانا کا حاجت

نہہنی کے ناز مستی دیکہکر تہی ہوا مست
بہوت نیکا برا کا مدعا کا کام منج مست

قطب شہ شہان ہوئے ہے شہنشاہ خدا کا
کہڑے مین رشتہ نس و جان و دربان بجے بلند مست

امن ہمنی ہندو کا کس مرکرون شکایت
نمین لیکہی ہین مورخ تاریخ اس حکایت

بصد ام اسکا خدمت کرتا ہوا ہی دلسون
دیتی ہین دام انکون ہور کرتی ہین عنایت

وله

بدن مست بدن مست سجن مست پری مست
ہوی مست یون مست لگن مست پری مست

اندان سیتی ہی آیا مرگ سال
دندان پامال عزیزان ہوے خوشحال

کنارے آسمان کے مین شفق رنگ
دندان ماری گئی اچھلیا رگت لال

نبی صدقے نکو کر غم توں قطبا
علی ہور آل وائم تیری رکھوال

قطب مولود کرتا دیکھ امنگ سون
نبی سہیلا پی کا آیا مرگ سال

تیری دو نین مین مدمست متوال
تیری دو گال مین خوبی کے گلال

جہان ہے سیمیا کا نقش اس تھے
کہے ہین عارفان سب سکون تمثال

نبی صدقے قطب ہم عیش کر عیش
کہ تج در پر کھڑے ہین فتح و اقبال

ہیونا آرسی مین ویسا ہی سیج آپ نام
جیکو تجہا یقین سون لکہی سن پائے کام

ستان کون جائے چہو تین راستی
ہین غلط یہہ بات اونکن ہی را جام

انجانی مین جوانی گیا پند نا سنا
قرآن ہور حدیث سون تج کیب کر کلام

وله

نبی کے صدقے سرو تازا ہے جم
او جایا ہے یا تو جمس مین علم

سکندر کون تھی آرسی جم کون جام
تیری ہمت ہی ہین ہور جام جم

ثابت رہ آپ کام مین دنیا کون نین وفا
آدم کہا ہے کوہ سراندیپ پر مقام

وله

مرتضیٰ مولود آیا ہے بہوت نور استین
جبرئیل نے وار طبقان لیائی حوران تین

شاعران بیچاری تیرا وصف کہنی کا سکین
مین بندۂ عاجز ہون تم وار و کربان تین

وله

ساقیا آ شراب ناب کہان
چند کی پیالی مین آفتاب کہان

مد کی پیالیان کا دور بہرتا ہے
نقل مد کا کہان کباب کہان

وله

پیا تج ہنستا ہون مین تو بیگانہ نکر مجکون
رتی نین نکرتی تج یاد بن توں نا بسر مجکون

علی نا مان سو کھیا یو غزل قطب — علی نا دان ہی سب کلیان کی اغذ

وله

سورج چاند کون کیون نکرون تج برابر — ہمن نین کا نور ہے تون پریوش

نبی صدقے قطب سون راستی ہے — اگرچہ ہے اوک اونارا و باش

وله

منج تج مین جیکچ زہے کس ن نکر نا ہی فاش — ایاز ایسا مین جو کدین کی جاکری ٹہار فاش

ازبس اکت مین آہین نارک تیرہ دونون اوپر — سبو سیانکی نشانیان کئی او لعل شکر پاش فاش

ہوئی تج نین تیلی دل مین رقاص — سدا منج نین کے منزل مین رقاص

قطب شہ پایا ہی ہے بہادر — ہوئی آپ ناچ تہی کامل مین رقاص

دلی دکن کی شاہی پنجتن خاص — نبی صدقے ترکمان کو میا تہی خاص

وله

ازل تہی ہے مجھے خوبان سون خلاص — ابد لگ مج ہے محبوبان سون خلاص

نبی صدقے قطب شہ یکجہت ہے — سدا و مرتا ہے تو خوبان سون خلاص

وله

سکی تو ہر گہڑی منج پر نکر غیظ — محبت پر نظر رکھہ کر بسر غیظ

نبی صدقے تجی سون ہے خدا کی — قطب سون آ گلے لگ چہوڑ کر غیظ

وله

عشق بچھوا تون گوندی ہے مرصع — تو ہی چو نیا نسون کیتی ہے مرصع

نبی صدقے سو تر جگ دیکھہ کہتی — قطب شہ کا سو مجلس ہے مرصع

وله

میرے دوستان کون تون دے جنت — میرے دشمن کون اگن یا سمیع

وله

چنچل مکہ تیرا دیکھہ ڑ بلتا شمع — سو عاشق تیرا ہوکر ڈولتا شمع

تیرے حسن کون دیکھہ شرم سون سیتی — غش کے بہانے تہی گلتا شمع

وله

مروت میٹھی زبانی ہے یار کا متاع — خوش شکل خوبصورت بدار کا متاع

وله

انی بار ہے اس جگتی تج مکہ عجب روشن چراغ — دیکھی نہین آ جنون کہین اس نار کا نو کہن چراغ

تخلص ظل اللہ ہے۔ مولفین کا قول خلاف واقع ہے اسلئے کہ فقیر مولف کے پاس
سلطان محمد قلی قطب شاہ بانی ووالی حیدرآباد کا دیوان فارسی وریختہ موجود ہے
دیوان مذکور قلمی قدیم خوشخط ہے اس سے معلوم ہوا کہ موصوف الیہ صاحب ترجمہ کا
تخلص فارسی مین قطب شاہ وریختہ مین معانی ہے۔ چنانچہ اشعار ذیل فارسی ریختہ سے
واضح ہوگا۔ اور واقع مین محمد قطب شاہ برادرزادہ محمد قلی قطب شاہ کا تخلص فارسی
مین ظل اللہ۔ اور ریختہ مین قطب شاہ ہے چنانچہ قبل مین مذکور ہوچکا ہے۔ نہین معلوم
مولفین کس وجہ سے غلطی کے گڑھے مین گرے ہین شاید محمد قلی قطب شاہ و محمد
قطب شاہ مین تمیز نہین کیا ہوگا۔ دونون کا مصداق ایک ہی ذات کو سمجھا ہوگا
یا مولفین کو دونون کے دواوین ریختہ و فارسی دستیاب نہوئے ہون گے نہین تو
ایسی غلطی نکرتے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ پس صاحب ترجمہ کا ذکر حرف قاف مین
بیان کرنا چاہیے تھا لیکن فقیر مولف نے اظہار غلطی کے لئے یہان گزارش کیا۔
معذور سمجھکے نشانہ ملامت نہ بنائین۔ واقع مین صاحب ترجمہ کا تخلص فارسی مین
قطب شاہ ہے کبھی کبھی غزل مین تخفیفاً قطب ہی پر اکتفا کرلیا ہے۔ اور ریختہ دکنی
فارسی آمیز مین معانی تخلص لاتا ہے۔ آپ یعنی صاحب ترجمہ ابراہیم قطب شاہ
کے فرزند بزرگ ہین۔ والد کے فوت ہونیکے بعد بارہ برس کی عمر مین تخت نشین
ہوئے۔ ملک تلنگانہ کو عدل و انصاف سے آباد کیا۔ علم و فضل کے زیور سے آراستہ
تھا۔ علم دوست و ہنر پرور تھا باوجود انتظام امور سلطنت تحصیل علوم کے شغل
باز نہین رہتا تھا۔ علمائے دربار سے درس جاری رکھتا تھا۔ رات دن مین ایک
خاص وقت علمی مذاکرہ کے لئے مقرر کیا تھا۔ اسی سلطنت کے زمانہ مین تحصیل علوم

بنی صدقے قطب شہ کون نہیں آدہار کا حاجت
کہ دونو جگ منی آدھار ہے خیر البشر منجکون

وله

دنیا و دین کا حق سنکار یا علی تون
سب اپ لیا کی منکا اسرار یا علی تون

وله

دو لب تیرے رنگیلی یاقوت کون دیے رنگ
لی بہیک رنگ عقیقان نگین ہوئی یمن مین

باریک تج کمر دیکھ باریک ہوا ہون جون بال
دیسا نہیں کوئی تار باریک پیرہن

وله

سنو لوگ میری پرم کی کہانی
کہ پیلا ہے رنگ عاشقی کی نشانی

تمن عشق بہیدیا ہے منج بالی بالا
کہ ہوی ہون تمن پیم ہون دیوانی

محبت کے لذت فرشتان کو نین ہے
بہت سعی ہون مین سو لذت پچھانی

وله

خداداد محل کون محمد سنوارے
تو اُمین جنت کی نگاران نگاری

بلندی محل کا ہے آسمان جیبا
سورج چاند تارے سو اس تھی نگری

نہ اس جگمین دیکھی کوئی ایسی محل کون
نگر وہرت پر قدسیان لیا کہ تہاری

وله

پہل بن رخ یار خوش ندیسی
بن مد پچھلی جہاڑ خوش ندیسی

گشت چمن و ہوائے کلیان
بن پیالہ کنار خوش ندیسی

وله

عشق کی پتلی ہے گوری رنگیلی
چتر ناریا نین رستی ہے چھبیلی

بنی صدقے قطب شہ سون او پیاری
پرا او احسن کا کر آ کہ میلی

وله

پیارے پرم ناز سیتی سہاتی
آپس حسن تھون عاشقان دل بھلانی

رباعی

اے بارخدا اپنی درویش کون بخش
مجکون سو محمد علی کے بخش سون بخش

دشمن کون نوں توڑ دوستان کون نواز
دشمن کو نکر رحم سبھی خویش کون بخش

ظل اللہ - محمد قلی قطب شاہ

بقول مؤلف گل رعنا و صبح گلشن وغیرہ محمد قلی قطب شاہ بانی شہر حیدرآباد دکا

لکھتے ہین۔ سرکاری دفاتر قطب شاہی مین بادشاہ کے حکم کی تعمیل ہوئی۔ اور اہل اسلام بجائے بھاگ نگر حیدرآباد لکھنے و کہنے لگے۔

یہہ بادشاہ نہایت ہی خوش اخلاق و نیک صفات تھا۔ اور رحیم و رؤف تھا۔ بخلاف شاہان سلف بھائیون و قرابتدارون کے ساتھہ حسن سلوک کرتا تھا۔ اور ان کو اپنی مصاحبت و مقاربت مین رکھتا تھا۔ اور مصاحبانہ سلوک فرماتا تھا۔ اعزہ و اقارب بھی شکریہ ادا کرکے مطیع و فرمانبردار رہتے تھے۔ مدۃ العمر کبھی کسی نے بادشاہ کا خلاف نہین کیا۔ یہہ ایسی عطیہ الٰہی تھی کہ شاید کسیکو نادر انصیب ہوئی ہوگی شاہ میرزا میر جملہ کو موقوف کیا۔ چند روز قید مین رکھہ کے وطن مالوفہ اصفہان روانہ کیا۔ میرزا کشتی مین سوار ہوا۔ ابھی منزل مقصود کو نہین پہنچا تھا کہ کشتی مین فوت ہوا۔ یہہ واقعہ سنہ ۹۵ ہجری مین واقع ہوا۔

میر جملہ مرحوم نہایت ہی لائق عالم فاضل تھا۔ شہر حیدرآباد مین چوک اُسی کے نام سے آباد ہوا تھا۔ اس لئے بنام میر کا چوک مشہور ہے اُسی چوک کے قریب میر کا عالیشان دولتخانہ تھا۔ فی زمانناوہ اصلی دولتخانہ باقی نہین رہا۔ لیکن دولتخانہ کی طرف کمان موجود ہے جو بنام شاہ میر کی کمان مشہور تھی عوام کثرت استعمال سے اُسکو سوکے میر کی کمان کہتے ہین۔ شاہ میر مرحوم کے بعد میر مومن استرآبادی کو جو قدیم سے وکیل السلطنت تھا مختار کل کیا۔ تمام مہمات کا انتظام میر کی رائے پر چھوڑدیا اور خود فراغت سے عیش و عشرت مین مصروف ہوا اور اس شعر کو زبان حال سے پڑہتا تھا۔

ہر وقت خوش کہ دہد مغتنم شمار
کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست

وفتوحات ممالک سے فارغ و فائز المرام ہوا۔
فرشتہ و مولف قطب شاہیہ نے لکہا کہ ابتدائے سلطنت مین بمقتضائے عالم شباب بہاگمتی طوائف پر فریفتہ و شیفتہ ہوا تہا۔ ہزار سوار اسکی پیشی مین ملازم کئے تہے وہ روزانہ دربار مین تجمل و طمطراق کے ساتہہ آمد و رفت کرتی تہی۔ اسکی شان امیرانہ تہی۔ اسکا دربار شاہانہ ہوتا تہا۔ امرائے دولت و اعیان مملکت اسکی خدمت مین سلام و مجرا ادا کرتے تہے۔ عقیلہ و فہیمہ تہی حسن و جمال مین رشک زہرہ و مشتری ناز و انداز مین غیرت حور و پری تہی۔ فقیر مولف نے اسکی تصویر سلطان محمد قلی صاحب ترجمہ کے دیوان مین دیکہی واقعی تصویر کے دیکہنے سے مورخین کے تحریر کی تصدیق ہوتی ہے۔ اسکے حسن و خوبی کے بابت جسقدر قلم فرسائی کی ہے واقع کے مطابق ہے جس نے تصویر دیکہی مولفین کے مبالغہ و اغراق کو خلاف واقع پر حمل نہین کیا تاریخ نظامی و قطب شاہی کے مولفین نے لکہا کہ صاحب ترجمہ نے اپنی محبوبہ بہاگمتی کی فرمائش سے گولکنڈہ سے چار کوس کے فاصلہ پر موسی ندی کے کنارے ایک شہر آباد کیا اور اسکو اپنا دار السلطنت بنایا اور اسکا نام بہاگ نگر رکہا۔ محبوبہ جب تک زندہ رہی بہاگ نگر نام بہی زندہ رہا۔ جب وہ فوت ہو گئی علما و فضلا کی نصیحت سے اس نام کے رکہنے سے پشیمان و شرمندہ ہوا۔ نام مذکور کو بادشاہی حکم سے منسوخ کر کے حیدرآباد نام رکہا۔ اور منادی کر دی کہ کوئی نام سابق کو زبان پر نہ لائے نہ دفاتر و نقاد و یم مین قلم سے لکہین۔ اگر کوئی خلاف حکم کریگا مستحق سزا ہوگا۔ لیکن زبان خلائق نقارہ خدا ہے خلائق مین بہاگ نگر ہی رہا نہ حیدرآباد۔ فی زمانہ بہی ہنود تلنگی و کنڑی اپنی پوتہیون و بیاضون مین حیدرآباد کو بہاگ نگر ہی

پر فضا مین اعزاز سے اُتارا۔ اور سفیر کے ہمراہیون کو بہی تشریفات لائقہ سے سربلند کیا ہمراہی سو سوار تہے۔ اتفاقاً سفیر کو چہہ سال تک مہمان رکہا۔ سالانہ دو لاکہہ ہُن سوائے انعام خرچ دیتا رہا۔ اور قنبر علی خادم معتمد کو مع تحائف ہدایائے لائق شاہ ایران کی خدمت مین بہیجا۔ پہر اغر لو سلطان کو مع سلطان تغلی طاس کو با تحائف و اقسام مرصع آلات بہی روانہ کیا۔ اور صفویہ سے محبت و اتحاد کی بنا مستحکم کی۔

عمارات قطب شاہی کا ذکر

قطب شاہی کے مولف نے لکہا کہ سلطان محمد قلی قطب شاہ صاحب ترجمہ تعمیر عمارات کا شیفتہ تہا: اور اُسکو محلات رفیعہ کے بنانے سے نہایت ہی دلچسپی تہی۔ مندرجہ ذیل عمارات بنا کیا تہا۔ فی زماننا اُنمین سے بعض موجود اور بعض معدوم مین :-

آلہی محل۔ باغ محمدی۔ نبات گہاٹ۔ عمارت کوہ طور۔ ندہی محل۔ لنگر دوازدہ آئمہ و مسجد جامع و مدرسہ و خانقاہ و دار الشفا۔ و حمامات وغیرہ

مسجد جامع و مدرسہ و خانقاہ موجود ہے۔ اور دار الشفا و حمام کا نام ہی باقی ہے۔ میر ابو طالب ناظر الممالک نے گوشوارۂ دکن مین لکہا کہ تمام عمارات کی تعمیر مین ستر لاکہہ ہُن خرچ ہوئے۔

خیرات کا ذکر

مساجد و مدارس و خوانق و لنگر دوازدہ ائمہ کے اخراجات کے لئے سالانہ اکہتر ہزار ہُن سالانہ وقف کردیا تہا۔ یہہ رقم محرم کے بعد مجاورین و خدام و طلبہ کو

اغریو سلطان سفیر شاہ عباس بادشاہ ایران کی تشریف آوری کا ذکر

سلطان محمد قلی قطب شاہ نسل جد و پدر شاہان صفویہ سے حسن خلاف اعتقاد رکہتا تہا۔ بناءً علیہ شاہ عباس صفوی بادشاہ ایران نے اپنے معتمد اغریو سلطان کو ۱۰۱۲ہجری مین سفارۃً قطب شاہ کی خدمت مین مع نامہ و تحائف روانہ کیا جب شار الیہ گووہ بندر مین پہنچا تب مخبرین نے اسکے تشریف آوری کی خبر معروض کی۔ قطب شاہ تشریف آوری کی خبر سے نہایت خوش ہوا۔ سیادت پناہ میر ضیاء الدین محمد نیشاپوری کو سفیر کے لانیکے لئے مع تشریفات شاہانہ و مدد خرچ لائق بندر مذکور روانہ کیا۔ سیادت پناہ نے بندر مین پہنچ کے سفیر سے ملاقات کی۔ اور سفیر مذکور کو ہمراہ لیکر قطب شاہی دربار کے طرف متوجہ ہوا۔ ہر منزل و مقام مین سفیر کی تعظیم و تکریم ہوتی تہی۔ اور ضیافت و مہمانی کے رسوم تکلف کیساتہ ادا کئے جاتے تہے۔ جب دار السلطنت کے قریب پہنچے۔ قطب شاہ مع لشکر و امیران سلطنت استقبال کے لئے برآمد ہوا۔ محمد نگر کے قریب اغریو سلطان سے ملاقات کی۔ سفیر نے شاہ ایران کے طرف سے محبت و اتحاد کا اظہار کیا۔ اور بادشاہ کا محبت نامہ و تحائف نفائس پیش کئے۔ تحائف ذیل تہے۔

ایک تاج مرصع۔ و کمر مع خنجر مرصع و چالیس عربی گہوڑے بازین و لجام مرصع و چند عباہائے زربفت اور پانسو طاقہ مخمل و اطلس و زربفت و بارہ جوڑ قالین اور بارہ زرہ وغیرہ تحائف ایران۔ قطب شاہ بہت خوش ہوا اور شاہ ایران کی عنایت کا شکریہ ادا کیا۔ اور سفیر کو خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا۔ مکان

موجود و یادگار ہین۔ اسی بادشاہ مرحوم کے عہد مین میر مومن استرآبادی نے کربلاے معلی سے خاک شفا جہازات پر لاد کے منگوائی اور شہر کے اندر ایک مقام مین اُس متبرک خاک کو زمین پر فرش کر دیا اور اُس مقام متبرک مین مومنین امامیہ کے لئے دفن کی اجازت دی۔ اور چند اشخاص مُردے کی تکفین و تغسیل کے لئے مقرر کئے اور انکو سرکار سے انعام و وظائف معین کرایا وہی اشخاص غسال کے لقب سے مشہور ہوئے فی زماننا انکی اولاد سے بہی یادگار موجود ہین اور آبائی پیشہ پر قائم ہین۔ وہی مقام میر مومن کے دائرہ کے نام سے معروف ہے۔ اسی بادشاہ نے عامہ خلائق کے لئے حمام بنوا دیا اور حمام مین دلاک و اصلاح ساز و سامان غسل بہی مہیا کر دیا تہا۔ غربا و مساکین سے کچہہ حق الخدمت نہین طلب کرتے تہے۔ ہان امرا حمامچی و خدام کو بیحد انعام دیتے تہے۔ تمام شکرگزار رہتے تہے۔ دیکہو بادشاہ رعایا پروری کا کسقدر خیال رکہتا تہا کہ رعایا کے مطالب اپنے مقاصد پر اختیار کرتا تہا۔ کبہی تن پرور و آرام طلب نہین بنتا تہا۔ جفاکش و متحمل المزاج تہا۔ سادات و اہل بیت کی بہت خدمت کرتا تہا۔ دربار مین سادات و علما کو نشست کی اجازت دیتا تہا۔ کورنش سے جو نیم سجدہ کے مساوی ہوتی تہی معاف رکہتا تہا

بادشاہ کی دختر نیک اختر کی شادی

بادشاہ کو سوائے دختر کے کوئی اولاد نہین تہی محمد قطب شاہ برادرزادہ کو فرزندی مین لیا تہا تعلیم و تربیت کے بعد بعالم شباب ۱۰۱۶ہجری مین برادرزادے کی شادی دختر نیک اختر سے نہایت تکلف و تجمل کے ساتہہ کر دی بیشمار زر و جواہر و خلاع فاخرہ و عطیہ وافرہ سے خلائق کو سرفراز فرمایا۔ قطب شاہی مولف نے لکہا کہ بیس ہزار خلعت

تقسیم ہوتی تہی۔ علاوہ وقت سالانہ غرہ محرم مین طلبہ و علما کو بارہ ہزار ہن عطا کرتا تہا۔ اور تمام افسران سپاہ ورعایا ولشکر کو ماتمی سیاہ لباس سرکار شاہی سے دیا جاتا تہا۔ اور دو مقام مین الاوہ ہزار طاقی آباد کیا تہا۔ ہر الاوہ پر علما وارکان سلطنت گریہ و ماتم کرتے تہے۔ اہل ماتم کو دس روز تک کہانا اور ہر ایک کو ایک ایک ہن دیا جاتا تہا۔ خوب ماتم ہوتا تہا۔ واویلا واحسرتا کا شور و غوغا زمین سے آسمان تک پہنچتا تہا۔ قطب شاہی بزرگ کے مولف نے لکہا کہ اسی بادشاہ تخت نشین ہونیکے بعد کروڑگیری وزکوٰۃ معاف کردی تہی۔ سالانہ تخمیناً دو لاکہہ ہن کی آمدنی ہوتی تہی۔

بادشاہ کے اخلاق کا ذکر

یہہ بادشاہ نیک سیرت و نیک محضر تہا تینتیس ۳۳ برس سلطنت کی مدۃ العمر کسیکو اپنے ہاتہہ سے قتل نہین کیا۔ معاملات قتل و قصاص کو قضاۃ کے سپرد کرکے حکم دیتا تہا کہ خوب غور و فکر کے ساتہہ حسب الحکم شرع شریف قتل و قصاص کا حکم نافذ کرین۔ بادشاہ کے زمانہ مین ایسا عدل و انصاف تہا کہ زن پیر زر بر سر سال بیخوف و خطر مال و زر ہاتہہ مین لئے ہوئے جنگل و صحرا سے گذر جاتے تہے۔ کوئی رہزن و ڈاکو مزاحم نہین ہوتا تہا۔ علما و فقرا کو بہت چاہتا تہا۔ اور اُن کے علم و فضل کی بہت قدر کرتا تہا۔ اسکے زمانہ مین اکثر علمائے ایران جمع ہوگئے تہے۔ بادشاہ کے حسن اخلاق نے عرب و عجم مین ایسی شہرت پائی کہ اکثر علمائے فرس و عرب دکن مین آئے اور متوطن ہوگئے۔ بادشاہ کی عنایت سے وطن کو غربت اور غربت کو وطن بنا لیا دکن مین ایسے جمے کہ مر کے اُٹہے۔ فی زماننا اُن بزرگان سلف کے باقیات الصالحات

خوشخط قدیمہ موجود تھے۔ موسی ندی کی طغیانی میں غرق آب ہوگئے۔ لیکن اشعار منتخبہ میری یادداشتوں میں درج ہوچکے تھے موجود ہیں۔ یہاں ناظرین کے ملاحظہ کے لئے درج کرتا ہوں۔

سلطان محمد قلی قطب شاہ کی وفات

سنہ ۱۰۲۰ ہجری میں بادشاہ مرض الموت بخار میں مبتلا ہوا۔ اور ڈہائی مہینہ تک بخار کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ معالجہ حکمائے یونان و مصر سے کیا گیا۔ لیکن علاج و دوا موثر نہیں ہوتی تہی۔ آخر بمصداق کل من علیہا فان بتاریخ ۱۷ ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۰ ہجری میں عالم فانی سے عالم جاودانی کے طرف رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون کسی شاعر نے وفات کی تاریخ کہی ہے وھو ھذا

ماہ تمام ملک بزیر نقاب شد　　آبحیات خلق دریغا سراب شد

سرے ز بوستان معانی فرو شکست　　برجی ز آسمان مکارم خراب شد

دولت سرا و حرم سرا میں اعزہ و اقارب خدم و حشم آہ و بکا کرنے لگے۔ اعیان دولت و ارکان سلطنت کثرت رنج و غم سے حیران و پریشان ہوئے۔ وکیل السلطنت میر مومن استرآبادی نے شاہزادے محمد قطب شاہ ولیعہد کو تخت نشین کرکے بادشاہ مرحوم کی رحلت کی خبر شایع کی۔ اور اس امر کی بہی منادی کردی کہ ولیعہد تخت نشین کیا گیا یہہ تخت نشینی اس خیال سے کی گئی تہی کہ کہیں فتنہ و فساد برپا نہو جائے۔ پہر سب امرائے دولت و ارکان سلطنت و علما و مشایخ جمع ہوکے مرحوم کی تجہیز و تکفین میں مشغول ہوئے۔ تجہیز و تکفین و تغسیل کے بعد لنگر فیض کے مقبرہ میں اس بادشاہ مرحوم کو دفن کیے

گران بہا عہدہ داران و ملازمان سرکار شاہی کو عطا فرمایا خلعتین تمام مخمل و زربفت و اطلس خطائی و وہبائی رومی کی تہین اور علما و شعرا کو بہی انعام و اکرام سے سربلند کیا۔ ایک مہینہ تک روزانہ شادی مبارک کے جشن منعقد ہوتے رہے عیش و عشرت کی مجلس کا ہنگامہ خوب گرم رہا رقص و سرود کا آوازہ آسمان برین تک پہنچا۔ نائے و نوش کا شہرہ بلاد دکن مین شہرت پذیر ہوا۔ طوائف الملوک سے نظام الملک بحری عادلشاہ بیجاپوری و عمادشاہ براری شریک جلسہ تہے۔ بادشاہ نے مہمانان اعزہ کی خاطرداری و مدارات مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین کیا۔ باہم خوب لطف و مزے سے خوش ہوتے رہے۔ بتقریب مبارکبادی ہر دو سین پر زر و جواہر تصدق کئے۔ خدم و حشم زر و جواہر سے الامال ہوئے طوائف الملوک کے امرا و خوانین و اکابر و اشراف و سلاحداران و لشکریان بہی صلات وافرہ و عطیات متکاثرہ سے معزز و مکرم ہوئے۔ شادی تمام ہونے کے بعد برادرزادے کو اپنا ولیعہد بنایا۔ وزرا و امرا و سپاہ نے ولی عہدی کو تسلیم کیا۔ اور نہایت خوشی سے شاہزادے و شاہ کو تہنیت کی نذرین پیش کین اور مبارکبادی کی رسم ادا کی۔ شعرائے سلطنت و علمائے مملکت نے مدحیہ قصائد و دعانامے پیشکش فرمائے۔

حدائق السلاطین کے مولف نے لکہا کہ محمد قطب شاہ اکثر اوقات شعرا و علما کے ساتہہ ہم صحبت و ہم جلسہ رہتا تہا۔ شعر و شاعری و مذاکرۂ علمی سے دلچسپی رکہتا تہا۔ مراتب نظم و نثر مین عالی رتبہ و بلند پایہ تہا۔ فارسی و ہندی دکنی دونون زبان مین کلام موزون کرتا تہا۔ کلام شیرین با مضامین رنگین مملو و مشحون ہوتا ہے۔ آپ صاحب الدیوان ہین۔ انتہی کلامہ۔ فقیر مولف کے نزدیک قطب شاہ کے دونون دیوان فارسی و ہندی دکنی

تکیه گر قطب شه چو دگران نیست ‏ ‏ جز کرم دوست تکیه گاه ندارد

وله

حرفی ز لب یار نشنیدیم شنیدیم ‏ ‏ صد شکر که این باده چشیدیم چشیدیم

مردم همه درد سر بیهوده دارند ‏ ‏ گر درد سر از باده کشیدیم کشیدیم

اعجاز محبت منگر کم درین راه ‏ ‏ بی بال و پر از شوق پریدیم پریدیم

این بس که تماشای گلستان تو کردیم ‏ ‏ گر میوهٔ وصل تو نچیدیم نچیدیم

هر چند که وحشیت دل آن نیست که گوید ‏ ‏ از یار ستمگر چو رمیدیم رمیدیم

ای قطب شه از درد دل خویش چه گوییم ‏ ‏ مشتاق تر از خویش ندیدیم ندیدیم

وله

در ره دوست و لانیست ضرر دانستم ‏ ‏ سخن اهل غرض بود خطر دانستم

خوش بجد دانست دلم کز تو وفا می آید ‏ ‏ شکر باری که ترا یار دگر دانستم

تا برخسار جهان سوز تو کارم افتاد ‏ ‏ روش سوختن آتش تر دانستم

فتنه می بارد ازان چشم تو هم میدانی ‏ ‏ از چه کم میکنی ای شوخ نظر دانستم

قطب شه دوش که در گلشن کوی تو بودم ‏ ‏ ذوق کیفیت مرغان چمن دانستم

وله

بدور خط رخت چشمت کم نشد شوخی و صیادی ‏ ‏ که این دام دگر شد بهر دلها خط آزادی

دران وادی که آتش می شود گلشن چه آزادی ‏ ‏ ترا ازان جنت است اینجا چرا دوری ازین وادی

اگرچه نیست بیم بعدل داد شاهان را ‏ ‏ ازان رنجیده تر آید بعاشق از تو بیدادی

بملک عشق از سد سکندر کس نمی گوید ‏ ‏ درین ملک صبا رو ندارد دست بنیادی

خرابی ها که دل از تیر کنار عمر ما دارد ‏ ‏ فدای آن خرابی باد معموری آبادی

دلی کز دست نالان شد پریشان گشت حیرت شد ‏ ‏ مسلمانان مبادا هیچکس از دوست فریادی

غم یاری که در دل قطب شه دارد عجب نبود ‏ ‏ گر از خاک درش سر بر ندارد و کیفش شادی

پھر بوزِ سوم فاتحہ خوانی کے بعد، یا۔ عام منعقد کیا گیا۔ حسبِ رسمِ سلاطینِ تیموریہ شاہزادے کو تخت نشین کئے امرا و وزرا و علما و شعرا اور عایا و سپاہ نے نذریں دیں اور خوشی کے نقارے بجوائے اور سلامی کی توپیں فیر کی گئیں۔ شعرا نے مبارکبادی کے قصائد پیش کئے۔ انعام و صلات سے سرفراز ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

با شمع بگو گرمیِ دیوانۂ خود را — کاتش زند از رشک تو پروانۂ خود را
ہوش و خرد از پائے در افتند چو مستان — چون سر بکشی نرگس مستانۂ خود را
مستان محبت بدو عالم نفروشند — کیفیت نہ جرعۂ پیمانۂ خود را
با یاد تو عاشق نکشد منت خورشید — بستیم دور و در روزنۂ خود را
گر جملہ جہان پر شود از گوہر یکتا — خواہیم ہمان گوہر یکدانۂ خود را
اے قطب شہ آخر رہ مردان رہ عشق است — مردانہ ہمی رو رہِ مردانۂ خود را

ولہ

بے لب لعل بتان بادہ حرام است مرا — لب میگون بنما چون سر جام است مرا
با سر زلف تو سودائے سیاہی دارم — اینچہ سود است کہ با زلف چو شام است مرا
بر سر کاکل تو مرغ دلم بند شد است — خال تو دانہ آن زلف چو دام است مرا
ہر زمان از پی دیدار تو آیم بدرت — بر سر کوی بلائے تو مقام است مرا

ولہ

ملک محبت کہ داد خواہ ندارد — ملک چنین ہیچ بادشاہ ندارد
گر ہمہ عمر نظر بروئے تو باشد — دیدہ تحیر حسرت نگاہ ندارد

ولہ

منکر زاہد نہ ایم و زہد و لیکن — دل سر دیر وائے خانقاہ ندارد
بین کہ چہ طوفان آتش است ز عشقش — آئینہ دل کہ تاب آہ ندارد

جب توں لکھیا قطب شہ مہر محبت آپ دل
نبی کی دعا تھی برس کا نینہ پایا
پیا ہوں مین حضرت کے ہت آب کوثر
میرا قطب تارا ہے تاریان مین بچل
فلک دور تمنے مو منڈپ اچا کر
سورج چند آپی تال ہو کر بجین تب
کرے مشتری ہی رقص مجہ بزم مین نت
کلیان عشق کی مجہ مین کہلا کر
میرا گلستان تازہ اس تھی ہوا ہے
زندی دشمنان کو سو یکجا ملا کر
خدایا معانی کی امید بر لیا
خدا کی رضا سون برس کا نہ آیا
دعاے اماماں تھی مجہ راج قائم
نگل مصطفی ستی سیرا گندا کر

ولہ

تیرے ہونٹان کی حقے مین تھی لا منجکوں دوا
کیا غرض تجکوں یہ بجھان سون اے ساقی
دغا تیری سوں معانی بندہ پیا ہے دل یا رب
دیکھو کہ کیوں انو ہمنا سنتین وفا
لکھی سو پایا ہوں نہیں کچھ یا انکا گناہ

ہے شش جہت مین تجکوں حیدر کا تو ادھارا

ولہ

خوشیان کے خبر کے دمامے بجایا
نوشاہان اپر مجہ کلس کر بنایا
تو مجہ پر فلک رنگ کا چھتر چھایا
جڑت سب ستاریاں سوں اسپر جڑایا
منڈل ہو فلک تم تمایان بجایا
برس گانٹھ مین زہرہ کلیان گایا
پھولاں عمر کی ل بوستان تھی گنوایا
مجہ اس باغ میوہ دندم کھلایا
سو اسپند کے پاتران کرنا چایا
کہ جیتن سانت کی پھونتی جگ سب اکھایا
سہس شکر کر توں برس گانٹھ پایا
خدا کی زندگانی کا پانی پلایا
مجہ اس گل کا سیرا حمائل بنایا
مہترے درداں کوں سدا تیری نشفا تھی ہے شفا
غم سچین عشق و خوشی کا ہے صفا ہور صفا
کرو آمین نبی و علی تھی اسکی دعا

ولہ

یک پل نہیں ہوا کہ کری سر تی بہی جفا
جن ظلم کے تو اسکوں آپی درد لی دوا

نقل دیوان محمد قلی قطب شاہ متخلص معانی بچہار لوح و ہر لوح با تصویر بخط مولانا زین الدین علی خوشنویس حضور بزبان دکنی

کل ہو تو نور دیدہ بسو شتاب تاب تہا ۔ اس مکھ تہارے دیشت مرآفتاب تہا

تا دیس اہے تماشہ مکہ سور نور دوست ۔ مین رو تہ تہا سو یون کہ او وقت خواب تہا

مجلس ہزار پر سجانہ تشکل ۔ جیو اس میان بصورت معنی حراب تہا

سوا و زہر ڈنک مینو جو بیگا نہین دہاک ۔ دیوانہ سیس آگ برد نہی کباب تہا

ساقی تو آہ گرم معانی کی نہین نرنج ۔ اس کیا ہی غبار گناہ شراب تہا

دلا منگ خدا کن کہ خدا کام دیگا ۔ وله ۔ نمن کے مراوان کی بہری جام دیگا

دو عالم کے دروازے کہلی ہین عیش کی خاطر ۔ جی کوئی اپنی نام سون دل رام دیگا

جسے دل مین محبت علی و آل علی نہو ۔ اسے خون جگر دارو سے ناکام دیگا

نکہا غم تو زمانے کا تیرا کام خدا سون ۔ ہر ایک بستی مین تجکون بلند نام دیگا

اپن بخت حقیری نہی کدین دل مین کر غم ۔ تجے دارو ئے صحت سون شفا جام دیگا

رقیبان کی دکہون سینی قطب شہ تون کر غم ۔ خدا سارے رقیبان کی گلی دام دیگا

سب اختیار میرا تج ہات ہی پیارا ۔ وله ۔ جس حال سون رکھیگا ہے او خوش حال ہمارا

نینان آنجہو سون ہوون پلک سون جہار عون ۔ جی کو خبر سو لیا و تکہ پہول کا تمہارا

تج عاشقان مین ہوا جنگ و جدل سو سب دن ۔ ہے شرع احمدی تج انصاف کر خدا را

تج خیال کی ہوس نہی تج جیو ہمن سو زندہ ۔ او خیال کد بنجاوی ہم مہر تہی تک بہارا

جھلک مین شمشیر تہی تو نڈر
کرنالہ تج نازر افغان تہی جن
معانی دھاگا بندہے زلف سون
صورتان ست بیری کا مینان تہی کے بین باہر
باندیا احرام کہ تیرا کرونگا جیون سعی ن طواف
مین کتابان تو علم کیان پڑیا ہون بہت ولی
سب ملکر مبارکبادی عید غدیر
مومنان کون شادی ہے خوشیان کا آیا ہی خبر
مینہ بانی عید کا جگ مین گناوو بھشن سون
مدح کیتا کہون کہ آنگے مدح کون پایان نہین
کر دعا تون بہیج صلواتان محمد پر سدا
ہے محمد قطب شہ بارہ اماما نکا غلام
کھلیان مین کلیان تو مستی سنتین ن بہار
ویداو پر جب یدہو وے غنیمت وو گھڑی
تیری یادان سون معانی پیتا ہے پیالا مدام
او چمن دکہائے جیو لم خانہ خانہ کر
ای صبا کہ کل جو کیا تازہ ای صنم
ہاتف ندا کرے کرو اسے زمزم صبوح
بیدار یم تمن سون ہماری کہانی ہے

نمک چاک کر ہم ہوئے اختیار
وو مجلس تہی کرنا ہی سکون بہا
اسی تہی دی مصطفی وو انار

وله

جیو مجنون ہوا ہیں تہی نمار ذاکر
لعل رنگ آنجہو تمن کون نین ہونا صبر
گال خط سنگین جی ناپڑتہ نہ ہوتا آخر

وله

اس خوشی آنکی سہی خوشیان دسین انم صغیر
تو خوشی کے بحر کون آبلیا موج کبیر
مطربان لیا گر و گوا و ورنگ ہور لاؤ عبیر
گردانو کی نعل کا سہرا کرین شاہ و وزیر
اس دعا صلوٰۃ تہی ہوگا تجھے فتح کبیر
مین سنو عاجز داس تیرا یا علی منج دستگیر

وله

می پلا ساقی ہوا ہو بہتری مین بی اختیار
سب گھڑیان نابو جہیان ہے و گھڑی تجکون شمار
اپنی بیابان تین توڑو تہین اسکا خمار

وله

عشق تو مجہ تنم زن مستی بہانہ کر
او غمزہ تازہ تازہ تیرا عارفانہ کر
میرے دلم میانہ رمز نہانہ کر
او چشم ساحرانہ تیرا تو نہ ٹانہ کر

کرنے مین دعوی شعر کی سب اپنی طبع سون
سجن تجہ نگہ عرق بند بند بہت زرو دستاب
معانی قطب شہ کس معنی نگہ رمز نہانی پیو کا
نکو بلا مجہی ساقی پیالہ بہر بہر کر
دلیل پایا ہون تج زلف ستین آب حیات
تیرے خیال کی مرغان ہوی مین جاگ پنکہی
نکو کرو پنکہی تم بال پر سون مغروری
تمہاری یاد بغیر نین ہے بزم مور نگین
سدا تو مدح نبی و علی کہ کہتا ہے
نگہ تیرا دیکہہ کر ہین آج مست
نگہ عرق مین زور ستی ہے عجب
خال ہندو کا بہلا کر منج کیا ہے بت پرست
ای معانی تون چہپا کر کاہی ہینیا ہے تیرا
خورشید نگہ اوپر دسی ابرو ہلال عید
خرم خوشیان سون شیو کی سینون یا بہر پرے
تج خند کا شکر ری منجی شیر خرمی مین
خدا جیو کی جان کون دکہا ایک بار
سمند ناز کا گرد سر ہا کر و
کرے کن دلیل و دلایل سون عشق

ولہ
بخشیا فصیح شعر معانی کی تین خدا
اوہد جن کو پی سو عاشقان دستاب
کبہی جی ہمنر مجلس کا سو سچلا حور دستاب

ولہ
کہ پی نے مین ہمین دائم پیا کہ اسکی دست
اچہی جو زندگی کا نیر تیری زلف مین رست
تمہاری یاد سون پنجری تہی مرغ دل ہو بجست
کہ بی پنکہان ستی تم مین ہوا ہون الست
کہ میری بہاگ لکہیا ہے اے عیش روز الست
معانی شعر تیرا تو لکہی ہین دست بدست

ولہ
تیری نگہ کی تین ہوا ہون بت پرست
میری زردی مین رنگ لعل ست

ولہ
سب خیالان اپی بت کرتا ہے ہر خیال ست
کو نوالان لکہہ ہے یا تان تیغ زن دست بدست
اس ابروان کو سجدہ کیا ہے وصال عید
ساقی پلا پیالہ کہ آیا کمال عید
شربت پلا آ دہر ستین کہیلیا گلال عید

ولہ
دکہان عرضہ کر غم کرون خوار و زار
کہ انکہیان دیکہتے سو ہووے قرار
دلبران مین لجی ہین عالم ہزار

ہماری آہ کی شعلیاں تھی پایا ہے شفقت الٰہی — اُسا ساں دو دمیری تھی پر چھپایا ہے منظر کر
خدایا لطف کا باران بھیج اُس شعلہ کے اوپر — کہ جیوں نمرود کی آتش میں براہیم سرور کر
رقیباں کہنیاں سنکر ہماری ہوتے ہیں حیران — معانی آپنے دل میں علی کا مہر مظہر کر

ولہ

شیعیاں کا عید پھر کر آئیا ختم غدیر — دو جہان روشنی پایا سو اُس عید کبیر
آیت قرآن نازل جیوں ہوا حضرت کہ تیں — مرتضیٰ ہیں اپس جگ میں جیوں محمد بی نظیر
انبیا ہور اولیا میں حق کیا تمنا بڑا — سچ تمیں داماد پیغمبر ہیں علام الخبیر
مصطفیٰ کے مر پر سہرا بہیں دھرن آیا چندا — مرتضیٰ فرمان سوں پھر کر آئیا مہر منیر
دین دنیا دونی میں حضرت تے قائم تا ابد — دو جہان کی مملکتاں میں ہے تمہی روشن ضمیر
کل عالم سب تمن خدمت کوں باندھی ہیں کمر — منج بندی بیچارہ کوں باندکر ہو دستگیر
ازازل تھی ہے غلام مصطفیٰ قطب زمان — منج غلام کمترین کوں دست پکڑ ویا امیر

ولہ

ہمیں ہیں بے ہنر گر ہوے نظر یار — ہنرداراں میں دیسیں گے ہنردار
نظر تج پر الٰہی کا ہوا ہے — تو بولی تھی ہیں شہاں سب نثر دیار
دنیا کا پھول اُپجا ہے جفا سوں — چنہ میں رکھہ خدایا منج اُس آزار
محبت منی دسی اُس مکہ صفا میں — نین پیالے می می بھر ساقی گلنار
دیا استاد منج تعلیم کچھ ہور — ہمیں کج دیکھ کر باندھی میں زنار
صراحی کے اوپر پیالا چھپا ہے — کہ اُس چھپی بغیر جیجے میں بیکار
درود وعا نے حکیم خوب دانا — ہمارا درد کیا بوجھیں گے اغیار
معانی پر نظر اُس یار کا ہے — سدا اُس نہ سوں بیدار دیدار

ولہ

نمو نظر سامنے نہیں ہے یار — نین پانی میں تیرتا دلدار

پیوستہ باتو باد معانی عروس عیش
مہندے بند جب کھلے مجہ جان آلام پر
ساقی آ بار با جام دےہے او مجھی آبحیات
مینا کے پانی مین سدا مجہ دل تراوے مین کر
قصاہے جگمین لیلیٰ مجنون ہور فرہاد کا
گالیان سیتی اونا زمین مجہ یاد کرنا کر سینا
ہم بت پرستی چھوڑ کر زاہد نکہ بوجو صمد
دنیا کا حکمت نا بوجھین ہرگز حکیمان علم سوں
شعر معانی ان ہند میں غنی مین جگمین حسن

وله

سورہ تمن پیالہ مین ساقی شراب پور کر
میرے خیال کھیل پہ ہنسنے مین عاقلان سدا
باو سحر کتیا کرے بیہودہ ای دردا دوی
صبر مین ہے منجا صبر تون نیک جتن کہا

وله

اندھاری شہر پہ خورشید تابان ٹک منعو رکر
کہیا عرفہ سنو مین نا زسو کہی کام ہے منجکون
کری ایران مین برباد شاہی تیج ہنس ہے عمر
سو اس زنجیر لعان سون کیتیان کون نو گرتا ہے بند
تمہارے عکس تھے روشن ہوا چاند سنت مین
غباری خط سو اس لکہ پر عجب ہے جو پنچا ہے

قلقل کی صوت بجتی ہے مجلس تہانہ کر
تا بات مصری سکھن مین اسکے جام پر
پیکرا وجہوتا مین کرون رقاصی جنب نام پر
کوڑیال پتلیان سون جیرالیجائے استفہام پر
اب عشق میرا جلوہ کرتا ہے تیری پیغام پر
اب دل کرون قربان اس شنام کی انعام پر
ہم کام مین سجہ کیا غرض وہ دنیا لااب کام پر
گل و تن نا عاشق کا نس و ن پیا کے نام پر
ہری صد موتی چھپا آپ وارے ایز نام پر
سو غم دیر سا کہون بکدو قدح سون ور رکر
جا تو نجا تو کھیل کچ کھیل پیا کے سور کر
بکدو خبر خوشی کے لیا سو دل و جان سر رکر
اب تون معانی عشق ہنسو درد و جہا ظہور کر
آتھالان آہ کے دائے مین منج سینے تپنے دور کر
غرورہی آہ کرنے مین کتا اب حسن کے زور کر
بدن کا نیان سیو نا ہون پیا تون نگہ سر پر
تسا داغ غلامی دے منجی مجمر مین عنبر کر
و گرنہ زنگ گل ٹھیکرا ہے تج بن خاک سر پر کر
سو تری اس وتن نا سک رہے ہت چہٹ ر سر پر

تیغ محمدی کون لیا ؤ مارے میانے — حک کر عمر کی نیداں تہیا و سنیانکی طومار
آیا ہے وقت مہدی ہادی جگت میانی — جسکون اچھی گنجینا اسکون کہلین گے اسرار
اس ہادمین ہے جنکوئی اسکو نہین کدمین غم — غم تو نکہا معانی تجکون خدا ہے غمخوار

ولہ

پیا بگر تہی چوتا شراب منور — پلا یکدو پیالی ہمن ساقی بہر بہر
چکا نقل ہوٹان کا مستی سون منجکون — خوشی سات غم کون بسارونگا از سر
نشیمی بے شرم نورمین ہے وہوانچ — بہنٹ کوردل اس سون ہووے برابر
تیرے کام مینکام راکہیا ہون مین تو — دیا عشق تنہا ہانسی کے منجکون چادر
منجی آگ کوئلیان کی کرسی نہ تاثیر — تیرے عشق کی آگ کا ہون سمندر
براہیم کا قصہ بہچیا ہے جگ مین — نکو لیاؤ بہی کوئی کہانی آذر
عشق کے مناری اوپر جیو دل سون — معانی کہی بانگ اللہ ہو اکبر

ولہ

تم ہمن بین ک کی باتان ہوان تہیان ارتے — رات کیان باتان چھپانین ہین نہین تن ضمیر
تیج تخلص ہے معانی معنی کے گنج سون بہریا — تو محمد میم تہی پایا دو عالم کا میر

ولہ

نہنی سانولی پر کیا ہون نظر — خبر سب گنوا کر ہوا بیخبر
تیرا قد سرو نکلی جب چہند سون — و تن جوت منجکون رسنا جیون قمر
پون سیتی ہت راکہی ہے آپ کمر — سورج چند تمن جہکی و و زر کمر
مینا اس عمر سون ابدیا ہون کیا عجب — دو جگ روشنی پایا کہین نہین خبر
تو دوری ڈراوے منجی دور تہی — دو کیا بوجہی تو دل مین ہے تونگر
معانی کے باتان تہی جہرتا نمک — جی چاکہی کہے ہے نمک سون شکر

ولہ

نازک نہنی بالی محبت مین سونا جانی ہنوز — تو جین کجل جہکین لی ناری نہ بیجانی ہنوز

پلک پر مین پلک جتا موندون
قبلہ کا تقیتہ نہ کوئی دکہاوے سماج
سامری سحر مین جتا کہ کرون
دارو کرتے ہزار و ضع طبیب
عشق ناگر کہیا زمین دل کا
بارده میری جہاڑ کون یارب
ہے معانی گنہ گار بندا

ولہ

شکل باغ پانی تہی ہوتا ہے پرور
ہندو ریت کون دیتے ہین تم روا جان
تیری یاد کا بحث ختم ستین کرنے
ہوا ہے ہمن تیقہ یک بی باریتین بند
بلاے منج او ناز مین مست ہوکر
کلا فندو نا بات کا کیا کرون گا
صفا نگہ تہی پیتا ہون می زعوانی
تیرے مکہ کے پانے یہ ظلمات بیچ وَے
تیرے عشق کے بیہ تہی مین ہون زندہ
معانی کی ثنا خان کو نا بات لاگیا

ولہ

قرآن کی ہے آیت مستبین رجوٹ کر
تج دیکہہ کر ہلی مین سب کا فرو مسلمان

دون بہی نکلی بہرا پہالی مار
منجکون جو ندہر پیا زیبک قرار
باطل السحر ہے بچن درکار
تون دکہا غمزه ناز سون یکبار
سٹون آنجہو کر ہوئی شجر دربار
پہول پہل ہوئے تا سبہی گلزار
رکہہ صحبت نظر سون تج دربار
چمن شاخ بن پانی ہوتا ہے سرور
کہ بتخانہ نمنے ہے ٹوپے چمن سر
چمن جاذبیت نا سک وو کرتا ہے عرعر
جی کوئی نسیم نا جانے ہے خبر تہی کمتر
سدا کہہ یارب دوستی کا شکر
سو گمہ پہولی تہی باندہیا گیا قند تہر
تو وند بان سون لڑتا ہے منج اختر
ندستا کہان ہون اللہ اکبر
ازل تہی سے ہوا ہے یہ روزی مقدر
دو میٹہائی رکہتی ہین شہران مین گہر گہر
اسے نیتیہ مین ہون دوانا لیجا منج اسکی دار بر
نا جانون ریت کہیا اسکا ہی گرم بازار

تیرے سوں مہرتی نہیں شیشے سر بھرتی نہیں
پیالی مین مدکرتی نہیں عرض تا نی ہنوز

امید مجہ نیں آسے سنج قول کون سیرآہے
معشوق تون میرآہی جانسے نہ دل لانی ہنوز

نہیں بن کی کہیل ہولان نہیں نامرادیر لان نہیں
کر صاف مین لالان نہیں آپ سنخ نا جانی ہنوز

قطب زمان کون جان تون نے کیا بچن سن آن تون
دی عشق گری دان تون کیتا آپس تا نی ہنوز

ولہ

سبز مکہ پر دیا ہے سبزہ ہوا ستی خیز
آرزو مدحوری منج جیو میں تہی جیون گلریز

دائرہ نا وحیریفان پکڑی مین دنبال
ہوش ہون راکہہ قدم کاتی مین سنج تیغ تیز

کیون چہپا یو ہین ہمین می پہلان گلزار منے
کہ صراحی کرے قلقل سرا پر قاضی تیز

دنیا کے پہول مین تجہ ن باس فنا کا نہ سنگین
کہ سبہی پہول کون جو پہرگئی مین کانٹے دکہہ انگیز

کہان کیخسرو دارا سکندر جمشید
دل پیالی مین بہرین ساقی شراب لبریز

شعر تیرا در و گوہر ہے معانی سب مین
شعر حافظ کہ ہمرا و برا ہے تاج پرویز

ولہ

دیکہا ہون ہمیشہ کہ میخانہ کا ہو دربانہ
کرونگا شکر گزارونگا سود گا نہ نماز

بجائی سو بجنتر کیا کم آویگا منج کون
ہمارا دہی بجنتر کہ آوے خم تہی آواز

ہمین سو عجز کرین او کرے برائی کی بات
سوال اداری سگ کرتا ہون ور در پر نیاز

تمہارے مکہہ کی کعبے کون جن طواف کرے
نہیں ہے حاجت اسی جاو لی کون تا بحجاز

معانی آس تمہین کیا بوجہین ای میخواران
تماری بزم مین کرتا ہے شمع بات مجاز

ولہ

پیا مکہہ نوروز تہی ہے جاودان ہم عید ہم نوروز
سورج آو حمل یا نہ عیان ہم عید ہم نوروز

مبارک پن تیری مکہہ نور سورج تہی ہوا امید
خراجان لیکہ آئے مین شہان ہم عید ہم نوروز

شہان آئی مین زینت دیکہنے تم بزم عشرت کا
شہان کا شاہ دیو دولتان ہم عید و ہم نوروز

کیا کیسبت زمین نوروز بہون کنو کمیان ستین پیا
او رستے طرح کہ ہوتی جان ہم عید ہم نوروز

نیست میدانم شود با آن پری صحبت برار	وله	من ہوای بوسه دارم وز من دارد کنار
دست و رنگ حنا خیلے باسانی گرفت		آرزو دارم چنین وز دست من قید نگار
از وطن آوارہ گشتن ہست استقبال مرگ	وله	بر میاور ای شرر بہر خدا محمل ز سنگ
حاجت عالم محتاج کس نگردد	وله	بر شیشه تنگ باشد تقلید جام گرینا
گل از خدنگ ناز تو در خون طپیده	وله	نرگس بشوق دیدن چشم تو دیده
نقش قدم ظفر سر راه تو دیده گفت		از دامن که ریخته گلہائے چیده
از عهد شعور می پرستم کردند	وله	دیدند ز اہل ہوش مستم کردید
در گلشن اتیا زمش نرگس		چشم شده وا جام بدستم کردند
به بزم آتشین رویان دل دیوانه گم کردم	وله	سپیدی داشتم اما در آتش خانه گم کردم
مبادا ہیچکس یارب چو من آوارہ مجنونے		کز آبادی جدا افتادم و ویرانه گم کردم

ظہوری - ملا محمد طاہر

ظہوری تخلص - ملا محمد طاہر نام - نور الدین لقب ہے - ترشیزی المولد ہے - وطن مالوفہ مین سن شعور و تمیز کو پہنچ کے علما و فضلا کی خدمت مین کتب درسیہ سے فارغ ہوکے شعر و شاعری کی طرف راغب ہوا - قدرۃً موزون الطبع تہا - تہوڑی ہی مدت مین کلام موزون کرنے لگا - اور کلام کو تشبیہات و استعارات کے زیور سے ایسا آراستہ کیا کہ کلام کا رتبہ درجۂ بلندی کو پہنچا - شعرائے معاصرین اُسکے کلام کی داد دینے لگے - اور اُسکی عظمت و بزرگی تسلیم کرنے لگے - اسیطرح متاخرین نے بہی اُسکی بزرگی و استادی کو مانا ہے - جہان اسکا نام لیتے ہین عظمت کے ساتھ لیتے ہین چنانچہ میرزا صائب کہتا ہے ؎

سنا ... لعل ... عنبر ... جھوکا — وو خوشبو ی سنگ ... تی عطار ...

... ج چاند ... ناسیوں گرن ... — ہمن نین کا نور ہے تون ... تی وش

معانی ... بانک ... سن آنا ... چہ — کر ... شیریا ہے تج ہات انچل سبز وش

ظفر شیخ محمد برہان اورنگ آبادی

ظفر تخلص شیخ محمد برہان نام۔ آپ اورنگ آبادی المولد والمنشا ہین۔ سن شعور وتمیز کو بعد آپنے کتب درسیہ متعدد اساتذہ سے پڑہین۔ فارسی عربی مین استعداد کامل حاصل کی۔ اور عروض وقافیہ وعلم ادب حضرت آزاد بلگرامی سے اخذ کیا معرکہ سخنسنجی مین ظفر مند و میدان شاعری مین فیروز مند تہا۔ آخر آپنے سنہ ۱۲ ... ہجری مین دنیاے فانی سے بعالم جاودانی رحلت کی۔

من اشعارہ

نبود شکوہ صیاد ... — گر دہد موسم گل رخصت گلزار مرا

ہست گویائی من قدر جواب سائل — پاس تمکین خودم ساختہ کہسار مرا

بید مجنون صفتم سر بزیر زمین تسلیم — خم شدن بہر تواضع ننمود باز مرا

ولہ

ورین عہد ست لفت بسکہ سامان جدائیہا — بغل گیری بود مقراض قطع آشنائیہا

ولہ

بے ادب بر شاخ گلبن آشیان خویش بست — خندہ می کردند گلہا بر شعور عندلیب

ولہ

عوض بوسۂ لعلش دل و جان این ہمہ نیست — بدل طلعت او باغ جنان اینہمہ نیست

دل ... بست — گزشتہ سود وین کا زیان این تہ نیست

شرم ... زلف صنم ... چند — پر حذر باش کہ پیچیدہ بہم ہاے چند

تحصیل کرتا تہا ۔ حکیم الحکما میرزا محمد یوسف بیجاپوری کے مکان پر وارد ہوا حکیم صاحب مہمان دوست و غریب نواز تہے ۔ آپکا خوان کرم کشادہ تہا ۔ اکثر غربا آپکے دولتخانہ پر مہمان ہوتے تہے ۔ آپ مہمانون کی خاطر داری و مدارات نہایت خندہ پیشانی سے کرتے تہے ۔ حکیم صاحب ظہوری کے ساتہ حسن سلوک فرمایا ۔ اور مہمان کو عزت و آبروسے عزیز مکان مین رکہا ۔ اور مہمان نوازی کے حق کو کامل طور سے ادا کیا ۔ چند روز کے بعد ظہوری صاحب ترجمہ نے حکیم صاحب کی مدح مین ایک قصیدہ طویل لکہا ۔ اور اشعار مین کنایتہً ممدوح کے نام کی طرف اشارہ کیا ہے اور اسمین اکثر اصطلاحات علم طب بتقریب حسن طلب درج فرمایا ہے اور اپنے حالات افلاس کا بہی اظہار کیا ہے ۔ شعرائے سخن فہم اسکے ہر ایک شعر کی داد دیتے ہین ۔ جو شخص علم طب کے اصطلاحات سے واقف ہوگا ۔ قصیدہ کے مطالعہ سے محظوظ ہوگا ۔ حکیم صاحب نے اسی قصیدہ کے ذریعہ سے ظہوری کو بادشاہ عادلشاہ کے دربار مین باریاب کرایا ۔ اور اسکو فقر و فاقہ کے شکنجہ سے آزاد فرمایا ۔ اب مین قصیدہ کے چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرتا ہون ۔ **ہو ہذہ**

خموش چون شودم از غیب می کنند ندا — کہ لب مبند ز مدح اجلّۂ الحکما

مسیح عصر شفا خضر وادی الہام — مستمنی خیر خلائق عزیز مصر بقا

زہے کریم نہادی کہ در نی گلشن — نیافرید خدا نون متصل بابا

چراغ بزم ضمیر تو ثابت و سیار — گیاہ گلشن جود تو سدرہ و طوبیٰ

عجیب نیست کہ از مین نبض گیری تو — باعتدال جہد نبض موجۂ دریا

بعلت یرقان طبع گرفتار م — عجب نباشد اگر زر با شہم سیما

صائب بدانستیم سر و برگ این غزل ۔ این فیض از کلام ظہوری بما رسید

تاریخ بیجاپور کے مولف نے لکھا کہ ظہوری کو فن شاعری مین ملا وحشی یزدی سے تلمذ تھا ظہوری کی طبیعت کیا تھی بحر مواج تھی۔ سخن سنجی کے میدان مین ایسی جولانی کی کہ اقران و امثال سے بڑھ گیا۔ نظم و نثر مین فصیح اللسان و بلیغ البیان ہے۔ اسکی نثر بے نظیر جواہر معانی کا گنجینہ اور نظم لآلی خوش بیانی کا خزینہ ہے۔ بازار سخن نے اسکی رنگین بیانی سے رونق تازہ۔ اور گلشن کلام نے اسکے شگوفہائے معانی سے شادابی بے اندازہ پائی۔ انتہی کلام۔

بہارستان سخن کے مولف نے لکھا کہ ظہوری کی گذر اوقات کا مدار کتابت پر تھا۔ باوجود علم و فضل مفلوک الحال تھا زندگی تنگی سے بسر کرتا تھا۔ عالی ہمت و بلند حوصلہ تھا۔ مال و دولت کو محض لاشئ جانتا تھا۔ بذریعہ کتابت جو کچھ دستیاب ہوتا تھا اسی پر قانع و صابر رہتا تھا مشہور ہے کہ تاریخ روضۃ الصفا سو مرتبہ لکھکے فروخت کیا تھا۔ انتہی کلام۔

مرآت الخیال کے مولف نے لکھا کہ تحصیل علوم کے بعد ظہوری کو سیر و سیاحت کا شوق پیدا ہوا۔ پس وطن مالوف سے برآمد ہوکے عراق عرب و عجم کی خوب سیر کی شعرا و علما کی صحبت مین مستفید ہوا۔ اسی سیر و سیاحت کے سلسلہ مین سیر کرتے ہوئے ۹۸۸ہ ہجری مین وطن مالوف سے بلدہ بیجاپور دکن مین پہنچا۔ تذکرہ ہمیشہ بہار کے مولف نے لکھا کہ اولا احمدنگر مین پہنچکے ملک قمی نزیل احمدنگر کے پاس فروکش ہوا ملک قمی اسوقت بیجاپور سے سفارۃً احمدنگر مین آیا تھا ملک قمی نے ظہوری کے ساتھہ جہان نوازی مین کوتاہی نہین کی۔ اور ظہوری کی محبت کو دل مین متمکن کیا۔ جب ملک قمی نے احمدنگر سے بیجاپور مین مراجعت کی تب چند روز کے بعد ظہوری بھی بیجاپور مین پہنچا۔ اسوقت ابراہیم عادل شاہ ثانی

ظہوری عادل شاہ پر فریفتہ ہے۔ اور عادل شاہ بھی اسپر شیفتہ ہے واقع مین ظہوری
بادشاہ کی قدردانی و جوہر شناسی دیکھہ کے بادشاہ پر قربان ہوتا تہا۔ ستائش نامے
و قصائد مدحیہ لکھہ کے پیش کرتا تہا۔ عادل شاہ صلات و عطیات سے سرفراز فرماتا تہا
حاسدین رشک و حسرت سے جلتے تہے۔ پس ظہوری نے تہوڑی ہی زمانہ مین عادل کے خوان
احسان سے بیشمار مال و زر جمع کرلیا۔ دنیوی مراتب و مناصب سے سربلند ہوا۔ ملک قمی نے
جو دربار عادلشاہی مین معزز شعرا سے تہا۔ ظہوری کی لیاقت و استعداد و ترقی خداداد
دیکھہ کے محبت و اتحاد کی بنا باہم قائم کی اور اپنی دختر نیک اختر سے مولانا ظہوری کی شادی
کردی۔ مولانا کو دامادی کی عزت سے معزز کیا۔ پہر خسر و داماد مین باہم ایسا اتفاق ہوا
کہ دونون باہم تالیف و تصنیف مین شریک رہتے تہے۔ اور صلات و انعامات کو بالمناصفہ
تقسیم کرتے تہے۔ چنانچہ ظہوری خوان خلیل کے دیباچہ مین لکہتا ہے کہ (قبل ازین در
پیرایش گلزار ابراہیم واکنون در گستران خوان خلیل سہیم عدیل ملک الکلام ست الخ)
بہارستان کے مولف نے لکہا کہ ظہوری نے ابراہیم عادلشاہ کے نام پر خوان خلیل
و گلزار ابراہیم و کتاب نورس مولفہ عادل شاہ کا خطبہ لکہا۔ عبارت نثر و نظم کو
تلازم تشبیہات و استعارات بل مبالغہ و اغراقات کے ساتہہ ایسا آراستہ کیا
کہ شعرائے نازک خیال اسکی بی نظیری و عدیم المثالی کو مانتے مین اسکا ہر ایک فقرہ
مسجع و مقفی ہے۔ جامع معنی تازہ و شگفتہ ہے۔ یہہ نثر بہ سہ نثر ظہوری مشہور ہے
دکن و ہند مین منتہی طلبہ کے درس مین دائر و سائر ہے۔ اور ظہوری کا ساقی نامہ جو
برہان نظام شاہ بحری کے نام سے لکہا ہے مرغوب طبع سخن سنجان نازک خیال ہے
ساقی نامہ مین سخنوری کی خوب داد دی ہے چنانکہ تمام ارباب سخن کا اتفاق ہے

زمانہ ریختہ شور آب حسرتم در حلق | چرا اسیر نباشم بقرحۂ احشا
ہمیشہ شدہ افلاس بر جگر دارم | کہ غیر شربت دینار نیست میل دوا
چہ حالتست کہ ہرگز گلوئی روزی من | نمیشود زکمند خناق فاقہ رہا
ندید در تپ ہجران یار بستہ دہن | کسے ز شربت عناب شکر روئی شفا
دہد بجائے سقنقور بخت بد کافور | چسان بحجلۂ دل آورد عروس جا
چرا ہمیشہ نباشد دہان عیشم تلخ | کہ مستحیل شود غم بمرۂ صفرا
نیافت مادۂ احتیاج ہنوز | تمام عمر تلف شد بہ پختن سودا
کجاست مسہل سقمونیای بود کہ شد | ز بلغم لزج خلط ممتلی اعضا

کل قصیدہ ابتدا سے انتہا تک اصطلاحات طب پر شامل ہے۔ قصیدہ کے اشعار ستر اسی ہین۔ ابراہیم عادل شاہ ظہوری کی ملاقات سے بہت خوش ہوا۔ خلعت و منصب سے سرفراز فرمایا۔ خود عادل شاہ سخن فہم و علم دوست تہا شعرا و علما کی بہت ہی قدر کرتا تہا۔ چنانچہ میر سنجر معمائی کاشی ابراہیم عادل شاہ کی مدح مین کہتا ہے ؎

دو شاہ شاعر پرور بلند نام شدند | بتخت والی غزنین دوم خدیو دکن
رسد بعہد تو شاعر بپایہ ملکی | زہے نوازش شاہ و زہے ظہور سخن

اس شعر مین ملا ملک قمی و ملا ظہوری کے طرف اشارہ ہے۔ ظہوری کی لیاقت و مہارت دیکہہ کے نہایت ہی خوش ہوتا تہا۔ اور ناز کرتا تہا کہ میرے دربار مین ایک ایسا فرد فرید آیا کہ کہین رؤسا ہند کے دربار مین اسکا نظیر نہوگا۔ اکثر ظہوری کو اپنی مصاحبت مین رکہتا تہا۔ باہم مالک و مملوک مین ایسا اتفاق و اتحاد تہا۔ جیسے باہم اعزہ و اقارب قریبہ مین ہوتا ہے۔ اس قرب و اتحاد کو حاسدین دیکہہ کے رشک و حسد کرتے تہے اور کہتے تہے

واقع مین اسمین سے کسیقدر معتد بہ رقم دیا ہوگا۔ تذکرہ نویسون کا قول مبالغہ سے خالی نہین ہے۔ والعلم بحقیقۃ الحال عند اللہ۔

ابراہیم عادلشاہ کی توجہ وقدردانی سے ظہوری نے تھوڑے عرصہ مین خوب شہرت پائی۔ اسکی نظم ونثر کے چرچے شعر کے مشاعرون مین ہونے لگے۔ جب ۹۹۹ھ ہجری مین اکبر بادشاہ نے ابوالفیض فیضی کو دکن کی سفارت پر مقرر کیا۔ فیضی حسب الحکم دکن مین آیا۔ سفارت کا کام نہایت خوبی کے ساتھ انجام دیا۔ اور بادشاہ کی خدمت مین ایک عرضداشت بھیجی اسمین ملک دکن کی کامل رپورٹ لکھی اور اسی عرضداشت مین لکھا کہ احمدنگر مین دو شاعر خاکی نہاد وصافی مشرب ہین۔ شعر وسخن مین رتبہ بلند رکھتے ہین۔ ایک ملک قمی ہے جو لوگون سے کم آمیزش رکھتا ہے۔ تنہائی کو پسند کرتا ہے دوسرا ملا ظہوری رنگین کلام خوش اخلاق بنام ہے ہر ایک آستان بوسی کا مشتاق ہے اور عرضداشت مین یہہ نقل بھی لکھی کہ ملا ظہوری نے مجھہ سے نقل کی کہ ایک روز شرفا مکہ معظمہ باغ مین مجتمع تھے اور افراد بنی آدم بھی حوض پر بیٹھے ہوے ہم صحبت تھے اور باہم مکالمہ کا دور چل رہا تھا سلسلۂ کلام مین ایک بزرگ ما وراء النہری نے کہا کہ فردا یعنی بروز قیامت اسی طرح حوض کوثر کے چارون کونون پر خلفائے اربعہ بیٹھکے اہل مومنین کو آب کوثر پلائینگے۔ اسوقت ایک شیعہ جسکا نام محمود صباغ نیشاپوری تھا کھڑا ہوا کہا اے ناسعقول کیا کہتا ہے حوض کوثر مدور ہے اُسکے ساقی علی مرتضی ہین۔ یہہ فقرہ کہکے فرار ہو گیا۔ انتہی کلامہ

مولانا آزاد بلگرامی فرماتے ہین کہ تقریب حوض کوثر جو احادیث مین وارد ہوا ہے گزارش کیا جاتا ہے حوض کوثر مربع ہے چنانچہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالی نے کتاب بدور سافرہ مین لکھا ہے کہ اخرج احمد والبزار عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا علی الحوض انظر من یرد علی والحوض مسیرۃ شہر وزوایاہ علی السویہ یعنی عرضہ مثل طولہ الخ انتہی کلامہ۔ تاریخ بیجاپور سے معلوم ہوا کہ ملک قمی ملا ظہوری کا سسر تھا

شیخ کے کلام کو لائق بخا نا ہو گا۔ مشہور ہے کہ ظہوری نے ایک وقت شیخ فیضی کی خدمت مین ایک رقعہ لکھا تھا۔ اور اس رقعہ مین ایک غزل بھی لکھی تھی۔ فیضی نے جواب نہین بھیجا۔ فقیر مولف کو رقعہ دستیاب نہین ہوا مگر غزل دیوان مین ملی

هو العلی

از دم تیغ نگہ تن بطپیدن دہیم
سرمۂ حیرت کشیم و دیدہ بدیدن دہیم

از روش جلوہ آہ برآہ وا فکنیم
در خلش غمزہ خون بچکیدن دہیم

بند نقابے کشیم تیغ و ترنج اوریم
یوسف و یعقوب را کف ببریدن دہیم

گوشہ دامانِ آہ ماندتہ کوہ ضعف
اشک سبکگام را پائے دویدن دہیم

گرچہ ندارد کمند کنگر ایوان وصل
نالۂ شبگیر را تار رسیدن دہیم

بہر تماشائے حسن بر رہ شاہین عشق
فاختۂ عقل را بال پریدن دہیم

از خس و خار رہی چیست گلستان کنیم
برگ گل و لالہ را نوک خلیدن دہیم

توبہ پرہیز را کردہ شکستن درست
محضر ناموس را زیب دریدن دہیم

آمدہ نزدیک لب حرف کسی دور نیست
گر بنا ہر موی را گوش شنیدن دہیم

محمل دل در حرم پائے بدامان کشید
بختی امید را سر بچریدن دہیم

بخت ظہوری بسعی دامن دولت گرفت
بازوئے اقبال را زور کشیدن دہیم

جب فیضی کی تفسیر سواطع الالہام یعنی تفسیر غیر منقوطہ ۱۰۰۲ سنہ ہجری مین تمام ہوی تب شعرا و علمانے تاریخین اور تقریظین لکھین ملا حیدر کاشانی نے پوری قل ھو اللہ سے تاریخ نکالی یعنی سورۂ مذکورہ کے حرفون کے عدد شمار کئے جائین تو (۱۰۰۲) عدد ہوتے ہین۔ ظہوری و ملک قمی نے بھی قصیدے اور رباعیان لکھین۔ بلکہ ان

احمد نگر فیضی کے ملنے کے لئے آئے تھے۔ فیضی کے قیام تک احمد نگر مین سکونت پذیر رہے اکثر اوقات فیضی سے ملتے تھے باہم مکالمہ و مشاعرہ کا خوب دور چلتا تھا۔ فیضی کو دونون کی ملاقات سے لطف و مزہ حاصل ہوتا تھا۔ دونون فیضی کے ہم خیال و ہم مشرب تھے۔ دونون نے اپنے دیوان فیضی کو ہدیۃً دئے۔ فیضی نے نہایت خوشی سے دونون کے تحائف نادرہ کو حسن قبول سے لیا۔ دونون کا شکریہ ادا کیا اور مطالعہ کی کتب مین رکھا۔

خزانۂ عامرہ مین آزاد بلگرامی نے لکھا کہ ظہوری و عرفی کے درمیان موالات و مراسلات کا سلسلہ جاری تھا۔ ایک دفعہ ظہوری نے ایک شال کشمیری عرفی کے لئے تحفہ مین بھیجی۔ شال معمولی درجہ کی تھی ہدیہ کے لائق نہ تھی۔ عرفی نے شال کی ہجو مین یہہ ایک رباعی لکھی۔

این شال که وصفش نه حد تقریر است | آیات رعونت مرا تفسیر است
ناموس کنی تماشی کشمیر کزو | صد رخنه بکار مردم کشمیر است

مشہور ہے کہ ظہوری و ملک قمی نظیری نیشاپوری کو مانتے تھے اور اسکی لیاقت و شاعری کی داد دیتے تھے۔ اسی طرح نظیری بھی دونون کو عظمت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ باہم دوستانہ تھا۔ خط و کتابت کا دروازہ باہم کشادہ رکھتے تھے۔ سنہ ۱۰۲۰ ہجری مین ظہوری و ملک قمی نے اپنے دیوان نظیری کے پاس تحفہ بھیجے تھے۔ نظیری نے ان کے بعض انتخابی غزلیات پر غزلین لکھین۔ ہذہ ماخوذۃ من تذکرہ تمنائے اورنگ آبادی۔

مرآت الخیال کے مولف نے لکھا کہ ایکروز شیخ ناصر علی سرہندی کی مجلس مین شعرائے اسلاف کا تذکرہ ہو رہا تھا۔ شیخ نے کہا کہ تمام روئے زمین مین ظہوری سے بہتر کوئی شخص پیدا نہین ہوا حاضرین مجلس سے ایک شخص نے کہا آپ کیا فرماتے ہین؟ متقدمین سے ایک شیخ نظامی ایسا فرد ہے کہ اسکا کلام ظہوری کی سمجھہ مین نہ آیا ہوگا۔ ناصر علی گرم ہوا۔ اور کہا کہ ظہوری نے

دلبر به بردن دل ما کرد دلیری — جانان قسم نمیخورد الا بجان ما
دربارگاه سوز و گداز یم صف نشین — کرسی برای داغ نهاد استخوان ما
گریهٔ خوش رنگین بساطے چیده در بازار عشق — می چکد یاقوت تر از پنجهٔ مرجان ما
زود بر نخل هوس نے بار می آید نه برگ — لرزهٔ حسرت چنین گر میسید افشان ما

وله

بهار آمد جنون دیگر بصحرا می برد ما را — خموشی باز بر هنگامه بندی شست و اغوغا را
بکوششش نیست ممکن عشق را سیماب بر جستن — شکیبا کے تواند کرد ناصح ناشکیبا را

وله

کرده ام سرمه خاک راهش را — دیده ام جوهر نگاهش را
شب از مژگان تر رفتم غبار آستانش را — پشیمانم که کارے یاد دادم پاسبانش را

وله

بر نتابد جگر درد کشان درمان را — نه پسندد سر شوریده سر سامان را
خلق را مژده آسایش خواب آور دم — ضعف از آه بزنجیر کشید افغان را

وله

شد طبیب ما محبت منتش بر جان ما — محنت ما راحت ما درد ما درمان ما
رونق بازار ارباب محبت ظاهر است — مشتری جنس ما که باشد بر در دکان ما

وله

آباد کرده عشق تو جان خراب را — در خرمن عطش زده برق شراب را
یک دیدنست آفت یک شهر جان و دل — لطفے است بر مدار زعارض نقاب را
بر هم نمیزنم همه شب دیده گر بسر شک را — الماس ریزه در ته پهلوست خواب را

وله

هوای صبح بخشد تازگی گلهای خورم را — چه نسبت با گل پژمردهٔ ما فیض شبنم را
زہے طالع که گر صد شعله از هر برگ برخیزد — نیفتد سایه بر کشت ما یک ابر بی نم را

وله

وگر فرش است در عشرت سرایم ماهتاب امشب — شبنم خوش شب میکنم با آفتاب امشب
بدیدن داده ام از هر بن مو دیدهٔ دیگر — بحکم دولت بیدار در خواب است خواب امشب

مندرجۂ ذیل ہیں سے

دانائے ازین دفتر کل دریا شد — پیداست نقاطش زچہ نا پیدا شد
شد وقت حصاد دانہا خرمن گشت — شد سیر تمام قطرہا دریا شد

وله

از مین سخن گران سخن نتوان ساخت — بوی بوزید صفحہ مشک افشان ساخت
صیاد خیال از پئے آہوئے قلم — ہر نافہ کہ چید در بغل پنہان ساخت

وله

این نسخہ کہ شاد کرد ناشادان را — رد ساخت شاگردی استادان را
ہر نقطہ ز تار خط نیفکند کمند — در بند روا نداشت آزادان را

وله

اے بخت بیا یاری این بیکس کن — تا پیش روم موانع رد پس کن
ہر نقطہ کہ گردند ازین نسخہ برون — شد مہر لب سخن ظہوری بس کن

وله

این خردہ چہ خردہا کہ نایاب شدند — ذرات درین شعشعہ سیماب شدند
از پردۂ لفظ حسن معنی بدمید — خورشید برآمد اختران آب شدند

وله

فیض ازل از چہرہ برافکند نقاب — از لوح خرد ستردہ آثار حجاب
سر زد خورشید معنی از مشرق لفظ — نیلوفر نقطہ سر فرو برد بہ آب

ظہوری کی وفات

بمصداق کل من علیہا فان۔ ظہوری بعارضہ بخار بیمار رہا۔ معالجہ کیا جاتا تھا لیکن کوئی دوا موثر نہیں ہوتی تھی مرض روز بروز بڑھتا گیا۔ آخر سنہ ۱۰۲۵ ہجری میں اس دار فانی سے بملک بقا روانہ ہوا۔ بیجاپور کے مقبرہ میں دفن کیا گیا۔
اب میں ظہوری کے دیوان سے اشعار مندرجۂ ذیل گذارش کرتا ہوں مطلع اشعار

ہر دم ہوس نہد سخن در زبان ما
مہرے بہ بوسہ کاش نہی بر دہان ما

دردنداری ز مدا واچه حظ
درد نهان نگرد هدم فرصتی

وله
دم نکش از ناله عدا چه حظ
گویم ازین ناله رسوا چه حظ

سر نهادیم بسامان چه نزاع
دل ما را سر رسوائی نیست

وله
جان سپردیم بجانان چه نزاع
نیست گر عشوه پنهان چه نزاع

دیدها منبع اشک و جگر معدن داغ
خورده سنبل ز تاب آه هم تاب

وله
مهرے از داغ نهم هم مدر مخزن داغ
شد اخگر ز رشک اشکم داغ

برداشتی نقاب ز دیدن بر آمدم
از بیخودی بسینه دریدن سیه کار

وله
در گفتن آمدی ز شنیدن بر آمدم
شادم ز تنگ جامه دریدن بر آمدم

شهر پر ناله و فغان دارم
عشق تشریف زنده پوشی داد

وله
همچنان مهر بر دهان دارم
شال از رشک پرنیان دارم

زهر تلخ ست کام را نازم
آن همه الفت این همه وحشت

وله
راه دور ست کام را نازم
همه رم گشت و رام را نازم

در بهار ما ۱۰۱۱ ع دل بها موان میبرم
هر کجا خیمه تستان پائے ابراهیم شاه

وله
میدهم عرض جنون و عرض مجنون میبرم
در نثارش گوهر تاج فریدون میبرم

آفتابی در نقاب ذره پنهان میکنم
اینقدر بیدردی و درد پرستی خوب نیست

وله
میشوم گم در خود این کار نمایان میکنم
حق دهد فرصت ظهوری پشیمان میکنم

از تو وقت صبحدم کاکل پریشان ساختن
کاکلے دارم چگونه طره وا رد مپرس
نو بهار آمد جنون وارد و کر جان نو می

وله
وز صبا مغز جهانی عنبرستان ساختن
خاطرش جمعست از خاطر پریشان ساختن
سال نو گردیده آورد ست فرمان نو می

دلها شکار آهوئے صیاد گیر تست
خود را بآب گریه دهم یا بباد آه

نیازموده که روز غرور تا چندست
مروکه میروم جان ز تن مرو نیست

دل غریب وطن کرده شهر یار دکن
ز و ظهوری دم شا کردی

شیدائے تو با دیر و حرم کار ندارد
جان گرچه دهد طرز خرام تو زمین را

آنانکه جز نکهت کاکل گرفته اند
دیده حیرت زده شد رخصت دیدن دارد

گفتم برائے دیدهٔ جان توتیا رسید
خورشید را که در بغل ذره دیده است

انبار حسرت از غم خرمن نهاده ام
خام ست دل بر آتش حسرت کباب باد

بر باد گنج گشته ظهوری خراب کرد
محنت رمید و رام نشد خرمی هنوز

ترسم دلت ز مرگ ظهوری شود ملول
خوشا فرقے که افسر یافت از خاک کف پایش

برون می آمد آخر آرزو از تیغ کا میها

وله
آزاد کیست آنکه بصد جان اسیر تست
گر هستیم غبار ضمیر منیر تست

اگر حریف ضرور است عجز ما اینجاست

وله
غریب زیستنم در وطن مروت نیست
بسهو یاد وطن در دکن مروت نیست

وله
فیض استادی شاه دکن است

وله
افکند ز کف سبحه و زنار ندارد
بنشین که زمان فوت رفتار ندارد

وله
در بوستان دماغ سنبل گرفته اند

وله
وقت غوغائی خموشست شنیدن دارد

وله
تا گفتم این غبار رهے از هوا رسید
این آرزو بخاطر من از کجا رسید

خوش آفتی بمزرع مهر و وفا رسید

وله
داماز خمار عشوهٔ ساقی شراب باد
آبادیش بدولت جان خراب باد

مردیم و رد نبرد بلبها کمی هنوز
در چاره ممکن ست مسیحا دمی هنوز

خوشا چشمے که حیران گشت بر رخسار زیبایش
ازین چشمے که حسرت دوخت بر لعل شکر خایش

کسے چند باشد چنین تنگدل ‌‌‌ سرت گردم اے ساقی سنگدل

اسیر خمارم شرابی کجاست ‌‌‌ دلم بردلم سوخت آبی کجاست

بکش خنجر انتقام از غلاف ‌‌‌ سرت گردم ای ساقی سینه صاف

دل تیره ام را صفائی بده ‌‌‌ اگر صاف حیف است لائی بده

بیا اے نمک پاش زخم جگر ‌‌‌ که بختم زاشکم بود شور تر

ببین تلخی عمر شیرین من ‌‌‌ بده ساغری بگذر از کین من

برافروز آتش بکانون جام ‌‌‌ مگر شهد عیشم پذیرد قوام

بیا ساقیا جان فدا می کنم ‌‌‌ تو دشنام ده من دعا میکنم

ز لعل تو تلخی که سر میزند ‌‌‌ ره کاروان شکر میزند

بیا ساقی اے دین و ایمان من ‌‌‌ فدایت دل و جان من جان من

ازان قرمزی آب خواہم بدست ‌‌‌ که زردشت را کرد آتش پرست

بقعر و در زمین جبینم بکار ‌‌‌ که نیلے ست از سیلی روزگار

ز پیری ضعیف است بازوے حال ‌‌‌ سرت گردم ای ساقی خورد سال

جوانی ہوس کردہ ام زان عصیر ‌‌‌ که گردید بالغ ازو عقل پیر

بدستم ده آن رشک یاقوت را ‌‌‌ که سازم جوان عقل فرتوت را

کسے را خدا بخت بیدار داد ‌‌‌ که هر صبح چشمے برویت کشاد

نیارم بمسجد دل داغ داغ ‌‌‌ که بدر خرابات شد این چراغ

خراب از عمود کاخ کون و فساد
چه پروا خرابات آباد باد

نغمه را گردست گل هم شوخی و هم پختگی
انجمن افروزی انجم ظهوری شد کهن

عندلیب سال خوردی گلستان نو ی
میکنم بر سینه از داغش چراغان نوی

من ساباعیانه

برتابه هجر طپیدن چکنم
صبی است عظیم زندگانی بتو
هر حرف که هست داستان من و اوست
در رشک ز عیش و عشرت یکدیگر یم

وله

سرم گرده صبرم آرمیدن چکنم
دارد خجلم امید دیدن چکنم
نقد دو جهان بجنس دکان من و اوست
زین ناز و نیاز که میان من و اوست

از ساقی نامه در بیان دور شراب

بیا ساقی ای سحر من گل بیا
تو گل من خزان دیده بلبل بیا

بروییم در خنده بستن چرا
تبسم بلب در شکستن چرا

چه گر دیده واقع که چشم سیاه
نگه باز گرداند از بیم راه

چه دنبال ابرو گره کرده
کمان سیه تو زه کرده

بیا ساقی بگذار آن روز را
بده آتش معذرت سوز را

گر از افعی توبه دل زخم خورد
تو ان جان بتریاق عفو تو برد

درست است دعوائے رندی من
که با کلک توبه شد هم شکن

وران توبه امید بهبود نیست
که چون لعل ساقی می آلود نیست

بیا ساقی اے باز خاطر شکار
که خونی ست چنگ عقاب خمار

ز گلبن چمن گشته طاؤس نام
برون آر خون کبوتر ز خم

بده تا درین دامگاه مجاز
ز گنجشک من و آخورد شاهباز

حسب رواج و رسم عام بادشاہ کی خدمت مین عرض کیا کہ شاہزادہ کو دس گیارہ برس
کے بعد دیکھنا چاہئے۔ اس سے قبل دیکھنا مناسب نہین۔ بادشاہ نے رواج عام کو
منظور فرمایا۔ اور شاہزادہ صاحب ترجمہ کی تربیت و حفاظت کے لئے مولانا میر قطب الدین
نعمت اللہ جو قرابتداران قریب سے تہے مقرر فرمایا۔ پس شاہزادہ صاحب ترجمہ دس گیارہ
برس پدر بزرگوار کے دیدار سے غائبانہ کے تعلیم و تربیت پاتا رہا۔ مدت موعود و ایام
معہود کے گذرنے کے بعد بادشاہ نے شاہزادے صاحب ترجمہ کے دیدار کا جشن عظیم الشان
منعقد فرمایا۔ اعیان دولت و ارکان سلطنت شریک جلسہ ہوئے۔ شاہزادہ کو دربار مین
لائے۔ بادشاہ فرزند دلبند کے دیدار سے مسرور و شادکام ہوا۔ زر و جواہر شاہزادہ کے
سر پر نثار کیا۔ اور تخت پر بٹہایا۔ تمام ارکان دولت نے تہنیت دیدار کی نذرین پیش کین
سادات و طلبہ و صاحبان استحقاق کو زر نقد و تحائف دئے۔ پہر چند مدت کے بعد
سلطان محمد قطب شاہ نے اس دار فانی سے عالم جاودانی رحلت کی۔ یہہ واقعہ ۱۰۳۵ھ ہجری مین
واقع ہوا۔ پہر حسب وصیت بادشاہ مغفور سلطان عبداللہ صاحب ترجمہ تخت نشین کیا گیا
منصور خان حبشی و ملک الماس و ملک یوسف و ملک عنبر و قاسم بیگ کوتوال بلدہ و حسن بیگ
نائب کوتوال وغیرہ ارکان سلطنت نے جلوس کے وقت ایسا انتظام کیا کہ کوئی فتنہ و فساد
ہونے نہین پایا۔ نظام الدین احمد ابن عبداللہ شیرازی نے اپنی مولفہ تاریخ مین لکہا کہ
سلطان عبداللہ صاحب ترجمہ ۱۱ برس پنج ماہ و گیارہ دن کی عمر مین تخت نشین ہوا۔
ہونہار و ہوشیار تہا۔ دانشمند و قدر شناس تہا۔ علم و فضل کی صفت سے موصوف تہا
علم دوست و ہنر پرور تہا۔ علما و فضلا و شعرا و حکما کی بہت قدر کرتا تہا۔ اسکے زمانہ مین
عجم و عرب کے علما و ہنرمند بلدہ حیدرآباد مین مجتمع ہو گئے تہے۔ اور علما نے اسی بادشاہ کے

	حرف العین	
	عبد اللہ ۔ سلطان عبد اللہ قطب شاہ	

عبد اللہ تخلص ۔ سلطان عبد اللہ قطب شاہ نام ۔ قطب شاہی تاریخ کے مولف نے لکھا کہ آپکی ولادت باسعادت بتاریخ بست و ہشتم ذیقعدہ ۱۰۲۳ ہجری مین بروز دوشنبہ حیدرآباد دکن مین واقع ہوی ۔ آپکے والد ماجد سلطان محمد قطب شاہ فرزند کے تولد سے بہت خوش ہوے اور اس خوشی مین بیشمار زر و نقد و تشریفات فاخرہ خاص و عام کو تقسیم کیا ۔ علما و شعرا و طلبہ کو بھی صلات و خلعتہائے لائقہ سے سرفراز فرمایا ۔ شعرائے زمان نے ولادت کی تاریخین و قصائد تہنیت مین موزون کرکے پیش کئے ۔ ایک شاعر فاضل نے یہہ مصرع کہا ۔ ع

موجب فیروزئی سلطان محمد قطب شاہ ۔ اور دوسرے شاعر نے موزون کیا ۔ ؎

بباغ مجد و معالی گل نشاط شگفت — نہال دولت و دین را برے پدید آمد

اور تیسرے نے کہا ۔ ؎

ازین عشرت کہ دوران از سر تہلل	طرب را روز بازار دگر شد
بہار آمد بعشرت پائے کوبان	زباد صبح گاہی جائے روبان
بیفزود آسمان را سور بر سور	جہان زد سکۂ نور علی نور
صبا بہر مبارکباد برخاست	کہ از جیب چمن شمشاد برخاست
زعطر افشان کہ ہوش از دست میشد	طرب مبحت و عشرت مست می شد

غرض بادشاہ نے شاہزادہ عبد اللہ صاحب ترجمہ کی تربیت و حضانت کا عمدہ اہتمام کردیا ۔ چونکہ صاحب ترجمہ مدت دراز کے بعد پیدا ہوا تہا ۔ منجمین و خلائق نے

نبی صدقے لے توں نام سے عبداللہ علی کا　　کہ جم فتح و ظفر تجکوں دہنی نام دیگا

وله

جو کچھ راز پرست منے غیب کے مین　　سو مخفی نہین اسپہ ہے آشکارا

نبی صدقے اے عبداللہ دم علی کا　　میرے دم سون ہمدم رہیا ہے سہارا

وله

گلشن مین شریعت کی پہل کہلی طریقت کے　　پہل سون حقیقت کے دن دین محمد کا

وله

جو میر اول طلب پیا نہ کیتا　　سو جا نیچ لب پہ تل ہو خانہ کیتا

تری نکہ شمع کے دیکہہ روشنائی　　ہو عاشق آپسمین پروانہ کیتا

ترکہہ عشق پہ دلکی آنکہہ نہو اس　　سیتا کی طرف نہی رام لیتا

اے یار اگر ہے زندہ دل توں ت　　یون نام کہ جم ہو جام لیتا

معشوق وہی جو جسکی نکہہ نہی　　خورشید جمال وام لیتا

عبداللہ علی ولی کے صدقے　　معشوق سون خط مدام لیتا

وله

جہلک مولود کا بہی جگ مین آیا　　جگت سب اُس جہلک نہی جگمگایا

عجب مجلس ہے عالی لاابالی　　کہ جنت دیکہہ لا جون سرتو ایا

وله

بسنت آیا پہلا یا پہول لالا　　سکہی لیا اب صراحی ہور پیالا

چمن میانی پہلیان ہے پہول گیگ رنگ　　پنٹ نازک الکس نہی ایک آلا

وله

بہلا یا من میرا موہن پیارا　　توں سپٹرپا من کری کیا من بچارا

حسن جیون تہون ہی لکون کتیج لیتا چہ　　نہین چلتا ہے کچ اسہار چارا

نبی کے صدقے عبداللہ عاشق　　عشق مین سب مین اوہی توں ہے پیارا

وله

تیری نگہہ رنگ تہی رنگ پایا ہے لالا　　تیرے بالان تہی بکریان باس بالا

تیری پیشانی پر ٹیکا جہمکتا　　تماشا ہے اُجالے مین اُجالا

نام سے چند رسائل و کتب مثلاً برہان قاطع لغات فارسی وغیرہ تالیف و تصنیف کئے۔ صلات و انعام سے سرفراز ہوئے۔ یہہ بادشاہ مذہب کا پابند تہا۔ عادل و باذل و سخی و دلیر تہا۔ ۴۸ برس سلطنت کے مہمات کا انتظام عمدہ طرح سے کیا۔ مثل جد و پدر عمارات کا شائق تہا اکثر عمارات تعمیر کین اور جد و پدر کی عمارات کی ترمیم بہی کرتا تہا۔ اور جو عمارتین کہ ناتمام تہین اُنکی بہی تکمیل کی مثلاً مکہ مسجد و جامع مسجد و عاشورخانہ بادشاہی وغیرہ۔ باوجود کاروبار سلطنت مذاکرہ علم سے دلچسپی رکہتا تہا اور شعر و شاعری کے میدان مین جولانی کرتا تہا۔ فارسی و ریختہ دونون زبان مین کلام موزون کرتا تہا۔ فقیر مولف کو فارسی اشعار دستیاب نہین ہوے مگر دیوان ریختہ ہمدست ہوا۔ اُس سے ذیل مین اشعار انتخاب کرکے گزارش کرتا ہون آخرہ ۴۸ برس سلطنت کرکے بمضمون کل نفس ذائقۃ الموت اس دار فانی سے منزل بقا مین روانہ ہوا۔ امرا و اکابر و علما و فضلا جمع ہوئے تغسیل و تکفین کرکے لنگر فیض اثر مین مدفون کئے۔ یہہ واقعہ بتاریخ سوم محرم سنہ ۱۰۸۳ مین واقع ہوا مدۃ عمر ۶۰ سال و در سنہ ۱۰۳۵ ہجری مین تخت نشین ہوا تہا۔ اولاد صرف تین دختر ایک منسوب بہ نظام الدین احمد دوم منسوب بہ ابوالحسن تاناشاہ جو بعد مین تخت نشین ہوا۔ اور تیسری محمد سلطان شاہزادہ عالمگیر کو دی گئی تہی ریختہ اشعار دکنی و بہاشا و فارسی آمیز زبان مین نہایت شیرین و دلنشین ہین مطالعہ سے لطف و مزہ آتا ہے **ھو ھذا**

دلا حق کی طرف ہو کہ حق آرام دیگا	سعادت کی تیری بات سرانجام ہوئیگا
اگر تیری نظر اوپر ہے تو سدا صدق	اُسون لاکر سی یاد کہ دہی کلام دیگا

تیتو ہے بوادہ پیٹ سے اے ہو مین تج آج
گرم تیرے حسن کا !! بیا ہے جو آج
شاہ عبداللہ نبی سے صدقے تیرا عشق مین

ولہ

سایہ پر تو پیکر تیرا کہ آفتاب
ہوا ایسا تاؤ دکھا تا ہے ہنوز
مین تجھے بلقیس کہون تو کیا عجب
قند ہور نبات گلتا ہے اجھون
تجھ بہشتی حور کون دیکھا ہے جن
شاہ عبداللہ نبی صدقے تجھے
گر خدا بینی پہ ہے تیری نظر ای کامیاب

ولہ

آب ہو دریا سون ملجا تجھین گر ہے اتحاد
راز کیان باتان نبی کے صدقے پوچھیگا کس

ولہ

مطلع خوبی سو تیرا گال ہے اے ماہتاب
جگمگاتا سور چور تھے آسمان ایرال کا

ولہ

اول امید میری دل مین ہے یہی ہر سات
دوجا امید یہی ہے جو تندرستی سون

ولہ

آج نہ ہے بخت جوانی سعادت کی رات
ریپ میرے لال کا آئے نہ تحریر مین
اسکی قد انکی سنم کرنی سرو کون خجل

دیکھتے انور ہوتا سر یہ جیون طلوع آفتاب
اس انگی دستا ہے منج جیون سر کا نور آفتاب
یون ہوا مشہور مکھ بین جیون ہے مشہور آفتاب
دیکھتا ہون نور پینا منج مین تاب
دیکھہ تیری زلف کا وو پیچ و تاب
ساج ہے بلقیس کا تجکون خطاب
دہی نہ سک تیری میٹھی لب کا جواب
جم حرام اسپر ہے دوزخ کا عذاب
خوب رویان مین کیا ہے انتخاب
تو خودی کا دور کر اول تون میانی تھی حجاب
فی الحقیقت تون اسی دریا مین کا ہے حباب
شاہ عبداللہ کو پوچھ آکہ ہے حاضر جواب
مطلع اس خوبی سون بولیا ہون جو نین سکو ان جواب
عین تیرے نور کے سمندر کا ہے جیون حباب
جو نت رفیق ہو توفیق حق اجھی منج سات
منج اس جہان مین خدا دیوے بیشمار حیات
چاند سون میری ملا عمر تھی منج ہی نجات
چاند عطارد اگر ہو وین قلم ہور دوات
باو اڑاتا پھرے چمنی چمن پات پات

نبی کے صدقے عبد اللہ لاکن
ہوا ہے تجھ سون ملنے بہوت آسانا لا

نکلتا ہے چندنی مین جو چاند ہما را
تو گلتا ہے لا جون تہے چاند ہور تارا

جوانی کون دیکہہ اپنی مغرور ہوئی تو
دوانی جوانیکون کیا ہے پتیا را

ولہ

ترا صاف کہ جام جیون جگمگایا
جم اس جام کا ہو کہ مین ذوق پایا

اپنی دم کون دم کہ کہیا جا جس
تیری یاد سون جم نکل جی دم آیا

ولہ

گفتم کہ اے پری تون ہے فتنہ زمانا
گفتا کہ راست گفتی ہا ہی گن بہری سجانا

گفتم کہ در جہان با لیلی ہو آئی ہے تون
گفتا کہ من چو مجنون پائی ہون تج دوانا

گفتم کہ خال زلفت کیا ہے سو بول مجکون
گفتا کہ زلف دامست ہور خال سو ہے دانا

گفتم کہ در ہوا ایت پہر ہون ذرہ ہو مین
گفتا کہ در دل تو کی ہون از لنہی خانا

گفتم کہ خانہ تو کان ہے نشان دسے منج
گفتا کہ ذرہ پرور سورج ہو مین تون آنا

گفتم کہ در دہانت عرمت کا ہے چشمہ
گفتا کہ خضر ہو تون اس چشمی پاس ہانا

گفتم کہ کیست اینجا تیرا پران پیارا
گفتا کہ شاہ عبد اللہ ہے میرا پرانا

ولہ

یو دلکشا عشرت محل مطبوع او تارا ہوا
جو تی زمین کی پیٹ پر جیون مشتری تارا ہوا

ہر طاق یان خوش طرح کا دستا دریچا فرح کا
عاجز ہوا اسکی شرح کا حیوان سینسا را ہوا

انکہیان سون چندر سور کی دیکہہ آسمانا دور کے
عاشق ہین اسکی نور کی کیا خوب ٹہارا ہوا

دیوین صفا دیوار ہو لک نقش ٹہار ہی ہر سو
خوش ہاں یان عطار سو فردوس کا بارا ہوا

ہاز کہ پنبا بی بدل لکہین بہریا ایسا محل
باندیا نہ کوئی آخر اول جمشید یا دارا ہوا

جیون ندیہ ہو تل زا بن منی جیون نونلی ہو جن منے
تیون آج اس دکہن منی یو محل اتم سارا ہوا

صدقے نبی کے پا امان اس محل مہانی نرتن
جم عبد اللہ ترکمان ہوگی گنہارا ہوا

علما و فضلا کی خدمت مین مستفید ہوتے رہے چند مدت مین فارغ التحصیل ہوئے۔ بعض نے
لکھا کہ بقدر ضرورت لیاقت و استعداد حاصل کر لی۔ لیاقت و استعداد کے
بعد پیشۂ نوکری کو اختیار کیا۔ نواب موصوف کی رفاقت و ملازمت مین مدت تک رہا
اور نواب ہی کی رفاقت مین ہند سے اورنگ آباد دکن مین آیا۔ اور نواب کی سفارش
سے آصفجاہ کی خدمت مین باریاب ہوا۔ آصفجاہ نے منصب و خطاب خانی و جاگیر سے
سرفراز فرمایا۔ بعض نے لکھا کہ نواب ناصر جنگ شہید کے عہد مین خطاب جاگیر سے سرفراز ہوا
جاگیر اگرچہ قلیل تھی لیکن نواب نصیر جنگ بہادر ہمیشہ اعانت و ہمدردی فرماتے تھے۔ اور نواب صاحب
نے رسالہ کی بخشی گری کو جاگیر و منصب کا ضمیمہ کر دیا تھا۔ اور آپکا مزاج قانع تھا۔ جاگیر
و بخشی گری کی آمدنی مین نہایت فراغت و خوشی سے زندگی بسر کرتے تھے قناعت پسند
و صاحب غیرت باہمت و حمیت تھے مدۃ العمر کسی سے ترقی کے خواہان نہین ہوئے تھے
موزون الطبع تھے شعر و شاعری سے طبیعت مناسب تھی بذریعہ فکر رسا و طبع صفا کلام
پسندیدہ موزون کرنے لگے۔ آپکی طبیعت مین جولانی و تیزی قدرتی تھی۔ تھوڑے ہی زمانہ مین
چل نکلے۔ شعرائے معاصرین مین کئی قدم آگے نکل گئے۔ اشعار مین تازہ تازہ مضامین کا رنگ
دکھلانے لگے۔ اور شگفتہ شگفتہ معانی کے گلدستے بنانے لگے۔ رفتہ رفتہ کامل شاعر ہوئے
ہم عصرون مین مشہور ہوئے۔ اسوقت شہر اورنگ آباد شعرا و علما و مشایخ کا مرکز تھا۔ عرب
و عجم کے کملا موجود تھے۔ آپ باوجود لیاقت و استعداد ہر ایک خرمن سے خوشہ و ہر ایک سفرہ
سے توشہ لیتے تھے ہر شمع انجمن سے روشنی اور ہر ایک خوان نعمت سے چاشنی حاصل کرتے تھے
آہستہ آہستہ رتبۂ استادی کو پہنچے۔ ظریف الطبع و پاکیزہ وضع تھے۔ طبیعت مین شوخی و
چالاکی بہت تھی۔ دلیری و چستی بھی جزو ذاتی تھی کیا بزم کیا رزم ہر ایک رنگ مین ہم رنگ تھے

صدقے نبی کے تیری دلمین رہتا ہے اُم
رنگ بھریا گھر مین آج آیا بسنت
جیون اُبھال یکدمر تھی چھایا آفاق پر
دلکون ترے پرسون لگیا دیکھہ مدام بحث
آب حیات تھی ہے زیادا کہ لب تیرا
کام مردان کی انکو جان تو اہی مام عبث
ہوش کا گوش نہین تیز جسی سستی کون

جیہو ہو شاہ عہد لا خسرو عالی صفات
ولہ
غیب تھی تازا طرب لیایا ب اصفات
رنگ کا برسانت برسایا ابسنت امنت
ولہ
کرتی ہین تن پہ حیب ہو رون رون تماہ تحیات
کرتی ہین منجھون خضر علیہ السلام بحث
ولہ
کہ جکوئی مرد ہین کرتے نہین وو کام عبث
غیب کے اُسکی انکھین دستی ہین الہام عبث

عاجز عارف الدین خان اورنگ آبادی

عاجز تخلص ۔ عارف الدین خان نام بلخی الاصل اورنگ آبادی الوطن ہے ۔ آپکے والد یا جد عالمگیری عہد مین بلخ سے ہند مین آئے ۔ نواب میر غازی الدین خان فیروز جنگ بہادر اول کے ذریعہ سے بادشاہی منصب ملے رہوئے ۔ عارف الدین صاحب ترجمہ کی ولادت ہند مین واقع ہوی ۔ نشو نما بھی ہند کی زمین مین پائی ۔ آپ صغیر السن تھے کہ والد یا جد کا انتقال ہوگیا ۔ صحبت پدری کا سایہ سر سے اُٹھہ گیا ۔ مصیبت کا زمانہ پیش آیا ۔ نواب لشکر خان مخاطب رکن الدولہ نصیر جنگ جو امرائے آصفجاہیہ سے تھے آپکی گذرا وقات کے کفیل ہوے اور آپ کو تحصیل علم کی ترغیب دی ۔ آپ مدت دراز تک نواب کے سایۂ عنایت مین تربیت تعلیم پاتے رہے چنانچہ آپ کہتے ہین ؎

مدتے بودم بہ بزم بی زبانی بستہ لب
در سخن آورد لطف سید لشکر خان مرا

آپ جب سن شعور کو پہنچے ۔ تب آپکے دلمین تحصیل علم کی تکمیل کا شوق پیدا ہوا ۔

زندگی سے یاس ہوگیا تھا۔ آپنے ایسی حالت مین میرزا معزالدین موسوی خان فطرت خوانی کی
خدمت مین کہلا بھیجا کہ آپ میری رحلت کی تاریخ کہدیجئے۔ مین عنقریب مین رحلت کرونگا
میرزا صاحب آپکا پیغام سنکر خوب ہنسے اور جواب مین کہلا بھیجا کہ آپ تاریخ گوئی مین
لائق فائق ہین خود ہی تکلیف فرمائے میان عاجز صاحب ترجمہ میرزا کا جواب سنکے
مسکرائے اور تاریخ کی فکر کرنے لگے۔ اپنے نام وتخلص کے عداد جمع کئے ایک عدد زائد ہوا
فرمایا کاش اگر موت ایک سال کی مہلت دیوے تو یہہ تاریخ ہم نام وہم تاریخ رحلت ہوجائیگی
حسن اتفاق سے آپ کی دعا مقبول ہوئی۔ دو ایک روز مین آپ صحیح وسالم ہوگئے یسال ختم
ہونے کے بعد بہشت برین روانہ ہوئے۔ میر اولاد حسین کاکی بلگرامی نے بھی مادہ تاریخ
یہی یعنی آپکے نام وتخلص سے نکالا۔ توارد ہوگیا۔ تاریخ فوت (عارف الدین خان عاجز)
نام وتخلص کے مجموعۂ اعداد مین۔ پھر آپ اُسی سال صحت کے بعد ناویٹر مین رونق افزا
ہوئے تھے۔ آخر سال تک وہین رہے سال تمام ہوتے ہی عدہ موعود پورا ہوا۔ اُسی مقام مین
مدفون ہوئے۔ آپنے اردو مین لال وگوہر کا قصہ نظم مین لکھا ہے۔ نہایت ہی عمدہ ومرغوب
ہے اُسکی طرز ادا بھی خوب ہے۔ عاشق ومعشوق کا قصہ ہے دونون کی سچی محبت وعشق کا
تذکرہ ہے۔ عاجز صاحب ترجمہ نے اس نظم مین خوب ہی عرق ریزی کی ہے۔ مثنوی کے
ہر برگ وریشہ مین شعلے بھڑک اُٹھے ہین مضامین سوز وگداز کے بیان سے دل بھڑکتے ہین
اس مثنوی مین جو بیان ہے بے نظیر ہے۔ اسکا ہر ایک داستان بدل منیر ہے۔ ہم مثنوی کے
چند اشعار بھی بطور نمونہ اشعار کے ساتھہ آخر مین بیان کرینگے۔ آپ بذلہ گوئی ولطیفہ سنجی مین
مشہور تھے۔ گلرعنا کے مولف لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی نے ایکروز آپ سے کہا کہ آپ
مضامین فارسی نہایت ہی سنگلاخ مین لکھتے ہین۔ اور مشکل مشکل خیالات ظاہر فرماتے ہین

بزم مین حریفان ہم مشرب کے ساتھہ وہ گل فشانیان کرتے تھے کہ سب کے دل باغ باغ ہو جاتے تھے۔ اور میدان رزم مین ایسے کارنامے دکھلاتے تھے کہ دوست خوش و دشمن داغ داغ ہو جاتے تھے۔ نواب لشکر خان بہادر آپکی نسبت فرماتے تھے کہ عارف الدین خان اہل قلم کے زمرہ مین بے مثل و اہل علم کے حلقہ مین بے بدل ہے جامع السیف والقلم ہے۔ یہہ عطاے رحمانی و داد یزدانی ہے ہر ایک کا حصہ نہین انتہی کلامہ۔ تاریخ گوئی مین وحید عصر و بدیہہ گوئی مین فرید دہر تھے۔ گلرعنا کے مولف نے لکھا کہ آپ شہر اورنگ آباد مین ایکروز میر فضل خان قاقشال مولف تحفۃ الشعرا کے مکان پر قوال پورہ مین رونق افزا ہوئے۔ اور افضل سے ملے جس کمرے مین آپ جلوہ افروز تھے وہ کمرہ نیا تعمیر ہوا تھا افضل نے شوخی و خوش طبعی سے کہا کہ آپ تاریخ گوئی کے مدعی ہین اس مکان جدید کی تاریخ اسی وقت بداہتہً کہدیجے۔ آپ مسکرائے اور فرمایا کیا صلہ دوگے۔ افضل نے کہا جو چاہئے حاضر ہے۔ تھوڑی دیر فکر کی اور تاریخ کہدی

ع منزل عیش بہ از چار محل | کرد بنیاد چو میرزا افضل
گفت تاریخ بنایش ہاتف | منزل جاہ و مکان افضل

آپ ریختہ و فارسی دونون زبان مین صاحب دیوان ہین۔ آپکا کلام دونون زبان مین نہایت شستہ و صاف ہے مضامین دلچسپ سے آراستہ خوبیون اور شوخیون سے پیراستہ ہے فارسی کلام محاورہ روزمرہ ہے کہین کنایہ و کہین استعارہ ہے۔ ریختہ اشعار اکثر سنگلاخ زمین مین کہے ہین چنانچہ خود فرماتے ہین۔

کہتے ہین سنگلاخ زمینون مین ہم تو شعر | پاتا ہمارے شوخی معنی کو ہے بکٹ

ایہام الفاظ و ذو معنین سے کام لیا ہے۔ ظرافت تو آپکی طبیعت کا جزو لازم تھی ایک وقت آپ مرض اسہال مین مبتلا ہوئے بیماری سخت تھی معالجہ مفید نہین ہوتا تھا ضعف بڑھتا جاتا تھا

بسکه درهم گشت از گرد کدورت جان ما | خاک میریزد بجای اشک از مژگان ما
شب ندانم پای گلگون که در خاطر گذشت | شد ز خون دل ضیای پنجهٔ مژگان ما

وله

بوصف کاکل پر تاب او هر شب رقم کردم | در آورد دم سحر طبع دور زنجیر یاران را

وله

ز رو تغافل های نازش تا نگشت سنگها | ریخت چون خون بر زمین از شیشهٔ گل رنگها

وله

تا نویسم نامه از خود رفته ام در خدمتت | می برد قاصد بجای نامه ام هوش مرا

وله

غلط باشد که بعد از نیک نیکوتر شود پیدا | چو گرد داغگری خاموش خاکستر شود پیدا
عروج قدر دانا باشد اظهار هنر کردن | فزاید قیمت شمشیر چون جوهر شود پیدا
پس از ناصر علی عاجز گهر ریز سخن آمد | نگوئی گر بود زین بحر نیکوتر شود پیدا

وله

دیده ام تا خط پشت لب خندان ترا | میبد بدرس فاحش غلط خون ترا
چشم امید ز آغوش تو دارم که کنم | تکمه از مردمک دیده گریبان ترا

وله

نی بشهر آرام حاصل شد نه در صحرا مرا | تا کجا خواهد فگند این رعشهٔ سودا مرا

وله

شبی در خوابم آمد کاکل مشکین پر تابش | سحر دیدم بیالین موج سیل عطر عنبر را

وله

نسیم صبحدم تا واکند بند قبابش را | شود رنگ گلستان موج شبنم آفتابش را
بصحرائی که آن گلگون قبا گردد شکار افگن | ز خون صید صحرا لاله سازد سر اسبش را
شود چون شمع بزم خانهٔ زین قدر دلجویش | کند از خون دل پروانه رنگین رکابش را
غبار سرمه ریزد از غبار وحشت آهو | چو بیند سایهٔ مژگان چشم نیم خوابش را
بتعریف سیه چشمان رقم کرد آنچنان عاجز | که میل سرمه پیدا زند بر سطر کتابش را

وله

چه خیال آلوده شوقی گذری کند بباغ ما | ز نسیم نشهٔ بیخودی خللی رسد بدماغ ما
به بهار گلشن آنچنان ز جفای باد خزان غم | ندمید سبزه کشت ما نشگفته غنچه بباغ ما

اور تخلص عاجز کرتے ہین بلحاظ مضامین آپکا تخلص بجاے عاجز غالب ہونا چاہیئے۔ کیا وجہ ہے کہ آپ عاجز اختیار کرتے ہین آپنے فرمایا خاکساری کی ظلمت مین غلبہ کا آبحیات موجود ہے۔ اور صائب کا شعر پڑہا ؎

افتادگی ز خاک بر آورد دانہ را ۔۔۔ گردن کشی بخاک نشاندنشانہ را

تاریخ گوئی مین مشہور تہے۔ شاہ شریف نے جب اورنگ آباد مین مسجد بنا کی آپنے یہہ مصرع تاریخی موزون کیا (این مسجد شریف حریم جہان نما)

نواب ناصر جنگ شہید آپکی بہت خاطر و مدارات کرتے تہے۔ وقتاً فوقتاً حسن سلوک سے سرفراز فرماتے تہے۔ آپنے نواب کے احسان کا شکریہ ایک ہی بیت مین ادا کیا ھو ھذا

لطف ناصر جنگ وا کرد از زبان ما گرہ ۔۔۔ ورنہ عاجز بود از قفل لب نعمان ما

گلرعنا کے مولف نے لکہا کہ عاجز مرد بلند آواز دہن دریدہ تہا۔ مشاعرہ مین شعر کو باواز بلند پڑہتا تہا۔ اہل مشاعرہ اشعار عاجز کو سنکے اسقدر واہ واہ کہتے تہے کہ مکان کے در و دیوار سے صدا گونجتی تہی۔ عاجز بعض وقت اپنے اشعار آبدار پر ناز و فخر کا اظہار کرتا تہا چنانچہ کہتا ہے ؎

پس از ناصر علی عاجز گہر ریز آمد ۔۔۔ نکوئی گر رود زین بحر نیکو تر شود پیدا

اب مین آپکے نتائج طبع کو ناظرین کے ملاحظہ کے لئے گزارش کرتا ہون۔

من اشعارہ الفارسی

نشاندم بہ تخت حرف نگین شاہ مطلع را ۔۔۔ زبسم اللہ نہادم بر سرش تاج مرصع را

بشرم با حجاب چشم باشد پردہ اے ساقی ۔۔۔ فگن گیسو ز روئے خویش چون خورشید برقع را

ولہ

دل از شوق آتش سوز از نعش سکہ سوخت ۔۔۔ میرسد بوے نسیم دود عنبر آہ ما

وله

شب که در خوابم خیال کاکل و سایه کرد
چون کشاده دیده بر سر زد ناخوابیده‌ها

هر صنف محشر چو خوابم گشت بیدار از غمت
شور خواهد شد که یارب این کجا خوابیده بود

وله

تغافلم چون خرامان آن بت بی باک می آید
اجل در سایهٔ تیغش گریبان چاک می آید

بهر محفل که میسازم حدیث نرگس مستش
برون از گوش میخواران نهال تاک می آید

وله

نظاره چون بروی تو گلپوش میشود
چشمم بصد نیاز هم آغوش میشود

وله

تا حریر خنده اش از نکهت گل بافتند
طیلسان گریه ام از آه بلبل بافتند

جز حدیث کاکل حرفی ندارم بر زبان
پردهٔ تقدیرم از رگهای سنبل بافتند

از برای جان نثار نرگس مستش کفن
عاجز از تار خیال نشئهٔ مل بافتند

وله

خوش عاشقی که یکدم بروی جانستانی
در وقت جان سپردن چشمی کشاده باشد

هیهات آن زمانی کز چشم خونفشانی
دلدار رفته باشد ما جز ستاده باشد

وله

چو اشک سرخ نوشتم پر آب شد کاغذ
ز بس چکیده برنگ سحاب شد کاغذ

حدیث آه جگر خواستم که بنویسم
چو سیخ سرخ قلم شد کباب شد کاغذ

ز وصف حسن آن مه روشنی تحریر میکردم
تجلی ریز شد نوک قلم مهتاب شد کاغذ

وله

نیست حاجت که نهم پای بدام زنجیر
میکنم گردن خود بند بنام زنجیر

ساقیا از آستین هشت ید بیضا برآر
دختر رز را ببزم از حجلهٔ مینا برآر

وله

سوی آن گلرو چو چشمم سطر اشک ای خامه ریز
قطرهٔ خون دلم را چون نقط در نامه ریز

وله

ایدل ز نیرنگی افلاک قندیلی بترس
از کبودیهای این خمخانهٔ نیلی بترس

وله

دنیا که حاصلش همه خون نوشی است بس
افسانه اش تمام فراموشی است بس

شوخی که چکد سرمه ز مژگان سیاهش
آهو جهد از سایهٔ دامان نگاهش

ز نشانی سرو نه قمری نه گلی نه غنچه بلبلی — چو رو بیم عاجز ازین چمن که ز بی‌بوی سراغ ما

وله

فگن ز روی خود ای مه‌جبین نقاب در آب — که تا کنم به تماشای ماهتاب در آب

نگاه نرگس مست تو فتاده در بحر — شده است دیدهٔ ماهی خم شراب در آب

عرق فشان گذر ای شوخ از سر دریا — که تا حباب شود کاسهٔ گلاب در آب

سخن مپرس ز عاجز بوقت جوش سرشک — که هیچکس ندهد حرف را جواب در آب

وله

تا نهان در نظرم کاکل جانان شده است — مژه از خون جگر شانهٔ مرجان شده است

داده ام جان به بیابان ز غم خوش‌چشمی — خشت زیر سرم از چشم غزالان شده است

نگه گرم که زد در دل گلشن آتش — که ز نرگس همه جوش چراغان شده است

وصف یاقوت لبش تا که نمودم تحریر — نقش مسطر چو رگ لعل بدخشان شده است

عاجز از جبههٔ نم ریخت بدو رخ آبی — عرق خجلت او کوثر عصیان شده است

وله

رنگ برق آرزی خون ز لب بوسی ریخت — لن ترانی بدلش شعلهٔ مایوسی ریخت

شب ندانم فلک سرمه نگاهی که فشاند — پرتو ماه بکاشانهٔ من طوسی ریخت

شد حنای کف پایش ز نزاکت در باغ — رنگ گل از قدمش بسکه بپابوسی ریخت

وله

ما جنون رهبر ما شد رفتن صحرا عبث — دیدن بازار آهوی بی سر و سودا عبث

وله

سازم چو وصف کاکل او بر کنار موج — عنبر شود کف دهن آبشار موج

وله

آنکه رخسار ترا مانند بستان کرد طرح — در دل ما آه چون خار مغیلان کرد طرح

سازد چو رنگ عارض او را شراب سرخ — گردد ز سوز سینه دلم چون کباب سرخ

از گرمی نگاه بت شعله‌خوی من — گردد می دو آتشه چون آفتاب سرخ

بیا و قد تو چون از دل آه برخیزد — چو سرو سوخته دود از نگاه برخیزد

بدست آورده‌ام از پهلوی استغنای دل مرهم | وله | بفرق مدعا با زخم تیغ التجا خوردم

درخیال چشم او مست شرابی گشته‌ام | وله | دل بسیخ آه می دوزم کبابی گشته‌ام

چو در وصف دهان تنگ آن گلرو نقطه سازم | وله | بروی مغز گوهر کلک بوی غنچه قط سازم

شود ساقی چو در بزم شب یکجور آن مه‌رو | بروی بحر مهتاب از بلورین جام بط سازم

بجام کوثرم از هر سو می صد آفرین ریزد | چو شعر مست خود را بند در زنجیر خط سازم

براه عقل عاجز هیچ کس عالم نمی پرسد | بیا تا جانب دشت جنون ره را غلط سازم

بسکه در هجر سیه چشمی سیه شد خانه‌ام | وله | می نماید دیده آهو در کاشانه‌ام

براه انتظار ساده روئی بسکه حیرانم | وله | نگر آئینه بندی کرده بر دیوار مژگانم

چو سنبل در خیال کاکل آن جلوه عاجز | وله | پریشانم پریشانم پریشانم پریشانم

چو در گلشن خیال کاکل جانانه می سازم | وله | نهالان چمن را می تراشم شانه می سازم

ز وصف شمع رخسارش چراغان می کنم گل را | گلستان را مرصع از پر پروانه می سازم

نقاب از چهره یکسو ساز عالم را گلستان کن | وله | کشا کاکل خیابان جهان را سنبلستان کن

خط پیشانی من نقش کف پا گردید | وله | بهر تعظیم اجل کس نخمیده است چو من

سیه‌مستم ز جام گردش چشم سیاه او | وله | شراب سرمه می نوشم ز مینای نگاه او

سازیم چون ز خوبی حسن تو گفتگو | وله | سازد زبان بچشمه خورشید شست شو

اے ساده رو نگر طرف انتظاریم | وله | داریم در خیال تو آئینه روبرو

عارضش هر دو زلف او روز یکی شام دو | گردش چشم مست او دور یکی و جام دو

بر لب پر تبسمش رنگ مسی پان خوش است | طرفه طلسم عشق بین غنچه یکی و خام دو

خجسته ترین عاشقان عاجز و قیس و کوهکن | لیکن ازین میانه هم پخته یکی و خام دو

من و شوخی که بیر قصد پری در گرد جولانش — وله — رم آهو بکف پیچیده میگیرم ز دامانش
ولے دارم سراپا درد و در هجر ستمگاری — که غیر از سوختن دیگر نباشد هیچ درمانش
خود امیفگن ایدل دانا به بند حرص — وله — مشکل بود گسستن تار کمند حرص
منم که برق برد از دلم طپیدن قرض — و — سحاب میکند از اشک من چکیدن قرض
در حساب روزگارم بسکه سرتا پا سقط — وله — می شمارم عمر را هر روز میسازم غلط
نمود تا نگهش دفتر تغافل حفظ — وله — نمود دایم کتاب غم تجمل حفظ
رسیده نامه پریشان خیالم از نقش — وله — برائے بیت نمودیم نام سنبل خط
طپید بسینه دل از استماع نام وداع — وله — بدیده چرخ زند آب از پیام وداع
دارم بسینه اسیر هزار داغ — وله — یک لاله است در چمن بیشمار داغ
چون برق رفت از نظرم شهسوار حیف — وله — مغز سرم گذشت بر اهش غبار حیف
کے نظر ساز د گلشن دیدهٔ خود بین عشق — وله — باشد از خون جگر بر دامن گلچین عشق
آمد بهار گلشن اے بلبلان مبارک — وله — بر شاخ گل بهر یک صد آشیان مبارک
از آب چشم و خون دل غرق جواهر گشته ام — وله — تسبیح گوهر در گلو یا قوت رمان در بغل
مضمون وصف لعل لبش تازه بسته ایم — وله — اوراق رنگ غنچه بشیرازه بسته ایم
نهادم سر بسودائے خیال نقش ابرویش — وله — حبابے بر سر آب دم شمشیر بستم
می کشان بانگ صراحی است پیام بزمم — وله — سر خم گشتهٔ میناست سلام بزمم
زانداز نگاه مست ساقی جام میخواهم — شراب از شیشه بوئے گل بدام میخواهم
تمنا بوسهٔ از سبز پشت لبش دارم — ز برگ غنچه معجون زمرد فام میخواهم
بہ نیرنگ دوئی گر برق وحدت شعله افشانی — چراغ کفر را روشن ز قندیل حرم سازم

تو بہار آئی نہیں آیا میرا لال الغیاث وله آہ گل داغوں سے آتی ہو لیگا اس سال الغیاث

مکتوب میرا اس شاہ خوبان کے پانو لگ وله ہدہد لیجاوے گا کہ اوسے ہی زلف سے تاج

ہے لال تیرا زلف باغ ناز کا ترنج اسے جو سیب ہے جان اسکو دینا رنج

چمن میں چل کہ سجن سجاب سا غم کھینچ بہار رنگ گلستان کے سر سے چادر کھینچ

ہے جلتے بت کا دل تجھ کے چیر کی طرح کیا کروں اسکے صفت ہی سخت میر کی طرح

دل میرا اے شوخ گندم رنگ تیرے ظلم سے کہا کہ قرص داغ ہے کٹتے خمیر کی طرح

یون لکھا وصف اس شکر لب کے عاجز کاتب میں روشنائی جم گئی مصری کی شیرے کی طرح

لال میرا رنگ یون ہیگا تمہارے غم سے زرد زعفران اڑتی ہے جب چھپاتا ہون منہ سے گرد

ہر سحر کیا دیکھتے ہو آرسی سے سادہ رو ہے تمہارے حسن کے دفتر کے دو نو صاف فرد

دور آیا ہے زبون یا اسد اللہ مدد دل ہوا ساغر خون یا اسد اللہ مدد

نو بہار آنے سے گل لیا ہے صبا و باد اب کرےگا کیون اسیونکا دل اشاد شاد

گردن اپنی کرکے خم آیا ہون اے قاتل شتاب سر اٹھا کر آج بار خنجر فولاد لاد

ہے شہد کہان شیرۂ الفت سے ملذذ ہے قند کے ہر وصل کے شربت سے ملذذ

آ جان دیکھ مجھکو قربان ہون کس کے غم مانند چشم بسمل حیران ہون کسکے خاطر

بہار آنے سے شبنم نے کیا ہے گل کا بستر تر چمن میں جاکر اسکو فرش اپنی غم رشید بکیر کر

ہوا ہون جان تون سر تیری دیکھ بھری ہے کافور کا دانہ رکھون سینے پہ اگر کر

لکھا ہون اے کبوتر نامہ اس بلقیس ثانی کو تیرے پر پر باندھون باندھ ہوا بند ہدہد کے شہپر پر

ہنر مندونکا لشکر آکہتا ہو طبیعت سے سخن کے نور سے برات میں ہو وین سخنور وزر

روز محشر میں سچا وین گے تجھے بارا امام مت سقر ڈر سے ذکر سات اور پانچ کر

ازحیا چون رخ گلگون تو سازد عرقی
شود آئینہ بدست تو گلابی ورقی

ولہ
اشک خونی برخ زرد من افتاد زغم
زعفران را زنہان گشت بسیل شفقی

گوہر نظم ز بس تر شدہ در دیوا نم
مد نظر بر ورقش ہست مرقع طبقی

گرد بادی بنود بر سر صحرا عاجز
ماند در خاک زبینا بی مجنون رمقی

ولہ
گلشن میرسد باد خزان اے بلبلان آہے
ز درد ہجر گل آہے ز آشوب خزان آہے

ولہ
نگاہش بر سر من تا تجلی بر سر طورے
نگاہم ہر لب و تا بروے بادہ مخمورے

سر ہر قطرۂ اشکم عیان بر دار مژگان شد
ندانم شورش لبہاست یا گلبانگ منصورے

کمند باز برچین کردہ می آید پریروے
رگ جانہا ہمہ پیچیدہ در تار گیسوے

چو وصف شوخی آن جلوہ گر خواہم رقم سازم
تراشم خامہ را مد نگاہ چشم آہوے

من اشعارہ الہندی

دیکھ لے اسنگر محشر مین ترے ہوینگے ہم
خون ہمارا اپنے دامن سے اے قاتل چھڑا

ولہ
اسے ناصح عبث کرتا نصیحت ترش رو ہوکر
کہٹائی کا مجھے پرہیز ہے مت بیچ اچار اپنا

تجھے چلنے اور رونے میرے کیا ارے مطرب
بگاکر دیپک پنا اور لایا کر ملہار اپنا

پہ پیرت پاسکے کو خط پر حسن اب بس ہو چکا
کیون عبث کہستا ہے مونہ لوہے سے پارس ہو چکا

مو سفیدی نے میرا ہوش اڑایا عاجز
خبر مرگ کو لایا ہے یہ کاکا کوا

اداے گر ہماری بزم مین وو فتنہ ساز آوے
بجا کر مہر کا دف چرخ کہا کہا گرے زہرا

آئی بہار باغ مین پہولے ہین سب درخت
آلال پی کہ دل ہے تیرے غم سے لخت لخت

عاجز ہون شاہ ملک جنون میرے واسطے
سوج کلاہ و چتر فلک ہے زمین ہے تخت

غم بن اب تو دل مین لگی ہے کہٹ پٹ
انکہون سے اشک پل پل گرتے ہین لال ٹپ ٹپ

چمن مین جا کے وہ رنگین ادا جب مسکراتا ہے / گلون سے رنگ اڑ کر لال سا جنگل کو جاتا ہے

ہمارا اشک خونی یاد مین گلرو کے بہہ کر / نگہ کو رشتہ تسبیح یاقوتی بناتا ہے

سواری ہے جنون کے شاہ کی صحرا و وحشت مین / ارے دل کھولدے آ کے جلدی نشان اپنے

از مثنوی لال و گوہر مولفہٗ عاجز صاحب ترجمہ

الہی دے مجھے رنگین بیانی / عطا کر مجکو یاقوت معانی

سخن کے در کا مجکو جوہری کر / سخن سنجون کو میرا مشتری کر

سخن کا لال دے میری زبان کو / در معنی سے بہر دے بیان کو

جنون کے دشت کا بنکر بگولا / خرد کی راہ کو وحشت سے بہولا

سحر سے شام تک مانند خورشید / فلک کے فرق پر رکہہ پاے مالید

تردد کا قدم رکہتا ہے گن گن / نہوتا تہا کہین کوئی لحظہ ساکن

غزالونکی طرح سرگرم رم تہا / بیابان اُسکو گلزار ارم تہا

برنگ رنگ چلا جب راہ مین وہ / نظر مین اُسکے آیا دشت جانکاہ

کرون اس دشت کی کیونکر صفت کو / زبان پر کسطرح ڈالون نعت کو

وہان ہرگز نہ تہا پانی کا آثار / اجل کا کہیت تہا وہ دشت خونخوار

بیابان عدم کے تہا برابر / وہان تہا جہان عزرائیل کو ڈر

وہان کی ریت ہیرے کی کنی تہی / وہان کے کانٹے بہالونکی انی تہی

وہانکی گرد تہی پانونکی دارو / وہانکی خاک تہی دوزخ کی بالو

وہان کی باد تہی شوریدہ صرصر / وہانکی کنکری تہی مثل اخگر

بگولا تہا وہان دن رات قائم / وہان پہکر سدا آندہی تہی ہیم

لال ہے موسم گل سرخ کروا اپنا لباس
کہ کرین ہم بہی سخن رنگ سے بلبل کے پاس

جب سے اے رنگین ادا تیری رنگ گل مین نقش
تب سے بہری آہ کا ہے سینہ بلبل مین نقش

آتا ہے جان بر مین تو ہوتا ہے غم غلط
جانے سے آپکے سینہ مین ہوتا ہے غم و دم غلط

قاتل آتا ہے ہما آج خندان الحفیظ
ہم مین سر گذشتو نہین نمایان الحفیظ

ہجر کے راتون مین آیا درد میرے دلمین آہ
بیطرح آکر ملا مینا سے سندان الحفیظ

آئی بہار رنگ سے خوش ہے دماغ باغ
لیکر کہڑی ہے نرگس مخمور ایاغ باغ

عاجز بہی شمع آہ جلاتا ہے دشت مین
روشن اگر گلون سے ہوا ہے چراغ باغ

گلشن مین ہے بہا جیالا شوخ فیلسوف
شبنم کو مئی بناوین گلون کو بنا ظرف

جب نگ تیری لب سے مسی بہری نقاش
غنچون کے صدف مین کرے حل چاند کی کالک

اسیر عشق کو اسے نیکو تدبیر کیا لازم
جو خوش زلفونکا بندا ہے سے زنجیر کیا لازم

نچہوڑو ہم سے اپنے رام خاطر رام رام اپنا
تمہارے رام مین حق کی قسم اے شوخ ہندو ہم

اے سینہ چشم آو دل تیری نگہ کے یاد سے
بن گیا وحشی غزالون کی بہڑکنے کی قسم

باغبن اس لا ازرو کے آہ جب جاتے مین ہم
دل کے داغون کو گلون کے تازہ کرتے مین ہم

عشق سے خوش قامتون کے سبز پوشی کرسند
شہر کے بوٹے قبا پر اپنے چہواتے مین ہم

خوش قدون کے غم مین مرتا مون بنا و قمریو
خانہ تابوت میرا سرو کے شہتیر سین

خوش نگہ کی یاد مین ساغر کو جب گردان کرون
بے تکلف کرون مینا کو نرگسدان کرون

اس حنائی ہات کی تعریف خون دل سے لکہہ
ریشہ نخل قلم کو پنجہ مرجان کرون

عاشق وحشی کی گر تصویر کہینچا چاہیے
اوس کے پاؤن مین زنجیر کہینچا چاہیے

عرق جب اوس پری رو کے چہرہ پر نور سے ٹپکے
خجل ہو گل سے شبنم جیون لہو ناسور سے ٹپکے

سرفراز ہوے - اور آپکے فرزندان رشید سے میر ابوالفخر خان و میر نعمان خان
و میر احسن خان مین ہر ایک خدمت عمدہ پر مامور رہے عزت و آبرو
سے زندگی بسر کرتے ہین - عزت صاحب ترجمہ نیک سیرت درویش طینت تھے
دنیا و ما فیہا سے الگ بیٹھے تھے - موزون الطبع تھے - شعرگوئی سے طبیعت مناسب
تھی کبھی کبھی اشعار صوفیانہ موزون فرماتے تھے - آخر عمر مین برہان پور مین سکونت
پذیر تھے تقریبًا ۱۱۶۵ ہجری مین فوت ہوئے -

من اشعارہ الفارسی

در بروے احتیاج از خلق استغنائی دل — بستہ ام چندانکہ میگوید توکل واہ واہ

صبح و شام از گریۂ چشم تو طرح تازہ بست — کفر و ایمان را سر زلفت بیک انداز بست

با تو پیوستن بود از خود رمیدنہائے ما — پردۂ حسن تو گردیدہ ست دیدنہائے ما

تا کجا حرف نزاکت بمیان آرد کس — رگ جان تا نظر سوئے کمر رسد یکی است

صبح مست لالہ زار سفید و سیاہ و سرخ — چون چشم پرخمار سفید و سیاہ و سرخ

نیرنگ مکرزان جہان را زمن مپرس — دیدم ہزار بار سفید و سیاہ و سرخ

عاشقان را از فنا باشد عروجی در نظر — گرد باد خاک ما دارد تحمل در ہوا

مو بمو خط شعاعی شد — سایہ ات گرد آفتاب مرا

نصیب خاکساران ست از خود باخبر بودن — ز نقش پا بود ہر لحظہ ام آئینہ دیدن ہا

وا رم از بہر نثار تو دم چند بیا — جان نماندہ ست مرا اے بخدا زود بیا

روئے خوبت چراغان میکند آئینہ را — دود دلہا سنبلستان میکند آئینہ را

گر برائے راحت دل خوب میباشد وصال — بہر علو نام او بیتابی ہجران خوش است

عزت — میر عبد المنان

عزت تخلص - میر عبد المنان نام - تحفۃ الشعرا کے مولف نے لکہا کہ آپ میر
عبد الرحیم خان اندجانی دیوان بیوتات عالمگیری کے پوتے ہین صحیح النسب والحسب
شریف و نجیب ہین - آپ تعصب مذہب مین مشہور تہے - آپکے تعصب کی
ایک نقل مشہور ہے کہ جانور پرندہ مینا جو بزبان فصیح نام مبارک حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کا بولتی تہی - آپنے پرندبے زبان کی زبان کو قطع کر دیا - صاحب تحفۃ الشعرا نے
میر نعمان خان نبیرہ میر سے قطع زبان کی کیفیت دریافت کی - جواب پاکر جو کچہہ
عوام مین مشہور ہے غلط ہے اصل واقعہ یہہ ہے کہ مینا یا علی بولتی تہی - اسکو بقیمت
پانسو روپیہ خرید کئے - جب خرید کے گہر مین لائے - نام مبارک زبان سے نہین بولی
گنگ ہوگئی - مالک کو واپس کر دئے - کلیات طیبات مولفہ عنایت اللہ خان کشمیری
مین مرقوم ہے کہ عبد الرحیم خان ایک خنجر کمر مین رکہتا تہا - بادشاہ نے ایکروز خنجر کو
دیکہہ کے فرمایا کہ نہایت خوش وضع ہے عرض کیا خداوند نعمت ! اسکا نام اسکی
وضع سے زیادہ خوش ہے رافضی کش چونکہ بادشاہ بہی مذہب پرست تہا اکثر میر کا لفظ زبان پر
لاتا تہا - میر عبد المنان عزت صاحب ترجمہ دلی سے آصف جاہ بہادر کے ہمراہ
دکن مین آئے - جواہر خانہ و خلعت خانہ کی داروغگی پر مقرر ہوئے - اعلیحضرت
آپکو بہت چاہتے تہے - اکثر مصاحبت و تقرب مین بسر کرتے تہے - ایکروز ایک
معمولی بات پر ناخوش ہوکے نوکری سے دست بردار ہوے - تاج شاہی درویشی
سر پر رکہہ کے برہانپور آئے اور گوشہ نشین ہوگئے - عزیز الوجود و شریف السیر تہے
آپ کے مستعفی ہونیکے بعد آپکے فرزند بزرگ میر ابو الفخر خان والد ماجد کی خدمت پر

هیبت و لرزه اگر عام سازد در مثل ‌ ‌ ‌ جوهر آئینه از جوش طپش گردد جدا

تیغ او باشد ظفر شاهد آئینه رو ‌ ‌ ‌ می ستاند نقد جان دشمنانش رونما

گر گزیند فیض نور افزونی از اقبال او ‌ ‌ ‌ چون مه نو بدر آید روز و شب در ارتقا

شیشه شرع دیدهٔ خورشید را عینک شود ‌ ‌ ‌ مصحف عدلش تلاوت گر کند سیر سما

غنچه گوید زیر لب اسرار خلقش با نسیم ‌ ‌ ‌ هم صبا در باغ سازد شرح فیضش بر ملا

از سواد لشکر فیروزمندش سرمه وار ‌ ‌ ‌ چشم نصرت دیدهٔ اقبال میگیرد جلا

یک دم معجز طرازش هیچ عیسی در زمان ‌ ‌ ‌ زنده در آئینه سازد قالب تمثال را

از هراس احتساب شرع در ایام او ‌ ‌ ‌ جابجا اندر گلوی نی گره بندد نوا

در زمان ارتقایش کز رواج ورع و زهد ‌ ‌ ‌ زهره خواهد طیلسان مشتری سازد ردا

بسکه استعداد جرم اندر طبیعت ها نماند ‌ ‌ ‌ نشنود هم گوش شنوا صوت چنگ و نغمها

سالها گر در ثنا اشعار بنویسم هنوز ‌ ‌ ‌ شمه از شرح او صافش نیاید در ادا

ای طواف بارگاهت آرزوی جان و دل ‌ ‌ ‌ ای غبار آستانت چشم ما را توتیا

گرچه دورم لیک دوری یک روزی بیش نیست ‌ ‌ ‌ صبح شبنم بر زمین و چاشت با مهر سما

با وجود بعد از فیضت نباشم نا امید ‌ ‌ ‌ ذره روی زمین از مهر می یابد ضیا

تهمت دوریست لیکن آنچه می باشد بچشم ‌ ‌ ‌ روز و شب در خلوت آئینه دل کرده جا

تن در اینجا ساکن و جان را حریمت مرکز است ‌ ‌ ‌ کاه را باشد رجوع ای بسوی کهربا

ای عنایت چند این آرایش طول کلام ‌ ‌ ‌ زینت پای سخن گردان خلخال دعا

تا که باشد در چمن باد صبا نکهت رسان
سبز دارد گلشن اقبال تو فیض خدا

در فراقش عاشقان را اشک خون باید گریست
یاد لعل بے بہار ا پنجۂ مرجان خوش است

گل گریبان چاک می بینم مست عشق کیست
غنچہ می غلطد ز خود صہبا بدست عشق کیست

ہر سرو این گلستان آزاد بینوائیست
ہر خندۂ گل اینجا از چاک دل صدائیست

عنایت - میر عنایت اللہ جندی

عنایت تخلص - میر عنایت اللہ نام - جندی الاصل و ہندی الوطن ہیں - آپ صوفی مشرب و پاکیزہ مذہب تھے - فہم رسا و ذہن صفا سے موصوف حسن اخلاق و مروت میں معروف تھے - عالیجناب نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کے منسبداروں میں تھے - عالیجناب انکی ملاقات سے بہت محظوظ ہوتے تھے چندہا حضور کی ملازمت میں سرگرم رہے - آصفجاہ بہادر کے بعد نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کی صحبت و ملازمت میں بسر کرنے لگے - معرکۂ ارکاٹ میں شہید کے ہمرکاب تھے شہید کی شہادت کے بعد اس معرکہ میں جو درمیان ہمت خان افغان و ہدایت محی الدین مظفر جنگ واقع ہوا - ضرب بندوق سے ملک بقا کی طرف روانہ ہوئے - یہہ واقعہ ۱۱۶۴ھ ہجری میں حادث ہوا - آپکی طبیعت شعر و شاعری کے مناسب تھی - طبع رسا سے شعر خوب کہتے تھے - ایک قصیدہ آصفجاہ بہادر کی مدح میں پیش از ملاقات بہیجا تہا - گذارش کیا جاتا ہے -

ھو ھذا

اے کردار و سایۂ اتر ما صیت ظل ہما
دستش موج دریا آستان اوج سما

گر برد سرمایہ ابر از آب تیغ قدرتش
سینۂ خارا شگافد خنجر برگ گیا

وضعداری کا پابند اور وفاداری کا کاربند تہا۔ آپکے مزاج مین ظرافت و لطافت بیشمار تہی۔ آپ جس مجلس مین ہوتے تہے وہ مجلس لطائف و ظرائف سے رونق پاتی تہی۔ اہل مجلس کے دلون مین سرور کی کیفیت پیدا ہتی۔ آپ رونق محافل و زینت منازل تہے اب ہم آپکے اشعار مندرجۂ ذیل سے کتاب کو رونق دیتے مین تاکہ ناظرین کے دل کو سرور او آنکہون کو نور حاصل ہو

نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کی مدح مین کہتا ہے

می توان اے نظام الملک تسخیر جہان ۔۔ من غلامت دیدہ ام اقبال عالمگیر را
قدرت اقبال عیسی معجزت نازم کہ او ۔۔ می رہد مردہ قالب عدا دم شمشیر را
دشمن آتش بجان افتادہ ات در عرض حال ۔۔ یکنفس از شمع می خواہد لب تقدیر را
اے جواہرہای معجون نشاط روزگار ۔۔ می توانی شاد کردن عاقل دلگیر را

ولہ

ندارد حاصلے غیر از ندامت حرف سازیہا ۔۔ زبان شمع آخر خاک لیسد از درازیہا
چراغ خانۂ آئینہ روشن زخاکستر ۔۔ تو ہم اے بیخبر یکبار آتش زن بسامانہا
کلید و قفل چون دیدم زیک آہن بتقنیم شد ۔۔ کہ از اسباب کشائش در گرہ وازند مشکلہا
پئے تحصیل روزی ہرزہ می تازی نمیدانی ۔۔ کہ گندم را سفید از انتظارت گشت شرمگاہا
بامن چو اتفاق نباشد زمانہ را ۔۔ در خوشہ آسیا ندہد رنج دانہ را
تا دہد از ساز عیش رفتہ را آوازہا ۔۔ تکلف برطرف لالی چہ سامان کمی دارد
ندارد چہرہ ام رنگے ز جوش ناتوانیہا ۔۔ چو گل تاراج چیدن رفتہ ام در توجوانیہا

ولہ

بر کش ساقیا گیسوئے عنبرفام را ۔۔ سایۂ انگور باید آفتاب جام را
سنوارا ان یک قلم از زیر دستان قائمہا ۔۔ نیست جز دیوار عاقل تکیہ گاہے بام را

عاقل - محمد عاقل دہلوی

عاقل تخلص - محمد عاقل نام - صاحب تحفۃ الشعرا نے لکہا کہ دانشمند خان خطاب ہے اور لچہمی نرائن شفیق اورنگ آبادی گلِ رعنا مین لکہتے ہین کہ ہنرور خان خطاب تہا آپکا مولد و منشا شہر دلی ہے - نشو و نما کے بعد دلی کے علما و فضلا سے کتب درسیہ علوم حکمیہ ختم کین - فارغ التحصیل ہوکر بادشاہی منصب سے سرفراز ہوئے عالمگیری زمانہ تہا علما و فضلا کی بڑی ترقی تہی - اسی زمانہ مین آپ بندگانعالی نواب آصف جاہ سے ملے - بندگانعالی جو جوہر شناس قدردان ہنر تہے - آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی - اور حضور مین رکہا - عاقل حضور کے ہمرکاب رہتے تہے - بزم و رزم مین ہم صحبت - آپکی مداحی مین صرف اوقات فرماتے تہے جب بندگانعالی آخر زمانہ عالمگیری مین بیجاپور کے صوبہ دار ہوکر دکن مین آئے تب عاقل بہی ہمرکاب تہے - اکثر خلوت و جلوت مین باریاب ہوتے تہے - پہر بندگانعالی آصفجاہ فرخ سیر بادشاہ کی سنہ اول جلوسی مطابق سنہ ۱۱۲۴ ہجری مین اورنگ آباد کے صوبہ دار ہوکے دلی سے اورنگ آباد آئے عاقل بہی ہمراہ تہے - بندگانعالی کی جاگیرات جو ہندوستان مین تہین اُن کے محاصل کا خزانہ دلی ہی مین رکہتے تہے - اور جاگیرات کے مداخل و مخارج کا دفتر بہی وہین رہتا تہا بندگانعالی نے عاقل کو خزانہ کا داروغہ مقرر کرکے اورنگ آباد سے دلی روانہ فرمایا - عاقل نہایت خوشی سے وطن مالوفہ روانہ ہوئے مدت تک اُسی خدمت پر مامور رہے - پہر دلی سے دکن مین آئے فراشخانہ اور خزانہ کا کام آپکے تفویض ہوا - آخر سرکار نظام سے رخصت لیکر وطن مالوفہ روانہ ہوئے - وہین بعارضہ طبعی سنہ ۱۱۹۵ ہجری یا بقول سنہ ۱۱۳۰ ہجری مین فوت ہوئے عاقل سخنور کامل ہنرور فاضل تہا - مضامین تازہ کا موجد و معانی خوش انداز کا مجدد تہا

راہ کدام فطرت و رسم کدام ہوش ہست	وله	صد در دسر خریدن از منصب نزاری
چو راہب بہ تبخانہ بیدار بودن	وله	ازان بہ کہ در کعبہ خوابیدہ باشی
جہان لبریز حسنِ اوست دیدمی باید	وله	بہر سو ماہ کنعان ہست چشم تماشائی

عرشی ۔ مولوی محمد فضل رب تاجپوری

عرشی تخلص ۔ ابو القاسم کنیت ۔ محمد فضل رب نام ۔ آپ حکیم مولوی امام علی صاحب کے خلف الصدق ہین ۔ آپکا مولد و منشا تاجپور ضلع اعظم گڈھ ہے ۔ آپنے وطن مالوفہ مین تربیت و پرورش پائی ۔ سن شعور کے بعد علما و فضلا کی خدمت مین کتب فارسیہ و عربیہ کی تحصیل کین ۔ ہمعصرون مین لائق و فائق ہوئے ۔ طبیعت مین موزونیت و جولانی خداداد تھی ۔ چستی و چالاکی از حد زیادہ تھی ۔ شعرگوئی کا شوق دلمین موجزن اور سخن سنجی کا ذوق شعلہ زن ہوا ۔ طبیعت والا و فکر رسا کے زور سے کلام موزون کرنے لگے کلام سنجیدہ و پسندیدہ ہونے لگا ۔ ہمکو آپ کے تلمذ کا حال معلوم نہین ہوا ۔ مین خیال کرتا ہون کہ آپکو مصداق الشعرا تلامذۃ الرحمن واجب تعالی کے فیضان غیبی سے تلمذ حاصل ہے ۔ آپکا کلام صنایع و بدایع کے ترصیع سے مرصع اور اقسام اقسام کے توافی و تلازم شعریہ سے مسجع ہوتا ہے ۔ نازکخیالی و شیرین بیانی سے آراستہ ۔ ادا ہاے رنگین و شگفتہ معانی سے پیراستہ ہوتا ہے ۔ ہر ایک شعر نزاکت و لطافت مین ڈوبا ہوا اور ہر ایک مصرع فصاحت و بلاغت مین تولا ہوا نظر آتا ہے ۔ کثرت خوبی سے ہر ایک فقرہ بزبان حال انا الشرق ۔ اور ہر ایک کلمہ انا البرق کہہ رہا ہے ۔ آپکا کلام اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ بمقابلۂ متاخرین ہند کے قاآنی اور بموازنہ متقدمین ہند کے خاقانی ہین

وله

نباشی بیخبر از فرصت ساغر زدن اینجا — که نرگس میکشد پیمانه در جیب کفن اینجا

وله

شهید لعل شیرینی کسی گردیده ام غافل — هما چون نیشکر خواهد مکیدن استخوانم را

وله

بمکتوبی که شرح دیدهٔ خونبار بنویسم — سر شنگرف خامه ام گلگون کند رنگ سیاهی را

وله

ناتوانی بسکه دارد طایر آزاد ما — دام خالی می برد از صید ما صیاد ما

آب و رنگ انتخاب ما تماشا کردنیست — نرگسستان است گلزار سخن از صاد ما

وله

جهان شبنمکده در دست آسایش گردید اینجا — بقدر سخت جانی هر کسی در خون طپیدن اینجا

وله

با ضعیفم بر سر برگشتن ای فلک گر ساعتی — همچو مژگان گرد چشم یار گردانی مرا

وله

از تمنا جان بلب نزدیک شد — گر رسد تا صد زکویش دور نیست

وله

هیچکس یارب اسیر جذبهٔ الفت مباد — مرغ دست آموز در پرواز هم آزاد نیست

وله

بی رنج محال است بفردوس رسیدن — همواری ره گلشن کشمیر ندارد

بروز ابر که صهبا لازم طاعت نمی خواهد — خدا در کارسازیها زکس رشوت نمیخواهد

نوبهار آمد حریفان ساغر صهبا زنید — خنده بر وضع جهان از گریهٔ مینا زنید

د جد می کرد نقطه بر سر کاغذ چو سپند — یاد چون گرمی یاران چه قدرها می کرد

آئینه دو چار خویش گردی — از حیرت ما مکن فراموش

عشق ورزیدم و دل وقف ندامت کردم — شیشه میکش سنگ ملامت کردم

عالمی را بنماز خم ابرو خواندم — من باین قبلهٔ کج طرفه امامت کردم

سرمه بودم ناله گشتم نکهت گلها شدم — عشق میداند به نیرنگی که من سوا شدم

چیست مطلب از گدازم کوزه ساز عشق را — سنگ بودم آب گشتم سوختم مینا شدم

سالها از بهر دنیا حلقهٔ هر در زدم — پشت پا جائی که باید زد ز غفلت بر زدم

باریاب تھے اُسوقت آپکی شاعری کی بابت تذکرہ شروع ہوا معترض نے وہی اپنی ہٹ دہرمی
شروع کی۔ اور یہہ کہا کہ اگر آپ فی البدیہہ چند اشعار ہمارے خواہش کے موافق سنگلاخ
زمین مین کہدین تو ہم اپنے اعتراضات و طعن سے اعراض کرینگے اور آپکی واقعی لیاقت
و استعداد کا اقرار۔ آپنے نہایت خوشی سے اس امر کو منظور کیا۔ اور معترض صاحب کیطرح
پر اُسیوقت چند اشعار فی البدیہہ کہدئے۔ نواب صاحب اور اہل مجلس آپکی استعداد کے
قائل ہوے اور معترض صاحب پژمردہ خاطر۔ نواب صاحب نے معترض صاحب سے مخاطب ہو کے
کہا فرمائیے اب آپ کیا کہتے ہین۔ معترض صاحب نے جب نہایت ندامت کے ساتھہ آہستہ
لب سے کہا کہ اس شخص کی واقعی لیاقت اس کلام کے لائق نہین ضرور کوئی بیاض قدیمہ انکے
پاس ہوگی۔ افسوس معترض نے آپکے معاملہ مین بڑی بے انصافی کی۔ صریحًا معترض کی زیادتی
معلوم ہوتی ہے۔ اب اس مقام پر فقیر مولف انصافًا گزارش کرتا ہے کہ معترض کا اعتراض اسقسم کا
تھا کہ لا اصل لہ کیونکہ متقدمین مین دو عرشی گذرے ہین اُن دونون کا کلام میرے پاس
موجود ہے۔ جناب عرشی صاحب ترجمہ۔ اور ایک عرشی متقدم کے کلام مین اسقدر فرق
ہے کہ عرش و فرش مین۔ ؎ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ متقدمین اور آپکی
طرز مین زمین و آسمان کا فرق ہے ؎ ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است۔ آپ اکثر قصائد
سنگلاخ زمین کہتے ہین۔ ترصیع و تسجیع کا زیادہ لحاظ فرماتے ہین۔ متقدمین کے کلام مین
یہہ صفت نہین ہے۔ میرا ارادہ تھا کہ متقدمین کے چند اشعار اس مقام مین نقل کرون
تاکہ ہمارے کلام کی پوری پوری تصدیق ہو جائے لیکن افسوس کہ متقدمین کے دیوان
موسی ندی کی طغیانی مین نذر سیلاب ہوگئے۔ اسوجہ سے معذور ہون۔ جناب عرشی صاحب ترجمہ
انہین موانع و عوائق کیوجہہ سے چند مدت پریشان و پراگندہ حال ہے۔ مگر آپ مستقل مزاج

آپنے الفاظ و معانی مین باہم ایسا جوڑ لایا کہ ناظرین اُسکو لج مرصع تصور کرتے ہین
فقرات کی نشست و معانی کی بندش ایسے ڈہنگ سے بٹہائی کہ شائقین اُسکو تاج مرصع کا
طرۂ خیال کرتے ہین - آپکو اگر فخر شعرائے ہند و طوطی دکن کہین تو روا ہے . آپ خوش خلق
و نیک طینت ہین صاحب مروت و پسندیدہ سیرت ہین - یاران ہم مشرب و ہم مذاق سے
نہایت محبت و اشفاق سے ملتے ہین - ظریف الطبع و لطیف المزاج ہین - خوش تحریر
و خوش تقریر ہین - جس مجلس مین آپ ہوتے ہین سب اہل مجلس آپکو رونق مجلس سمجہتے ہین -
حاضرین مجلس آپکی تقریر دلپذیر سے مزہ و لطف اٹہاتے ہین - مولف فقیر کو بہی آپ سے
نیاز ہے کبہی کبہی مولوی مہدیعلیخان المخاطب نواب محسن الملک بہادر کے دولتخانہ پر ملاقات
ہوئی ہے مگر آپنے سرسری ملاقات مین ایسا ثابت کر دیا گویا ہمارے مدتون کے رفیق
ہین - چند مدت تک ٹانک ریاست گوالیار مین مقیم رہے - مہاراجہ کے صاحبزادے کے
اوب آموز تہے - بڑی عزت و آبرو تہی مگر آپکو اوب آموزی سے نہایت نفرت تہی
کیونکہ آپکا مزاج آزادگی پسند قید و تعلق سے دور رہنا چاہتا تہا - خود ہی وہانکا تعلق چہوڑکر
نواب لائق علیخان مختار الملک ثانی کے زمانہ مین حیدرآباد دکن مین وارد ہوئے - اکثر
قصائد حضور و مدار المہام کی شان مین لکہے - فائز المرام نہین ہوئے - اسیطرح بیکاری
و انتظاری مین بسر کرتے رہے - طرفہ یہہ ہوا کہ یہان بعض نے غلطی یا شاعرانہ تعاقب
کی وجہ سے آپکو مطعون کیا کہ آپ جو کچہہ کہتے ہین یہہ آپکا طبعزاد نہین ہے شاید متقدمین
مین جواس تخلص کا شاعر نامی گرامی گذرا ہے اُسکا دیوان آپکے ہاتہہ آگیا ہے - آپ
یہہ جوہر افشانی اُسی گنجینہ کی بدولت کرتے ہین - آپ بہی معترض کے اعتراض و طعن سے
واقف ہوئے - ایکروز حسن اتفاق سے آپ مدار المہام کے سلام کیلئے گئے - معترض بہی دربار مین

بکاشانش فلک تابان گر قندیل خورشیدی	بایوانش قمر روشنگر مصباح عرفانی
بدرگاہش قضا بفرست حشمت را بجاروبی	بفرگاہش قدر بنشاند دولت را بدربانی
کیاست را بفکرت ذوق تا لیدن بغواصی	فطانت را بذانت شوق تا ریدن بنیسانی

من اشعارہ الہندی

خون بار ہو گی چشم کفن ہوگا خون مین تر	پہچانا نا عدم مین مجھے اس نشان سے
مین اور نوید وصل فلک اور امید مہر	قاصد تری تو باتین ہین وہم و گمان سے

عاقل - سید محمد سلطان دہلوی

عاقل تخلص - سید محمد سلطان نام - آپکے بزرگون کا اصلی وطن بریسٹ ضلع بارہ تہا - لیکن آپکے جد اعلی وطن سے دلّی مین چلے آئے اور اسی شہر مین سکونت اختیار کرلی - آپکی ولادت دلّی مین واقع ہوئی - نشو و نما بہی اسی شہر فیض بہر کی آب و ہوا مین ہوا - سن شعور کے بعد فضلاء وقت کی خدمت مین کتب درسیہ فارسی سے فراغت حاصل کی اور عربی مین نحو و صرف کے چند رسالے پڑہ لئے - پہر آپکے دلمین شعرگوئی کا ولولہ پیدا ہوا - مرزا اسد اللہ خان غالب کی خدمت مین حاضر ہونے لگے اور اپنے کلام طبعزاد کو استاد کی خدمت مین پیش کرنے لگے - استاد آپکی طبیعت کی جولانی اور کلام کی بندش دیکہکر خوش ہوتے تہے - اور فرماتے تہے کہ یہ ہونہار ہے - استاد کی اصلاح سے خوب کہنے لگے - اور کلام مین بہی پختگی نظر آنے لگی - آپ جو کچہہ کہتے تہے نہایت درست و سنجیدہ ہوتا تہا - اور ہر ایک فقرہ ملاحت و نزاکت مین ڈوبا ہوا ہوتا تہا - آپ چند روز کے بعد دلّی سے بنارس آئے - اور شہر مین فروکش ہوئے

و ثابت قدم تھے۔ اپنے استقلال و ثبات مین ذرا بھی جنبش نہین کی۔ نہایت ہشاش بشاش رہے۔ یاران ہم مشرب کے جلسون مین شریک ہوتے تھے۔ کبھی کسی دوست و رفیق سے شکایت نہین کی اور نہ اپنی حالت بیان کی۔ جبل المتین صبر کو ہاتھہ مین تھامے ہوے خدا پر توکل کئے ہوئے تھے۔ کہ اُسی صبر و توکل کی برکت سے بندگان عالی حضور پرنور نے نہایت قدردانی سے آپکے لئے بقدر ما یحتاج ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار کا منصب مقرر کر دیا بہر حال عدم مطلق سے بہتر تہا۔ مگر آپکی فیاضی و سیر چشمی کے لحاظ سے خاص اس شہر مین یہ مقدار آپ کے لئے کافی نہین تہی۔ آپ اسی وظیفہ پر شاکر و قانع رہے۔ آپکی عمر تخمیناً پچاس برس کی تہی۔ آخر آپنے تقریباً سنہ ۱۳۰۹ ہجری مین اس دار نا پائیدار سے بمقام بقا رحلت کی۔ قالوا انا للہ و انا الیہ راجعون۔ فقیر مولف کو سنہ وفات مین شک معلوم تہا اسلئے تخمین و قیاس سے لکہا گیا

من اشعارہ الفارسی

مدح مین نواب سعادتعلیخان منیر الملک مرحوم کے

بدشت دیگرے از رزم کوے دیگرے نازم
ملک چہرہ فلک قدر و قدر قدرت قضا صولت
ملک بخت و فلک تخت و کرم پاش و صبا ہر سب
تہمتن تن سکندر در موید غضنفر فر
شقائق خود عائق دان سحاب جود مطلع دان
ملک گو ہر فلک منظر قباد افسر منیر الملک
زہے با موکبش نصرت علمدار جہانگیری

بمدح سروری سازم ہان مدح نورانی
طلبہا عیسیٔ ثانی بعارض ماہ کنعانی
جہان بخش و جہاندار و جہانگیر و جہانبانی
بفر و قدر سلجوقی بہ بوق و توق سامانی
بمیدان رستم دستان بحکمت رشک لقمانی
کہ بر خوانش کند خورشید گردون کاسہ گردانی
خہے با پرچمش شوکت نشان دار جہانبانی

ملتے تھے - خدا اُن کو غریق رحمت کرے - آپکا ایک خلف بصدق فرخ سلطان متخلص بہ کامل یادگار موجود ہے - چند مدت مدرسۂ اعزہ مین تعلیم پایا - بمصداق الولد سر لابیہ ہونہار نظر آتا تھا - خدا اُسکی عمر دراز کرے - چند مدت نواب خانخانان بہادر نظام یار جنگ بہادر نے فرخ کی سرپرستی فرماتے رہے - اپنی سرکار خاص سے کسیقدر ماہوار عنایت کرتے رہے - امید ہوتی تھی کہ یہہ لڑکا نواب صاحب کی عنایت سے لائق وفائق ہو جائیگا - فی الحال مجھے معلوم نہین کہ فرخ سلطان کہان ہے - جہان ہو خدا اُسکو خوش و خورم رکھے -

من اشعاره الہندی

اِک ہاتھہ مین تیغ ایک مین دامن ہے قبا کا
اے شمع یہان مشق گدازش کی ہے گرمی
گر اک نگہ مہر کرے سب عیب ڈہکین گے
آندہی مین کہا کا غذ تصویر جلا کر
موت آئی عجب حال مین بیمار کو تیرے
وقعہ ملا نہ ہمکو گنہ کے حساب کا
ٹپکے پسینہ بنکے گنہ بال بال سے
منظور ہے فنا کو جو مشق مصوری
کچھ حسرتین بہی گریہ کنان ساتہہ ساتہہ تہین

ولہ

آنا کوئی دیکھے صنم ہوش ربا کا
شعلہ مرے سر کا ہوا کانٹا کف پا کا
دامان نظر تیرا کفن ہے شہدا کا
اس شکل سے ظالم نے اُڑایا مرا خاکا
شکوہ نہ کیا زیست کا نے شکر قضا کا
گذرا ہے کیسے جلد زمانہ شباب کا
جان ہے فشار زمین کے عذاب کا
بنتا بگڑ بگڑ کے ہے نقشہ حباب کا
دیکھا جنازہ عاقل خانہ خراب کا

عزلت - میر عبد الولی

عزلت تخلص - عبد الولی نام - آپ مولوی سعد اللہ صدیقی کے فرزند ہین

بنارس مین آپکے اکثر عزیز و اقارب سکونت پذیر تھے اور آپکے حسب و نسب سے
واقف تھے۔ نجیب الطرفین تھے۔ نواب جان محمد علیخان بہادر و نواب نجف علیخان
بہادر سے قرابت تھی۔ بنارس مین میر زبیر حسین مرحوم مہنکیت سفیدپوش کی دختر
نیک اختر سے شادی کرلی۔ مدت تک بنارس مین رہے طبیعت مین شعرگوئی کا مذاق
تھا یہان اُس فن کی طرف خوب ہی توجہ کی اور صاحب عالم مرزا قادر بخش صابر کے
شاگرد ہوئے۔ چند مدت مین رفتہ رفتہ درجۂ اُستادی کو پہنچے سنہ ۱۳ھ ہجری مین حیدرآباد
دکن مین آئے اور یہان ایک اخبار آصفی شایع کیا۔ آپکی طبیعت مین شوخی و چستی
موجزن تھی چالاکی و بیباکی نعرہ زن تھی۔ ہمدردئ قوم و خلائق کی خیرخواہی مین
ہمہ تن مصروف تھے۔ خوش اخلاقی و انسانیت مین معروف تھے۔ آپکی ہمدردی خیرخواہی
کی تصدیق اخبار آصفی کے آرٹیکلون سے ہوتی ہے ملاحظہ کیجئے۔ پھر آپنے نواب نظام یار جنگ
بہادر خانخانان کے فرمانے سے مطبع آصفی کو ترک کیا۔ اور آپکی سرکار مین معتمدی کے
عہدے پر ممتاز ہوئے۔ چند روز تک خوب کام کرتے رہے۔ تھوڑے ہی دن نہین گذرے
کہ نواب صاحب نے پھر از سر نو تغیر و تبدل فرمایا۔ محمد سلطان عاقل سے معتمدی کا کام لے لیا
معتمد سابق جناب مولوی علی حسن صاحب بلگرامی کو بدستور بحال برقرار فرمایا۔ اور عاقل
کے لئے بھی منصب معقول مقرر کردیا۔ عاقل متردد ہونے لگے۔ کیونکہ کام کے آدمی تھے
ان کے لئے بیکاری عذاب جان تھی۔ پھر اخبار کے چلانیکی فکر مین ہوئے۔ اسے اثنا مین
عارضہ وبا مین مبتلا ہوئے سنہ ۱۳۰۹ھ یا سنہ ۱۳۱۱ھ ہجری مین بہشت برین
روانہ ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ وفات کیوقت آپکی عمر قریب چالیس برس کی
تھی۔ مولف حقیر کو بھی آپ سے نیاز تھا۔ جب ملتے تھے نہایت حسن اخلاق سے

اس فن کے اُستادون نے آپکی اُستادی تسلیم کی۔ اور آپکا نام ادب کے ساتہہ زبان سے
لینے لگے۔ آپ نہایت ہی خوش الحان تہے۔ جسوقت مجلس عاشورہ مین روضہ خوانی لحن
داؤدی سے فرماتے تب اکثر مجلس کو رُلاتے تہے۔ اور وحوش و حواس سے بیحس و حرکت کرتے تہے
فن قرارت کے بہی عالم و قاری تہے۔ قرآن شریف خوش الحانی کے ساتہہ پڑہتے تہے
سامعین کو حظ و لطف حاصل ہوتا تہا۔ نہایت سرور سے وجد و حال کی کیفیت نمایان
ہوتی تہی۔ حافظہ کیا تہا غضب تہا۔ جو کچہہ یاد تہا سینہ مین محفوظ تہا۔ سینہ کیا تہا لوح
محفوظ کا نمونہ تہا۔ جوہر بے بہا کا گنجینہ۔ ہزارہا اشعار و شواہد و نظائر و امثال نوک زبان
اور آپ تاریخ مین ماہر کامل تہے۔ واقعات سلف و خلف سے پورے واقف تہے۔ خوش
تقریر و خوش تحریر۔ لئیق و خلیق۔ کریم و رحیم۔ پابند رضا و تسلیم تہے۔ راہ مستقیم کے
رہبر۔ بندہ نواز و غریب پرور تہے۔ زندہ دل و روشن ضمیر۔ فقیر بے نظیر تہے۔ درویش دوست و
درویش مشرب۔ و پاکیزہ سیرت پاکیزہ مذہب تہے۔ صلح کل کے جویا۔ امر حق کے گویا تہے
محبت و ہمدردی کے نور چشم۔ دلدہی و دلجوئی کے لخت جگر۔ سراپا اخلاق و اشفاق
تہے۔ بانی اتحاد و اتفاق تہے۔ دوئی سے دور۔ خودی سے نفور تہے۔ ذی عزت
و ذی شعور صاحب مروت و غیور تہے۔ اور آپ فن مصوری مین بہی کامل تہے
بہزاد و مانی سے فاضل۔ خلائق نے آپکو دیکہا اور بہزاد مانی کو سنا۔ ع شنیدہ کی
بود مانند دیدہ۔ تصویر کشی مین وہ وہ خوبیان ایجاد کین کہ موجد کہلائے۔ اور رنگ
و روغن مین ایسی ایسی صفائیان دکہلائے کہ مجدد ہوئے۔ آپ کی قلمی تصویر کے
مقابلہ مین عکسی تصویر کی کچہہ وقعت نہین تہی۔ عوام الناس آپکی قلمی تصویر کو عکسی
کہتے تہے اور عکسی کو قلمی خیال کرتے تہے۔ اس فن مین آپ متقدمین سے بڑہ گئے

آپکی ولادت ۱۱۴۰ھ ہجری مین مقام سلوان ضلع سورت مین واقع ہوئی نشو ونما بہی وطن مین ہوا۔ آپنے علوم معقول و منقول کے کتب درسیہ والد ماجد کی خدمت مین ختم کین۔ اسوقت آپکی عمر اُنیس برس کی تہی شباب کا عالم تہا سیاحت و سیر کا شوق دلمین موجزن ہوا۔ تحصیل کے بعد ہندمین سفر کیا۔ دلی وعظیم آباد و اکبرآباد وغیرہ شہرون مین مدت تک سیر کرتے رہے ہر ایک شہر کے علما کے جلسون مین شریک ہوتے رہے۔ آپکو تدریس کا زیادہ شوق تہا۔ طلبہ کو پڑہاتے تہے۔ آپکو کتب درسیات مین کامل مہارت تہی۔ پڑہاتے پڑہاتے خوب منجہ گئے تہے خاص کرکے فن معقول مین آپکی استعداد و لیاقت اسقدر تہی کہ علما آپکو ارسطو کہتے تہے۔ اور آپ بہی ادعا فرماتے تہے۔ کہ اگر دنیا سے موجودہ کتب معقول مفقود ہو جائین تو مین ازسرنو موجود کر سکتا ہون۔ شاعری مین بہی آپکو ایسا ہی عبور تہا۔ طبیعت مین تیزی و چالاکی خداداد تہی۔ موزون الطبع تہے اولاً آپنے فارسی مین طبع آزمائی شروع کی چند روز مین خوب کہنے لگے۔ رفتہ رفتہ درجہ اُستادی کو پہنچے۔ پہر جوش فطرت و زور قوت سے ریختہ کی طرف توجہ کی آہستہ آہستہ اُس مین بہی ایسی ترقی کی کہ اُستاد کے لقب سے ملقب ہوئے۔ ریختہ مین مطالب شستہ و مضامین برجستہ لکہے۔ الفاظ پاکیزہ و معانی تازہ مین ایسا جوڑ ملایا۔ گویا طلائی زیور پر جڑاؤ کیا۔ رنگینی بیان کا ایسا رنگ کہلایا کہ سامعین و ناظرین کو رنگین بنادیا۔ ریختہ ہی پر نہین ٹہیرا بلکہ اور آگے قدم بڑہایا۔ یعنے دوہے کبت جہولنے وسوال وجواب دبارہ ماسی و مکریان و پہیلیان وغیرہ بہی [illegible] کئے مین۔ امیر خسرو کی طرح یہہ تمام چیزین عمدہ طرح سے لکہی ہین۔ امیر خسرو طوطی ہند تہے۔ آپ کو طوطی دکن کہنا چاہئے۔ علم موسیقی مین بہی بڑی دستگاہ رکہتے تہے۔ ساز و قانون و سرود و ارغنون کے دقائق و رموز کے ماہر تہے۔ زیر و بم و تال و سُر عمدہ طرح سے ملاتے تہے

ظاہر میں باہمدیگر معاصرین چوٹین کرتے تھے مگر باطن مین پاک و صاف ہوتے تھے جلسوئین مزے مزے کی باتین ہوتی تھین۔ ہمشربون مین مذاق و لطف کے چرچے ہوتے تھے۔ افسوس وہ کیا زمانہ تھا اور وہ کیا بزرگ تھے۔ اب وہ بزرگ مین نہ بزرگی۔ نہ وہ زندہ دل مین نہ وہ زندگی۔ نہ وہ لطف جام مین ہے نہ شراب مین نہ وہ مزہ گزک مین ہے نہ کباب مین۔ نہ وہ مستی راگ مین ہے نہ رباب مین نہ وہ خوبی سوال مین ہے نہ جواب مین۔ فی زمانا شعرا و علما مین مناظرہ کیا ہے۔ مکابرہ ہے ایک دوسرے کی ذلت و خواری مین کوشش کرتا ہے۔ دوسرا مرد مقابل بنکے اسکی عزت ریزی و اہانت مین پیروی کرتا ہے۔ مناظرہ سے جو غرض ہوتی ہے اُس سے کوسون دور رہتے ہین۔ عمداً لم و لانسلم مین باہم جھگڑا و فساد کرتے۔ کوئی حق بات کا اقرار نہین کرتا۔ اور انصافانہ داد نہین دیتا ہے۔ اس ظالمانہ خیالات فاسدہ سے خراب و تباہ ہوتے ہین۔ جہل مرکب کے دلدل مین پھنسے رہتے ہین۔ اسوقت ایسا زمانہ ہے کہ سیکڑون مین ایک دو بزرگ قدما کی شان مین نظر آجاتا ہے۔

آپکے معاصرین شعرائے ذیل تھے

سراج الدین علیخان آرزو۔ و میر غلام علی آزاد بلگرامی۔ و ناصر علی سرہندی۔ و لچھمی نراین شفیق اورنگ آبادی و میر نقد علیخان ایجاد حیدرآبادی۔ و عبدالقادر صاحب سامی اورنگ آبادی۔ عبدالحکیم حاکم۔ و نورالعین واقف وغیرہم۔

میر غلام علی آزاد نے سرو آزاد مین لکھا کہ مین عزلت سے بندر سورت مین ملا۔ لائق شخص خوش صحبت ہے موسیقی خوب جانتا ہے۔ مشارالیہ کو شاہجہان آباد کی سیر کا شوق پیدا ہوا۔ بندر سورت سے روانہ ہوا مسافت بعیدہ طے کرنیکے بعد بیسوین تاریخ ماہ جمادی الاول

[illegible] مناظرہ میں جو سبقت ہوئے تھے۔ ... شعرا کے کلام پر حرف گیری و نکتہ چینی کرتے تھے۔ چنانچہ ایک وقت آزاد بلگرامی و ناصر علی سرہندی و عارف وغیرہ پر اعتراض کیا تھا۔ ہر ایک نے جواب دندان شکن دیا تھا۔ تب عزلت گوشۂ سکوت میں عزلت نشین ہوا۔ بعض نے لکھا کہ آپ مناظرہ میں جسقدر تھے اُس سے زیادہ کے مدعی تھے۔ اکثر ہمعصر شعرا کے کلام پر حرف گیری و نکتہ چینی کرتے تھے۔ معاصرین بھی آپ سے کم نہ تھے۔ جواب ترکی بترکی دیتے تھے۔ آخر عزلت گوشۂ سکوت میں ساکت رہتے تھے۔ چنانچہ بھی اُن شفیق اورنگ آبادی ایک شعر سہرۂ گل کے بیان میں لکھا ؎

ہلال عید خم بر سر کوئے تو می آید
کتان پر چہ رنازم کہ بر روئے تو می آید

مولوی عبد الولی عزلت نے اعتراض کیا کہ کتان کو ہلال سے کچھ نسبت نہیں ہے بلکہ ماہ سے ہے پرچہ کتان سے نہیں ہوتا۔ شفیق نے جناب استاد میر آزاد کی خدمت میں عرضی بھیجی اور عزلت کا اعتراض لکھا میر صاحب نے میرزا محمد علی دانا ابن ملا محمد سعید اشرف مازندرانی کا شعر لکھا ؎

مہت چو بدر شود با دلم چہ خواہد کرد
ہلال یکشبہ ابروت کتانم سوخت

اور مرزا مبارک اللہ واضح کا بھی شعر رقم فرمایا ؎

مہ نو قبلہ چاک کتان چون شد عجب مشو د
لب زخم دلم از دور بوسد رکابش را

ان اہل زبان کے کلام سے ثابت ہوا کہ کتان کو ہلال سے نسبت ہے۔ روم و عرب میں کتان کے برقعہ کا عام استعمال ہے اور کتان روم میں بنتا ہے اور وہان سے دوسرے ملکون میں جاتا ہے۔ اور دوسرے ملک والے اسکی حقیقت سے واقف نہین مین

لکھا ہے کہ آپ امامیہ مذہب تھے۔ نہیں معلوم آپکو کس وجہ سے امامیہ لکھا کیونکہ آپکے والد ماجد مولوی سعد اللہ سورتی سنی متعصب تھے۔ عالمگیر بادشاہ آپکی بڑی قدر کرتا تھا عالمگیر کے اکثر خطوط مولوی صاحب کے نام سے ہیں۔ اور آپ بھی بانی طریقہ پرسنی المذہب تھے۔ اور آخر عمر میں شاہ عبد الشکور گجراتی کے خاندان میں طریقہ قادریہ میں مرید ہوئے تھے مرید ہونے سے یقین ہوتا ہے کہ آپ سنی المذہب تھے۔ آپکی نسبت امامیہ تصور کرنا خطا ہے کیونکہ امامیہ قادریہ باہم مخالف ہیں دو متضادین کا ایک مقام میں جمع ہونا ممکن نہیں دونو فریق کا باہم مخالفت کرنا عقلاً و تہذیباً انسانیت کے خلاف ہے ہم سب اہل قبلہ ہیں وجود واجب و رسالت کے مصدق ہیں اور سب قرآن مجید کو کلام الٰہی مانتے ہیں پس سب کو چاہئے کہ بایکدیگر مثل شیر و شکر رہیں کوئی کسیکو برا نہ کہے جہانتک ہو سکے بھلائی کرے۔ آپ اہل بیت کے مداح تھے اور ان کے فضائل میں اسقدر مبالغہ کرتے تھے کہ بعض کے نزدیک امامیہ مشہور ہو گئے۔ آپنے بحیثیت درویشی جو کچھ لکھا یا کہا ٹھیک و درست ہے مگر بحیثیت مذہب ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا مناسب نہیں

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است ✦

صاحب مشکوۃ النبوۃ نے لکھا ہے کہ آپ کی نعش مبارک میر مومن کے دائرے میں مدفون ہوئی۔ اس دائرے میں تمام امامیہ فرقہ کے ہی لوگ مدفون ہوتے ہیں انتہی کلامہ۔ میرے نزدیک یہ لوازمہ بھی باطل ہے۔ کیونکہ بعض سنت جماعت بھی اسی دائرہ میں مدفون ہوئے ہیں۔ دائرہ میں دفن ہونے سے امامیہ ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ ہاں اگر کوئی دلیل خارج میں اس بات کے سوا ہو تو ممکن ہے۔ میر غلام علی صاحب آزاد بلگرامی نے اپنی کسی تالیف میں آپکو امامیہ نہیں لکھا ہے کسنی کرہ نویس نے صاحب مشکوۃ النبوۃ

سنہ ۱۱۶۳ ہجری مین شہر دلّی مین پہنچا۔ وہان مدت تک رہا پہر سراج الدین علیخان آرزو
کی خدمت مین مدت تک رہا۔ فارسی واردو مین اُن سے صلاح لیتا رہا۔ شاعر شیرین
مقال سخنور نازک خیال تہا۔ صاحب دیوان فارسی واردو ہے۔ فارسی دیوان مین
اشعار کئی ہزار ہین اور دیوان اردو مین بہی بیشمار۔ پہر آپ ہندوستان سے
ملک دکن مین آئے۔ شہر اورنگ آباد مین سکونت اختیار کی۔ اُسوقت اورنگ آباد علما و
فضلا کا مجمع تہا۔ امصار و اقطار کے شعرا کا مورد تہا۔ چونکہ آپ بہی عالم فاضل و شاعر
کامل تہے۔ اس مقام کو سکونت کے لئے پسند کیا۔ شہر مین سکونت پذیر ہوئے۔ علما و شعرا
سے ملے۔ سب نے آپکی تعظیم و تکریم کی۔ اور آپکے ساتہہ ہمدردی فرمائی۔ نواب ناصر جنگ
شہید کی خدمت مین باریاب ہوئے۔ نواب صاحب نے آپکی بڑی قدر کی سرکار سے بقدر
ضرورت ما یحتاج ماہوار مقرر کردی۔ آپ نہایت اطمینان سے بسر کرتے رہے۔ پہر آپ
ناصر جنگ شہید کے بعد حیدرآباد دکن مین آئے۔ یہان کے مشائخ و علما نے بہی آپکی
بڑی عزت کی۔ مدت تک حیدرآباد مین رہے۔ خوشحال و فارغ البال رہے۔ نواب
نظام الدولہ صلابت جنگ بہادر نے آپکو دو گانون جاگیر مرحمت کئے تہے۔ تا بہ زندگی
جاگیر کے محاصل سے نفع اُٹہاتے رہے۔ چمنستان شعرا مین لچہمی نراین شفیق اورنگ آبادی
لکہتے ہین کہ مین آپسے حیدرآباد مین ملا اور مین نے آپکی درخواست بابت جاگیر نواب
صلابت جنگ کی خدمت مین پیش کی۔ درخواست آپکی خواہش کے موافق منظور
ہوئی نہایت شکرگذار ہوئے جب تک زندہ رہے ریاست نظام کے حق مین دعا کرتے
رہتے۔ ہم بہی اس ریاست کے دعاگو ہین خدا اس ریاست کو تا قیامت قائم رکہے۔ اکثر
خلائق کو اس ریاست سے نفع پہنچتا ہے۔ مشکوۃ النبوۃ مین حضرت غلام علی موسوی القادری نے

بیچ بیچ کر امین ارتے تہے۔ افسوس ہمکو آپکے مراثی و نوحات مین سے ایکدو بند بہی نہین ملے اگر ملتے تو ہم شائقین کے ملاحظہ کے لئے گزارش کرتے۔ اس شہر مین آپکی ذات بابرکات غنیمت تہی۔ ہر قسم کے لوگ آپکی خدمت مین فیض یاب ہوتے تہے۔ جو طلبہ ہوتے تہے علم و فن حاصل کرتے تہے۔ جو شائق موسیقی ہوتے تہے گانے کے اصول و فروع مین لیاقت پیدا کرتے تہے۔ جو شاعری کے طالب تہے وہ شعر و شاعری مین مزہ پاتے تہے۔ جو درویشی تصوف کے جویا تہے وہ بہی آپسے مستفیض ہوتے تہے۔ جو مصوری کے شائق ہوتے تہے وہ بہی آپکی خدمت مین تصویر کشی سیکہتے تہے۔ ایسا ہی فن مناظرہ مین اکثر طلبہ کتب مناظرہ آپسے تحصیل کرتے تہے۔ خلاصہ کلام آپ جامع الکمال تہے۔ اُسوقت شہر مین آپکی جامعیت کو کوئی عالم نہین پہنچتا تہا نہ کوئی شاعر۔ اکثر اُن کے خوشہ چین تہے۔ اولاد مین صرف ایک لڑکی تہی۔ اُسکو برادر زادہ سید فقیر اللہ سے منسوب کردیا تہا۔ اور برادر زادہ کو بجائے فرزند سمجہتے تہے۔ اُس فرزند کو اپنا قائم مقام بنایا تہا۔ اور اپنی ملک و دولت کا مالک کیا تہا جو کچہہ اثاث البیت تہا وہ سب اُس کے تفویض کیا تہا داماد لائق و اطاعت گزار تہا۔ عم بزرگوار کو بجائے والد سمجہتا تہا۔ کبہی اطاعت کے دائرہ سے قدم باہر نہین رکہتا تہا۔

آپ مشاعرہ مین جب غزل شروع کرتے تب سامعین آپکی خوش تقریر سے تازہ دل ہوتے تہے۔ آپ مجمع شعرا مین گویا ستارون مین چاند۔ اور حاضرین مجلس مین مثل شمع تہے۔ کیا خورد و بزرگ سب کے مرجع تہے۔ اہل جلسہ آپکو غنیمت جانتے تہے مجلس کی رونق و زینت تہے۔ صائمکلا شعر آپکے حسب حال ہے اور آپکی ذات

کے ساتھہ اتفاق کیا۔ آپ دوہرے اور کبت وغیرہ مین اپنا تخلص ترکمن لکھتے
ہین۔ شاید یہہ لفظ ترکمان کا مخفف ہے۔ یا ہندؤن سے لیا ہے۔ کیونکہ رکن کے
ہندو تلنگی زبان مین مسلمان کو ترکلو کہتے ہین۔ آپکا یہہ تخلص دوہرہ کے مناسب ہے
آپ خوش مزاج وخوش طبع تھے۔ محبت پرست و وضعدار تھے۔ سراپا حلم واخلاق
تھے۔ بانی اجتماع واتفاق تھے۔ شہر مین کیا امیر کیا فقیر سب آپسے مانوس تھے
آپ سب کے نزدیک باعث عزت وناموس تھے۔ مسافر نواز ومہمان پرور تھے حسن سلوک
مین نامور تھے۔ ربیع الاول مین بارہ روز تک میلاد شریف کی مجلسین بڑی عظمت
وشان سے فرماتے تھے۔ عمدہ عمدہ کہانے پکواتے تھے۔ انواع انواع کی شیرینی
تیار کراتے تھے۔ عمائد شہر ومشائخ عصر کو دعوت دیتے تھے۔ اہل دعوت کی بڑی خاطر
ومدارات کرتے تھے۔ تبرکاً آپ آفتابہ وسیلابچی ہاتھہ مین لیکر سب بزرگون کے
ہاتھہ دُہلاتے تھے۔ اسیطرح محرم شریف مین بہی دس روز تک شہدائے کربلا کا بیان
فرماتے تھے۔ اقسام اقسام کے حلوے اور لذیذ میوے حاضرین مجلس پر تقسیم فرماتے تھے
آپ خوش الحان وخوش آواز تھے خود ہی مجلس مین مرثیہ ونوحہ اس طرز سے
بیان کرتے تھے کہ بجنسہ اُسوقت کا سماں کہلاتے تھے۔ کبہی شجاعت کے بیان مین
کبہی ہمت کے میدان مین سبک خرام ہوتے تھے۔ کبہی جرأت وشہادت کے عرصہ مین
تیز قدم۔ کبہی صولت وسیادت کے اظہار مین چست دم ہوتے تھے کبہی
شہادت کے معرکہ مین سبقت۔ کبہی صبر وقناعت کے گوشہ مین مبادرت کرتے تھے
غرض کہ آپ جو حق بیان ہوتا تھا اُسکو عمدہ طرح سے ادا کرتے تھے کوئی دقیقہ باقی
نہین چہوڑتے تھے۔ سامعین کے دلونپر بڑا اثر ہوتا تھا۔ زار زار روتے تھے۔

هرگاه بیاد آیدم ایام تماشا — وله — همچو مژه سایم دو کف از زمام تماشا

ز فیض خاکساری مشرب نقش قدم دارم — وله — بفرق هر که پا از جاده هم در چشم پایش را

سرکشیدی تا بی عاشق ز جیب یار هم — وله — گل گریبان میدرد عزلت بجای عندلیب

از ملایم طینتان روشن ضمیران را چه سود — وله — جز طپش حاصل ندارد پرتو مهتاب آب

آبرو سرمایهٔ روشندلان بیطاقتی است — چشمهٔ آئینه را پیداست ز سیماب آب

ز شوق او بعدم هم رها نکرد بدم — وله — چو صبح خاک مرا چاک پیرهن باقیست

گذشت سیم تنی امشب از دلم غلطان — اشک حسرت من ره یاسمن باقیست

از بسکه کشیدیم ز مطلب بحیا دست — وله — برداشته زاهد بدعائے ملزد عا دست

داغش که بوده است جگر گوشهٔ دلم — وله — خون گشتم از چه راه در آغوش لاله رفت

خوابیده است پایم و در آتش رنج بد بیت — وله — دستم ز کار رفت و گریبان در بدیست

وستانه نند گرد من اطفال جای سنگ — وله — دانسته اند خاطر دیوانه نازکست

بیصرفه وا مکن لب دشنام بر دلی — آهسته ریز باده که پیمانه نازکست

بگرم جوشی یاران عصر تکیه مکن — که چون معانقهٔ عید اعتمادی نیست

شور سنگ اندازی اطفال هم آواز منست — داغ دل سنگ زنست و باده دمساز منست

همچو قرآنی که بنویسندش از خط فرنگ — مست بی عشق علی سید شدن تنها عبث

جامه وارست توکل بقدر همت تو — کلهٔ فقر بدست آز دنیا سر پیچ

میخواستم که وصف لب و رقم کنم — گردید در کفم چو رگ لعل خامه سرخ

ز داغ سوگ دل هرگاه بم آئینه میریزد — نه تنکم چون قلم رخت سیه پوشیده میریزد

اوگر بمن دلبر است جهان را خبر کنید — ما باختیم دل دگران را خبر کنید

اُسکا مصداق ہے ؎

وریں زمان کہ عقیم است جملہ صحبتہا — کنارہ گیر و غنیمت شمار عزلت را

آخر آپ ۱۶ رجب سنہ ۱۱۸۹ ہجری مین اس عالم فنا سے دار البقا کو روانہ ہوئے۔ حیدرآباد دکن مین بیرون استرآبادی کے دائرہ مین مدفون ہوئے۔ اب فقیر مولف آپکے فارسی و اردو دیوان سے اشعار ذیل شائقین کے مطالعہ کے لئے پیش کرتا ہون تاکہ ملاحظہ سے لطف و مزہ حاصل کرین اور میان عزلت کی لیاقت و قابلیت کا اندازہ جو کچھہ ہم نے لکھا ہے اشعار سے اُسکی تصدیق ہو جائیگی۔

من اشعارہ الفارسی

عبادت سرکشان را مایۂ جرم دگر باشد — کہ در ہر سجدۂ عزلت شود تر دامن مینا

ولہ

یار صاحب اعتبار از حلقۂ آغوش ماست — یکقلم بر مصرع بالائے او صادیم ما

ولہ

کو دماغت کہ کشی درد سر کشتن ما — میکشد تیغ ترا جاذبہ گردن ما

ولہ

محتسب میکشی ما بود از حکم خدا — از ازل جام چو ترکش شدہ جزو تن ما

ولہ

بشہر ما کہ باشد فخر عاشق جور یار آنجا — چو فانوس خیالی گشتہ می قصد بدار آنجا

ولہ

از بسکہ اسیریست پسند ہوس ما — شد غنچہ صفت جزو تن ما قفس ما

ولہ

کے شب ہجرش تلاش دادرسی با شد مرا — مشفقے چون بیکسی ارم کہ بس با شد مرا

ولہ

جنون سامان شاہی گشت جانبازان ہامون را — بود تخت روان ہر گرد بادی خاک مجنون را

زبام افتادہ دیدم یک بیابان حشمت مجنون را — ز جوش لالہ ہا ہر داغ و خون شد سینہ ہامون را

ولہ

با خیال خط سبزش بسکہ خو با شد مرا — چون صنوبر سبز بر تن موبمو با شد مرا

ولہ

چون نگرد باد عشق بر آورد کام ما — گردد ز دست طالع برگشتہ جام ما

فراموشت مبادا خاک قربان دو چشم خود
زہر قرے کہ نرگس گل کند باشد مزار من

من اشعارہ الہندی

دل ہوا روشن تو سجدہ سو بسو کرنا پڑا
آب تر سے جیون گوہر وضو کرنا پڑا

سیہ روزی مین میری قدر کو جنا کیا جانین
اندہیری رات مین کسکو کوئی پہچانتا ہیگا

غیر آہ سحر مین داغونکی جانیکا علاج
جز صبا کیا ہی چراغون کے بجھانیکا علاج

کس خوشی سے کاٹتا ہون اس میگون کا غم
ہے مگر منہ مین کے رونیکا سد انقین مین نفس

دل سمسکتا ہے اے زلف و چشم جبان الوداع
مرچلا دیوانہ اے زنجیر و زندان الوداع

تیری زلف کے شب کا بیدار مین ہون
تجہہ آنکھونکی ساغر کا میخوار مین ہون

کدہر بہتا پہرتا ہے اے گریہ غم
کہ آنکھون سے تیرا خریدار مین ہون

دیکھہ رنگین چمن کو دل مرا غمناک ہے
گل کے ہاتون خون بلبل کا گریبان چاک ہے

خاطر یاران مین ہے ہم خاکسارونکا غبار
صاف ہے شکوہ دلون مین کیا محبت خاک ہے

غضب ہے وہ صنم آنکھین دکھاتا نظر آتا ہے
یہ دل لینے کے عصیان کی سزا ہے خون کہاتا ہے

عمر معتبر خان اورنگ آبادی

عمر تخلص - معتبر خان نام آپ کے اجداد کا وطن ہندوستان ہے۔ عالمگیری زمانہ مین اورنگ آباد آئے۔ اور آپکا مولد اورنگ آباد ہے۔ سن شعور کے بعد مدت تک ولی دکنی کی شاگردی کی۔ ولی کی عنایت و توجہ سے ولایت سخن کا والی ہوا میدان شعرگوئی مین ہمعصرون سے فائق ہوا۔ آپکے کلام رنگین سے اہل سخن مزہ پاتے ہین۔ مضامین رنگین سے تازہ روح ہوتے ہین۔ کلام سلیس ہے اسوقت کے

دل صدپاره ام چون گشت وگاهی مزن نزد عزلت
گلی کم ظرف از چاک گریبان بر جهان خندد

منم آن قدردان درد کز طفلان اگر سنگی
بمن ناخورده افتد می‌نهم بر سر بدست خود

سبعجز نمود خط لبش چون نمود کرد
یعنی ز نیلم آتش یاقوت دود کرد

بوسهٔ لعل بتان آبحیات آدم ست
ورنه آن آب بقا را آبحیوان گفته ام

پریشان کاکلی در خاطر دلگیر می آید
ز چاک چشم هر شب ناله زنجیر می آید

حق دل اوزن من یا زلف کرد آخر
چشم هجران مرا هاے هدف کرد آخر

روزے گذشت از لحدم مهر طلعتے
چون صبح میدمد ز غبارم صفا هنوز

پر گهر ساختیم از گریه بیابان امروز
کرده ام شام غم خویش چراغان امروز

یاسمن اندام من گلگون قبا میزیبدش
صبح عید شفق نام خدا میزیبدش

قدر وسعت مشرب عزلت شناخت کهسار
گردباد از سیر صحرا میکند هر گام رقص

پرکن و خالی نما باقی همین باشد ز تو
میکند گریان بساقی شیشه و پیمانه عرض

این زمان عزلت چو هم آغوش گلگیر و شمع
در لعل ار جدائی هست هر جا اختلاط

گر شود منظور چشم مست او روے چراغ
متصل آید شمیم باده از بوے چراغ

زده ست تا بدلم برق آرزوے نجف
چو آفتاب ز سر میروم بسوے نجف

بسکه بی‌سامانیم فقر ست خوش خانه ام
جبین فتد از بوریا بر جبهه ویرانه ام

پس از مردن هم از سوز محبت نیستم فارغ
چو رنگ لاله دارد دامان قاتل داغ شد خونم

برنگ لاله دل را از غم شمع اشتعال میکردم
ز داغ سینه بر روے تمنا خال میکردم

قد او دیده طرح مصرع فریاد میکردم
ز فیض عالم بالا سخن ایجاد میکردم

با دل خونین ز هند و دیده تر میبرم
نذر شاه کربلا این لعل و گوهر میبرم

کبھی کسی طرف پشت نہین دیتا تہا۔ پیر کے سامنے ہمیشہ نہایت ادب سے بیٹہا تہا اور کبھی پیر کے سامنے آنکہہ اُٹہا کے نہین دیکھتا تہا۔ ہم کو بجز اُن کے تذکرے کے انکے دو شعر ریختہ دستیاب ہوئے۔ ھوھذہ

ڈرتا نہین ہون بانک وکٹاری کے زخم سے	بانکی نگاہ دیکھہ تری ٹل گیا ہون مین
کان نمک ہوا ہون تیرا حسن سبز دیکھہ	لونی برہ کے جب سے لگی گل گیا ہون مین

عالی ۔ نعمت خان

عالی تخلص ۔ مرزا محمد نام ۔ نعمت خان خطاب ۔ آپ حکیم فتح الدین شیرازی کے فرزند ہین ۔ آپکے والد مع عیال شیراز سے ہند مین آئے ۔ اور یہان سکونت اختیار کی اور عالی کی ولادت ہندوستان مین واقع ہوئی ۔ صغر سنی مین والد کے ہمراہ شیراز گیا اور شیراز کی زمین مین نشو و نما پایا ۔ اور سن شعور کے بعد وہین کتب درسیہ معقول و منقول سے فراغت حاصل کی ۔ ملا محمد شفیعای یزدی کی خدمت مین مشق سخن کرتا تہا ۔ تحصیل و تکمیل کے بعد شیراز سے ہند مین عالمگیری زمانہ مین آیا عالمگیر بادشاہ کے ملازمین مین شریک ہوا ۔ بادشاہ نے پانچ صدی منصب سے سرفراز فرمایا ۔ حیدرآباد کے محاصرہ مین شریک تہا ۔ جب قلعہ گولکنڈہ فتح ہوا تب ایک قطعہ تاریخی بادشاہ کے حضور مین پیش کیا ۔ عطیہ خلعت سے ممتاز ہوا ؎

از نصرت بادشاہ غازی	گردید دل جہانیان شاد
آمد بقلم حساب تاریخ	شد فتح بجنگ حیدرآباد

پہر سنہ ۱۱۰۲ ہجری مین باورچیخانہ کا داروغہ ہوا ۔ اور نعمت خان خطاب پایا ۔

محاورہ کے موافق ہے الفاظ کی بندش و ترکیب درست ہے۔ آپ شیرین گفتار و خوش کردار تھے۔ آشنا پرست و درویش دوست تھے۔ مزاج مین خاکساری وانکساری تھی۔ عالمگیری منصبدارون مین ملازم تھے۔ آپکا انتقال ۱۱۸۷ھ ہجری مین ہوا۔ اورنگ مین مدفون ہوے۔

من اشعارہ الھندی

مست وو ہے کہ روز محشر مین
او نہ کہے پوچھے یہہ غلغلہ کیا ہے

گر نہین میری صید کے مائل
تل بنانیکا مدعا کیا ہے

اپنی آنکھون اوپر نگاہ کرو
آج مخمور مین پیا کیا ہے

بس کرو زلف کو لپیٹ رکھو
کیا اسیرون کو مارڈالوگے

ایک رسوا بہت ہے شہرت کو
جمع کر کیا اچار ڈالوگے

تل مین دل لیکے یون مکرتے ہو
کہ گویا ان تلون مین تیل نہین

مجھے رنگین کہا کیا سبب تہا مین نہین پوچھا
او لجہا او مین لکا وقت تب تہا مین نہین پوچھا

باغبین سرسے ہوی ہے خزان آخر کو دیکہہ
عاقبت عاشق کی او امی گلبدن بہار نہین

عزیز۔ شاہ عزیز اللہ دکنی

عزیز تخلص۔ شاہ عزیز اللہ نام۔ دکنی المولد ہے یہہ نہین معلوم ہوا کس شہر کا ہے گر ۱۱۷۰ھ ہجری مین زندہ تہا۔ اسکے بعد مین فوت ہوا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ خاندان مشائخ سے تہا۔ پیرپرست اولیا دوست تہا۔ چنانچہ صاحب نکات الشعرا نے لکہا کہ اپنے شیخ وبزرگ کا ایسا ادب کرتا تہا جہان اُسکا شیخ ہوتا تو

ہجو بلیغ کرتا ہے۔ بزور قلم سے شاہی فوج کو دبا تا ہے۔ اور ابو الحسن تانا شاہ کی گولکنڈہ کی تائید کرتا ہے رقایع کے دیکھنے سے نعمت خان کی لیاقت و قابلیت ظاہر ہوتی ہے کہ علوم عقلی و نقلی کا جامع تہا۔ عمدۃ الملک جعفر خان وزیر اعظم کے فرزند کامگار خان کے شادی کی ہجو مین ایک قطعہ عجیب و غریب لکہا ہے مشہور انام ہے عالمانہ نظم ہے۔ چونکہ قطعہ مذکور نہایت مشکل لا ینحل تہا میر غلام علی آزاد بلگرامی خزانہ عامرہ مین اسکی شرح بتقاضائے احباب لکہی ہے۔ وہ قطعہ کیا ہے ہجو صریح ہے اور آزاد کی شرح طویل۔ فقیر مولف طوالت ہجو کی وجہ سے صرف قطعہ کی اول بیت پر اکتفا کرتا ہون۔ فارجع الیہ ان کنت طالبا۔ ہو ہذا

بار دیگر کد خدا شد خان عالی منزلت — با کمال عز و تمکین با وقار زیب و زین

ایک وقت نعمت خان نے زیب النسا بیگم کی سرکار مین جیغہ مرصع فروخت کیا۔ مدت گذر گئی مگر اسکی قیمت وصول نہین ہوئی ایک رباعی لکہکر پیش کی ؎

اے بندگیت سعادت اختر من — در خدمت تو عیان شدہ جوہر من

گر جیغہ خرید نیست پس کو زر من — ور نیست خرید نی بزن بر سر من

بیگم نے رباعی دیکہتے ہی پانچ ہزار روپیہ مع جیغہ مرصع مرحمت کیا۔ بیگم نہایت ہی قدر دان و جوہر شناس تہی۔ خود دیوان کے دیباچہ مین لکہتا ہے کہ مین ابتدا حال مین طبابت کا شغل موروثی رکہتا تہا اسکے لحاظ و مناسبت سے حکیم تخلص اختیار کرتا تہا آخر چونکہ حکیم لفظ حکیم کی تصحیف ہے ترک کیا حسب ارشاد استادی دانشمند خان عالی تخلص اختیار کیا۔ ظریف الطبع و لطیف الوضع اسکے ہر فقرہ و ہر ایک مصرع سے ظرافت و خوش طبعی و شوخی عیان ہے۔ انشا پردازی مین شوخ و دلیر ہے۔ موقع و محل کا بڑا لحاظ رکہتا ہے۔ جامع فنون کمال و اعجوبۂ عدیم المثال۔ جامع العلوم و الفنون تہا۔ ہر ایک علم و فن کے اصطلاحات سے ماہر تہا۔ علم ہیئت و نجوم اور رمل مین

(شکر نعمت واجب واجب) تاریخ کہی۔ عالمگیر کے آخر عہد میں جوانمرد خانکا
داروغہ ہوا اور مقرب خان خطاب پایا۔ عالمگیر کے انتقال کے بعد محمد اعظم شاہ کی
رفاقت اختیار کی اور اُس کے قتل کے بعد شاہ عالم بہادر شاہ کی ملازمت مین رہا۔
سہ ہزاری منصب اور دانشمند خان خطاب سے سربلند ہوا۔ شاہ عالم کے حکم سے شاہنامۂ
تیموریہ لکہنا شروع کیا۔ مگر موت نے اسقدر مہلت ندی کہ وہ نسخہ تمام کرے آخر شہر ربیع الاول
سنہ ۱۱۲۱ ہجری مین فوت ہوا۔ بعض بزرگان عمر رسیدہ سے سینہ بسینہ معلوم ہوا کہ عالی صاحب
ترجمہ نے حیدرآباد مین اس دار ناپائیدار سے عالم بقا کے طرف رحلت کی۔ اور میر مومن
استر آبادی کے دائرہ مین مدفون ہوا۔ فقیر مولف نے دائرہ مین تلاش کیا مگر کہین قبر کا
پتا نہین ملا۔ اور بقول ناقلین کے قبر پر نام مرقوم ہے۔ مجھکو کوئی قبر ایسی معلوم نہین ہوئی
کہ جسپر صاحب ترجمہ کا نام کندہ ہو۔ والعلم عند اللہ بحقیقۃ الحال۔

تذکرہ نویسون کی تحریر سے اور صاحب ترجمہ کی تالیف سے یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ
عالی عالمگیر کے ہمراہ دکن مین زمانہ دراز تک سکونت پذیر رہا ہے۔ اور عالمگیر کے فوت ہونے
کے بعد اعظم شاہ کی ملازمت مین تہا اعظم شاہ کے قتل کے بعد شاہ عالم
بہادر کے ملازمین مین منسلک رہا۔ بہادر شاہ کے عہد مین بمقام لاہور فوت ہوا چنانچہ مذکور ہوا
نورجہان کے باغ مین راوی ندی کے کنارے شہر مذکور مین مدفون ہوا۔ ہذہ ماخوذہ
من تذکرہ گلزار عنا وغیرہا۔

عالی عالم فاضل ادیب کامل جامع فنون کمال وعجوبہ عدیم المثال تہا۔ انشاپردازی
مین بے نظیر ظرافت و بذلہ سنجی مین بے عدیل تہا۔ ہجوگوئی مین استاد۔ ہجو مین اُسکا
قلم شمشیر خونریز اور صور رستخیز ہے۔ وقایع گو لکنڈہ سے اُسکی شوخی طبیعت معلوم ہوتی

چون دل آن نگار شد ناکام شدم شیرین کام
آخر این شیشه شکستند و بناتم وا رند

بجز خوبی قیمت تصویر نقاش ندارد
جان کشید از تن و جان نکشیده است هنوز

سرشت امیدمرا نشو و نما معکوس شد
رو بپائین میکشد قد همچو باران دانه ام

بجز وصل و کاوش اینقدر هم میشدم محرم
گر چون آئینه حرفی از پس دیوار می گفتم

کوکب سوخته میکند گرانی که بد دوست
همچو آتش بدل سنگ تو جا می کردم

از عصای خویش طفلی را جنیبت میکشم
از رکابش دور وقت شهسواری نیستم

گیرد نگه چشم تو شاید بکمندش
رم کرده ترا آهوی صحراست دل من

بیاض گردنت از بوسه هرجا نقطهٔ خواهد
بدستم ساعتی بسیار و سیر انتخابم کن

هر که بپرسد این سخن عمر دوباره چون شود
از برای رمی برو باز بیا که همچنین

عاصی۔ شیخ نور محمد برہانپوری

عاصی تخلص۔ شیخ نور محمد نام۔ چمنستان شعرا کے مولف نے لکھا کہ آپکے والد کاشغری الوطن ترکی گو تھے۔ وطن مالوفہ سے ہند مین وارد ہوئے۔ نواب جنت خان کاشغری کے ہمراہ دلّی مین سکونت اختیار کی۔ نوابصاحب آپکے والد بزرگوار کے حال پر مہربان تھے۔ ہر وقت حسن سلوک سے سرفراز فرماتے تھے۔ مدت دراز تک آپکے والد نواب کی رفاقت مین رہے۔ جب نوابصاحب فوت ہوئے تب عاصی کے والد دلّی سے شہر برہانپور خاندیس مین آئے۔ اُسوقت نواب آصفجاہ اول مرحوم کے عم بزرگوار نواب نصیر الدولہ عبد الرحیم خان بہادر برہانپور کی صوبہ داری پر مامور تھے صوبہ دار صاحب کی خدمت مین ملازم ہوئے۔ مدت العمر نوابصاحب کی متعلقین مین رہے

[illegible]

[illegible]

ہر ایک رنگ کا ہمرنگ ہوتا تھا۔ صاحب التالیف والتصنیف تھا۔ من تصانیفہ واقعات گولکنڈہ۔ وجنگ نامہ۔ ومضحکات وحسن وعشق وغیرہا۔ صاحب دیوان ہے

من اشعارہ الفارسی

فکر زلف خوبروے زار می سازد مرا
آخر آن ہندو پسر زناری سازد مرا

خوش نمی آید دل آسودہ محبوب مرا
بدشود با ہرکہ گوید پیش او خوب مرا

چو یار محرم بزم شراب کرد مرا
نگاہ گرم رقیبان کباب کرد مرا

کار با طرفہ جفا پیشہ افتاد مرا
کہ نہ یادم کند و نی رود از یاد مرا

زعیش رفت بباد انچہ بود در گرہم
چو گل تنگفتگی دل خراب کرد مرا

در نشاط آرد وصال دوستان مشتاق را
حلقۂ صحبت نمی باشد کم از جام شراب

نیشکر بر بند بند خویش خنجر بستہ است
تا بدانی ہیچ نوشی در جہان بی نیش نیست

ترسم آن سیمین بدن باشد در آغوش رقیب
دیدہ ام تقویم را امشب قمر در عقرب است

درم تیشہ چو بر سنگ رسد بر گردد
سخن تند بہ سنگدلان نادانی است

در غمت بخت سیاہی دارم و چشم تری
از سواد ہند تا سر حد جیحون از من است

مصیبتی است ملاقات مردم عالم
ببین کہ دست دلہا بسر سلام شدہ است

فیض را افتادہ گوے قناعت یافتہ است
سایۂ بال ہما نور سعادت یافتہ است

اہل غفلت را بدنیا نیک و بد معلوم نیست
خواب شب تعبیر خواہد یافت چون فردا شود

اہل سعادت از پی ایذا نمی شوند
بر تیر ہیچکس پر و بال ہما ندید

خدمت مین ملازم ہوئے۔ ملازمت کے بعد حضور کی مدح مین ایک قصیدہ اور ایک غزل پیش کیا۔ حضور آپ کے کلام سنجیدہ و پسندیدہ سے بہت خوش ہوئے۔ اور آپکے کلام کی احسنت و مرحبا کہہ کے داد دی۔ اور آپ کی غزل پر ایک غزل بداہتہً کہی۔ اور اسیوقت سنائی۔ عاصی نے سنکے عرض کیا کلام الملوک ملوک الکلام ہے۔ حضور نے منصب مناسب مقرر فرمایا۔ علاوہ منصب وقتاً فوقتاً عنایت و مرحمت سے سرفراز ہوتے تھے۔ حضرت آصفجاہ مرحوم کے بعد ناصر جنگ شہید و نواب صلابت جنگ کی خدمت مین رہے حسب دستور رہا ہوار منصب پاتے رہے آخر ۱۱۶۶ ہجری و بقول بعض ۱۱۶۵ ہجری مین نواب میر نظام علیخان اسد جنگ آصفجاہ ثانی کی خدمت مین مقرر ہوئے۔ نواب صاحب نے میر عبدالحی خان صمصام الملک بہادر صوبہ دار برار کے ہمراہی مین روانہ کیا۔ آپ چند مدت برار مین نواب کے ہمرکاب رہے۔

مردم دیدہ کے مولف نے لکہا کہ مین نور محمد عاصی سے میر معروف حسین خان کے دولتخانہ پر ملا تہا وہ پہر میرے مکان پر تشریف لائے۔ بہت محبت و شوق سے ملے۔ لائق شخص ہین آپکی طبیعت سلیم و حلیم ہے آپکا کلام صاف و پاکیزہ ہوتا ہے۔ خوب کہتے ہین آپکی زبان میر عزلت کی زبان سے زیادہ صاف ہے ایک غزل مین فقیر کو یاد کیا ہے انتہی کلامہ۔

جب آپ برار سے اورنگ آباد مین آئے تب آپنے نوکری ترک کی۔ اور درویشی اختیار کی چندروز فقرانہ اورنگ آباد مین رہے پہر وطن مالوفہ برہانپور کو روانہ ہوے چند روز کے بعد عالم بقا کیطرف رحلت کی۔ یہہ واقعہ ۱۱۷۵ ہجری مین واقع ہوا شہر مذکور مین مدفون ہوئے۔

جو کلام آپ سے سیر کیا جاتا تھا اسکو حسن سلوب سے انجام دیتے تھے۔ نافی المشرب
طالب و بلاشتی۔ تیونکا اغلب تمایم طبیعت تھے۔ علم تصوف و حقائق معرفت مین
بسیط نظر رکھتے تھے۔ مولوی رومی کی مثنوی کے مطالب کو عمدہ طرح سے بیان فرماتے تھے
آپکے حلقہ درس مین مشائخ وشائقین شریک ہوتے تھے۔

پس شہر برہانپور مین عاصی صاحب ترجمہ کی ولادت باسعادت واقع ہوئی
جب آپنے سن شعور کے میدان مین سبقت کی تب آپکے والد فردوس برین
روانہ ہوئے۔ آپ مولوی شاہ غلام محمد صاحب کے مرید ہوئے۔ مولوی صاحب و دیگر
علما کی خدمت مین کتب درسیہ عربی وفارسی پڑھنے لگے۔ سولہ برس کی عمر مین فارغ التحصیل
ہوئے۔ تحصیل کے بعد آپ کو شعرگوئی کا شوق ہوا۔ قدرۃً طبیعت موزون تھی۔ اور
سخن سنجی سے دلچسپی بھی تھی۔ شعرگوئی شروع کی۔ اور کلام کی اصلاح میرزا
محمد علی تسلیم برہانپوری سے لینے لگے۔ استاد کی توجہ سے تھوڑی ہی مدت مین
شاعر ہوگئے۔ شباب کا عالم تھا مزاج مین چالاکی موجزن تھی۔ آپنے اپنے
آقائے قدیم نواب نصیر الدولہ بہادر کی مدح مین ایک قصیدہ موزون کرکے پیش
کیا۔ فقیر مولف کو آپ کے قصیدہ کے دو شعر دستیاب ہوئے **هوهذا**

سینہ ام از گریۂ شوقت مصفا گشتہ است — کردہ ام از آب این آئینہ را روشنگرے
مصرع شمعی است نوافشان ہنر ہم اہل دل — تا شدم در وصف او سرگرم معنی گسترے

نواب صاحب نے عاصی صاحب ترجمہ کو خلعت و انعام سے سرفراز فرمایا۔ اور کتبخانہ
وقلمدان کی داروغگی پر معین کیا۔ آپ تا بہ زندگی نواب کے کتبخانہ کے داروغہ رہے
نواب صاحب کے فوت ہونے کے بعد عالیجناب غفران مآب حضور آصفجاہ اول کی

حسن شانہ دام بلا بود بدل
شانہ با زلف تو پیوست خدا خیر کند

ولہ

اوراق دلم را چو پریشان کند آن زلف
با تار نگہ از مژہ شیرازہ کند چشم

گر بکفم از لطف گزاری سبوے عاصی
از دل بکند خانہ و دروازہ کند چشم

ولہ

زہ دود آہ ما این گنبد میناست میدانی
سحابش از کف دریاے اشک ماست میدانی

نباشد بر فلک رنگ شفق قاتل کہ می بینی
ز خون کشتگانت این نشان پیداست میدانی

بخون عاشقان از بسکہ بازی کردہ ظالم
بدست نازکت رنگ زیباست میدانی

رباعیات

تا جلوہ گر این آئینہ آفاق است
ہر کس بجمال خویشتن مشتاق است

از سوز تو اے دردکش آگہ نیست
این راز پردہ دل عشاق است

ولہ

در عرصہ دہر تا کہ پیداست سخن
روشن گر آئینہ دلہاست سخن

از بسکہ بہر کس خریدار نیست
از بیقدری چو ماہ نو کاست سخن

ولہ

اے شکل ہلال کردہ ابرو ہیت
آئینہ ماہ پرتوے از رو ہیت

آسان نتوان ز بند شقت رستن
آویختہ دل بحلقہ گیسو ہیت

من رباعیات الہندی

گر نسخہ توحید سے پایا ہے سبق
آ دیکھ بہر طرف کہ ہے جلوہ حق

نادان نہ پاوے سخن عشق کی رمز
مانند قلم تا نکیے سینہ شق

ولہ

تجھ غم کی آگ دل میں کہا ہوں چھپا میں
ڈرتا ہوں تا فلک اٹھے شرر کہیں

تجھ قد کی جب سے نقل کیا ہے چمن میں جا
دیکھا نہ تب سے سر نے روئے ثمر کہیں

ولہ

سمجھے میں ہم کہ اب کہیں تم نے دل دیا
بیٹھے کہیں ہو بات کہیں ہے نظر کہیں

۲۰۱ شعر الفارسی

ساقی اگر [illegible] بدست [illegible] — [illegible] به نگا [illegible]
می نشینه [illegible] — [illegible]

تا قیامت باز خواهد داشت چشم خویشتن — پیش رخسار تو حیرت نقش بست آئینه را
از تغافلهای او در سینه شد دل لخت لخت — کم نگاهیهای آن ظالم شکست آئینه را

وله

آه دل خون شد از جدائیها — تسلیم کرد آشنائیها
داغ شد لاله تا بصحرا دید — گل بنقش [illegible] حنه پائیها

وله

فتاده عکس رخش بحجاب در ته آب — نمود جلوهٔ صد ماهتاب در ته آب
چنان ز هجر عاصی گریست ای ظالم — گذشت خانهٔ مردم خراب در ته آب

وله

صورت خود دید در آئینه و از خویش رفت — ساقی مست جام لعل میگون خود است
مصرع خود را اگر سرو سهی موزون نوشت — غنچه هم در فکر بندوبست مضمون خود است
اعتبار دولت دنیا بچشم عشق نیست — دامن ما پر گهر از چشم پرخون خود است
رو نمی آرد دل عاصی بسوی هیچکس — تا جمال یار در خود دیده مفتون خود است

وله

بسکه داغ سجده بر لوح جبین کردیم طرح — از برائے نام خود نقش نگین کردیم طرح
تا بپود خرقه را کردیم رنگ از خون دل — تا لباس خاکساری چنین کردیم طرح
تا کردم از ان کاکل مشکین سخنے طرح — گردید بهر طرف سواد ختنی طرح
در گلشن آئینه عکس تو جا کرد — از پرتو رخسار تو شد یاسمنی طرح

وله

با قد خم شد از درد کشیده — تیغ [illegible] جست خدا خیر کند
میروم در سفر عشق بجستن برهان — [illegible] این بادیه آبست خدا خیر کند

عشق کی آگ مین قائم ہون گل شمع مین
سر کٹا پر نہوا شمع شبستان سے جدا

وله

ہجر کی درد و محبت نے کیا از بس اداس
ہر گھڑی آنکھین کھین اور دل علی ہذا القیاس

وله

کیا ہوا حاصل تجھی تو تڑپنے اس مفلس کا دل
ہات آتا زر اگر تم توڑتے نرگس کا دل

وله

احتیاط جان کئے جب تک کہ دل پاک تہا
اب تو ہم گذرے سبھون سے کس کی جان اور کسکا دل

وله

صافی آئینہ کب دل کے مقابل ہو سکے
آب دریا آب گوہر کیونکر شامل ہو سکے

وله

گلشن دلمین اگر سرو خرامان گذرے
اشک غمنی سے گلستان مین طوفان گذرے

وله

مسی پان سے ہے لب پر بہار رنگ عنابی
خمار مے سے ظاہر ہے تماشا سرخ کمخابی

پلک یار نے آنکھون سے ہو گئے غائب
ہمارے اشک خونین کر گئے پرواز سرخابی

ہمارے دلکو عشرت ہے ہمیشہ طاق ابرو مین
کہ جیون محراب مین خوش تہے سدا شیخ محرابی

وله

دیکھتا ہون جب سے باغبن اس غمش نگاہ کو
نرگس کی ہے کل میرے سر بجائے آنکھ

عشرت مدام بد نظر رکہہ یہی دعا
دل جائے جان جائے ہرگز نجائے آنکھ

عرفان - میر محمد قمر الدین

عرفان تخلص - محمد قمر الدین نام - آپ سید سعد اللہ جانشین مزار حضرت سید شاہ نور حموی کے پوتے ہین اور میر ضیاء الدین حسین خان کے نواسہ - تذکرہ خزان و بہار کے مولف نے لکہا کہ آپ عالم و حافظ و قاری تھے - خدائے تعالی نے آپکو فن ثنا علم و فضل سے ایسا آراستہ کیا کہ آپ کا نظیر معدوم ہے - آپنے استاد محمد قدرت اللہ بلیغ کی خدمت مین دیوان ناصر علی و شوکت و اسیر و چار عنصر شروع سے تا بہ آخر ختم کئین اور اشعار کے مضامین رنگین و معانی دلنشین سے عقل و دماغ کو تازہ کیا ہر ایک

آتا تھا تیرے منہ کے مقابل ہو آفتاب	وله	ایسا گرا کہ تیغ کہیں اور سپر کہیں
کیا ظلم ہے اسے شوخی پلکون والے		آہستہ سیو زخم ہیں دہلکے آنسے
ترچھی وو نظر گذر گئی سینے سے		ورنہ نیزے سے بہت ہین دیکھے بہالے

عشرت خواجہ ابوالبرکات خان

عشرت تخلص - خواجہ ابوالبرکات خان نام - آپ نواب لشکر جنگ بہادر آصفجاہی کے خلف ارشد ہین - آپکا مسقط الراس شہر اورنگ آباد ہے - آپکا نشو و نما بھی شہر کی آب و ہوا ہین ہوا - سن شعور و تمیز کو پہنچ کے کتب درسیہ عربی و فارسی اساتذہ شہر سے ختم کین - آپکی طبیعت شعر و شاعری کی طرف مائل تہی - کلام موزون کرنے لگے - سید سراج الدین سراج سے کلام کی مشق کرتے تہے - طبع رسا و ذہن فلک پیما سے موصوف تہے - خوش خلقی و نیک سیرتی میں معروف تہے - آپکا کلام لطف و مزہ سے خالی نہین ہے - آپکی وفات تخمیناً ۱۱۸۷ ہجری مین ہوئی - بزرگان سلف کے مقبرہ مین دفن ہوئے - هو هذا

شب کہ دل در گرہ کاکل شکین تو بود	وارث عقدۂ او شانۂ رنگین تو بود
وردو سر بود بہ از بخت سعید آرزوم	کہ بہ پیشانی من دست نگارین تو بود
یاد آن لذت آغوش کہ ہنگام وصال	حلقۂ گردن من ساعد سیمین تو بود

من اشعارہ الہندی

مین ہوا جب سے تیری نرگس فتان سے جدا	تب سیتی خواب ہوا دیدۂ حیران سے جدا
رات دن آسدل بیتاب کی صحبت برابر	آہ سوزان سے جدا او دیدۂ گریان سے جدا

عابد - میر زین العابدین

عابد تخلص - میر زین العابدین - اصفہانی المولد والوطن ہے - شہر حیدرآباد میں بغرض تجارت آیا تہا - چند مدت دکن میں بسر کر کے وطن کو لوٹ چلا گیا - خزان و بہار کے مولف نے لکہا کہ جب حضرت بلیغ حیدرآباد میں رونق افزا ہوئے تب عابد آپکی خدمت میں حاضر ہوا تہا - اور اپنے چند اشعار حضرت کے ملاحظہ میں گزرانا تہا انہی کلام میں کلامہ

شہرۂ حسنش بسے در شہر شور انداختہ است	تا نقاب از چہرہ آن طناز رو انداختہ است

رباعی منہ

با مہر تو آشنا و بیگانہ یکیست	حنانہ ترا کعبہ و بتخانہ یکیست
ہر جا کہ روی تو صاحب خانہ یکیست	عابد تو بہ گرد خانہا چند روی

عروج - میر بہاء الدین حسین

عروج تخلص - میر بہاء الدین حسین خان نام آپ ضیاء الدین حسین خان رنگین اورنگ آبادی کے فرزند دلبند میں - آپکی ولادت ۱۲۷۵ہجری میں شہر اورنگ آباد دکن میں واقع ہوئی - سن شعور کو پہنچ کے کتب رسمیہ مولوی میر نور الدین علی سے تحصیل کیں اور شاعری میں آپکو اولا میر عبد النقادر مہربان سے ثانیا مولوی بلیغ سے تلمذ ہے - اور مولوی قدرت اللہ بلیغ سے چند کتب عروض و قوافی میں پڑہے - اور کلام فارسی ریختہ کی مشق بہی آپنے کی - اور مولوی صاحب کی جناب میں حسن عقیدت و صدق ارادت سے بیعت بہی کی - صوفی المشرب پیر پرست تہے - شعر گوئی سے آپکو دلچسپی ہتی ہے - جو کچہہ کلام موزون

دیوان کے اشعار کا مادہ اعلیٰ درجہ تھا۔ ابتدا ہی سے میدان مین قدم رکھا۔ اپنے ہمسرون سے کئی قدم آگے بڑہ گئے۔ جو کچھہ کہتا ہے خوب کہتا ہے انتہی کلامہ۔ آپکی رحلت قریب سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین واقع ہوی۔ شہر اورنگ آباد مین مدفون ہوے۔ من کلامہ۔

گریبان گیر ما ہرگز نشد دست تمنائے	چون مجنون تا بکف آوردہ ام دامان صحرا را

علوی۔ مولوی سید علوی

علوی تخلص۔ سید علوی نام۔ آپ کنی المولد والمنشا ہین۔ فارسی و عربی مین استعداد کامل رکھتے ہین۔ عبدالحلیم خان حاکم شاہ نور بنکاپور کی خدمت مین ملازم تھے ملازمت کی وجہ سے وہان سکونت پذیر تھے۔ مولانا بلیغ جب شاہ نور مین بطریق سیر رونق افزا ہوئے تب آپنے مولانا کی خدمت مین نیازمندی کا رابطہ قائم کیا۔ اور اپنے کلام کو مولانا کی اصلاح سے درست کیا۔ تا بزندگی عبدالحلیم خان کی خدمت مین ملازم رہے۔ آخر ۱۱۸۰ھ ہجری مین فوت ہوے۔ خوش خلق و نیک نحضر تھے۔ ھو ھذا

داغ شمع و آہ مینا چشم جام اشکبار		طرفہ طرحے انجمن دارم تماشا کردنی است
من برنگ ہنگر از سوز جگر در زندگی		جسم خود صرف کفن دارم تماشا کردنی است
این جواب آن غزل علوی کہ فرمودہ بلیغ		در دل لعلت بمن دارم تماشا کردنی است
بفرمان فراج نازک آن صندلی جسم	ولہ	کہ آواز شکست رنگ دردسر کند پیدا

مستی عشق بہ پیرانہ سری بسکہ فزود
حلقہ قد دو تا نشاہ رو بالا بخشید

شود از جلوهٔ حسن تو روشن دیدهٔ عاشق | سواد سایهٔ گل سرمه باشد چشم بلبل را
عروج از بسکه از زلف بتان فکر رسا داری | رگ اندیشه ات پیچیده سازد موج سنبل را

وله

بهر محفل که آن تکلیف مستان میشود پیدا | شکست توبه از گبر و مسلمان میشود پیدا
شهادتگاه سرجوش نیرنگ دگر دارد | ز خاک کشتهٔ لعل تو مرجان میشود پیدا

وله

ز رنگینی در کار نمود حسن تابان ترا | هست خورشید از رخت صبح گریبان ترا
فشار رنگ افزا گر شد حسن مه‌وش ترا | باده کرد آتش زبان لعل تنگ جوش ترا
دامن افشان گذشت ز تربت نگار ما | موج بهار شد رگ سنگ مزار ما

وله

مپیچ کاکل مشکین خویش را ظالم | متاب اینقدر ای سنگدل رگ جان را

وله

نغمه پردازی من کرد چو آهنگ عروج | شور از حلقهٔ مرغان غزلخوان برخاست

وله

محفل روشندلان را نیست سامان احتیاج | در شب مهتاب کی باشد چراغان احتیاج

وله

عرصهٔ فرهاد رفت و دور مجنون هم گذشت | سکهٔ ملک جنون اکنون بنام من بود
کرد غمگین فکر فردا خاطر شاد مرا | بر سرم آرای فغان امروز جلاد مرا
شب که محو رنگ نقش چشم آن مخمور بود | خامهٔ بهزاد ما از ریشهٔ انگور بود
یاد چشم مست او رنگ دل ما بشکند | میزند جوش آنقدر این می که مینا بشکند
وسعت آباد جنون آئینه دار حسن کیست | صدمه بر مینا رسد گر شیشه ما را بشکند
قد ترا قیامت ناز آفریده اند | زلف ترا ز عمر دراز آفریده اند
ای فدای مختصر قد تو بالای پری | وی بقربان سراپایت سراپای پری

من اشعاره الهندی

کب لگ نگاہ ہم سے تو بیزار دیکھنا | بنتا ہے کان تلک ترا انکار دیکھنا

فرماتے مین سنجیدہ وپسندیدہ ہوتا ہے۔ تذکرہ گل عجائب من المقالات الغرائب کے
مولف نے لکہا کہ آپنے ایک تذکرہ مسمی بہ خزان وبہار تالیف کیا۔ اسمین شعرائے معاصرین
کا ذکر کیا ہے۔ تذکرہ کے فراہم کرنے مین محنت شاقہ کا متحمل ہوا ہے ابہی تذکرہ کا
مسودہ مبیضہ نہین ہوا تہا کہ آپ ۱۲۳۰ھ ہجری مین فردوس برین روانہ ہوئے۔ آپکے
فرزند بہاء الدین حسین خان ثانی نے مرحوم کے مسودات متفرقہ کو بہت جستجو و تلاش کرکے
مبیضہ کرایا۔ اُن اوراق منتشرہ کا شیرازہ باندہا تذکرہ کی خوبی دیکہنے سے معلوم ہوتی ہے
جو کوئی دیکہتا ہے واہ واہ کہتا ہے۔ آپکی محنت وجانکاہی کی داد دیتا ہے۔ آپکے بزرگان
سلف نسلاً بعد نسل علم وفضل کے زیور سے آراستہ ہوئے ہین۔ آپکے جد امجد قاضی مسعود
عالمگیری عہد مین عالم وفقیہ متبحر تہے۔ اسی علم وفضل کی وجہ سے آپکے جد امجد کو عالمگیر بادشاہ
غازی نے اورنگ آباد کی قضاءت پر مامور کیا تہا۔ اور خدمت قضا کا ضمیمہ خدمت احتساب
کو بہی کیا تہا۔ آپکے جد علامۂ عصر تہے۔ دونون خدمتون کا کام عمدہ طرح سے انجام
فرماتے تہے۔ جد امجد کی رحلت کے بعد آپکے والد ما جد خدمت مذکورہ پر متقرر ہوئے
اور اپنے والد کے خطاب سے مخاطب ہوئے۔ یعنے ضیاء الدین حسین خان عالمگیری زمانہ
کے بعد آپکے والد ما جد آصفجاہ اول کی خدمت مین آئے۔ حضرت نے آپکے والد کی بہت
خاطر ومدارات کی۔ اور خانسامانی وداروغگی کی خدمت عطا کی۔ صاحب ترجمہ والد کی
رحلت کے بعد اعلحضرت آصفجاہ ثانی کے عہد مین ترقی مراتب کے اوج پر عروج کرتے رہے
آخر آپ کی رحلت ۱۲۳۰ھ مین واقع ہوئی۔ اورنگ آباد مین جد امجد کے قریب اُس
مقبرہ مین جو نہر پرسول کے کنارے واقع ہے دفن ہوئے۔ **من اشعارہ الفارسی**

بجا گستر نشاند تاب رویت آتش گل را پریشان میکند سودائے زلفت طبع سنبل را

طبع موزون و فکر رسا سے موصوف - اور متانت وضع و لطافت مزاج مین معروف تہا خوش سلیقہ و خوش طریقہ تہا - عالم شباب مین شعرگوئی کا شوق پیدا ہوا - میدان سخن مین خوب جولانی کرنے لگا - طبیعت کی چالاکی و شوخی دکہلانے لگا - کلام شستہ و مضمون برجستہ کی جوڑ ملانے لگا - رفتہ رفتہ مرتبۂ سخن کو درجۂ بلند پر پہنچایا سنہ ۱۱۷۸ ہجری مین زندہ تہا جب میان نور العین واقف بٹالوی و عبد الحکیم حاکم لاہوری سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین اورنگ آباد آئے اُن سے استفادہ کیا - واقف آپکے حق مین کہتا ہے

س دیدیم کتب خانہ ہفتاد و دو ملت ؛ غیر از سخن عشق نشد منتخب ما

ظریف الطبع و شگفتہ جبین تہا - احباب سے نہایت خوش اخلاقی و محبت سے ملتا تہا - مرد خوش صحبت و با مروت تہا - سنہ ۱۱۹۵ ہجری مین فوت ہوا -

مرآۃ الشعراء الہندی

اگر وہ قاتل جان بخش کھینچے تیغ ابرو کی
ہماری ہر بن مو سے زبان شکر پیدا ہو

مین وہ تشنہ کام تیغ قاتل شمع کے مانند
کٹی گردن سے میری اور زبان شکر پیدا ہو

اور ہر بلبل گذر جا گل سے اور ہر گل گلستان سے
جو تو گلزار سے گذرے تو کیا ہنگامہ برپا ہو

ولہ

سخن اوسکے دہان تنگ سے ہوتا ہے یون ظاہر
نزاکت سے نگہ گویا کہ چشم مو سے نکلے

عاشق - مرزا عاشور بیگ برہانپوری

عاشق تخلص - مرزا عاشور بیگ نام - آپکا اصلی وطن برہانپور ہے - آپ سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین برہانپور سے اورنگ آباد آئے - اُسوقت آپکا عالم شباب تہا - ذکی الطبع و ذہین تہے - علمی لیاقت بہی درست تہی - شعرگوئی کا شوق دلمین پیدا ہوا - طبیعت کی چالاکی سے

تیر مژگان مارتے ہو میرے سینہ مین
روئے خوب اُسکو دیا حق نے ہمین بخت سیاہ
یون ظلم اے پیارے کرتو کیا کرے گا
یہہ بہی اک عاشقون کا سودا ہے

نگرم جی نہین ہے مخلص کے جینے کی
اُسطرف صبح وطن شام غریبان اسطرف
است ول اُسنے الف مین انگ تو سہی
شاخ ریحان ہوا آہ میری رو زبان

عاشق - میر کلان خان کابلی

عاشق تخلص - میر کلان خان نام - آپکا وطن اصلی کابل ہے - وطن سے ہندمین آئے وزیر الممالک نواب نظام الملک بہادر کی ملازمت مین ہے - نظام تخلص کرتے تھے مدت تک نواب کے سایہ عاطفت مین زندگی بسر کرتے رہے - مراد آباد کے سفر مین نواب صاحب کے ہمراہ تھے - جب نواب نظام الملک دکن کی طرف سوار ہوئے - تب عاشق نے آباد مین پہنچے - دولت جنگ کے سایہ عاطفت مین پناہ گزین ہوئے - اُسوقت تخلص بجائے نظام عاشق اختیار کیا - آپکا کلام نہایت مرغوب ہے ساحرین کا کلام ہر ایک کے نزدیک مرغوب دل ہے - آپکا سنہ انتقال معلوم نہین ہوا - **هو هذه**

گرچنین غمزہ او دشمن ایمان باشد
ہرگاہ با رقیب برابر گذشتہ ایم
عاشق بکوئے یار زا حوال ما مپرس

کافرم گر بجہان نام مسلمان باشد
بیگانہ وار از سر آن در گذشتہ ایم
انیست بسکہ گذشت کہ از سر گذشتہ ایم

عشق - مرزا جمال اللہ اورنگ آبادی

عشق تخلص - مرزا جمال اللہ نام - آپ مرزا داؤد کے فرزند ہین - اورنگ آبادی شیخ الدین

اب تو کچھ باقی رہا ہہین | وله | کیا کر بیچون خدا
جیت میری ہے عشق بازی مین | وله | جیسے دلبر نے مجکو ہار دیا
جام کو لب سے آشنا مت کر | وله | نام اوسکا پیا کٹورا ہے
جس گھر مین جب تلک تھے | وله | سچ کہا تا تہا فقیر
گشت کو توال کرو موقوف | وله | آج کی رات جام بھرتا ہے
نشہ او تری محبت کی ہماری | وله | کہا و سبزی خط سبزی کو پیاری

مین کہا تیرے بدل پر کیا بہلی لگتی ہے رکھہ | وله | ہنس کہا جوگی پسر نے خاک لگتی ہے بہلی
مجھہ کلیجے مین برہ کی تجہ پلک ہول ہے | وله | ہے حال اپنا کیا لکھون پیاری یہہ ہول ہے
ہر ایک ساغر کے پیچھے چومنا تسپہ ہمنا اوسکا | وله | گر زک عاشق عاشقان کو ستی مین بہاتی ہے
ہات پر ہات میرے دہر کے چلے آئے سات | وله | دیکھہ طالع کے مدد آج پڑی میرے ہات
جسوقت جان نکلی مجھہ پاس کوئی نہ آیا | وله | شمشیر تیری ایکدم بیٹھی تہی میرے سر پر
جب نقش اس صنم کا نقاش کہینچتا ہے | وله | بازو کے کہینچنے مین وہ ہات اینچتا ہے
مین شہید کربلا سب سرخ پوش | وله | مصطفیٰ کی آل کا کیا رنگ ہے
صاف دل آرسی سا کوئی نہین | وله | لیک منہ دیکھے آشنائی ہے

عجب ۔ محمد عبد اللہ حیدر آبادی

عجب تخلص ۔ محمد عبد اللہ نام ۔ چھوٹے صاحب عرف ہے ۔ آپ حیدر آبادی المولد ہہین ۔ فارسی مین مستعد طالب العلم ہین ۔ شعر گوئی کا شوق لڑکپین سے پیدا ہوا ۔ زور طبیعت سے فکر کرنے لگے اور کلام کی اصلاح مولوی شمس الدین فیض المتوفی سنہ ۱۲۸۳ ہجری سے

شعر ریختہ موزون کرنے لگے - اور شاہ سامی اورنگ آبادی سے اصلاح لینے لگے چند ہی روز مین آپکا کلام صاف و شستہ ہوگیا - سنہ ۱۲۰۲ ہجری مین آپکا انتقال ہوا -

من اشعارہ الہندی

جو مست جام شیشۂ صہبائے سبز ہے	ولہ	برجا ہے اُسکو ہوئی اگر یہہ خمار سبز
دشمنون کی کیا مگر آئی ہے موت	ولہ	چمٹیون نے اب پر نکالے الحفیظ
چشم بیمار بتان گلشن مین دیکھہ	ولہ	نرگس حیران کو یرقان ہے
عشق کے کشور کا جو سلطان ہے	ولہ	بر دم مہر و مہ قربان ہے

عاشق - میر یحیی برہانپوری

عاشق تخلص - میر یحیی نام - عاشق علیخان خطاب - برہانپوری المولد ہے کتب فارسیہ مین استعداد و قابلیت رکھتا تہا - انشا پردازی مین یگانہ تہا - بندگانعالی نواب آصفجاہ کی خدمت مین منصبدارون کے زمرہ مین ملازم تہا - لشکر ظفر پیکر مین زندگی بسر کرتا تہا - سفر و حضر مین ہمرکاب رہتا تہا - زبان ریختہ مین شعر گوئی کا شائق و عاشق تہا - موزون الطبع و خوش فکر تہا - جو کچھہ کہتا خوب کہتا تہا - آپکے اشعار ایہام و تلازم شعریہ سے خالی نہین ہوتے تہے - اکثر ایہام و تلازم شعریہ کا لحاظ کرتے تہے - آپکا کلام اسی وجہ سے خواص و عوام مین مشہور ہے - ارباب مذاق نہایت رغبت سے مطالعہ کرتے ہین - آپکا انتقال سنہ ۱۱۸۰ ہجری کے قریب ہوا -

من اشعارہ الہندی

اوٹھا ہے ابر برق کیا طوفان لاویگا	کر و سب یار مل سامان شیشہ و دارو کا

خدائے تعالیٰ سلامت رکھے۔

من اشعارہ الھندی

خنجر بکف وہ آئے ہین ایک اژدہام ہے
بیچ کر دیا ہے شیخ و برہمن کے جنگ نے
اسکو بقول آتش مرحوم اے عدیل
کوئے جانان سے اڑاتی ہے صبا فریاد ہے
رنگ آ جائیگا رفتہ رفتہ طبع یار مین
ہوئی ہے زخم کاری کی ہوس پھر ہے مرد لکو

اللہ میرے قتل کی یہ دھوم دھام ہے
اسلام و کفر دونون کو اپنا سلام ہے
مین معتقد ہون اور میرا ول امام ہے
ابر رحمت رحم کر مٹی میری برباد ہے
پھر تعلیم لطافت حسن سا استاد ہے
نگاہ آرزو سے ڈہونڈتا ہے تیغ قاتل کو

ولہ

ولہ

عنایت۔ محمد عنایت اللہ برار ی

عنایت تخلص۔ محمد عنایت اللہ نام۔ محمد عظمت اللہ کے فرزند ہین۔ آپکا اصلی وطن قصبہ بزنیرہ بی بی ضلع امراوتی برار ہے۔ آپکے والد قصبۂ مذکور کی مسجد کے موذن و پیش امام ہین۔ یہ خدمت آپکی موروثی ہے۔ آپ صحیح النسب والحسب ہین۔ آپنے برار کے مدارس مین تعلیم پائی۔ مولوی حسن صاحب مرحوم آروی جو اُسوقت برار کے ہائی سکول مین ہیڈ مدرس تھے۔ مولوی صاحب سے مدرسہ کے علاوہ پرائیوٹ طور سے کسیقدر فارسی کتب درسیہ تحصیل کین۔ ناگپور کالج مین ریاضی وغیرہ کی تکمیل کی۔ اور منشی نور خانصاحب ہیڈ ماسٹر ٹرننگ کالج سے شعر گوئی کی مشق کی۔ سلیم الطبع و مستقیم الوضع ہین۔ سنجیدہ مزاج خوش گفتار و خوش کردار ہین۔ فقیر مولف کے ہم وطن ہین۔ مگر مین دس برس سے اس شہر مین ہون کبھی آپ سے ملاقات کا اتفاق نہین ہوا۔ مین آپکی ملاقات کا مشتاق ہون بعد آ

لینے لگے چند مدت تک کہتے رہے۔ استاد کی اصلاح سے کلام درست و صاف ہوگیا فارسی و اردو زبان میں کہتے ہیں۔ خوش مزاج و نیک سیرت ہیں۔

من اشعارہ الفارسی

در حین گریہ چشم بر نبسیش	سلک گہر کنم مژۂ اشکبار را
از سوزش ہوائے دم سرد مردہ ایم	پروائے باد نیست چراغ مزار را

من اشعارہ الہندی

عارض کی تازگی سے بڑہا رنگ یار کا	اس گل سے کہل رہا ہے شگوفہ بہار کا
اور پردہ وش جو کرتی ہو در پردہ چھیڑ چہاڑ	کافی نہیں ہے نام کو پردہ حجاب کا

عدیل۔ محمد عسکری کنتوری

عدیل تخلص۔ محمد عسکری نام۔ آپکا اصلی وطن کنتور ضلع لکہنو ہے۔ آپنے سن شعور کے بعد وطن ہی میں بقدر ضرورت فارسی میں استعداد حاصل کی طبیعت میں تیزی و چالاکی تہی۔ شعر گوئی کی دلمیں رغبت کامل تہی۔ مضامین تازہ کی تلاش اور معانی پاکیزہ کی خراش طبیعت میں تہی۔ آپنے زور فطرت و جولانی طبیعت سے شعر گوئی شروع کردی۔ اور میر کاظم حسین حبیب آپکے برادر بزرگ تہے۔ اُن سے صلاح لینے لگے۔ بہائی کی توجہ و اصلاح سے شاعر پختہ کلام ہوگئے۔ ۱۲۹۵ھ ہجری میں بہائی کے ہمراہ حیدر آباد دکن میں آئے۔ آتے ہی سر رشتہ تعلیم میں ملازم ہوگئے چند ہی روز کے بعد محکمہ عتمد سکرٹری گورنمنٹ نظام کے دفتر میں میر منشی کی خدمت پر ممتاز ہوئے۔ معلوم نہیں فی الحال کہاں ہیں۔ آپکی عمر چالیس سے متجاوز ہے

عاشق - میر قاسم خان اکبر آبادی

عاشق تخلص - میر قاسم خان نام - آپکے والد یا جد خواجہ عبید اللہ خان صوبہ مالوہ
کے دیوان بادشاہی تھے - خدمت سے معزول ہونے کے بعد نواب آصفجاہ مرحوم کی
خدمت مین آئے - نوابصاحب نے آپکے حال پر بڑی عنایت و توجہ فرمائے - منصب
جلیلہ و عطائے علم و نقارہ سے سرفرازی بخشی - نوابصاحب نے متعدد مراتب سرکاری
خدمات کے لئے کہا آپنے قبول نہین فرمایا - حضور بندگانعالی آپکی بڑی عزت و آبرو کرتے
تھے اور آپ بھی حضور سے نہایت خندہ پیشانی و بیباکی سے ملتے تھے - حضور جو کچھہ سوال
کرتے تھے اسکا جواب نہایت استقلال و جرات بیباکانہ کے ساتھہ دیتے تھے - آپکی تقریر سے
امرا دربار رنگ ہوتے تھے - اہل دربار مین کوئی ایسا ذکی و تیزرائے زندہ دل دلیر نہ تھا -
آپ سب کے نزدیک عزیز القدر و عزیز الوجود تھے - بندگانعالی حضور بھی آپکی عظمت
و بزرگی کا بڑا خیال فرماتے تھے - یہ جناب حضور کی قدردانی و مردم شناسی تھی آخر
آپ سنہ ۱۱۵۰ ہجری کے قریب فوت ہوئے - میان عاشق صاحب جو آپکے فرزند بھی
بندگان حضور کی سرکار مین خانسامانی کی خدمت پر مامور تھے - ہونہار و ہوشیار تھے
چند ہی روز مین سرکاری کامون مین صاحب اختیار ہوئے رفتہ رفتہ مرجع خلائق ہوئے
اسی اثنا مین بسبب تقدیر آپسے ایسا جرم ثابت ہوا کہ آپکی عظمت و شان سے بعید معلوم ہوتا
وہ یہہ ہے کہ آپنے ایکروز حالت قہر و غضب مین اپنے ایک ملازم کو ایسی سخت سزا دی
کہ وہ ہلاک ہوگیا - اس سبب سے آصفجاہی غضب جوش مین آیا - آپ خدمات مفوضہ سے
معزول ہوئے - سرکار کے نزدیک اعتبار و اعتماد کے لائق نہین رہے - مگر ہمارے سرکار نظام کی

کل موہمون باوقا تہا کسی وقت ہو جائیگی - فی الحال آپکی عمر تخمیناً قریب چالیس ہو گی میانہ قد کشادہ پیشانی - آہو چشم - دراز بینی - گہنی داڑہی - گندمی رنگ ہین خدا تعالے آپکو خوش خرم رکہے - آپ فارسی و اردو دونون زبانون مین شعر کہتے ہین -

من اشعاره الفارسی

خرام ریدو نشستہ بگوشۂ گلزار | | ہمہ تدرو چمن از تو شرمسار انند
چہ دوست ہست بہین حسن اندرین دنیا | | کہ جملہ مردمان بے دام تا بعد ارانند

من اشعاره الهندی

پہر گلون سے ہو گیا ہے اندنون گلزار سرخ | | عندلیبو فصل گل آئی ہوئے اشجار سرخ
جب نظر مقتل عشاق پہ میری پہنچی | ولہ | خون سے سرخ تہے میدان ہزارون لاکہون

عراقی دکنی

عراقی تخلص مشہور ہے ولی دکنی کے معاصرین مین تہا - چنانچہ ولی کا شعر شاہد حال ہے

س ۵ تیرے سخن کی نغمۂ رنگین کا سن ولی | | ڈوبیا عرق کے بیچ عراقی عراق مین

یہ قول لچھمی نرائن کا ہے - میرے نزدیک اس شعر سے عراقی دکنی کا ولی سے معاصر ہونا نہین ثابت ہوتا - عجب نہین کہ ولی کے نزدیک عراقی سے وہ شاعر جو عراق مین ہو گذرا ہے مراد ہو - ہان ریختہ کلام سے پایا جاتا ہے کہ ضرور کوئی شاعر ہندی نژاد ولی کا معاصر یا ولی کے بعد گذرا ہو - اسکا حال پردۂ ظلمت مین ہے ہمکو معلوم نہین چمنستان مین صرف اسکا ایک شعر ہے ہم بہی اسکو نقل کرتے ہین -

جسکے جاری نہین نین سون سدا ویران ہے | | معمورہ ہو کیونکر اسے جس گانون مین پانی نہین

عشرتی یزدی

عشرتی تخلص۔ سادات یزد سے۔ سید صحیح النسب تہا۔ وطن سے ملک دکن مین آیا۔ قطب شاہیہ زمانہ مین ترقی کے اوج پر عروج کیا۔ میر مومن استرآبادی کے سایۂ عاطفت مین خوشحال و فارغ البال رہا۔ خوش نویسی مین لائق و فائق تہا نستعلیق خط نہایت ہی عمدہ لکہتا تہا۔ شعر و شاعری سے دلچسپی رکہتا تہا۔ موزون الطبع و شاعر خوش گفتار و نیک کردار تہا۔ اپنی خوش کلامی سے یاران ہم مشرب کو خوش و خرم کرتا تہا۔ آخر عین عالم شباب مین تیس برس کی عمر مین اس عشرت کدہ سے عالم بالا کو روانہ ہوا۔ سنہ وفات کسی تذکرہ نویس نے نہین لکہا۔ مگر ہمکو ایک بیاض قدیمہ سے معلوم ہوا کہ سنہ ۱۰۳۷ ہجری مین فوت ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

دوستان بوستان چون عزم می خوردن کنید — اول ز یاران دور افتادہ یاد من کنید

ولہ

مقصد ز کاخ و صفہ و دیوان نگاشتن — کاشانہائے سر بفلک برفراشتن

گلہائے رنگ رنگ درختان میوہ دار — در باغ و بوستان ز سر شوق کاشتن

دانی کہ چیست تا بمراد دل اندران — یک لحظہ دوستی بتوان شاد داشتن

ورنہ چگونہ مردم عاقل بنا کند — از خاک خانہ کہ بباید گذاشتن

عاشق۔ مولوی سید عبدالودود

عاشق تخلص۔ سید عبدالودود نام۔ آپ سید غلام محی الدین نقوی جد سالک تخلص کے

رحمدلی و ہمدردی ہزار ہا آفرین و تحسین کے لائق ہے۔ آپ معزول تو ہوئے مگر منصب و معاش بدستور جاری رہا۔ نواب آصفجاہ بہادر کے انتقال کے بعد نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کی مصاحبت مین رہے۔ نواب امیر الممالک صلابت جنگ کے عہد مین ماہ ذیحجہ ۱۱۶۵ہجری مین اورنگ آباد سے دلی گئے۔ اور وہان گوشہ نشین ہوئے۔ تا عمر دلی مین رہے آخر سنہ ۱۱۸۱ ہجری مین فوت ہوئے۔ جناب آزاد بلگرامی و لچھمی نراین شفیق اورنگ آبادی و سراج و ہامی و افتخار وغیرہ شعرا اورنگ آباد کے معاصر تھے تمام سے یارانہ تھا۔ آپ طباع و فہیم تھے شعرگوئی کا شوق تہا۔ آپکا کلام نزاکت و خوبی سے آراستہ تھا اشعار درست و مضامین چست ہوتے تھے۔ ہم اب آپکے چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرتے ہین تاکہ شائقین مطالعہ سے محظوظ ہوویں۔

من اشعارہ الفارسی

ہر سال در بہار کسب شرف جنون	آید برہنہ پا بطواف دماغ ما
پیش من چون می‌نباشد میرم از درد خمار	شیشہ چون خالی شود پر می‌شود پیمانہ ام

نواب آصفجاہ بہادر کے آغاز سال شصتم کی مبارکباد مین یہہ قصیدہ لکہا۔

صراحی در بغل آرد قدح در دست می آید	ز بزم جشن آصفجاہ ساقی مست می آید
ز فیض نوبہار سال شصتم اے بلند اختر	تو ذو القرنینی و عالم ترا در دست می آید
مبارکباد و سال نو ترا ای شاہ جم شوکت	ز ماہی تا بمہ شاہا ترا در شست می آید
بگردون گرچہ می ساید سر خود ہمچو جمشیدی	بچشم شرفہ کاخ بلندت پست می آید

بدامانش زدم دست امید خویشتن عاشق
کہ ز بخشیدن ہر دو جہان یکدست می آید

چنین چین اگر دادم بر جبین وقت کہن سالی — وله — بصد لب سکنیم تفسیر رنج ضعف پیری را

چہ فائدہ کہ بہمدم دو روز پردازم — چو رخت خویش بندم ازین جہان تنہا

مرا عاشق باین ضعف بصارت بصرع شوکت — چو میل سرمہ روشن میکند چشم تماشا را

نکند صبر این دل نادان — // — کار با سخت جاہل افتادہ است

برہنہ ز جنون خواہد از بدن پوشد — // — سرے کشد بعدم جامہ کفن پوشد

عروس فکر ز شوخی ہنوز عریان است — ہزار بار اگر خلعت سخن پوشد

از بس ز جمع مال جہان من غنی ترم — // — دست ز دم ز رعشہ دلیلم بران بود

یار دل را بردو اشکم جوہر نور در چشم — // — نقد را وزدم بربود و جنس را سیلاب برد

منتظر را یک نظر انعام دہ — // — خشک مغزم روغن بادام دہ

ورک دہنت محال عقلی — // — در وصف لبت کجا رسائی

نیست در بازار عشقش غیر سودائے جنون — // — میخرم این مال عاشق میدانیم فرزانگی

عالی ۔ خواجہ کامگار خان

عالی تخلص ۔ خواجہ کامگار خان نام ۔ آپکے نسب کا سلسلہ خواجہ نقشبند قدس سرہ سے پہنچتا ہے ۔ آپ اورنگ آبادی المولد مین ۔ آپکی تربیت و تعلیم شہر مذکور کی آب و ہوا مین ہوئی ۔ علمائے عصر سے کتب متداولہ درسیہ ختم کین معقول و منقول مین عالم متبحر تھے ۔ فقیہ کامل تھے ۔ مسائل جزئیہ کے استخراج کی قوت تامہ رکھتے تھے ۔ متقی و متشرع تھے عالمگیر بادشاہ نے آپ کو عدالت عالیہ کی داروغگی کی خدمت عطا کی تھی ۔ فیصلۂ قضایا مین خوب غور و فکر فرماتے تھے ۔ اہل شہر آپ سے مانوس تھے ۔ نیکو سیرت

[illegible]
[illegible]
[illegible]

آپکے خاندان مین سلسلہ درس و تدریس کا سررشتہ جاری تھا۔ اور آپکے والد ماجد تک بدستور
جاری تھا۔ بناءً علیہ انگریزی گورنمنٹ نے والد بزرگوار کو مدرسہ عالیہ مین مدرسی کی
خدمت پر مامور فرمایا۔ عاشق صاحب ترجمہ کی ولادت ضلع بردوان مین واقع
ہوئی۔ آپنے سن شعور و تمیز کو پہنچ کے کتب درسیہ عربیہ معقول و منقول مولوی مین اللہ
مدرس مولوی سراج الدین علیخان و مولوی غلام سبحان خان قاضی القضاۃ سے
ختم کین۔ اور کتب فارسیہ کی بھی تکمیل اساتذہ مذکورہ سے کی۔ فارغ التحصیل و تکمیل کے
بعد ۱۲۳۲ سنہ ہجری مین حسب الطلب حکام مدراس مین آئے۔ خدمت افتا پر مامور ہوئے
چند مدت کے بعد قضائے ترچناپلی عرف تھرنگر پر مقرر ہوئے۔ تقریباً گیارہ برس خدمت
قضا پر مامور رہے پھر صدر عدالت مین خدمت افتا پر مقرر ہوئے۔ پچیس برس تک
خدمت مفوضہ کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے۔ آخر اس خدمت سے سبکدوش کئے گئے
چنگل پٹیہ کی صدر امینی پر متعین ہوئے۔ پٹیہ مذکور مین سکونت اختیار کی۔ پھر مدت کے بعد
بسبب ضعف بدن وظیفہ یاب ہو کے تارک الخدمت ہوئے۔ صاحب التالیف والتصنیف
تھے لیکن کثرت اشتغال کی وجہ سے بجز دیوان مختصر و چند حواشی کتب متداولہ فارسی عربی
کوئی کتاب نہین لکھی۔ آخر آپنے بارہ تاریخ ماہ ذیحجہ سنہ ۱۲۶۸ ہجری مین مدراس مین وفات
پائی۔ شاہراہ میلاپور مین مغرب کی جانب متصل مقبرہ والاجاہ بہادر مرحوم مدفون ہوئے من اشعارہ

در مسائل مصحف رویش گنہ ننوشتہ اند		دست از جہان شستہ ور نقش ہو داریم ما

سپہر عالی شہ نظام الدین برہان ساختند	ولہ	سیاکنان عالم قدس از ازل شکر خدا
چشم خود تا بہ غبار خط وے اندا ختیم	ولہ	طفل اشکم خاکبازی میکند تا روز حشر
کہ از روز ازل چون حلقۂ زلفش پریشانم	ولہ	پریشان گیسوئے اورا ازان زنار خود کردم
باند از تغافل میکند صد رخنہ در جانم	ولہ	نگاہے یا ادائے کیست در کار من عالی

عشق حکیم عبد الباسط

عشق تخلص - عبد الباسط نام - حکیم الممالک خان بہادر خطاب - گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ مولوی محمد مہدی واصف کے فرزند دلبند ہین - آپکی ولادت باسعادت ۱۲۳۹ھ ہجری مین شہر مدراس مین واقع ہوی - اور آپکی تربیت و تعلیم یہی مین ہوئی - آپنے ابتدا مین والد ماجد اور اپنے ماموں حاجی زین العابدین کی خدمت مین کتب عربیہ و فارسیہ ختم کین - اور خان عالم خان بہادر فاروق تخلص سے کتب عربیہ کی تکمیل کی - اور حضرت فاروق سے اصلاح سخن بہی لیتے تہے - آپکی طبیعت شعر و شاعری سے زیادہ مناسب تہی - غزل و قصیدہ بمضامین دلکش بسرعت تمام موزون کرتے تہے آپکے کلام سے معلوم ہوتا تہا کہ مضامین کی طبیعت مین آمد تہی گویا تازہ تازہ مضامین آپ کے میدان خیال مین دست بستہ کہڑے ہوئے ہین - جب چاہتے تہے فی البدیہہ مضامین متفرقہ و معانی جدیدہ کا شیرازہ باندہ کے گلدستہ کیطرح اہل کمال و سخن سنجان نازک خیال کے جلسہ مین پیش کرتے تہے - بزرگان جلسہ آپکے کلام فصاحت انجام کی داد دیتے تہے - تحسین و آفرین کے ساتہہ واہ واہ کہتے تہے - آپ فن طبابت یونانی و انگریزی مین قدرت کاملہ و ملکہ تامہ رکہتے تہے - طب انگریزی حکمائے فرنگ سے اخذ کی تہی

وخوش اخلاق تھے۔ شیخ نظام الدین اورنگ آبادی کے بڑے خلیفہ تھے۔ شیخ موصوف
سے آپ اور آپکے بانی خواجہ نور الدین حسن عقیدت رکھتے تھے۔ حضرت شیخ
جب الٰہ آباد سے اورنگ آباد مین آئے۔ آپکے ہمسایہ مین فروکش ہوئے۔ اور ایک
خانقاہ و مکان تعمیر فرمایا۔ اور ایک مسجد بھی بنائی۔ اور شہر مین ایک نہر بھی لائی
تا بزندگی شیخ اسی مقام مین رہے۔ جب رحلت کی تو اسی مقام مین مدفون ہوئے
بزار و تبرک۔ آپنے شیخ کے ملفوظات کو جمع کیا اور اسکا نام احسن الشمائل رکھا۔
شعرگوئی سے دلچسپی تھی خوش فکر و نازک خیال تھے۔ آپکا کلام نزاکت و لطافت سے خالی
نہین ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین مگر آپکا دیوان نادر الوجود ہے۔ آپنے بمقتضائے
موقع و محل احسن الشمائل مین اپنا کلام درج فرمایا ہے۔ اور تحفۃ الشعرا کے مولف نے
بھی آپکا کلام اپنے تذکرہ مین کیا ہے۔ فقیر مولف انہین دونون کتاب سے اشعار منتخبہ
گزارش کرتا ہون۔ آپ مدت العمر اورنگ آباد مین خدمت داروغگی پر رہے۔ آخر سنہ ۱۰۹۵ ہجری
مین خدمت داروغگی سے سبکدوش ہوئے اور عالم فنا کی کچہری مین پہنچے۔ اعزا و احبا کو
سخت رنج و الم ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

من اشعارہ الفارسی

این دل غم خوردہ را در فکر جانان ساختند
چشم ما را در پئے نظارہ حیران ساختند

قدسیان عالم بالا بتعمیر لبش
خون دل خوردند تا لعل بدخشان ساختند

تا کہ حسن آن پری در دہر جا لنگر شد
حسن ایہ عنت درون چاہ زندان ساختند

تیر غمزہ او خورد تا محشر نمرد
آب پیکانش مگر از آب حیوان ساختند

تا کمان ابروے او حلقہ شد چون ماہ نو
قامت خم گشتہ را عشاق قربان ساختند

من اشعارہ الفارسی

گفتم که دل برائے تو بستم بخنده گفت
اے نقش نام روشنت انگونه خوش سواد
گرمیٔ عشق تو زد در دل ناشاد آتش
صد زبان میکند از شعلۂ پرسوز بلند
خستۂ عشقم و هر چاره گرے بد تشخیص
دست بر داشت ز من با علی نبض شناس
بزلف تو حال دل شیدا که کند عرض
بلب رسید ز سودائے ابرویت دم تیغ
بار کسوت بر تنا بدار سبکروحی تنم
سبز نم بعد شهادت دم شاهی از خون
چشم شوخت نشد از کشتن عشاق ملول
دیده بے دیدار تو از اشک دارد شست و شو
در دلم ابروان تیغ دو و نیام یک
بر سر راه آن صنم طرح نماز افگنم

وله

این تازه شاعریست که مضمون بست گفت
کز حرف سرمه چشم نگین کشد
خانه ام گرد چو آتشکده آباد آتش
از غم سوختگان است بفریاد آتش
رنج من گفته دگر یک مرض و صد تشخیص
طبیش نبض مریض تو کند رد تشخیص
سرگشتگی قیس بلیلی که کند عرض
ولیل قوت ضعف ست و قامت خم تیغ
بس بود همچون سخن تار نفس پیراهنم
سهدم راست سحر مژه ماهی از خون
نشود سیر سبلے مرد سپاهی از خون
چون قلندر مشربان بے نماز و با وضو
غمزه هر دو چشم تو تیغ یک و نیام دو
سجده بنقش پا کنم کار یکی و کام دو

عروجی۔ سلطان فیروز شاہ بہمنی

عروجی تخلص۔ سلطان فیروز شاہ نام۔ آپ علاء الدین حسن گانگوئے بہمنی بانی سلطنت بہمنیہ کے نبایرے ہین۔ آپکی تربیت وتعلیم کا انتظام آپکے عم بزرگوار

زبان انگریزی کو شل عربی و فارسی جانتے تہے۔ اکثر اوقات بیمارون کے معالجہ مین
صرف فرماتے تہے۔ اور آپ تواریخ و واقعات سلف سے زیادہ رغبت رکہتے تہے
اور زمانہ کے حالات سے واقف ہونا پسند کرتے تہے۔ بناءً علیہ آپنے ایک اخبار مسمی بہ
تمیز الاخبار جاری کیا تہا۔ یہہ اخبار ہفتہ واری تہا۔ ہفتہ مین ایکبار طبع کرکے
تقسیم فرماتے تہے۔ فقیر مولف کو یہہ امر معلوم نہین ہوا کہ وہ اخبار کب تک جاری رہا
اور کب موقوف ہوا۔ آپ سر سالار جنگ مختار الملک بہادر مدار المہام سرکار عالی نظام کے
عہد مین مدراس سے حیدرآباد دکن مین تشریف لائے۔ صیغہ منصب مین ملازم ہوے
مدة العمر صیغہ مذکور مین مامور رہے۔ ہمیشہ بیمارون کے معالجہ اور طلبہ کی تدریس مین مصروف
رہتے تہے۔ آپ صاحب اولاد تہے۔ آپکے باقیات الصالحات سے خیرخواہ قوم جناب
ملا عبد القیوم صاحب و مولوی عبد الحی صاحب و مولوی عبد السلام وغیرہ ہین۔ ملا صاحب
سنہ ۱۳۲۵ ہجری مین فوت ہوئے اور عبد السلام مجذوب بہی فوت ہوگئے۔ مولوی عبد الحی
سلمہ اللہ تعالی یادگار باقی ہین۔ ملا صاحب و مولوی عبد الحی صاحب کا تذکرہ آگے
ذکر کیا جائیگا۔ آخر عشق صاحب ترجمہ نے سنہ ۱۳۰۲ ہجری مین اس دار فانی سے بعالم
جاودانی رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور آپکی رحلت کی تاریخ آپکے
برادرزادہ مولوی عبد الواجد صاحب نے کہی ہو ہذہ

حضرت عشق آنکہ بفضل و شرف	بود گرانمایہ و والا گہر
در شب پنجم ز ربیع نخست	کرد ز دنیا سوی عقبیٰ سفر
تشکل گریبان بغمش خلق را	ہم دل و ہم سینہ شد و ہم جگر
واجد ما سال وفاتش نوشت	حادثۂ عشق جہان ہنر
	۱۳۰۲

ہمیشہ تن تصروف رہتا تہا۔ مخالفین سے جدال قتال مین کوتاہی نہین کرتا تہا۔ اسی بادشاہ
کے عہد مین سلطنت بہمنیہ کا دائرہ بہت وسیع ہوگیا تہا۔ مملکت تلنگانہ و کرناٹک کے
بالاگہاٹ و پائین گہاٹ کا کچہہ حصہ تصرف مین آگیا تہا۔ فوج و خزانہ کی حالت
بہت درست تہی۔ یہ بادشاہ صاحب جمہ نہایت ہی رحم دل تہا۔ مفرح القلوب کے مولف نے
لکہا کہ فیروزشاہ صاحب ترجم صوفی مشرب غربا پرور فقرا نواز تہا۔ رقیق القلب و رحم دل تہا
ایکمرتبہ دولتخانہ کے پیش دریچہ مین بیٹہا ہوا راستے کے گذرنے والون کو دیکہہ رہا تہا
کہ ایک فقیر کشکول ہاتہہ مین لئے ہوئے جا رہا تہا۔ فقیر کو اپنے پاس بلایا اور اسکی کشکول جہولی
مین دیکہا کہ جوار کی روٹی کے چند ریزے ہین۔ دیکہہ کے بہت افسوس کیا کہ میری رعایا
آسودہ حال نہین ہے۔ کوئی بجز نان جوار نہین کہاتا ہے۔ فوراً حکم دیا کہ کوئی فرد رعایا ہے
جوار کی زراعت کرے بجائے جوار گندم بویا جائے۔ فقرا و معذورین کے لئے متعدد
لنگرخانے شہر کے محلون اور کوچون مین قائم کردئے۔ لنگرخانون سے فقرا کو دو ایک گیہون
کی روٹی و حلوا دیا جاتا تہا۔ کبہی حلوے کے عوض گوشت دیتے تہے۔ فقرا فراغت سے
بسر کرتے تہے۔ پہر حسب الحکم تمام دکن مین گندم کی زراعت ہوئی۔ گندم کی اسقدر کثرت
ہوئی کہ تمام دکن مین گندم کا عام رواج ہوگیا۔ کیا امیر کیا فقیر گندم ہی کی روٹی چانول
کی طرح کہانے لگے۔ پہر اول کی طرح فقرا کے توشہ دانون کو دیکہا ہر ایک کے توشہ دان
کو کلچہ و حلوے سے معمور پایا۔ بہت خوش ہوا۔ اور خدا کا شکر ادا کیا۔
مورخین نے لکہا کہ اسکو بادشاہی دولتخانہ پر چار ہزار سوار اور آٹہہ ہزار پیادہ حفاظت
کیلئے رہتے تہے۔ تمام رات جاگتے تہے۔ سرما و گرما مین بڑی تکلیف سہتے تہے۔ ایک رات
جاڑے کے موسم مین دل مین خیال کیا کہ میری ایک جان کی آسائش کے لئے اسقدر جم غفیر کو

محمود شاہ بہمنی نے عمدہ طرح سے کیا۔ تعلیم کے لئے۔ اساتذہ کملا مقرر کئے گئے
چنانچہ ملا فضل اللہ انجو شاگرد علامہ سعد الدین تفتازانی خاص عربی تعلیم کے لئے
مقرر ہوا تھا۔ آپ نطرۃً ہونہار معلوم ہوتے تھے۔ ذہین و فہیم تھے۔ سولہ برس کی
عمر میں ملا سے کتب عربیہ فارسیہ ابتدا سے انتہا تک پڑھیں۔ معقول و منقول میں
علامہ ہوا۔ خاص آپکی طبیعت فلسفہ و حکمت کے ساتھہ زیادہ مناسب تھی۔ اور
اس فن سے بہت ہی دلچسپی رکھتا تھا۔ درس و تدریس کا شائق تھا۔ ہفتہ میں تین دن
طلبہ کو شوق سے پڑہاتا تھا۔ اور علما سے مسائل علمیہ میں بحث و تکرار کرتا تھا۔
اسکی حلقۂ درس میں منتہی طلبہ شریک ہوتے تھے۔ بروز شنبہ تفسیر زاہدی و مطول
و بروز دوشنبہ ریاضی و ہندسہ میں شرح تذکرہ و تحریر اقلیدس۔ بروز چہارشنبہ
کلام میں شرح مقاصد وغیرہ پڑہاتا تھا۔ فصاحت بیانی و طلاقت لسانی سے طلبہ کو
خوب سمجہاتا تھا۔ طلبہ بادشاہ کی تقریر سے بہت خوش ہوتے تھے۔ طلبہ آزادی سے
سوالات و اعتراضات کرتے تھے۔ نہایت خوشی سے سنتا تھا۔ ہر ایک سوال کا
جواب و ہر ایک اعتراض کا رد ایسی خوبی سے ادا کرتا تھا۔ کہ سائل و معترض کو
ساکت کر دیتا تھا۔ طلبہ سلمنا و صدقنا کہتے تھے۔ سنہ ۸۰۰ ہجری میں تخت نشین ہوا
پچیس برس تک عدالت و انصاف کے ساتہہ سلطنت کی۔ ایام سلطنت میں
اکثر معرکون میں کامیاب و فیروز رہا ہے۔

فرشتہ نے لکہا کہ فیروز شاہ صاحب ترجمہ سلاطین بہمنیہ میں از روئے علم و فضل
ممتاز تہا۔ میدان بہادری میں سرفراز۔ خاندان بہمنیہ اس کے وجود نا در الوجود
سے بلند آوازہ ہوئی۔ سلطنت و دولت نے رونق تازہ پائی۔ ملک گشائی میں

پہنچا دیگا - امیر تیمور سفیر کی تقریر سنکے فیروز شاہ صاحب ترجمہ کے حسن اخلاق سے بہت
خوش ہوا - جوش خوشی سے فرمایا کہ ہمنے فیروز شاہ کو گجرات و دکن و مالوہ کی سلطنت بخشی
عطا کی - اور لوازم شاہی یعنے چتر وغیرہ کے رکھنے کی اجازت دی - اور ایک فرمان اسی مضمون کا
فیروز شاہ کے نام سے بھیجا - اور فرمان مین فرزند خیر خواہ لکھا - اور ایک کمر بند و ایک شمشیر مرصع
و چار قبہ ملوکانہ اور ایک غلام ترکی و چار اسپ نامی بھیجے - اور سفیرون کو انعام و اکرام کے
ساتھہ روانہ کیا - یہی فیروز شاہ صاحب ترجمہ اسلام کے سلاطین سے دکن مین پہلا بادشاہ
ہے جس نے ہندو راجاؤن سے لڑکیان لین اور انکو اپنی منکوحہ بنایا - چنانچہ بیجانگر کے
راجہ دیورائے سے لڑکی لی - دیورائے نے نہایت خوشی سے داماد کو بیجانگر بلایا بڑے
تجمل و عظمت سے شادی کر دی - اسیطرح کہڑلہ کے راجہ کی بھی لڑکی لی - راجہ نے خوشی سے دی
فیروز شاہ صاحب ترجمہ ہندو راجاؤن سے لڑکی لینے مین موجد ہے - اور اکبر بادشاہ ہند
بہمنیہ کا مقلد ہے - حضرت سید محمد الحسینی بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہ اسی کے عہد مین
دہلی سے دکن مین آئے - آپکی آمد آمد سنکے بہت خوش ہوا - آپکے استقبال کے لئے اعیان
دولت و ارکان سلطنت کو بھیجا - جب آپ تشریف لائے نیازمندانہ ملا - آپکو قلعہ مین
معزز مکان مین رکھا - چونکہ فلسفی مزاج تھا حضرت سے اسکو دلچسپی نہین تھی - آخر حضرت سے
ناخوش ہوا - آپ قلعہ سے اٹھکر مع فقرا اس مقام مین آکر قیام پذیر ہوئے جہان آپکا
مزار ہے - فیروز شاہ صاحب ترجمہ کا بھائی احمد شاہ آپسے حسن اعتقاد رکھتا تھا - آپنے
احمد شاہ کو سلطنت کی خوشخبری دی تھی - یہی وجہ ناخوشی فیمابین کا باعث تھی -

فیروز شاہ صاحب ترجمہ علما و طلبہ کی بہت قدر کرتا تھا - نہایت سادگی و خاکساری سے
ملتا تھا - اکثر اوقات رات کو علما و شعرا کے ساتھہ نشست و مکالمت کرتا تھا - اور حاضرین مجلس سے

اولاد سے محروم رکھنا نہایت بے رحمی ہے دیر تک افسوس کرتا رہا - اور خوف سے
لرزنے لگا - اور کہنے لگا واحسرتا ایسا نہو کہ خدائے تعالی مجکو قیامت کے دن اس سختی کے
ارتکاب مین ماخوذ کرے - صبح برآمد ہوتے ہی رات کی چوکیداری موقوف کوی صرف گنتی
کے لئے وزار رکھ لئے - اور انکو یہی حکم دیا کہ ساعت گذرے بعد ایک ایک پہرہ بدلتا ہے
رعایا کے ساتھہ ہمدردی کرتا تہا غربا کو ظالمون کے پنجہ سے رہا کرتا تہا - چنانچہ تیرہ سال
دختر زرگر کا قصہ ہمارے قول کی تصدیق کرتا ہے - لڑکی کو دیو رائے والی بیجانگر کے ظلم سے
بچایا - آخر لڑکی بادشاہ کی ہمدردی دیکھہ کے خوشی سے مسلمان ہوگئی یہہ پورا قصہ فرشتہ مین
مذکور ہے - فیروز شاہ دوربین و دور اندیش تہا حفظ ماتقدم ضرور کرتا تہا - تحفۃ السلاطین
وفرشتہ کے مولفین نے لکہا کہ ۸۰۲ھ ہجری مین شہرت ہوئی کہ امیر تیمور گورگان ہند مین دوبارہ
آنیوالا ہے - فیروز شاہ صاحب جبکہ شہرت کے معلوم ہوتے ہی عاقبت اندیشی و پیش بینی سے
حسب مشورہ وزراء امیر تقی الدین محمد داماد و میر فضل اللہ انجو و مولانا لطف اللہ سبزواری کو
مع تحائف نفائس و ہدایائے لائق امیر کی خدمت مین سمرقند روانہ کیا - اور ایک عرضداشت
بہی جسمین اطاعت و بندگی کا اظہار کیا تہا بہیجی - بہمنی کے سفرا دریا و صحرا طے کر کے
دارالسلطنت سمرقند مین پہنچے - امیر تیمور کی بارگاہ مین باریاب ہوئے - دربار مین سفیرون کی
بڑی تعظیم و تکریم ہوئی - چہ مہینہ تک امیر کی خدمت مین مہمان رہے - جب سفرائے بہمنی نے
تحائف و عرضداشت امیر کی خدمت مین پیش کئے - تحائف نے قبولیت کا درجہ پایا
تب مقربین کے ذریعہ سے سفیرون نے عرض کیا کہ فیروز شاہ منجملہ بندگان سرکار ہے
اسکا عزم بالجزم ہے کہ جب آپ دارالخلافہ دہلی تشریف لائین یا کوئی شاہزادہ آوے تو
اسوقت بہ ادائے بندگی کمر بستہ ہوکے دکن سے دہلی مین حاضر ہوگا - اور جان نثاری کی

غرض چند روز تک بیماری کی حالت میں صاحب فراش رہا۔ آخر پندرہ تاریخ ماہ شوال سنہ ۸۲۵ ہجری میں بہشت بریں روانہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ فرشتہ نے لکھا کہ مرحوم کا جنازہ شاہانہ شان و عظمت کے ساتھ اٹھا کے آبا و اجداد کے پہلو میں دفن کئے الخ لیکن معرج القلوب کے مولف نے لکھا کہ فیروز شاہ صاحب مرحوم حسب الوصیت اسکے تیار کئے ہوئے گنبد میں جو شاہ کمال پیر کے لئے تعمیر کرایا تھا دفن کیا گیا۔ مدت سلطنت ۲۵ سال۔ جلوس سنہ ۸۰۰ ہجری۔ مدفن گلبرگہ۔

من اشعارہ الفارسی

کرشمہ جنبش آموزست مژگان درازش را — ستم گر دست واجب ہر زبان تعلیم نازش را
محبت چاک کرد دل میزند ہر گہ کہ در بزمے — بخود مخصوص می بینم تغافلہائے نازش را
صبا تا آسیب نقصان یابد از سوز دلم تاری — بدل چون رہ دہم اندیشۂ زلف درازش را
نیابد لذتے زاہد ز وصلت از متاع خلد — ہمان بہتر کہ در دامن کنی اجر نیازش را
فیروزئی قامت ور خیال آن خورشید تابان را — بسر والا می سنجد کہ بیند امتیازش را

وله

بدان مثابہ ز غم دہر بر دلم تنگ است — سر دل بلذت سودائے عشق در جنگ است
گل امید شگفت از نسیم وعدہ ولے — ز آفتاب غم انتظار بیرنگ است
بقطع راہ محبت مخور فریب امید — کہ غایت ابدش ابتدائے فرسنگ است
بجز سرود محبت مکن ز زمزمہ نائے — کہ ہر چہ خارج این پردہ ننگ آہنگ است
ولے بہ سینہ بالفت دوستی دارم — کہ پیش اہل جہان بے بہا تر از سنگ است
رواج طبع عروجی چہ دلکشا چمنے ہست — چمن مگو کہ آن آسمان فرہنگ است

وله

چو دود آتش ہر زہ فکر زائل نکنی — اندیشہ بہر خیال مائل نہ کنی

کہتا تہا کہ آپ میرے ساتہہ بے تکلف رہیں کسی قسم کا لحاظ نکرین باہم یارانہ طور خوشی کے ساتہہ بسر کریں۔ اور مجکو ایسا سمجہیں کہ میں بہی آپ سب میں ایک فرد ہوں یا میرے ساتہہ ہم پیالہ و ہم نوالہ رہیں۔ اور اس بات کی تاکید کرتا تہا کہ اس مجلس میں کوئی شخص دنیوی معاملات کی بابت گفتگو نکرے۔ نہ کوئی کسیکی شکایت کرے۔ تمام بادشاہ کے حکم کی تعمیل کرتے تہے۔ کبہی کسی نے خلاف حکم نہیں کیا۔

فیروزشاہ شعر و شاعری کا شیفتہ تہا۔ حدائق السلاطین کے مولف نے لکہا کہ بہمنیہ سلاطین میں بے نظیر فرد تہا۔ علوم و فنون میں آپ ہی اپنا نظیر تہا۔ اکثر زبانوں میں ملکہ تامہ رکہتا تہا ہر ایک زبان میں اہل زبان سے بیساختہ مکالمہ کرتا تہا۔ سامعین و ناظرین دونوں میں تمیز نہیں کرسکتے تہے۔ کہتے تہے صاحب ترجمہ اہل زبان کے افراد سے ایک فرد فرید ہے ہر ایک زبان کے محاورات و اصطلاحات سے خوب واقف تہا۔ خاص زبان عربی و فارسی و ترکی کی مملکت میں حکمرانی کرتا تہا ہر ایک زبان میں ناظم و ناثر تہا۔ متقدمین شعرائے عرب و عجم کے اشعار و قصائد بیشمار حافظہ کے خزانہ میں محفوظ رکہتا تہا۔ سخندان و سخن سنج تہا۔ کبہی کبہی سرور و فراغت کے وقت میں کلام موزون کرتا تہا۔ اولاً اپنا تخلص عروجی قرار دیا پہر شاہی زمانہ میں فیروزی رکہا۔ صاحب دیوان تہا۔ اب دیوان نادر الوجود ہے۔ مورخین نے چیدہ چیدہ اشعار تمثیلاً لکہے ہیں فقیر مولف بہی تذکروں سے ذیل میں گزارش کرتا ہے۔ آپ کا کلام شیرین و دل نشین ہوتا ہے اشعار کے مضامین سے جوش محبت معلوم ہوتا ہے۔ فقیر مولف نے صاحب ترجمہ کے حالات محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن میں شرح و بسط سے لکہا ہے۔ ان کنت تراجع الیہ۔ لمعات کے مولف نے لکہا کہ احمد شاہ کے جلوس کے بعد فیروز شاہ متاثر ہو

تا صرف بجز بہائے باطل نکنی		این نقد خزینۂ دماغ ست بگوش

عطا - سید تفضل حسین

عطا تخلص - سید تفضل حسین نام - آپ قصبۂ جائس کے سادات صحیح النسب والحسب سے ہین۔ سن شعور و تمیز کے بعد آپ تحصیل علوم مین مصروف ہوئے چندمدت وطن مالوف مین اساتذہ سے کتب متداولہ پڑہتے رہے ابہی تحصیل سے فارغ نہین ہوئے تہے کہ دل مین تکمیل تحصیل کا شوق پیدا ہوا۔ وطن سے شہر لکہنو مین آئے علمائے لکہنو کی خدمت مین کتب درسیہ سے فارغ ہوئے۔ اور تلاش معاش کے لئے لکہنو سے برآمد ہوئے اور اولاً بہوپال مین پہنچے۔ نواب جہانگیر محمد خان کی خدمت مین ملازم ہوئے۔ چندمدت نوکری مین بسر کرکے حیدرآباد دکن مین آئے۔ اسوقت نواب سراج الملک بہادر وزارت کی مسند پر جلوہ افروز تہے دارالانشا مین مقرر ہوئے۔ نواب سراج الملک کے بعد نواب مختار الملک سالار جنگ بہادر اول مرحوم کی خدمت مین عزت و آبرو کے ساتہہ رہے۔ آخر آپنے سنہ ۱۲۷۵ھ ہجری مین اس دار فنا سے عالم بقا کی طرف رحلت کی - انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ شاعر نازک خیال خوش فکر تہے۔ آپکا کلام شستہ و پاکیزہ ہے اہل زبان کے کلام سے پہلو بہ پہلو ہے۔

من اشعارہ الفارسی

دل نمیدانم چہ شد دلبر نمیدانم چہ شد
گشت برقی جلوہ گر دیگر نمیدانم چہ شد

نے خروشی نے فغانی نے طپش نے اضطراب
هست احوال دل مضطر نمیدانم چہ شد

از رگ جانم سرے سید آن پنہان غمزہ سخت
خون روان دیدم ولے نشتر نمیدانم چہ شد

طاقت نہین کہتا ہون۔ میر آزاد خزانۂ عامرہ مین لکھتے ہین کہ ذوالفقار خان نے صرف مطلع پر اکتفا کیا۔ کہ قابل صلہ یہی ایک شعر ہے۔ جب نواب ذوالفقار خان سنہ ۱۱۰۰ ہجری مین کرناٹک دکن روانہ ہوا ناصر علی بہی نواب کے ہمرکاب ہوا۔ چندروز وہان رہا شاہ حمید درویش کا معتقد ہوا شاہ موصوف کی مدح مین کہتا ہے ؎

نوبت جام حمید الدین رسید	اینک اینک ساقی شیرین رسید
انجمن افروز یکجائی بود	جام او خورشید ربانی بود
روزن ہر خانہ گردد آفتاب	گر جمال او بر اندازد نقاب

شاہ حمید کنچی مین ایک مجذوب کامل تہے شاہ صاحب کے فوت ہونے کے بعد علی دوست خان ناظم ارکاٹ نے آپکی مرقد پر ایک گنبد بنوا دیا۔ مزار متبرک۔ ناصر علی کی ممدوحون مین سے شاہ عادل بن خواجہ شریف خان عالمگیری بہی ہے خواجہ عالمگیری زمانہ مین صدارت کل کی خدمت پر مامور تہا۔ شاہ عادل تارک الدنیا تہا۔ ناصر علی نے اُسکی مدح مین ایک قصیدہ لکہا تہا اُسکا مطلع یہہ ہے ؎

کہ بود نقطۂ سہو القلم فکر حکیم	منم آن طفل نظر کردۂ استاد قدیم

اور غضنفر خان سے بہی محبت رکہتا تہا۔ اور غضنفر خان ذوالفقار خان کے رفیقون مین تہا۔ کنچی کی حکومت پر مامور تہا۔ کنچی ایک شہر ارکاٹ سے بارہ کوس کے فاصلہ پر ہے ہنود کے معابد سے ایک ہے۔ غضنفر خان کی مدح مین کہا ؎

بشنود گر کوہ آواز غضنفر خان ما	ہمچو فیل بے جگر گریزد از میدان ما

آخر الامر دکن سے دلّی مین گیا بے نیازانہ زندگی بسر کرتا تہا۔ توکل قناعت پر قائم تہا کسی کے التجا نہین کرتا تہا۔ اسی مقام مین سنہ ۱۱۰۸ ہجری مین بہشت برین کو روانہ ہوا

اوائل حال میں سیف خان حاکم سرہند کا ملازم ہوا۔ جب سیف خان کی تبدیلی الہ آباد ہوئی
خان موصوف کی رفاقت میں الہ آباد آیا۔ سیف خان شاہجہان بادشاہ ہند کا خسر اختی
والا کا داماد ہے سنہ ۱۰۷۵ ہجری میں عالمگیر کے عہد میں کشمیر کا صوبہ دار ہوا۔ چند مدت صوبہ داری
پامور رہا بعد میں صوبہ داری سے دست بردار ہو کے گوشہ نشینی اختیار کی۔ آخر احباب کے
اصرار سے گوشہ نشینی سے برآمد ہو کے ۱۰۸۵ ہجری میں بعطیہ منصب و خطاب الہ آباد کی نظامت
پر مقرر ہوا۔ آخر ۱۰۹۵ ہجری میں فوت ہوا۔ ناصر علی صاحب ترجمہ سیف خان کی وفات کے
بعد سنہ ۱۱۰۰ ہجری میں ہند سے بیجاپور دکن میں آیا۔ اور نواب ذوالفقار خان بن نواب
اسد خان وزیر عالمگیر سے ملا۔ چنانچہ اسی موقع پر آزاد بلگرامی نے کہا ؎

بعد سیف آخر علی را ذوالفقار آمد بکار
لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار

ناصر علی نے ملاقات کے روز ایک غزل نواب ذوالفقار خان کی خدمت میں پیش کی
وہ یہ ہے ؎

اے شان حیدری ز جبین تو آشکار
نام تو در نبرد کند کار ذوالفقار

دشمن کشی جہانی و یکدوست پروری
فتح و ظفر او بختی ہست اندر قطار

تسخیر داستان آہی نمودہ
اے نو بہار خلق تو بر بوی گل سوار

ترسم کہ بوی گل ز فراقش جنون کند
آن دل کہ بردہ زمین آن زاہبن سہار

صد عالم بہ نیم نگہ صید کردہ
اے طائران حرم تو تماشا آشکار

یاران چند در فن خود منشی خود اند
این جمع را بیک نظر اطفت بیار

ناصر علی ترا ز تو خواہد مراد و بس
دریا بہ فیض بر ہمہ عالم گہر ببار

تو نواب نے ایک بچہ فیل اور بیس ہزار روپیہ و خلعت عنایت کیا اور کہا بس کہ میں صلہ کی

بے دہڑک رتہہ سے کود پڑا۔ ہم سمجہے کہ قضائے حاجت کے لئے اُترا ہوگا۔ لیکن آہستہ
سبزی فروش کے پاس گیا۔ اور اُسکو نہایت نرمی و خوشامد سے کہنے لگا۔ کہ آپ کا
ایسی نازنین پری پیکر کو گہوڑون اور گدہون کے حوالے کرنا نہایت ظلم و بزدلی ہے۔
اگر آپ اس پری پیکر سے بیزار ہین تو مجہہ آدمی زادے کے حوالے کیجئے۔ مین حیوانات سے
بہتر ہون۔ سبزی فروش اور رستہ سے گذرنے والے آپکے حسن کلام ظرافت التیام سے
حیران ہوئے۔ پس اُسیوقت آپکے کلام کی بدولت میان بیوی کا جہگڑا رفع ہوگیا۔ انتہی کلامہ
سرخوش کلمات الشعرا مین کہتا ہے کہ مین نے ناصر علی کی زبان سے سنا کہ کہتا تہا کہ مین نے
مدت العمر اس شعر سے بہتر کوئی شعر نہین کہا ؎

چو تو ساقی شوی در دور تنگ ظرفی نمی ماند — بقدر بحر باشد وسعت آغوش ساملہا

وہی کہتا ہے کہ فقیر نے اُس سے کہا کہ بعض اعزہ کہتے ہین کہ ملا ندیم کشمیری کا مسودہ
ناصر علی کے ہاتہہ مین آگیا ہے اُسکو اپنے نام سے مشہور کرتا ہے۔ کہا شاعری کا امتحان
کیجئے۔ کوئی غزل طرح کیجئے۔ اُسوقت غزل آب ایستادہ است۔ آفتاب ایستادہ است
سامنے تہی۔ اول فقیر نے اس میدان مین قدم رکہا مطلع یہہ ہے ؎

تن ز اشکم تا بگردن غرق آب ایستادہ است — سر بروئے تن عیان ہمچو حباب ایستادہ است

ناصر علی نے حسن مطلع کہا اور مدعیون کو اس عبارت سے جواب دیا ؎

اہل ہمت را نباشد تکیہ بر بازوئی کس — خیمۂ افلاک بیچوب طناب ایستادہ است

کسی شخص نے ناصر علی کی مثنوی کے مطلع مین تصرف کیا تہا۔ سرخوش نے اسکے جواب مین کہا ؎

علی آن پیشوائے خوش خیالان — چو شد در مثنوی گلگشت افشان
رساندش پایۂ معنی بمعراج — بود این مطلع او درۃ التاج

عمر تقریبا ساٹھہ برس کی تھی۔ سلطان المشائخ نظام الدین دہلوی کے مرقد کے سایہ مین مدفون ہوا۔ اُسکی رحلت کی تاریخ سرخوش نے لکھی ہے ؎

سرخوش ز خرد سال وفاتش پرسید گفت آہ علی بعالم معنی رفت

اور سرخوش نے کلمات الشعرا مین محمد عارف سے نقل کیا ؎ آہ آہ از رحلت ناصر علی۔
میر غلام علی آزاد خزانہ عامرہ مین لکھتے ہین دونون تاریخون مین ایک ایک عدد سال مذکور سے زائد بر آمد ہوتا ہے اکثر مورخین ایک سال کا فرق کرتے ہین یہہ غلطی و سہو پر محمول نہین ہو سکتا سرخوش مرزا قطب الدین کے حوال مین لکھتا ہے کہ آپ ناصر علی کے بعد بیس روز گذرے تھے کہ گذر گئے۔ محمد عاکف نے جعل جنت مثواہ تاریخ نکالی۔ اب ثابت ہوتا ہے کہ ناصر علی کی وفات سنہ ۱۱۰۸ ہجری مین واقع ہوی دونون تاریخون مین ایک ہی تاریخ واقع ہوی ہے۔
ناقل کی تاریخ مین شبہہ ہے کیونکہ اُس نے تا ر جنت سے چارسو لیا حالانکہ پانچ لینا چاہیے کیونکہ اصحاب جمل کے نزدیک حروف مکتوبی کا اعتبار کیا جاتا ہے نہ تلفظ۔ بخلاف اہل عروض کہ اُن کے نزدیک تلفظ کا لحاظ ہے اول کا مدار وزن پر ثانی کا مدار ذکر پر۔ بعض کا قول ہے مکتوبی معتبر ہے نہ ملفوظ اور بعض کہتے ہین لفظا معتبر ہے نہ تلفظ۔
سید عبداللہ تریمی کہتا ہے کہ اول قول معتبر ہے اور قول ثانی نادر۔ انتہی قول خزانہ عامرہ
مرزا بیدل نے رنگ ناز شکست تاریخ کہی یہہ تاریخ مطابق سنہ ۱۱۰۸ ہجری ہے۔
خوشگو تذکرہ مین لکھتا ہے کہ ناصر علی کی مزاج مین سودا غالب تھا چنانچہ مجھسے بھگونت لال قلندر دانا درائچہ چندر بہان منشی نے نقل کی کہ مین اور ایک شخص دیگر آپکے ہمراہ رتھہ مین سوار ہوکے دلی کے بازار سے گذر رہے تھے۔ کہ ہم نے بازار مین ایک سبزی فروش کو دیکھا کہ اپنی بیوی جمیلہ پری پیکر سے لڑ رہا ہے اور اُسکو گالیان دے رہا ہے۔ ناصر علی یکایک

واقع چوک جاتا تہا مجکوبہی باغ کی تکلیف دی ہم باغ مین گئے۔ پہر مین نے دیکہا کہ ناصر علی اور اُن کے دوست آپسمین آنکہون سے اشارہ کر رہے ہین۔ مین سمجہہ گیا۔ اور مین نے کہا کہ میرا مشرب حریفان ہم مشرب سے دور ہے۔ وہان سے نکل کر دور بیٹہا شیشہ اور پیالہ آیا۔ ساقی نے شیشہ سے شراب پیالہ مین ڈالی اور قلقل شیشہ سے چہاگ وکف ظاہر ہوا ناصر علی نے فی البدیہہ کہا ؎

کدامین مست را امشب سر جنگست با زاہد　　　　کہ مینا ہم ز جوش می زرہ زیر قبا وارد

جب جلسہ ختم ہوا نامی نوش کل سامان اُٹہائے مین رخصت کے لئے گیا۔ اور کہا بدیہہ کو فقیر کی بیاض مین لکہد یجئے بیاض حاضر ہے۔ اُسیوقت لکہدیا۔ بدیہہ کی پیشانی لکہا تہا۔ بدیہہ ناصر علی مستانہ مین نے بیت مذکور بیاض مین دیکہی۔ کہتے ہین کہ آخر ناصر علی نے شیخ معصوم قدس سرہٗ کی خدمت مین توبہ کی اور طریقہ باطن مین استفادہ کیا انتہیٰ ما فی خزانہ عامرہ

نقل میر صاحب سرو آزاد مین لکہتے ہین کہ سید جعفر روحی زنبیر پوری نقل کرتا ہے کہ ہم چند احباب ناصر علی کی زیارت کو گئے۔ اور سب ہم صحبت تہے۔ ایک دوست ناصر علی کی قبر کیطرف متوجہ ہوا۔ اور کہا آپکا وہ قول کیا ہوا ؎

خاک گردیدیم و میر قصد سنوز افغان ما　　　　خم شکستہ امی ریزد می جوشان ما

مین نے کہا آپکی زبان پر یہہ ناصر علی کا افغان رقص کر رہا ہے۔ تمام دوست خوش ہوئے انتہیٰ کلامہ۔ ناصر علی صاحب دیوان ہے دیوان مطبوع ہوگیا ہے شعرگوئی مین طرز خاص کا موجد ہے۔ مثنوی لطافت معانی و نزاکت بیانی مین شکر ریز ہے۔ تازہ تازہ خیال سے لبریز ہے۔ ہم مثنوی و دیوان سے چند اشعار بطور نمونہ لکہتے ہین۔ من اشعارہ الفارسی

آلہی ذرۂ دردے بجان ریز — شرر در پنبہ زار استخوان ریز
درین مطلع نمود از احمقیہا — یک از پیران جاہل دخل بیجا
کہ باشد پنبہ نرم و استخوان سخت — کجا این نرم را نسبت بآن سخت
بتغییر حروف چند فی الفور — درستش کرد در زعم خود این طور
الٰہی ذرۂ دردے بتن ریز — شرر در پنبہ زار موے من ریز
من این حرف از زبانش چون شنفتم — چو گل خندیدہ بر رویش بگفتم
چہ این حاجت از حق خواہی اے یار — توانم کرد من ہم اینقدر کار
کہ مشتی خس ز آتش برفروزم — ہمہ موی سر و ریشت بسوزم
سزائے آنکہ در شعر بلندی — کند زینگونہ دخل ناپسندی
مناسب تر درین ہنگامہ افتاد — بر اہل سخن این شعر استاد
چراغے را کہ ایزد برفروزد — ہر آنکو پف کند ریشش بسوزد

میر آزاد خزانہ عامرہ مین لکھتے ہین کہ ناصر علی روز چہار شنبہ آخر صفر سرہند مین سیر باغ کو گیا۔ حضرت شیخ معصوم خلف مجدد قدس سرہٗ بھی رونق افروز تھے۔ سیر کرتے ہوے ناصر علی کے پاس آئے۔ دیکھا کہ شیشہ و پیالہ سامنے رکہا ہوا ہے نہایت ہی غصہ ہو کر فرمایا ناصر علی یہہ کیا ہے۔ ناصر علی نے کہا شراب ہے ملائکہ نوش فرماتے ہین۔ شیخ چلتے ہوئے۔ صوفیان کرام و علماء عظام نے ناصر علی کی تکفیر کی اور قتل کا محضر تیار کیا۔ میر محمد زمان راسخ وغیرہ اعزہ نے ناصر علی کو ہمراہ لیکر سرہند سے دلی روانہ کیا۔ میر صاحب کی توجہ سے نجات پائی۔

میر آزاد لکھتے ہین کہ استادی میر طفیل محمد نے مجہہ سے نقل کی کہ مین نے شاہجہان آباد مین ناصر علی کی ملاقات کا ارادہ کیا۔ رستہ مین ملاقات ہوئی۔ رتہہ مین سوار ہو کر بیگم کے باغ مین

عاصی - مرزا محمد نصیر بیگ خان ایرانی

عاصی تخلص - مرزا محمد نصیر بیگ خان نام - آپ علی بیگ خان ایرانی کے فرزند ہین - آپکے والد نواب آصفجاہ ثانی کے زمانہ مین شہر حیدرآباد مین ملک التجار تہے خوش خلق و نیک صورت تہے - حضور پرنور مین دوسو سواران ایرانی مغلیہ کے افسر تہے - جاگیر و منصب مناسب سے سرفراز تہے - میر عالم کی دیوانی مین آپکا بڑا عروج تہا دیوانی امورات کے اخراجات کی اجرائی آپکی کوٹہی سے ہوتی تہی - میر عالم کے انتقال کے بعد علی بیگ کا بہی انتقال ہوا - علی بیگ باغ و مکان متصل دروازہ پل قدیم تہا - اسکو سید الملک بہادر نے خرید کیا - اور اسمین اور جدید عمارت بنوا کر سکونت اختیار کی - اور محلہ حسینی علم مین مرزا محمد نصیر خان مذکور خلف مرحوم کے مکانات تہے نصیر بیگ خان والد کے بعد افسری رسالہ و جاگیر و منصب پر متقرر ہوا مشار الیہ نہایت عقیل و ہوشیار تہا - علوم عربی و فارسی مین خوب لیاقت حاصل کی - اور نجوم و رمل و ہیئت مین بہی یگانہ ہوا - اور شعرگوئی مین بہی بے نظیر تہا قصائد و غزل موزون کرتا تہا مضامین دلچسپ معانی دلپسند کا باہم ایسا شیرازہ باندہتا تہا کہ مجلس شعرا مین گلدستہ ہوتا تہا تمام اساتذہ روزگار آپکے کلام کی تحسین و تعریف کرتے تہے - آپ سنہ ۱۲۶۱ہجری مین زندہ تہے - معلوم ہوتا ہے کہ آپکا انتقال مین ساٹہہ و ستر کے ہوا ہے

من اشعارہ المثنوی

آنکہ مداح انس و جان باشد	شاہ شاہان خدا نگان باشد
شاہ خاقان نشان کہ بردارد	قیصر روم پاسبان باشد

خوش دل آنکسے کہ او با تو بود بگفتگو بندۂ آن تغافلم عاصی کہ بہر سلم	بہر خدا بیا بگو غنچہ دہان کیستی آمد و گفت قاتلم سوختہ جان کیستی

حرف غین معجمہ

غیور۔ محمد صفدر خان بہادر غیور جنگ

غیور تخلص۔ محمد صفدر خان نام غیور جنگ اشجع الدولہ خطاب ہے۔ آپ حیدر یار خان شیر جنگ بہادر منیر الدولہ منیر الملک کے فرزند ہیں۔ آپ نواب سالار جنگ مختار الملک اول کے جد اعلیٰ ہیں۔ نسب کا سلسلہ شیخ اویس متولی اوقاف مدینہ منورہ سے اور شیخ کا سلسلہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے۔ گل رعنا کے مولف نے لکھا کہ شیخ اویس مذکور مع فرزند شیخ محمد علی بتقاضائے آب خورش مدینہ منورہ سے برآمد ہوکے راہ دریا سے جہاز پر سوار ہوکے ہندوستان کیطرف روانہ ہوئے۔ اول دریا کے کنارے کوکن میں پہنچے۔ پھر وہان سے بیجاپور دکن میں آئے۔ علی عادلشاہ والی بیجاپور کے دربار میں باریاب ہوئے۔ عادلشاہ نے آپکی تعظیم و تکریم کی اور مہمان نوازی کے مراسم ادا کئے اور شیخ محمد علی کو جو علم و فضل کے زیور سے آراستہ تہا۔ دبیری کی خدمت پر مامور فرمایا۔ ملا احمد نائطہ نے جو عادلشاہی سلطنت کا مدار المہام تہا دیکہا کہ شیخ محمد علی شریف زادہ و ذی استعداد و لائق ہے اپنی دختر نیک اختر کو شیخ سے منسوب کرکے امیرانہ تکلف سے شادی کردی۔ پس محمد علی بن شیخ اویس کو ملا احمد کی لڑکی کے بطن سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ ایک مسمی محمد باقر دوسرا محمد حیدر۔ دونون صاحبزادون کا نشو و نما بیجاپور کی آب و ہوا میں ہوا۔ اور تربیت و تعلیم بہی وہان کے

حکم رانی که گر نباید حکم | حکم او بر فلک روان باشد
سرور دهر ناصر الدوله | تا جهان هست در جهان باشد
رایت عدلش گر بلند شود | قاف تا قاف در امان باشد
صعوه را در زمانه معدلتش | چنگل باز آشیان باشد
در زبان تو ای سپهر رکاب | گر جهان را امان امان باشد
جمع شد عالم از پریشانی | گرچه زلفین مهوشان باشد
ذکر نام تو در جهان بادا | تا جهان جهانیان باشد

وله
گرفت از رخ خود زلف عنبرافشان را | نمود از پس شب آفتاب تابان را
اگر ز لعل لبت قطره بنوشد خضر | هزار بار زند طعنه آب حیوان را

وله
ندیدم از کسی این جور و کین را | خدایا رحم ده آن نازنین را

وله
نسیما اگر دوست داری خدا را | بگو از من آن بیوفا دلربا را

وله
تا بکی خورم هیچ روز و شب غم دنیا | مطربا بزن بربط ساقیا بده صهبا
شد کنارم رشک قطرهٔ خونین امشب | بسکه یاد آمدم آن صحبت دیرین امشب
در تمنای رخ و طرف بناگوشش بود | دیده ام تا بسحر بر مه و پروین امشب

وله
گرفتم که آن ماه گاهی برآید | کجا کام دل از نگاهی برآید

وله
شاد باش ای دل نوید که جانان آید | باز در این تن افسرده جان آید

وله
خدارا ای صبا روزی گذر بر کوی جانان کن | بیان احوال زار آن سرخیل خوبان کن
ای زده آتش بدل آفت جان کیستی | نخل غم من آمدی سرو روان کیستی
ای بت شوخ نازنین ناوک غمزات کمین | کرده ای بقصد من کمین سخت کمان کیستی

آپ حسب الحکم ہندسے رخصت ہوکے دکن مین آئے۔ چندمدت خدمات مقررہ
پرکام کرتے رہے۔ کمال عزت وآبرو سے زندگی بسر کئے۔ آخر خدمات سے مستعفی
ہوکے دکن مین آئے۔ چندمدت خدمات مقررہ پرکام کرتے رہے۔ کمال عزت وآبروسے
زندگی بسر کئے۔ آخر خدمات سے مستعفی ہوکے بلدہ اورنگ آباد مین سکونت پذیر ہوے
مدت زندگی تک جاگیرذات بحال برقرار رہی۔ اور نوکری سے معاف ہے جاگیرکی آمدنی
پر قانع وصابر تھے۔ آمدنی جو کچھ ہوتی تھی اُسمین گذرا وقات کرتے تھے۔ آخر
شیخ محمد باقر نے سنہ ۱۱۲۸ ہجری مین اس دار ناپایدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی۔
شیخ مرحوم عالم فاضل جامع معقول منقول تھے فرقۂ امامیہ کے مجتہد وصاحب التالیف
والتصنیف تھے وزیر اعظم وامیر الامرا ودیگر امرائے عصر آپسے حسن اعتقاد رکھتے تھے۔
آپکی تصنیف سے تلخیص المرام فی علم الکلام کتاب ضخیم ہے آپنے اسمین اصول خمسہ یعنی توحید
وعدل ونبوت وامامت ومعاد ودیگر مسائل حکمت شرح وبسط کے ساتھہ لکھے ہین۔ آپ کتاب کے
دیباچہ مین لکھتے ہین کہ مولا محمد فصیح تبریزی نے کتاب کو شروع سے تابہ آخر مطالعہ کرکے
روضۃ الانوار وزبدۃ الافکار نام سے نامور فرمایا۔ انتہی کلامہ۔
آپکے فرزند شیخ محمد تقی عالمگیری عہد مین سہ صدی منصب اور بہادر شاہی زمانہ مین
پانصدی پچاس سوار سے سرفراز تھے۔ اور فرخ سیر کے زمانہ مین اورنگ آباد مین داروغہ
جزیہ ہوئے۔ جب آصفجاہ بہادر دکن مین آئے تب تمام قلعجات دکن کے پیادون کے
داروغہ ہوئے۔ آخر آپ سنہ ۱۱۴۵ ہجری مین فوت ہوئے۔ آپکے فرزند حیدر یار خان
منیر الملک بہادر جو سنہ ۱۱۱۳ ہجری مین پیدا ہوئے تھے آصفجاہ بہادر کی ملازمت مین
منصب صدی سے دوصدی ونیابت داروغگی فیلخانہ پر مامور تھے۔ والد کے انتقال کے بعد

علما و فضلا سے پائی۔ دونون عالم شباب مین علم و ہنر کے پیرایہ سے پیراستہ ہوئے۔ عادلشاہ نے محمد باقر کو میرسامانی اور شیخ حیدر کو بخشی گری پر مقرر فرمایا۔ دونون بہائی خدمات مفوضہ کے مہمات عمدہ طرح سے انتظام کرتے تہے۔ شیخ علی خان عرف چندا صاحب جو امرائے عادلشاہیہ سے تہے اُن کی دو ہمشیرہ ناکتخدا تہین۔ ایک شیخ محمد باقر سے منسوب کی گئی۔ دوسری ملا یحیی مخاطب مخلص خان سے منسوب۔ پہر چندا صاحب نے دونون کی شادی نہایت تجمل و شان کے ساتہہ کردی۔ شیخ محمد باقر و شیخ حیدر دونون بہائی سکندر عادلشاہ کے زمانہ تک بیجاپور مین میرسامانی و بخشی گری پر مامور رہے۔ آخر مصطفی خان وزیر سکندر عادلشاہ سے باہم ناموافقت ہوئی۔ بنا علیہ دونون بہائیون نے عالمگیر بادشاہ ہند کی خدمت مین عرضداشت بہیجی۔ اور اسمین ملازمت کی درخواست کی۔ بادشاہ نے آپکی درخواست منظور کی۔ اور دونون کو فرمان طلب بہیجا۔ دونون حضور بادشاہ مین پہنچے قدم بوسی سے مشرف ہوئے۔ بادشاہ نے شیخ محمد باقر کو منصب دو ہزاری پانصد سوار و دیوانی دار الخلافہ شاہجہان آباد و کشمیر سے سرفراز فرمایا۔ اور شیخ حیدر کو منصب ہزار و پانصدی سیصد سوار و دیوانی شاہزادہ محمد اعظم سے ممتاز۔ مدت تک دونون بہائی خدمات مفوضہ پر مامور رہے۔ بادشاہ دونون کے کام سے خوش ہوتا تہا۔ دونون خوش اخلاق و پسندیدہ صفات سے موصوف تہے۔ امرائے حضور خاص نواب اسد خان بہادر وزیر اعظم اور اُن کے نور دیدہ نواب ذو الفقار خان امیر الامرا سے نہایت موافقت و رابطہ نیازمندی رکہتے تہے۔ پس محمد باقر نے وزیر اعظم کے توسل سے بادشاہ کے حضور مین عرضداشت پیش کی کہ ہندوستان کی آب و ہوا ہمارے مزاج کو ناموافق ہے ہم امیدوار ہین کہ دکن مین متعین ہو جائین۔ بادشاہ نے از روئے عنایت شاہانہ دونون بہائیون کو دیوانی کو کن نظام شاہی عادلشاہی پر مقرر فرمایا

عالم بقا کی طرف رحلت کی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپکے یادگار باقیات صالحات چار فرزند تھے۔ ایک اکرام الملک موتمن جنگ محمد نقی خان خانساماں۔
دوسرے اشجع الملک شوکت الدولہ منیر جنگ حسن زمان خان داروغہ باورچیخانہ و ناظم اورنگ آباد
سوم امیر الامرا منیر الدولہ غیور جنگ ثانی بدیع الزمان خان مدار المہام سرکار عالی نظام داماد میر عالم
چہارم امین الملک تعلقدار فیلخانہ۔ مرحوم صاحب جمعہ مختار الملک مدار المہام اول کے جد اعلی تھے۔ فقیر مولف نے محبوب انجمن تذکرہ امرا و وزرائے دکن میں آپکے بزرگان سلف کے حالات مفصل و مشرح لکھے ہیں عنقریب میں مطبوع ہو کے ناظرین شائقین کے ملاحظہ میں گذرے گا۔

منتخب اشعار فارسی

سحر چو برق بت سرخ پوش رفت و گذشت — بیک کرشمہ او عقل و ہوش رفت و گذشت

طریق عشق ز پروانہ می توان آموخت — کہ سوخت جان عزیز و خموش رفت و گذشت

وله

جلوہ برق تجلی سخت اندازی نمود — چشم تا بر ہم زدم دیدم قیامتہا گذشت

وله

در خلوت جنون کہ دلم آرمیدہ است — خود را ز دار و گیر حوادث کشیدہ است

حاشا کہ آشنائے شکایت شوم بہم — از قسمت است آنچہ زیاران رسیدہ است

از میکدہ برون نروم تا ظہور حشر — ساقی مرا بساغر و مینا خریدہ است

زاہد ترا بمیکشی ما چرا حسد — ما را خدا برائے ہمین آفریدہ است

صد بار سینہ را بتمنا سپر کنم — شوخی نہ از خنجر مژگان کشیدہ است

ہر چند بسفلہ ساختن درد سر است — مغموم مشو زمانہ ہم در گذر است

تسکین دلم نماید این حرف غیور — آدم مشو و کسے کہ اصلش ز خر است

سیصدی منصب پر ترقی پائی۔ پھر نادر شاہی جنگ کے بعد پانصدی و خطاب خانی
سے ممتاز ہوئے۔ اور آصفجاہ بہادر و ناصر جنگ پدر و پسر کے معرکہ کے بعد صدی اضافہ
سے سرفراز۔ اور ترچناپلی کے فتح ہوتے ہی با ضافہ دو صدی منصب ہشتصدی صد سوار سے
سربلند ہوئے۔ اور صلابت جنگ کے زمانہ مین رفتہ رفتہ ہفت ہزاری منصب ہفت ہزار سوار
و ماہی مراتب و خطاب منیر الملک و میر سامانی سرکار والا سے معزز ہوئے۔ بعد ازان دیوانی دکن
پر متقرر ہوئے۔ آپکے فرزند نواب غیور جنگ اشجع الدولہ صاحب جنکی ولادت چہارم
جمادی الاخری ۱۱۴۵ھ ہجری مین واقع ہوئی۔ نواب آصفجاہ بہادر کے عہد مین منصب دو صدی
و نیابت فیلخانہ سے سرفراز تھے۔ مظفر جنگ کے زمانہ مین با ضافہ سیصدی منصب پانصدی
شش صد سوار و کوتوالی بلدہ اورنگ آباد پر ممتاز تھے۔ آخر منصب چار ہزاری و خطاب
غیور جنگ بہادر و اشجع الدولہ سے بلند آوازہ ہوئے۔ گیان رائے ہنر تخلص نے آپکے
خطاب یابی کی تاریخ کہی۔ اس مصرع سے تاریخ بر آمد ہوتی ہے ع خطاب اشجع الدولہ ہمایون
۱۱۷۵ ہجری
نواب آصفجاہ ثانی کے عہد ہمایون مین منصب شش ہزاری سوار سے سربلند ہوئے
آپ یعنی غیور صاحب جنکو علم و فضل کی صفت سے موصوف خوش خلق و حلم و مروت
مین معروف تھے شعرگوئی و شعرفہمی مین ممتاز تھے۔ کبھی کبھی کلام موزون فرماتے تھے۔ آپکا
کلام نزاکت و لطافت سے مملو ہوتا تھا۔ مضامین دلنشین و معانی شیرین سے ملا ہوا
جو کچھ فرماتے تھے خوب مرغوب ہوتا تھا۔ علم دوست و ہنر پرور تھے۔ علما و شعرا کے ساتھ
ہمدردی فرماتے تھے۔ حالت غمی و خوشی مین حسن سلوک کرتے تھے۔ شعرا و علما آپکے
کلام کی داد دیتے تھے۔ یہ داد تکلفانہ نہین ہوتی تھی۔ آپکی تعریف و توصیف بدون
مبالغہ کرتے تھے۔ آخر آپنے ۱۲۰۵ھ ہجری مین بہ قلعہ پانگل اس دار ناپائدار سے

فخر الدین تخلص ۔ میر فخر الدین نام ۔ آپ ترمذی الاصل سادات حسینی سے ہین
حاجی عبد اللہ جنید ثانی کے نواسہ سید محمد حیات درویش کے داماد ۔ جنکا تکیہ اورنگ آباد
مین متصل دروازہ بارہ پلہ ہے ۔ صاحب مردم دیدہ نے لکہا ہے کہ آپکے نسب کا سلسلہ سادات
حسینی ترمذی سے پہنچتا ہے ۔ اور حسب کا شجرہ حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر سے ملتا ہے
آپ عارف باللہ جامع کمالات مجمع حسنات تھے ۔ علوم ظاہری و باطنی مین کامل
تھے صوفی روشندل و عامل تھے ۔ اورنگ آباد مین آپکی ذات با برکات عدیم المثال
تھی ۔ اکثر مشائخ و فقرا آپکی خدمت مین فیضیاب ہوتے تھے ۔ خوش گفتار و خوش
کردار ۔ زندہ دل خندہ جبین ۔ پاکیزہ مشرب پاکیزہ دین تھے ۔ آغاز جوانی مین سپاہی پیشہ
تھے ۔ فن سپاہگری مین استاد تھے ۔ ہوشیار و چالاک مستعد و بیباک تھے ۔ فن خوشنویسی
مین خوب مہارت رکہتے تھے چند مدت تک اسی فن مین رہے ۔ آپ آصفجاہ کے زمانہ مین
اورنگ آباد دکن مین آئے ۔ جناب شاہ سید محمد حیات کرمانی قادری جو کملاء عصر سے
تھے ۔ انکی خدمت مین پہنچے بحکم الفقر فخری حضرت شاہ صاحب کے مرید ہوئے
ریاضت شاقہ و محنت شدیدہ کے بعد فائز المرام ہوئے ۔ پس شاہ صاحب نے آپکے
نسب و حسب سے واقف تھے اور لیاقت سے بھی ماہر ۔ اپنی دختر نیک اختر سے شادی کر دی
اور خلافت کی خلعت بھی مرحمت کر دی ۔ آپ شاہ صاحب کے قائم مقام ہوئے ۔
عبد الحکیم حاکم تخلص لاہوری تذکرہ مردم دیدہ مین لکہتا ہے کہ مین سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین شہر
اورنگ آباد مین آیا ۔ شاہ مسافر کے تکیہ مین فروکش ہوا ۔ اسوقت اورنگ آباد مین اکثر
علماو فضلا مشائخ و شعرا موجود تھے ۔ مین اکثر کی ملازمت سے مشرف ہوا ۔ مشائخ مین
عارف باللہ عاشق رسول اللہ شاہ فخر الدین ترمذی کو پایا ۔ جامع علوم ظاہری و باطنی ہے

غواص - محمد غوث خان

غواص تخلص - محمد غوث خان نام - آپکا اصلی وطن احمد نگر ہے - آپ وطن سے اورنگ آباد مین آئے اور سکونت پذیر ہوگئے تھے - سرکاری کسی محکمہ مین مامور تھے خوشحالی و فارغبالی سے زندگی بسر کرتے تھے - ذی استعداد و لائق تھے - شعرگوئی کے شائق تھے خوش طبع و خوش فکر تھے - جو کچھ موزون فرماتے تھے پسندیدہ و مرغوب ہوتا تھا - آپ شعراء بارہوین صدی سے ہین آپکا سنہ وفات معلوم نہین ہوا -

من اشعارہ الهندی

ترا منہ دیکھ بلبل پھول سے بیزار ہو جائے	اگر گل تجھ تک پہنچے گلے کا ہار ہو جائے

غازی - غازی الدین اورنگ آبادی

غازی تخلص - غازی الدین خان نام - اورنگ آباد دکن کے رہنے والے ہین - علم و فضل سے آراستہ تھے شعرگوئی مین بھی چست و چالاک تھے - کلام سنجیدہ و دلکش ہوتا ہے - طرز کلام و لب و لہجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بارہوین صدی کے بزرگ ہین - کسی تذکرہ نویس نے آپکی نسب حسب اور تاریخ ولادت و وفات کے نسبت کچھ نہین لکھا - فقیر مولف نے بہت کوشش کی مگر کہین پتا نہین ملا - من اشعارہ الهندی

تمہین مژدہ ہے دیوانو مقرر پھر بہار آئی	کہ بوئے گل سحر دوش ہوا پر ہو سوار آئی

حرف الفاء

فخر الدین - میر فخر الدین اورنگ آبادی تمنائی

توکل مین ثابت قدم وراسخ دم تھے استقلال کے دائرہ مین ایسے جمے کہ مرکر اُٹھے ثابت قدمی مین ایسے رہے کہ نام کر گئے۔ آپ موزون الطبع تھے فارسی و ہندی دونون زبان مین شعر کہتے تھے۔ دونون زبانون مین صاحب دیوان ہین۔ کلام شستہ وبرجستہ ہے۔ حقیقت ووحدت کی معانی سے آراستہ وپیراستہ ہے۔ شاعری کے مذاق ولطف سے بھی خالی نہین ہے۔ آپکے اشعار کے سُننے اور دیکھنے سے وجد وحال پیدا اور دلمین جوش وخروش ہویدا ہوتا ہے۔ کلام بامحاورہ اہل زبان بلاغت وفصاحت مین سحرالبیان ہے۔ افسوس کہ ہمکو آپکے دونون دیوانون مین سے ایک بھی نہین ملا ہان دونون دیوانون کے منتخبات اشعار ہاتھ آئے ہین ہم خاتمہ پر لکھتے ہین۔

حضرت شیخن صاحب مرحوم جو عارف کامل تھے اور آپکی حالت سے واقف وماہر تھے آپکی عیادت کو آئے اور خلافت کا خرقہ آپکو مرحمت فرمایا۔ کسی تذکرہ نویس نے آپکی سنہ ولادت ووفات کی نسبت کچھہ نہین لکھا۔ اور نہ آپکی تعلیم وتربیت کا ذکر کیا اور نہ نسب نامہ بیان کیا۔ شاید ٹھیک طور سے معلوم نہوا ہوگا۔ ہمکو صاحب مرقوم دیدہ کے قول سے اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ آپ ۱۱۶۵ھ ہجری مین زندہ تھے۔ اُسوقت آپکی عمر تخمیناً ستربرس کی تھی۔ آپنے نواب آصفجاہ مرحوم کا زمانہ دیکھا۔ اور نواب صلابت جنگ و ناصرجنگ شہید کا بھی پورا زمانہ پایا۔ اور نواب نظام علیخان اسدجنگ آصفجاہ ثانی کا بھی زمانہ حکومت دیکھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپکا انتقال تقریباً سنہ ۱۱۹۰ھ مین ہوا۔ تکیہ مین مدفون ہوئے۔ سالانہ عرس ہوتا ہے۔ اُنکی اولاد مین یہان مولوی فخرالدین صاحب ترمذی وظیفہ یاب بلدہ مین۔ اور مولوی حبیب اللہ صاحب ترمذی و مولوی معین الدین صاحب ترمذی فوت ہوچکے ہین۔ مرحومین کی اولاد بھی

واقف [illegible] معارف تھے۔ [illegible] شناخت [illegible] رہتے
میں۔ [illegible] آپکو اپنی سجادگی کی اجازت دی ہے۔ لاہور مین [illegible] ہونگا
انشاء اللہ تعالی شاہ کی برکت سے کامیاب ہونگا۔ اورنگ آباد مین آپکی ذات
بابرکات جامع کمالات و مجمع حسنات ہے۔ اکثر مشائخ و فقرا آپکی خدمت مین
مستفید ہوتے مین انتہی کلامہ۔

آپ صوفی زندہ دل۔ عارف کامل تھے۔ خوش گفتار خوش کردار پاکیزہ رو پسندیدہ خو تھے
فقرا نواز غربا پرور تھے۔ آپکا تکیہ مسافرونکا فرودگاہ اور بیچارون کا پناہ تھا۔ آپ
حسن خلق مین مشہور و معروف تھے۔ فضل و کمال سے موصوف تھے۔ قانع و صابر
و عابد و ذاکر تھے۔ مزاج مین تواضع و خاکساری۔ اور تحمل و بردباری کی وہ شان تھی
کہ آپنے کبھی بزرگی کا اظہار نہین کیا اور نہ کبھی غصہ و غضب فرمایا۔ کیا بادشاہ کیا
امیر سب آپکے نزدیک مساوی درجہ مین تھے۔ کیا وزیر و کیا فقیر مین مابہ الامتیاز
نہین فرماتے تھے۔ اکثر خلائق آپکی عنایت سے کامیاب ہوتے۔ آپ محبت و
عشق کی دریا مین غریق۔ شوق و ذوق کی آگ مین حریق تھے۔ چہرہ سے بزرگی
عیان تھی خرقہ سے ولایت نمایان۔ شان کبریائی کا ظہور تھا۔ آپکا ہر رگ و ریشہ
نور علی نور تھا۔ زبان پر انا الحق کا حرف تھا۔ دل مین انا العشق کا ذکر تھا۔
تکیہ کی دیوار سے شعلہ طور نمودار تھا۔ وہان آپ تھے اور دیدار یار تھا۔ آپ سچے
درویش تھے۔ جاہ و حشمت سے نفور مال و دولت سے دور تھے۔ آپکو صحبت امرا سے
سخت وحشت تھی۔ عیش و لذت سے نفرت تھی۔ مدت العمر آپنے کبھی امرا سے
سوال نہین کیا اور نہ اُن سے کسی چیز کی درخواست کی۔ جو کچھ چاہا خدا سے چاہا

شرار آسای نظاره چشم معرفت بگشا
نثار یک تجلی شو ز فیض جلوه‌ها اینست

سراپا گوش شو کنه حدیث عشق را بشنو
زبانی هر نفس در پی انشاها اینست

نگه سوی حریم او نگاه در دیده می‌جوئی
تو خاطر محو کن خود را ره قرب خدا اینست

وله

چو نسیم یک نفس رنگ و بوی گل مشو مائل
طلوع شمس را مقصد بقدر نور ضیا اینست

دلم خون گشت و از چشم ترم غلطید بیرون
شهید عشق را شاید که دشت کربلا اینست

اسیر زلف را از یک نگاه ناز بسمل کن
طپیدنهای عمرت جان بجنبید مبتلا اینست

دلا گر فخر دین خواهی بهر تار رگ گیسوش
دو صد زنار بر دوش تسلیم رضا اینست

وله

تا دل به حقیقت آشنا شد
بیخود شد و از خودی جدا شد

بخویش او حیرت افزود
آئینه حسن صاف حق نما شد

وله

عارض ز هزار حسن بنمود
چون زلف سیاه گره کشا شد

گل گشت و فغان ز بلبلان خواست
مل گشت و زخم و شیشه‌ها شد

ساقی شد و انجمن بیاراست
مستان و نزار ماجرا شد

چون یار ز رخ نقاب برداشت
مستیم مپرس تا چها شد

هر سو که عنان کشید رفتیم
رقصان رقصان که مدعا شد

ای یار چه جای وعظ پند است
خاموش که هرچه شد بجا شد

وله

عمریست چو آئینه صفا معراجیم
وز یار خدنگ غمزه را آماجیم

کو هست ز ما شکوه‌اش اما بوجود
چندانکه خدا غنیست ما محتاجیم

وله

نقطهٔ مشکین خال عارضش چون مردمک
وز نگاه دیده دل بین هویدا کرده‌ام

با وجود صد جراحت من از آن کان نمک
ساده لوحی بین تمنای دلاسا کرده‌ام

ہوئے ہیں۔ فخر الدین صاحب ابن عظیم الدین خان صاحب کا عالی میں تحصیلداری
کی خدمت پر مقرر ہیں۔ پدر و پسر خیر خواہ سرکار عالی ہیں۔ امانت دار و خدمت گزار ہیں
ہمدردی میں ہمہ تن مصروف و نفع رسانی خلق میں مشغوف ہیں۔ ہمدردی میں پرجوش
و غمخواری میں سراپا خروش ہیں۔ ذی عقل و ذی ہوش۔ حق پسند و حق نیوش ہیں۔
خاندانی طریقہ کے پابند۔ بزرگوں کے اقوال و افعال پر کاربند ہیں۔ ہاں زمانہ کے ساتھہ
ہیں۔ کبھی ادھر وہ قدم کبھی ادھر وہ ہاتھ ہیں۔ زندہ دل تازہ ہوش ہمہ تن دیدہ و گوش
ہیں۔ مردہ فروش نہیں حق بات سے خاموش نہیں۔ اس زمانہ میں غنیمت ہیں۔ خلیق
و لئیق فقیر مولف کے رفیق ہیں نہایت اخلاص و محبت سے ملتے ہیں۔ خاطر و تواضع سے
پیش آتے ہیں۔ آپکے برادران مرحومین خوش اخلاق تھے۔ ان کے بھی باقیات الصالحات
ہیں۔ فخر الدین صاحب تعلیم و تربیت کے قدردان بچوں کو علوم مروجہ میں تعلیم
دے رہے ہیں خدا ان بچوں کو کامیاب۔ اور بزرگوں کے سایہ میں سرسبز و شاداب
کرے آمین ثم آمین

من اشعارہ الفارسی

نیستم گر عاشق روئے تو حیرانم چرا		ور نیم آشفتہ زلفت پریشانم چرا
گر نہ خال عارضت را بود افسونگری		چون سپند از آتش تو رقصانم چرا
گر نگاہ ناز ساقی بر لبم می ریز نیست		ہمچو چشم مست و مدہوش و غلطانم چرا
فخر دین گر طرۂ گیسوئے جانان وانشد		بوئے عطر فتنہ می باید دل از جانم چرا
گمان مبر کہ تہی کاسہ ام برنگ حباب	ولہ	زفیض بحر محیط است دیدہ ام سیراب
سراپا درد شو ابدل اگر خواہی دوا انست	ولہ	بہ می خانہ زخود بگذر کہ خوش دار الشفا ایست

بعد ازان لکھنو مین رونق افزا ہوئے۔ اور وہان سے ۲۹ ذیحجہ ۱۱۸۰ھ ہجری مین بارادۂ زیارت وحج بیت اللہ اورنگ آباد دکن مین آئے۔ آتے ہی حضرت آزاد کو مطلع کیا۔ فی الفور آزاد ملاقات کو گئے دوسرے دن آپ آزاد کے دولتخانہ پر آئے اور ملاقات کی۔ اور نواب شیرافگن خان باسطی کا دیوان جو نواب نے آزاد کے لیئے ہدیہ بھیجا تھا دیا۔ لچھمی نراین شفیق اورنگ آبادی شاگرد آزاد نے آپکے خیر مقدم کی تاریخ کہی اور پیش کیا بہت خوش ہوئے اور آفرین کہا ؎

وارد این شہر در ذی الحجہ شد ۔۔۔ شاعر و دانشور روشن ضمیر

سال تاریخ قدوم او شفیق ۔۔۔ گفت آمد میر شمس الدین فقیر

شہر مین ایک ہفتہ تک مقیم رہے۔ ہر روز آپ آزاد کے دولتخانہ پر آتے تھے اور آزاد بھی جاتے تھے باہم خوب جلسہ ہوتا تھا۔ ایکروز مولوی عبد القادر مہربان اورنگ آبادی نے حضرت آزاد کا عربی قصیدہ بدیعیہ میر معز الیہ کو سنایا۔ میر صاحب قصیدہ کو سنتے تھے اور داد دیتے تھے اور فرماتے تھے اس طرح کا کوئی قصیدہ شعراء خلف و سلف سے فقیر کے گوش زد نہین ہوا۔ بعد ازان ۶ محرم ۱۱۸۱ھ ہجری آپ اورنگ آباد سے بندر سورت روانہ ہوئے۔ اور ۲۸ ماہ محرم کو سورت مین پہنچے اور اپنے پہنچنے سے مطلع فرمایا۔ اور سورت سے جہاز پر سوار ہوکے بیت اللہ روانہ ہوئے وہان پہنچ کے حج و زیارت سے فارغ ہوکے کرتے بصرہ مین آئے اور کشتی مین سوار ہوکے عازم ہند ہوئے۔ رستہ مین کشتی دریا مین غرق ہوگئی آپکی عمر کا بھی پیمانہ لبریز ہوا یہہ سانحہ آخر ۱۱۸۳ھ ہجری مین واقع ہوا میر غلام علی آزاد نے تاریخ رحلت کہی ؎

رفت از عالم سخنور شیرین ہائے ۔۔۔ خوابید بخاک شاعر رنگین ہائے

آزاد نوشت مصرع تاریخش

گوآہ فقیر میر شمس الدین ہائے

تا حریم خلوت دل گشت ماوای کسے — نیست گنجائش مرا کے می شود جائی کسے

می رمم از سایۂ خود بسکہ وحشی خصلتم — خو گرفتم تا بوسعت گاہ صحرائی کسے

من شعراء الہندی

یار پنہان عیان تہا مجہے معلوم نہ تہا — بے نشان عین نشان تہا مجہے معلوم تہا

لکہے مصحف ہرچند تہے آیات کبیر — ناز کشاف بیان تہا مجہے معلوم نہ تہا

فخر دین عمر سون تہا جسکے بدل سرگردان — اس تعین مین نہان تہا مجہے معلوم نہ تہا

ولہ

جب سے ن مجہہ دل کا نصیبہ عشق ہے تقدیر سون — ہر نفس ہے شعلہ زن تجہ شوق کی تاثیر سون

ابر مین تیری ہوا مین اے بہارستان حسن — آسمان مین دود ہے مجہہ آہ کے توفیر سون

برگ گل پر ہے سحر شبنم نہین اے گلعذار — آسمان ہے زار میرے نالۂ شبگیر سون

ایک بیک دل عشق مین پیدا کیا دیوانگی — پائے بندی نہین ہے تجہ زلف کی زنجیر سون

جیب جان صد چاک ہے تجہ شوق مین اے گلبدن — کیا چلے اب تجہ حسن گریبان گیر سون

ناز کے خنجر کا بسمل ہون تغافل مت کرو — جان جاتا ہے میرا ایک آن کی تاخیر سون

آرزو بندی لکہنے مین قلم ہے سینہ چاک — شوق کا طومار میرا اسکا ہے تحریر سون

فخر دین اب یار پر قربان کرون ننگ و نام — عشق نے فارغ کیا تجہ عقل کی تدبیر سون

فقیر۔ میر شمس الدین عباسی دہلوی

فقیر تخلص۔ میر شمس الدین نام۔ عباسی النسب۔ دہلوی المولد ہے سرآمد ارباب کمال تہا۔ عالم فاضل و ادیب کامل تہا۔ جامع علوم و فنون واقف معقول و منقول۔ ماہر فروع و اصول۔ مدت تک آپکی درس و تدریس شعر و شاعری کا بازار دہلی مین گرم رہا۔

فانی - خواجہ احمد شیراز دیداری بزیل بیجاپور

فانی تخلص - خواجہ احمد نام - دیدار متعلقہ شیراز اُسکا وطن ہے - صوفی مشرب وعالم فاضل جامع العلوم والفنون تہا - کتب معقول و منقول شاہ فتح اللہ شیرازی سے ختم کین تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد وطن سے بیجاپور دکن مین پہنچا - علی عادل شاہ کی خدمت مین ملازم ہوا - عادلشاہ کی بارگاہ مین اسقدر تقرب حاصل کیا کہ مقربین و مصاحبین مین شریک ہوا - بادشاہ کو استاد شاہ فتح اللہ کا مشتاق بنایا - بہت ساز رہیجکر فتح اللہ کو دکن مین بلایا - تاریخ بیجاپور مین لکہا ہے کہ شاہ فتح اللہ کے پہنچنے مین بیجاپور تک چالیس ہزار ہون صرف ہوے تہے - جو کچھہ فانی کی کتب درسیہ باقی رہگئین تہین اُنکو یہان فتح اللہ سے ختم کین انتہیٰ کلامہ - علی عادلشاہ کے فوت ہونیکے بعد شاہ فتح اللہ کو اکبر بادشاہ نے بلایا - فی الفور اکبر کے حضور مین پہنچا - اور خواجہ احمد فانی احمدنگر مین جاکر برہان نظام شاہ کی سرکار مین ناظر سلطنت ہوا - شیخ حسن نجفی جو احمدنگر مین تہا اُسکا معتقد ہوا پہر کتب خواندہ کو دوبارہ نجفی سے پڑہین - اور تصوف مین خوب مہارت پیدا کی نظام شاہ کے نبیرہ کے عہد حکومت مین برار کا صوبہ دار ہوا - اور پہر اُس کے فوت ہونیکے بعد تارک الدنیا و مجرد ہو گیا - اور گوشہ نشینی اختیار کی ۶۹ سال کی عمر مین ۱۰۱۶ھ ہجری مین فوت ہوا - کلمہ خداشناس سے اُسکی تاریخ فوت ہوتی ہے - گلشن راز کی شرح - اور حواشی نفحات الانس - و فصل الخطاب و شرح خطبہ بیان آپکے تالیفات مین - اور صاحب دیوان تہا - **من اشعارہ**

یک جرعہ کہ از حریف مستت برسد	پس چاشنی دمم الستت برسد

من اشعارہ الفارسی

بہ بزم بادہ مرا گفت خواہمت روزی ‌‌ ‌ بنائے وعدہ شناسم کہ بودہ است بر آب

وله — غافل ز نور ہستی مطلق شدیم حیف ‌ ‌ مارا چو سایہ عمر بخواب عدم گذشت

وله — اقامت آن سرو قامت گذشت ‌ ‌ درین نشانہ بر ما قیامت گذشت

وله — از ہستی من دود بر آورد بیکدم ‌ ‌ آتش نکند آنچہ بمن نالۂ نی کرد

وله — زاہدان را ز بانگ نے چہ اثر ‌ ‌ سیر این کوچہ را کجا کردند

وله — ہر لحظہ چون عصا کشش کور از روئے دل ‌ ‌ دست مرا گرفتہ بکوئے دگر برد

وله — بیک تغافلت از سینہ دود آہ بر آید ‌ ‌ کریست سرہ کہ از عہدۂ نگاہ بر آید

وله — نیست حرف عشق در فرہاد و مجنون منحصر ‌ ‌ رفتہ رفتہ حرف ما ہم داستانی می شود

وله — آبی نزد بر آتش ما ہیچ ہمدمے ‌ ‌ در کوئے یار سخت غریبانہ سوختیم

وله — جائے رحم است بہ بلبل اگرم دست دہد ‌ ‌ از گلستان جہان رسم خزان بردارم

وله — خوبان بما فقیران عیب جنون نگیرید ‌ ‌ دیوانہ ایم لیکن دیوانۂ شمائیم

وله — مشت غبار خود را از کوئے یار بردیم ‌ ‌ از خاطر رقیبان آخر غبار بردیم

وله — رو بدنیا ہر کہ آرد از خدا شرمندہ است ‌ ‌ از رحم زین روئے کودک سرنگون آید برون

وله — نظارہ را بر تنگ ز آفتاب خیرہ نگردد ‌ ‌ ز حکمت است اگر روئے در نقاب گرفتہ

وله — ز کوئے یار دور افتادہ ام اے نالہ آوازی ‌ ‌ ندارد ذرہ بیتابم وصل و اہی شوق پروازی

رباعی

در روز جدائی بت خود بینی ‌ ‌ جز آہ ہم نیست ہمدم دیرینی

داغ است مرا یار بدل نزدیکی ‌ ‌ اشک است مرا مصاحب رنگینی

خاندان شاہ سامی سے تھے اور شاہ سامی سے قرابت قریبہ رکھتے تھے۔ جوان صالح خوش رفتار و خوش کردار تھے۔ مستعد طالب العلم تھے۔ درسیہ کتب کی تحصیل مین مشغول تھے۔ آپکے بزرگ مشاہیر مشائخ سے ہین۔ پیری مریدی کا سلسلہ آپکے خاندان مین جاری ہے۔ اکثر اہل دکن آپکے خاندان کے معتقد تھے۔ آپکو طالب علمی مین شعرگوئی کا شوق پیدا ہوا اکثر بزرگ مانع ہوتے کیونکہ شاعری کی رہت آدمی کو اور کامون کے لائق نہین رکھتی۔ مگر جسکو اسکی چاٹ لگی وہ کسی کے روک سے باز نہین رہتا۔ علی رغم العدا نغیر مشق سخن کرنے لگے۔ ذہین و طباع تھے چندہی روز مین خوب کہنے لگے۔ جناب شاہ سامی سے اصلاح لیتے تھے۔ لچھمی نرائن کہتے ہین کہ مجھسے محبت و اخلاص رکھتے تھے کبھی کبھی میرے غریبخانہ پر بھی آمد و رفت کرتے تھے انہیٰ کلامہ

لچھمی نرائن کی تحریر سے معلوم ہوا کہ آپ ۱۱۷۵ ہجری مین زندہ و سلامت تھے پھر قریب ۱۲۱۲ ہجری مین فوت ہوئے۔ آپکے اشعار مین سے ہم کو صرف ایک ہی شعر ملا مگر وہ شعر ایک دیوان کے برابر ہے۔ وہ یہہ ہے۔ **من اشعارہ**

اُٹھا ہے جوشش حسرت عجب جنون شہیدان ہے
وہ قاتل شوخ شاید ان خاکی و تربت گذرا

فکری۔ خواجہ محمد رضا بیگ صفاہانی

فکری تخلص۔ خواجہ محمد رضا نام شیخی بیگ صفاہانی کا فرزند ہے۔ علم حساب و سیاق مین بے نظیر تھا۔ شعرگوئی مین کامل۔ شعر خوب کہتا تھا کلام مرغوب دل و بامزہ ہوتا تھا۔ خوش مذاق و ظریف الطبع تھا آخر عمر مین تمام علائق کو ترک کرکے اصفہان سے حیدرآباد دکن مین وارد ہوا۔ عبداللہ قطب شاہ کے دربار مین باریاب ہوا

این جام نہادہ اند بر طاق بلند ‏ | ‏ یا بر سر خویش ہر کہ دستت برسد

ولہ

در آئینہ خال پشت چشم ار بینی ‏ | ‏ یک چشم بپوشی و بدیگر بینی

کورت بنید ہر آنکہ بیند ز قفا ‏ | ‏ این ست مثال خیر و شر گر بینی

فدائی رضا طلب خان دہلوی

فدائی تخلص۔ رضا طلب خان نام۔ آپکا مولد و منشا شہر دلی تہا۔ آپکے بزرگ شاہجہانی زمانہ مین بلخ سے وارد ہند ہوئے تہے۔ بادشاہی منصبدارون مین شریک تہے۔ آپکے والد شفا طلب خان بلخی عالمگیری زمانہ مین شفاخانہ کے مہتمم تہے آپ بہی بادشاہی منصبدار۔ ہندوستان سے نادری ہنگامہ کے بعد بندگانعالی نواب غفران مآب آصفجاہ بہادر اول کے ہمراہ ہند سے دکن مین آئے۔ قلعداری فوجداری رائچور پر مقرر ہوئے۔ عمر رسیدہ زمانہ دیدہ تجربہ کار و ہوشیار نجیب شریف صحیح النسب والحسب۔ میدان شعرگوئی مین چالاک تحریر و تقریر مین شوخ و بیباک تہے آپکا کلام رنگین مضامین و خیالات دلنشین سے سجا ہوا۔ گلہائے معانی و شگفتہ بیانی سے کہلا ہوا ہوتا تہا۔ خوش فکر و سخن سنج تہے۔ تیز فہم و ظریف الطبع تہے۔ آپکی وفات سنہ ۱۱۷۹ ہجری مین واقع ہوئی۔ رائچور مین مدفون ہوئے۔ من اشعارہ

گفتم کہ بود منتخب آن مصرع قامت ‏ | ‏ ابروش نشان داد کہ این بیت دگر ہم

جائیکہ نہ بینی نہ تمیز ست انصاف ‏ | ‏ زنہار اقامت نکنی بلکہ گذر ہم

فقیر۔ میر ہاشم اورنگ آبادی

فقیر تخلص۔ میر ہاشم نام۔ آپکا اصلی وطن اورنگ آباد ہے۔ سید صحیح النسب

معزز و مکرم تہا۔ شاعر خوش بیان و رنگین زبان تہا۔ ظریف الطبع و لطیف الوضع تہا۔ دوست پرست محبت پرور تہا۔ آپکا کلام ایہام و تلازمہ شعریہ سے پاک و صاف ہے آپکا انتقال بارہوین صدی کے شروع ہجری مین ہوا من اشعارہ الہندی

مین دیا جان کے تئین جان کے جانان اپنا	جانمن جان جہان تہا مجہے معلوم نہ تہا
جب عمر گنوایا مین ملا عشق سے دل	عشق یون فیض رسان تہا مجہے معلوم نہ تہا
سہم مژگان سے کیا تن کو مشبک سیہ نے	شوخ دل ابرو کمان تہا مجہے معلوم نہ تہا

ملا فرج اللہ شوستری

ملا فرج اللہ نام و تخلص ہے مشاہیر فضلاء شوستر سے تہا۔ عالم لبیب فاضل ادیب تہا۔ شاعر عالی فطرت بلند قدرت تہا۔ صاحب سلافۃ العصر نے آپکا حال نہایت شرح و بسط کا لکہا ہے میر رضا اکثر مقاطع مین آپکا ذکر کرتا ہے از آنجملہ یہہ ہے

ہمین ز خاک فرج کامران شد صائب — کہ فیض ہم نظہوری ازین جناب رسید

ملا وطن مالوفہ سے حیدر آباد دکن مین آیا۔ سلطان عبداللہ قطب شاہ والی حیدر آباد رہا۔ عزت و آبرو سے سرفراز۔ جاہ و حشمت سے ممتاز ہوا مدت العمر قطب شاہ کے ظل عاطفت مین رہا۔ آخر سنہ ہجری مین فوت ہوا۔ آپ صاحب دیوان ہین اسمین تخمینا چار ہزار اشعار ہون گے۔ آپ عربی مین بہی خوب شعر کہتے ہین سلافہ مین آپکے اکثر اشعار مذکور ہین۔ من اشعارہ الفارسی۔

مغان کہ دانۂ انگور آب می سازند	ستارہ می شکنند آفتاب می سازند
درہوائے بادۂ گلرنگ بیتابیم ما	سالہا شد کز ہوا داران این آبیم ما

حکیم شفائی اصفہانی اور فکری مین خوب چوٹین ہوتی تہین۔ حکیم شفائی فکری کی ہجو کرتا تہا الفاظ رکیکہ ہجو مین درج کرتا تہا۔ اور فکری جواب ترکی بترکی دیتا تہا حکیم کے نسبت صریح الفاظ فواحش استعمال کرتا تہا دونون صاحب دیوان تہے۔ ہر ایک کا کلام دوسرے کی ہجو سے بہرا ہوا ہے۔ مین ہجویات کے اشعار نقل کرنا خلاف تہذیب جانتا ہون۔ اسوجہ سے قلم انداز کیا۔ مگر وہ اشعار جو ہجو سے خالی ہین ذیل مین ہدیہ ناظرین کرتا ہون۔ آخر آپنے سنہ [illegible] ہجری مین اس عالم فانی سے عالم جاودانی کو رحلت کی۔ میر مومن کے دائرہ مین دفن کئے گئے۔ من اشعارہ الفاظ رسمی

آنقدر درد تو دارم کہ بمیزان قیاس
گر بسنجند ز کونین فزون می آید

آنقدر خون ز لب لعل تو دارم در دل
کز درونم نفس آلودہ بخون می آید

ولہ

ہر کرا آتش سودائے سر زلف تو سوخت
نافہ مشک توان چید ز خاکستر او

ولہ

ہمزانوئے غیر و من ز غیرت
بخون دیدہ تا زانو نشستہ

ولہ

دم کشتن نکشم آہ ازان می ترسم
کہ با آئینہ تیغ تو غبارے برسد

رنگ حناست بر کف پائے مبارکت
یا خون عاشقانست کہ پامال کردہ

ز سنگین بغلتن تابوتم از کوئے تو نترسیم
کہ یابد مدعا رازی کہ در دل داشتم عمرے

فدوی - فدوی خان دکنی

فدوی تخلص - فدوی خان نام - دکنی الاصل ہے کسی تذکرہ نویس نے آپکے اصلی وطن و ولادت و وفات کی نسبت کچھہ نہین لکھا - ہان میر عزلت کی بیاض سے اسقدر معلوم ہوا کہ سنہ [illegible] ہجری مین حیدرآباد مین آصفجاہی منصبدارون مین

وہ بھی میرے غریب خانہ پر آتے تھے۔ دیر تک باہم جلسہ رہتا تھا۔ دیوان صائب اکثر آپکے مطالعہ میں رہتا تھا۔ ایکروز دیوان دیکھہ رہے تھے۔ ایک غزل نکلی جسکا مطلع یہہ تہا ؎

بت اگر بت گر نماید سر زبان حاصل ز سنگ　　من بتے دارم کہ او ہر دم تراشد دل ز سنگ

فرمایا مشکل زمین ہے۔ اگر اسمین فکر کرین تو طبع آزمائی ہوگی۔ مین نے اسی دن ایک غزل موزون کی۔ اُس کے سترہ شعر تہے۔ اور میر اولاد محمد ذکا بلگرامی نے بھی اورنگ آباد سے لکھکر بھیجی۔ انتہی کلامہ۔ لچھمی نرائن اور ذکا ہر ایک کی غزل میں سے ۵ شعر لکھے جاتے ہین۔ اور سعد خان نے اس زمین مین نہین کہی۔

غزل لچھمی نرائن

می ستاند اعتقاد آخر مراد دل ز سنگ	برہمن مقصود خود را میکند حاصل ز سنگ
حرف و صوتی ہست گر ہنگامہ ساز انجمن	یک قلم گویا تراشید ند آن محفل ز سنگ
ناقصان را سختی دوران با صلاح آورد	آب تیغ کند آخر می شود کامل ز سنگ
سخت حیرانم کہ می گرود چسان صحبت برار	منکہ دارم دل ز مینا او کہ دارد دل ز سنگ

غزل میر اولاد محمد ذکا

نیست از بس دل طپیدن ناپسند قاتلم	می نہد بار گران بر سینۂ بسمل ز سنگ
در عدالت خانۂ حکام سرکار جنون	وای بیرائے کہ وزن و بشد کامل ز سنگ
می شود بے شبہ مخصوص سر اصحاب دل	ہر بلائے را کہ سازد آسمان نازل ز سنگ
کار فرمائی کہ باشد بی زبان نیز ہست	سعی خوب چون کوہکن ناحق مکن باطل ز سنگ

سعد خان خوش مزاج و ظریف الطبع تہا۔ علوم و فنون ادبیہ حکمیہ مین مہارت کامل

ازرہ بہ بانگ ہرزہ درایان نمیزدم
کے میدہد فریب صداے جرس مرا

گر زیر سپہرم عجب نیست کہ دریا
در زیر حباب ست و فزون تر ز حباب ست

ہمیشہ میخورم از خود شکست پنداری
کہ نیمۂ ز دلم شیشہ نیمہ سنگ ست

بے رخت از رنگ خود گل چمن گیاہ افتادہ است
بوستان غنچہ چون یوسف بچاہ افتادہ است

ذرہ از بالا روی خورشید تابان کے شود
مور گر بر تخت بنشیند سلیمان کی میشود

فتوت مستعد خان اورنگ آبادی

فتوت تخلص مستعد خان نام آپکا مولد و مسقط الراس اورنگ آباد ہے۔ ابتدا مین کتب درسیہ والد ماجد سے ختم کین اور پھر علماے اورنگ آباد سے تکمیل کی۔ علم و فضل مین باپ سے زیادہ تھا اور انشا نویسی و شعر فہمی و شعر گوئی مین والد سے کم نہین تھا۔ دار الانشا مین والد ماجد کی خدمت پر مامور تھا۔ نواب آصف الدولہ بہادر کی عنایت و قدر دانی سے اقتدار الدولہ سیف جنگ کے خطاب اور حضوری صدارت کی خدمت سے ممتاز ہوا تھا۔ اور نواب نظام الدولہ آصفجاہ ثانی کے زمانہ مین بھی بدستور خدمات بالا پر بحال و برقرار رہا۔ آصف جاہ ثانی بھی فتوت کے حال پر مہربان تھے۔ خوش فکر و درست خیال تھا۔ اور منشی باکمال تھا نظم و نثر لکھنے مین لائق و فائق تھا۔ لچھمی نراین گلزار عنا مین لکھتے ہین کہ مین حسب طلب حضور آصفجاہ ثانی اورنگ آباد سے حیدر آباد گیا حسن اتفاق سے مستعد خان فتوت سے ملاقات ہوی نہایت حسن اخلاق سے ملے۔ چونکہ ہمارے درمیان موزونیت و سخن سنجی کا تعلق تھا اسوجہ سے باہم خوب صحبت و موافقت ہوی۔ مین اکثر اُن کے دولتخانہ پر جاتا تھا

دامن از قافلۂ اشک بخشان کردند | از لب لعل کسی نکتہ بگوشم کردند
دست در دامان یار نیاز نہیں داریم ما | چین پیشانی بروئے آستین داریم ما

فکر محمد باقر کانپوری

فکر تخلص۔ محمد باقر نام۔ سید علی عرف آپ میر محمد حسین کانپوری کے فرزند ہیں آپکا مولد کانپور ہے نو برس کی عمر میں والد ماجد کے ہمراہ حیدر آباد دکن میں آئے اپنے نانا حکیم میر مہدی علی مرحوم اور مولوی ابو تراب صاحب جعفری کی خدمت میں کتب درسیہ عربی و فارسی سے فراغت پائی اور فن شاعری میں جناب سید جلال الدین اشک لکھنوی مقیم حیدر آباد کی شاگردی کی۔ طبیعت میں جوش و خروش قدرتی تہا میدان شاعری میں خوب سبقت کی۔ اپنے ہمسروں میں ممتاز ہو گئے آپکی عمر فی الحال تقریباً پچاس سے زیادہ ہو گی۔ آپکی تالیف سے مثنوی معراج الاشعار۔ و تذکرہ شیدا فارسی و روضۂ رضوان۔ و دیوان کامل وغیرہ ہیں من اشعارہ الہندی

آہیں کرتے کرتے ہجر یار میں ہم مر گئے | تھی ہوا منہ کی چراغ زندگی گل ہو گیا

ولہ

سرخ پوشاک پہنکر ستم ایجاد آیا | آج مرقد پہ کسے جانے [illegible] آیا
کبھی گلزار میں گلچیں کبھی صیاد آیا | ایک جلاد گیا دوسرا جلاد آیا
مر گیا دیکھکر اسکو میں شب فرقت میں | ملک الموت کے بدلے [illegible] آیا
جان پر کھیل کے بیٹھا جو شب فرقت میں | کبھی سمجھا تمکو مجنون کبھی فرہاد آیا

انکار پر نکر نا تہا اقرار دید کا | کچھہ حضرت کلیم نہ سمجھے کلام دوست

وملکہ راسخ رکھتا تھا۔ خوش صحبت مرد مہذب یارباش دوست پرور و مہمان نواز تھا جب آخر ۱۱۸۱ھ ہجری میں نواب آصفجاہ ثانی حیدرآباد سے ارکاٹ روانہ ہوئے تو آپ بھی ہمرکاب تھا ارکاٹ کے قریب لشکر میں یکایک مرض اسہال میں مبتلا ہو کر فوت ہوا۔ ایک فقیر کے تکیہ میں مدفون کیا گیا۔ لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی نے رحلت کی تاریخ کہی ہے

ستعد خان امیر دانشمند		نیّر بالانشین بزم سخن
سال فوتش شفیق کرد رقم		ہائے از فوت مستعد زمن

آپکے اشعار میں سے ہمکو صرف ایک بیت ملی وہ یہہ ہے۔ ۱۱۸۱ھ

اے مو تراشش دست تو باشد بہ بیرنی		اصلاحِ کردۂ خط پروردگار را

فدا۔ شیخ احمد اورنگ آبادی

فدا تخلص۔ شیخ احمد نام۔ قوم نواعط سے ہیں۔ اورنگ آبادی الاصل ہیں۔ علم و فضل سے آراستہ فن و ہنر سے پیراستہ۔ شعر گوئی میں یگانہ اور کلام کی شیرازہ بندی میں مشہور زمانہ تھا۔ آپکے کلام سے رنگینیٔ مضامین پیدا اور جادو بیانی ہویدا ہے آپ سخنور سخن پرور شاعر نامور تھے۔ آپ ۱۱۹۷ھ ہجری میں فوت ہوئے شہر اورنگ آباد میں دفن کئے گئے۔ من اشعارہ الفارسی

دیدن روئے ترا ہر کہ تمنا می کرد		حیرت آئینہ را کاش تماشا می کرد
دلم از داغ جنون سر وخرامان شدہ است		کاش می آمد و از دور تماشا می کرد
تا کہ گلزار قدم خندہ فروشم کردند	ولہ	ہمچو گل خرقۂ صد پارہ بدوشم کردند

آپ سرکار عالی نظام کے دفتر صرف خاص کے مددگار معتمد تھے۔ خوش خلق و پاک طینت۔ دیانت وامانت مین بیمثل ہمدردی اہل وطن مین بے بدل تھے۔ وضعداری کے پابند۔ اطیعواللہ واطیعوالرسول کے مضمون پر کاربند۔ مولف فقیر ۱۲۹۶ ہجری مین طالب علمی کی حالت مین مولوی محمد زمان خان شہید مرحوم کے مکان پر پرورش تہا۔ اسوقت آپکو دیکھا تہا۔ پہر جب مین ۱۳۰۰ ہجری مین سیاحت ہند سے شہر حیدرآباد مین آیا۔ آپکو دیکھا بجنسہ اُسی لباس و صورت مین پایا۔ طرز و روش مین ذرا بہی فرق نہین تہا۔ مگر اُسوقت شباب کا عالم تہا۔ اب زمانہ شیب تہا۔ آپکا استقلال وضع کی پابندی تحسین کے لائق ہے آپنے بزرگان سلف کا طریقہ بدستور بحال رکہا۔ کبہی نئی طرز و روش مین نوجوانان حال کی پیروی نہین کی۔ ثابت قدم و راسخ دم تھے آخر آپ ۱۳۰۶ ہجری مین عالم فانی سے ملک جاودانی کے طرف روانہ ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور آپ مشرف جنگ خطاب سے سرفراز ہوتے تھے

من اشعارہ الہندی

پہر جب آنسوؤن کے ساتہہ لخت دل ہوا آب
کلیجے سیکڑون کہائے مین نے غم اسیری
ہمارے داستان پر کان وہ رکہتا نہین شاید
نکل آتا ہے جب مذکور اُنکی سرد مہری کا
زبان پکڑے کوئی کسطرح سے فیاض پہر اُسکی

غم فرقت لہو پانی ہمارا ایک کرتا ہے
نہ بہرتی اُسکی نیت ہے نہ اُسکا پیٹ بہرتا ہے
کوئی دریدہ اُس گل پیرہن کے کان بہرتا ہے
تو ہا محبت ایک ٹہنڈی سانس بہرتا ہے
ٹہکانا بہی نہین اک بات کہتا ہے کرتا ہے

فرحت۔ لالہ خوشحال چند برہانپوری

فرحت تخلص۔ لالہ خوشحال چند نام۔ قوم کایتہ سری باستت۔ ساکن برہانپوری

فیاض - محمد فیاض الدینخان حیدرآبادی

فیاض تخلص - محمد فیاض الدینخان نام - آپ حاجی عزیز الدینخان کے فرزند ہین - آپکا وطن اصلی حیدرآباد دکن ہے آپکی ولادت اسی شہر فیض بہر مین ہوئی نشو ونما بہی اسی زمین کی آب وہوا مین ہوا - نشو ونما کے بعد سن شعور مین مولوی میر شمس الدین فیض المتوفی ۱۲۸۳؁ہجری کی خدمت مین کتب درسیہ عربی وفارسی تحصیل کین اور دیگر علماء شہر سے بہی فیضیاب ہوئے ہین میرا خیال ہے کہ آپ مدرسۂ دار العلوم کے بہی سند یافتہ تہے - کتب درسیہ سے فارغ ہونے کے بعد آپکو شعر گوئی وسخن سنجی کا شوق دلمین پیدا ہوا - آپکی طبیعت مین موزونیت خداداد تہی - اور چستی وچالاکی بہی طبیعت کا جزو اعظم - ہم عصرون مین آپکی ذہانت وفطانت مسلم الثبوت تہی - آپنے زور فطرت سے شعر کہنا شروع کیا - جناب فیض کی خدمت مین اصلاح لیتے رہے اور چند سال تک مشق کا سلسلہ برابر جاری رہا - استاد کی فیض صحبت اور توجہ کی برکت سے آپکا کلام شستہ وپختہ ہوگیا - رفتہ رفتہ آپ درجۂ استادی کو پہنچے - اکثر شائقین آپکی خدمت مین مستفید ہوتے تہے - آپ صاحب دیوان ہین - فقیر مولف کو آپکا دیوان نہین ملا مگر چند اشعار متفرق دستیاب ہوئے ہین انکو ذیل مین ہدیۂ شائقین کرتا ہون تاکہ مطالعہ سے لطف ومزہ اٹہائین - اور آپ صاحب التالیف التصنیف تہے - فارسی مین مختصر رسائل لکہے ہین - منجملہ غرائب حسابی - لطائف فارسی دیوان فارسی - دیوان اردو وغیرہ ہین - آپ خاندانی شریف ومعزز ہین - آپکے بزرگ سرکار ریاست مین خدمات جلیلہ پر ممتاز رہے ہین

اورنگ آبادی مولداً حنفی مذہباً۔ درویش کامل و عارف صاحبدل تھے۔ جامع علوم وفنون و حاوی حقائق و معارف تھے۔ ایک مدت تک حسب بشارت وارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نواب غازی الدینخان فیروز جنگ بہادر مرحوم کے لشکر مین رہے۔ ہمیشہ حضر و سفر مین ہمرکاب رہتے تھے۔ اسی سبب سے نوابصاحب باوجود قلت فوج غنیم پر غالب و مظفر ہوتے تھے۔ نواب عضدالدولہ بہادر کو ایک قرآن شریف حضرت امام رضا علیہ السلام کے ہاتھہ کا لکھا ہوا امیرالامرا حسین علیخان کے کتب خانہ سے بدست ہوا تھا وہ قرآن شریف نوابصاحب نے آنکو دیا تھا۔ صاحب تحفۃ الشعرا لکھتے ہین کہ فی الحال یعنی ۱۱۶۵ہجری مین وہ قرآن مجید دولت آباد کے قلعہ مین موجود ہے۔ شاہ فضل اللہ کے صاحبزادے میان محمد نے اُسکو ہدیہ کیا تھا۔

آپکے چہرہ سے درویشی کے آثار نمایان تھے۔ صاحب تصنیف و تالیف تھے کئی رسائل آپکے یادگار موجود ہین۔ رسالہ زاد السلوک مین قصہ بہ بہو کا و قصہ پریم لوکا بزبان ہندی۔ اکثر اشعار ایہام آپکے طبعزاد مین فارسی کلام بہی صاف و شیرین ہے۔ آپکا انتقال ۱۱۸۰ہجری مین ہوا۔ اورنگ آباد مین مدفون ہوئے

من اشعارہ الفارسی

مہربان از آہ باشد ماہ ما		گنج باد آورد شد این آہ ما
وندگی گر قد کشد خوا ہید دید		آفتابے می شود این ماہ ما
دیدن و بر گرد سر گردیدنش		شکر للہ گشت خاطر خواہ ما
آنچنان دل یگانۂ یار است	وله	کہ دل از نفاد و بہت بیزار است
ہر کجا آن مسیح لب باشد		ہر کہ بیمار نیست بیمار است

شاعر خوش گو و ناظم پسندیدہ خو تھا۔ نیک سیرت نیک طینت تھا۔ اپنی فصاحت کے کلام تازہ سے دلون کو فرحت اور انکی رنگین مضامین سے مسرت حاصل ہوتی ہے آپنے سنہ ۱۲۴۲ ہجری مین انتقال کیا۔ آپ خوش اخلاق و بامروت تھے۔ طریقہ صلح کل کے سالک اہل اسلام و اہل اصنام سے اختلاط و آمیزش رکھتے تھے۔ اور ہر ایک کی بہتری چاہتے تھے۔ جہان کہین فتنہ و فساد کی آگ شعلہ زن ہوا اسکو صلح کے پانی سے بجھاتے تھے۔ من کلامہ

قالبم گوئی ز خاک کوے اینان ریختند	در دلم جز مہر مہرویان نمیگیرد قرار
نرگس چشم مرا گشتند حیران ساختند	ہر کجا گل چہرگان دا وند ترتیب چمن

فرح - فرح بخش ارکاٹی

فرح تخلص۔ فرح بخش نام۔ ارکاٹ مدراس کا رہنے والا تھا۔ خوش کلام و خوش بیان تھا ظریف الطبع و لطیف المزاج تھا۔ آپکے کلام سے شوخی و تازگی ظاہر ہے۔ نزاکت و لطافت کی چمک باہر ہے۔ آپ سنجیدہ مزاج و وضعدار تھے۔ کسر نفسی سے متواضع و خاکسار تھے۔ امرا و شرفا کی مدح کرتے تھے جائزے و صلے خوب لیتے تھے۔ آزادانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ آخر سنہ ۱۲۰۰ ہجری مین اس محنت سرا سے وطن باقی کے مسافر ہوئے۔ من اشعارہ

ہمارے قتل کی تدبیر بے تقصیر ہوتی ہے   نگاہ پاک کی شاید یہی تاثیر ہوتی ہے

فضلی - شاہ فضل اللہ نقشبندی اورنگ آبادی

فضلی تخلص۔ شاہ فضل اللہ نام۔ سید عطاء اللہ اورنگ آبادی کے فرزند مین نقشبندی مشرب

بہوت عاشق ہین مار کہاتے ہین
مجکو تری فراق مین دن کاٹنے لگے

وله

جبتلک تہی جنس گہر مین ہیچ کہاتا تہا فقیر
اب تو کچہہ باقی رہا نہین ہے مگر بیچون خدا

وله

طبیب عشق سین پوچہا زلیخا نے علاج اپنا
کہا تجہہ پر بہلا ہے سورۂ یوسف کا دم کرنا

وله

اے کبوتر جا کہو یوسف کون کوئی سون نکل
چاہ تیری مین زلیخا ہو رہی ہے باولی

فکری رازی

فکری تخلص - المعروف بلا رازی - آپکا اصلی وطن رے ہے - علامۂ زمان و فہامۂ جہان تہا - ادیب شاعر ناظم و ناثر تہا - سخاوت و بذل مین شہرۂ آفاق تہا - خوش اخلاق و اشفاق تہا - شاہ طہماسپ ماضی کے زمانہ مین تہا شاہ موصوف کی مدح مین اکثر قصائد لکہے ہین - اور بہت سے صلے پائے - بمصداق - قرار بر کف آزادگان نگیرد مال جو کچہہ ملتا تہا چند ہی روز مین فقرا و غربا کو نذر کر دیتا تہا - ذخیرہ نہین کرتا تہا - آخر ایران سے احمدنگر مین آیا - شاہ طاہر کی وجہ سے بڑی عزت و آبرو پائی - تہوڑی عرصہ مین اسقدر مال و دولت حاصل کیا کہ متمول ہوگیا - بیجاپور بہی گیا وہان بہی مالا مال ہوا - پہر وہان سے حیدرآباد گولکنڈہ آیا - یہان بہی چند روز قطب شاہ کا مہمان رہا - کئی ہزار روپیہ لیکر احمدنگر گیا - پہر وہان سے وطن مالوفہ کو مراجعت کی -

من اشعارہ الفارسی

رخصت گل گل شد از می ترک سیر باغ و بستان کن
نمی گویم دلم را خون مکن یا جان مکاه از غم
از ان نرگس کہ با لالۂ گل غلطید از مستی
بگیر آئینہ در دست و تماشائی گلستان کن
دل و جانم فدایت ہرچہ خواہد ذلت آن کن
ببین بر ہر کہ ہشیار ست و در اشست و غلطان کن

زلف و خالش بدلبری یکسان ‌‌ اینچه کم حسن وانچه بسیارست
در نگاه تو شیشه ایست و پری ‌‌ در نگاهم همه پریزار است
دل ما بر چشم و گردش چشم ‌‌ این چه کفرست واین چه زنارست
صبح محشر بخواب نوشین هست ‌‌ در سحر هر که چشم بیدارست
همچو من عشق باز و تو معشوق ‌‌ این چه آئینه واین چه دیدارست

وله

تا خط نه میدمید بود حسن او هیچ ‌‌ اسلام بجز دوستی آل عبا هیچ
بیجلوهٔ رخسار تو اے جان گلستان ‌‌ گل هیچ چمن هیچ نوا هیچ صبا هیچ
معنی توحید بروئیت نگشاید ‌‌ سجاده و تسبیح و مصلی و ردا هیچ

وله

یار میرفت و گریه می کردم ‌‌ چشم و رویم تمام آنسو بود

وله

بکثرت گرچه رو دارم ولیکن وحدت آئینم ‌‌ ز وسعت رشته پیها بر دماغے جلوه آئینم
تجرد مشرب پیها آنقدر دارد سبکروحم ‌‌ که گر در خاطر خود بگذرم ناگاه سنگینم
تبسم رنگ جمعیت سخن گلدستهٔ الفت ‌‌ نگاه بشرحا صلی نیا ادا سرمایه دینم
دعاے اهل عصیان در گرو دارد اجابتها ‌‌ چه باشد گر براه عاصیان تضمینم
نزاع همسری دارم برهمن را نیاز آرم ‌‌ مسلمان کردهٔ عشقم نه با آنم نه با اینم
خداوندا بمن هم شور محشر درمیان باشد ‌‌ غلام آل طه بندهٔ اولاد یاسینم
بیا بفضلی تماشا کن بهار بید لیها را ‌‌ چو شاخ گل بیکرنگی برنگ شعله رنگینم

ابیات ایہام زبان ہندی

نگہ سون اپنے عرق کون دو دو نگر ‌‌ حسن کا عطر مجکو لینا ہے
دو دو بہوا نے کہہ کر کہا مین یون ‌‌ دو گہڑی رات دنین آئی کیون

دور چلتا تہا۔ آخر آپ اس عالم فانی سے فردوس برین روانہ ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہہ واقعہ ۱۳۰۰ہجری کے بعد تیرہوین صدی مین واقع ہوا سنہ وفات دستیاب نہین ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

دوراز تو زیستن چہ بود آرزو مرا — دم ہمچو خنجرے گذرد از گلو مرا

عجب نبود پسر گر قبلہ روئے پدر گردد — وله — کہ دارد نقش یوسف پیر کنعان بر جبین را

باشد ز فیض بوسۂ شکر دہان ما — شان عسل شکستۂ شان بیان ما

در عشق او چو دانۂ افشاندہ بر زمین — وله — باشد امید سود فریب زیان ما

ظہور حسن کجا حاجت نقاب کجا — وله — عنان برق کجا و کف سحاب کجا

بہر جا بشکند گرہ عنبر سا را بندد — وله — گر فتد بر تو آن زلف گرہ گیر رآب

چشم پرخون مرا روز سیہ پیش آمد — وله — لعل و تا مسی تنگ سیہ پوشی ریخت

نگر ندامت پروانہ سوختن دارد — وله — کہ شمع میگزد شعلہ بار بارا نگشت

بعہدہ جلوۂ حسنت خط شعاع از رشک — زند بدیدۂ خورشید نور بارا نگشت

چون فقیر کہ کند سلسلہ را دستاویز — وله — شانہ گردید بآن زلف مسلسل محتاج

دیدۂ اہل دول مین چہ قدر تاریک است — کہ بود در شب مہتاب بہ مشعل محتاج

مالداران جہان سرمست غفلت گشتہ اند — وله — نقش بیدار و درم اینجا طلسم خواب شد

بہر نظارۂ خاک شہیدان کشیدہ سر — وله — این گرد نیست کز رہ آنجور شد بلند

ز خاکستر نشانہا بر تن ہندو ستبے دیدم — وله — ہجوم قمریان بر سرو موزونست پنداری

زخود برخرمن ہستی برات آتش آوردم — وله — اگرچون خار و خس بردم سکون آن شعلہ خود ستے

بسوے ہر چہ بخشد دستیاری ناشنا دردا — زسیران الغریق بحر محتاج مجو دستے

فاروق ۔ خانعالم خان

فاروق تخلص ۔ محمد معروف نام ۔ خانعالم خان بہادر خطاب ہے ۔ آپ شاہ فاروقی
ہین ۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ محمد جان جہان خان بہادر کے فرزند ہین ۔
آپکی ولادت ۱۲۰۰ھ ہجری مین بسرزمین مدراس واقع ہوئی ۔ نشو و نما کے بعد سن شعور کو
پہنچ کے تحصیل علم مین مشغول ہوئے ۔ علوم و فنون متفرقہ و السنہ جداگانہ مثلاً فارسی
و عربی و ترکی و انگریزی وغیرہا مین استعداد کامل حاصل کی ۔ علما و فضلا کی خدمت مین
مستفید ہوئے ۔ تہوڑے ہی مدت مین علمائے ماہرین کے زمرہ مین شمار کئے گئے ۔ پہر آپکی
طبیعت شعر و شاعری کے طرف مائل ہوئی ۔ ہر ایک زبان مین کلام موزون کرنے لگے ۔
مضامین تازہ تازہ کا شیرازہ باندہنے لگے ۔ ریختہ مین آپکو ظفری و نامی سے تلمذ ہے
اور فارسی شعر کی بہی اصلاح مذکورین سے لیتے رہے ۔ فقیر مولف کو یہہ نہین معلوم ہوا کہ
نظم عربی و ترکی و انگریزی مین کس بزرگ استاد سے اصلاح لیتے تہے ۔ اور آپ علوم
ریاضی و فن موسیقی مین بہی استعداد تامہ رکہتے تہے ۔ خوش اخلاق متشرع و دیندار تہے
صوم و صلوۃ کے پابند ۱۲۴۵ھ ہجری مین واعظ رام پوری کے مرید ہوئے اور حضرت
واعظ سے خلافت کا خرقہ بہی زیب بدن کیا ۔ مدۃ العمر مدراس مین ایام زندگی بسر کرتے
رہے اور خاص و عام کو درس تدریس ہدایت و تلقین سے سرفراز فرماتے رہے اکثر اہل
مدراس آپکی توجہ سے درجۂ فضیلت کو پہنچے ۔ آپکی ذات بابرکات منبع کرامات و حسنات
تہی ۔ علم دوست تہے علما و طلبہ کی بہت قدر کرتے تہے ۔ آپکی درگاہ مین علما و طلبہ کا
مجمع رہتا تہا ۔ اکثر آپ کی مجلس مین علم و فضل کا مذاکرہ ہوتا تہا ۔ شعر و شاعری کا بہی

مہاراجہ نے آپ کو پانسو روپیہ ماہوار مقرر کر کے خدمت مدرسی عطا کی۔ آپ حیدرآباد میں کمال خوشی و خرمی کے ساتھ زندگی بسر کرتے رہے۔ اور طلبہ و شائقین سخن کو درس و تدریس و تربیت سخن سے سرفراز فرماتے رہے۔ آخر آپ نے ۱۲۴۲ھ ہجری میں اس دار ناپائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی انا للہ و انا الیہ راجعون

من اشعارہ الفارسی

الٰہی نغمہ سنجی بخش چون بلبل زبانم را
برنگ گل بہار آرائے محفل کن بیانم را

ولہ
آخر رساند تشنگیم تا بجو مرا
یعنی ز آب تیغ تو تر شد گلو مرا

ولہ
عجب نبود اگر فرزند بہتر از پدر باشد
کہ عطر صندل افزون تر ز صندل میدہد بو را

ولہ
در گلو رشتۂ زنار فگندیم ز اشک
رام با این نشد از ما بت بیگانۂ ما

ولہ
حجاب دیدن روئے تو می شود اشکم
سبلے بموسم باران شود نہان مہتاب

ولہ
نشاء خوش میدہد در موسم پیری شراب
خواب را کیفیتی باشد بزیر مہتاب

ولہ
چشم گل میگوید از شبنم چو ابر نو بہار
کرد تاثیرش بباطن نالہائے عندلیب

ولہ
صاف مشرب را نباشد تہمت آلودگی
دامن گوہر ز موج خود نگردد تر در آب

ولہ
بسکہ از وضع جہان بیگانگیہا رو نماست
ہر کرا دیدیم چون آئینہ صورت آشنا است

ولہ
حیرت زدۂ عالم امکان وجودم
دارم ز زبان در دہن خویشتن انگشت

ولہ
سیاہ رو شود آنکس کہ عیب بین گردد
چو خامہ بر سخن ہیچکس منہ انگشت

ولہ
بسو نظارش گنبدے گردد بنا از گردباد
ہر کہ در رقصت ہلاک و در دامان میشود

ولہ
سرخی چشم من از گریہ نباشد فائق
آفتابے ز نظر رفت و شفق باقی ماند

ولہ
مظہر رحمت حق جرم سیہ کار انست
سر کشد روشنی صبح ز جیب شب تار

بہر چشمک زدن دوزد دل صد چاک عاشق را	بود تا زنگاہش را چو سوزن در رفو دستے
درین بتخانہ نام فاروق مست قلقل نغمہ	چو مینا بر سر موشتم زند ہر خوش گلو دستے

فائق - مولوی سید خیرالدین

فائق تخلص - سید خیرالدین نام - گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ میر معصوم خان کے
فرزند ہیں آپ ۱۱۹۵ھ ہجری میں مدراس میں پیدا ہوئے - محمد خیرالدین فائق کا نام و
تخلص ہے آپکے تولد کی تاریخ برآمد ہوتی ہے - آپ سن شعور و عقل کو پہنچ کے کتب درسیہ
فارسیہ مقام اوگیر میں جناب مولانا امیرالدین علی سے ختم کیں پھر آپ مدراس میں آئے
شاہ امین الدین علی و مولوی حافظ حسین و ملک العلما مولوی علاءالدین لکھنوی سے
علوم معقول و منقول میں سند حاصل کی - پس فارسی عربی کے تحصیل کے بعد آپکو شعرگوئی
کا شوق پیدا ہوا - مولانا باقر آگاہ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے - اور کلام موزون کر کے
مولانا کی خدمت میں بغرض اصلاح پیش کرتے تھے - چندروز کی مداومت میں استادی
کے مرتبہ کو پہنچے - اور خوش کلامی خوش فکری میں مشہور ہوئے - آپ مضامین تازہ کو
نہایت خوبی کے ساتھ آراستہ کرتے تھے - آپکے کلام کی بندش چست و ترکیب درست ہوتی
تھی - آپ کلام موزون کو شائقین سخن کی خدمت میں بغرض اصلاح پیش کرتے تھے - اور
اساتذہ کی اصلاح کو مانتے تھے - اسی وجہ سے آپکے کلام کو قبولیت عامہ کی صفت حاصل
ہوئی - اور آپ استادی کے درجہ کو پہنچے - آپ ہمیشہ طلبہ کی تعلیم و ترتیب کلام میں مصروف
رہتے تھے - اکثر آپکے فیض تلمذ سے واقف معانی رنگین ہوئے - آخر آپ ۱۲۳۲ھ ہجری میں
مدراس سے شہر حیدرآباد دکن میں آئے - مہاراجہ چندولال مدارالمہام کے دربار میں باریاب ہوئے

و سخن سنجی کے میدان مین قدم رکہا۔ اور کلام کی اصلاح ابو طیب خان والا و مولوی واقف سے لیتا تہا۔ محاورات و اصطلاحات فارسی سے واقف تہا۔ چراغ ہدایت و مصطلحات وارستہ وغیرہا کا حافظ تہا۔ اکثر یاران ہم طرح کے اشعار پر اعتراض کرتا تہا۔ اور اہل زبان کے محاورہ سے استدلال کرتا تہا۔ معاصرین بہی آپکے طبع زاد پر اعتراضات کرتے تہے اگر اعتراض صحیح ہوتا تہا تو تسلیم کرتا۔ والا معترض کو باسناد اہل زبان رد کرتا تہا سنہ ۱۲۶۲ ہجری مین بسفارش میر مجلس شعرا مشاعرہ اعظم مین شریک ہوا۔ اور نواب کے ملازمین کے زمرہ مین بہی مقرر ہوا۔ آپکی رحلت کی تاریخ دستیاب نہین ہوئی آخر قیاسا سنہ ۱۲۸۰ ہجری مین فوت ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

گر بود صد پیرہن چون بوے گل بر تن مرا		ذوق عریانی برون آرد ز پیرہن مرا
آب زبان روشندلان ز سنگ پیدا مے کنند	وله	گشت از آئینہ فرحت این سخن روشن مرا
گر نیست ضعف ما زغم آن عارض تابان	وله	در دست چرا شمع گرفتہ است عصا را
از صدا افتاد چون دریا بہ پیش نالہ ام	وله	از زبان موج کرد اقرار استادی مرا
آورد خط ہجوم بر خسار ماہ من	وله	لشکر کشید شب بے شبخون آفتاب
کن گریہ وقت صبح کہ یابی وصال دوست		زین راہ شبنم آمدہ مقرون آفتاب
چیست حشمت را تغافل زین دل پر اضطراب	وله	میکشان را میدہد چون لذت دیگر کباب
شرم حسن تو مگر گرد عرق آلودش	وله	شمع با چرب زبانی کہ خموش است بہ شب
تا بہ کف چون رشتہ عشق زدست رفت	وله	رنگ ز رخ پریدہ کسے را شکار نیست
قامتم تشکل نگین از ناتوانی حلقہ گشت	وله	میزند آن شمع رو آغوشم استغنا عبث

جذبۂ حسن تو اینست کہ از بالِ نگاہ | طائر مردمکم سوئے تو دارد پرواز
وله
ہستیم با فنا ہم آغوش است | رمز این نکتہ بر شرار نویس
وله
کجا فائق تواند سیر باغ از ناتوانیہا | کہ موج بوئے گل می افکند بیرون ز دیوارش
وله
زورِ عشق او یارب کتابے در بغل دارم | کہ آہ من بود چون بسم اللہ عنوانش
وله
داغ دل افروخت آخر خط مشکین کسے | شام چون گردید فائق می شود روشن چراغ
وله
تماشائے زلفشان چہرۂ او کردہ ایم | بہ پنجۂ مژگانِ ما از رشک شد اختر بکف
وله
زخم من چون ماہ نو دارد مہ بالیدگی | خوردہ ام از یار ابروئے کسے شمشیر شوق
وله
ماجرائے بروں از رم گذشت از آب اشک | مشت خاکے بود آنہم رفت در سیلاب اشک
وله
بساق آبلہ در ہر قدم بکوچۂ یار | نہادہ چشم برہ زار زار گریہ کنم
وله
در دست خویش دارد دل اعدار من | این مہر نامِ تست نیاید بکار من
وله
داشتم در دل تمنائے کہ از خود بگذرم | بیعتے کردم بحمد اللہ با دست سبو
وله
طبع نازک سخن سخت کجا بردارد | حکم شمشیر کند چین خط پیشانی
وله
کسے بر نقش من از بیکسی حیفی نخورد آخر | بہم آوردن مژگانِ من شد دست افسری

فرحت ۔ محمد صبغۃ اللہ

فرحت تخلص۔ محمد صبغۃ اللہ نام۔ آپ محمد جعفر قوم نائطہ کے فرزند ہین۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ آپ کی ولادت سنہ ۱۲۳۳ ہجری مین بسرزمین مدراس ہوئی۔ نشو و نما بہی یہان کی آب و ہوا مین ہوا۔ سن شعور کے ابتدا مین کتب درسیہ فارسی بوالد یا جد و حاجی احمد حسین سے ختم کین۔ ذکی الطبع و ذہین و فہیم تہا۔ شعر گوئی

من اشعارہ الفارسی

فصل گل می رود چہ پارہ کنم		کو گریبان کہ پارہ پارہ کنم
قاصدا یا چہ دیدہ می آئی	ولہ	کہ گریبان دریدہ می آئی
دست راکسے دراز کردم من		کہ تو دامن کشیدہ می آئی
زتیغش ہیم بسمل ماندہ می بدل	ولہ	تو شاید اضطرابے کردہ باشی
چون نظر می کنم بخندۂ خویش	ولہ	گریہ بے اختیار می آید
اے ہم نفسان زما مرنجید	ولہ	مہمان دو روزۂ شمائیم
گر نہ نالم چون کنم ای آشنائی گیران	ولہ	مہرت برائے جان ما مہرت برائے دیگران
اے فلک پیش تو منظور اگر انصاف است	ولہ	داوۂ انچہ بہ پرویز بفرہاد دیدہ

فتوت ۔ خواجہ عنایت اللہ خان

فتوت تخلص ۔ خواجہ عنایت اللہ نام ۔ گل عجائب کے مولف نے لکھا کہ آپ نواب لشکر جنگ کے خلف الصدق ہین اور خواجہ ابو البرکات خان عشرت کے برادر ۔ آپکا مسقط الراس شہر اورنگ آباد ہے ۔ مولد و منشا بھی شہر مذکور ہے ۔ سن شعور و تمیز کے بعد آپنے علمائے شہر سے کتب درسیہ عربی فارسی کی سند حاصل کی انشا پردازی مین ہمسرون سے فائق و سابق ہوئے ۔ اسیطرح سخن سنجی مین بھی لائق ۔ آپکو سخن سنجی مین سید سراج الدین سراج تخلص اورنگ آبادی سے تلمذ ہے آپکی طبیعت مضامین رنگین و معانی شیرین کے ایجاد مین بحر مواج ہے اردو فارسی دونون زبان مین کلام موزون فرماتے ہین ۔ آپکے کلام سے شعرائے معاصرین لطف مزہ پاتے ہین ۔ مشاعرہ مین آپکے اشعار

نگشد داغ دل لالہ زمرہم منت — وله — ورد خونین جگران نیست بدرمان محتاج

آنکہ مہر او شاد بود جان صبح — وله — دعوی من صادق است از لب خندان صبح

برقع زرخ بباغ چو آن نازنین کشد — وله — خنجر ز خار بر تن خود یاسمین کشد

مرد از حاضر جوابی صاحب تمکین شود — وله — میرسد در گوش ما را این صدا از کوہسار

در گلشن زمانہ چو سوسن بصد زبان — وله — فرحت نیافتم بگفتن زبان ہنوز

شوم اندوہگین چون دامن افشان بگذرد یارم — وله — نشیند بر دلم گردیکہ بنخیزد ز دامانش

کم نگردد عزت پاکان ز آسیب جہان — وله — آب گوہر فصل تابستان بود بر حال خویش

بریدن از ہمہ عالم سرشت مردان است — وله — بریدگی است ہر آئینہ کار عالم تیغ

بے تو رسد رنج ز دیدار گل — وله — میل کشد در نظرم خار گل

فرحت چو گشت ماہ رخم مہربان غیر — وله — وا دیدم ربط دیدۂ گریان و آستین

خوردہ ام خنجر زبس از دست آن خورشید رو — وله — نیست چاک سینہ ام چون صبح محتاج رفو

بنجون غلطم زحسرت دیگرے پائے تو گر بوسد — وله — شوم قربان مدہ رنگ حنا را حکم پابوسی

فغان - اشرف علیخان

فغان تخلص - اشرف علیخان نام - بہار و خزان کے مولف نے لکھا کہ آپ شعرائے ریختہ گو سے ہیں - کبھی کبھی فارسی میں بھی کلام موزون فرماتے ہیں انتہی کلامہ

گل عجائب کے مولف نے لکھا کہ آپ اورنگ آبادی المولد ہیں - اہل مناصب کے زمرہ میں منصب مناسب سے سرفراز تھے - شاہ سراج اورنگ آبادی سے اصلاح سخن لیتے تھے سنہ ۱۱۹۵ ہجری تک زندہ تھے - وفات کی تاریخ و سن دستیاب نہیں ہوا۔

فیروز - ملا فیروز

فیروز تخلص - ملا فیروز نام - آپ ملا کاؤس آتش پرست کے فرزند ہین - آپکا مولد
و منشا دار الامارہ بمبئی ہے - آپنے کتب درسیہ فارسی و عربی والد ما جدا ور دیگر علما سے
تحصیل کین - ملا کاؤس عالم فاضل و شاعر کامل تہا - متعدد زبانین جانتا تہا - فارسی
عربی انگریزی گجراتی وغیرہ - عالیجناب آصفجاہ ثانی کے عہد مین بمبئی سے حیدر آباد
دکن آیا - حضور کے دربار مین باریاب ہوا - تحائف و نذرانہ پیش کیا - حضور نے نذرانہ
و تحفہ خوشی سے قبول فرمایا - اور آپ کے لئے مہمانداری کے لوازم و اکرام کا حکم فرمایا -
عمدہ طرح سے مہمانداری کی گئی - یہ بھی بزا ین شفیق نے آپسے آتش پرستی کے بابت
نظم مین سوالات لکہہ کے بہیجے - ملا نے بہی سوالات کے جوابات نظم مین دے - ملا و شفیق
باہم ملے چند مدت باہم خوب مذاکرہ علمی رہتا تہا - یکایک خوشی و معاشرت کے عہد
مین ملا ہیضہ وبائی مین مبتلا ہوکے ملک عدم کو روانہ ہوا - احباب کو سخت افسوس
ہوا - ملا فیروز صاحب ترجمہ نے کتب درسیہ فارسی عربی والد ماجد سے ختم کی تہین
عالم شباب کا آغاز تہا آپکو تکمیل علوم و محاورات فارسی کی تحصیل کا شوق پیدا ہوا
آپ بجوش شوق سے ایران روانہ ہوئے - چند مدت وہان رہے علما و فضلا کی صحبت
مین مستفید ہوا - اور ایران زمین کے بلاد و رستاقات مین خوب سیاحت کی - اور اپنے
برادران قوم جو ایران کے دیہات مین تہے انکو تلاش کیا اور آنسے ملا - ان کے ساتھہ
حسن سلوک کیا - جو مفلس و نادار تہے مال و زر سے ان کی اعانت کی - سیر و سیاحت و کسب
کمال سے فارغ ہوکے وطن مالوفہ بمبئی مین پہنچا - ملا کے برادران قوم نے اُسکے خیر مقدم مین

تحسین و تعریف کا آوازہ بلند ہوتا ہے انتہی کلامہ آپ صیغۂ منصب مین ملازم تھے فراغت سے زندگی بسر کرتے تھے سنہ ۱۱۹۵ ہجری تک زندہ تھے۔ بارہوین صدی کے شروع مین فوت ہوئے۔ من اشعارہ الفارسی

آتش ہجر تو اے ظالم نفس در سینہ سوخت		دل بیا و اختلاط آنست و دیرینہ سوخت
زضعف طاقت از خود گے رسم باگرد جولانش	ولہ	مگر گردم ہمان ساعت بگرد دور دامانش
کرامات نگاہ ست او ز چشم خود دیدم	ولہ	ہمیشہ بوئے می آید از خاک شہید اشش
وارستگی نمود مرا تا فراغ پا	ولہ	بر عرش می نہم ز علوی دماغ ما
مرا ز حلقہ بگوشان خدا حساب کند	ولہ	غلام حضرت شاہیم بشہو اقسم

من اشعارہ الہندی

کھلے ہین داغ سب اُس کے گلستان اسکو کہتے ہین	مرا تکڑے ہوا سینہ خیابان اسکو کہتے ہین
کیا ہر آبلہ دانے دشت مین جانیکا لطف	لیگیا مجنون اپنے ساتھ ویرانے کا لطف
بزم سے شعلہ صفت گرد زرہ پوش اُٹھے	دل سوزان سے مرے آہ شرر جوش اُٹھے
یہان تلک مجھ سے ہے فریاد کو ربط قلبی	دمبدم نالہ مرے دلسے ہم آغوش اُٹھے
دور مین اُس ساقی کیفی کے می نوشونین ہم	مدتین گذری کہ ہین مشہور مدہوشونین ہم
یہ سبکرو ہی تجھے معلوم ہے باد صبا	خاک پر جون نقش پا ہین خانہ بردوشونین ہم
باغ مین جا جوب روئے تاک کے سایہ تلے	دلکو آخر گم کئے انگور کے خوشونین ہم
تجھ بنگ کے دہاک سے پانی ہو ہو نین پیے ہے	اے ستمگر جلتے ہین اب وہ پوشونین ہم
اُس لب لعل کا گر عکس پڑے آنکھون مین	دانۂ اشک مرا جون گل مرجان پھولے
تانک نور از لف کے لٹ جان عقوت کہو لو	کیا سجا ہوئے جو یہ شام غریبان پھولے

بہ پیش اندر از پیل بستہ ردہ	ولہ	پیادہ پس پیل صف برزدہ
بہ پشت پیادہ سواران کین	ولہ	بجستہ زرستم سواران زمین
جہان گر شد از بانگ و آوائے کوس	ولہ	زگرد سواران ہوا آبنوس
بتاریکئے گرد تیغ یلان	ولہ	درخشندہ چون برق بر آسمان
نم خون بماہی زدشت نبرد	ولہ	فرو رفت و بر شد بخور شید گرد

فیض۔ میر شمس الدین محمد

فیض تخلص۔ میر شمس الدین نام۔ آپ دہلوی الاصل ہین آپکے جد امجد مولوی رحمت اللہ خان دہلوی نواب غفران مآب آصفجاہ بہادر مرحوم کے زمانہ مین دلی سے حیدر آباد دکن مین آئے۔ حضور کی قدر دانی سے منصب مناسب پر مقرر ہوئے۔ آپ درس تدریس سے عوام کو مستفید فرماتے تھے۔ آپکے والد ماجد میر امیر الدین خان کا تولد حیدر آباد دکن مین ہوا اور اس ملک مین تعلیم و تربیت پائی۔ آپکی والد ماجد بھی موروثی منصب پر ممتاز تھے۔ اور آپکو سرکاری تعلق بھی تھا۔ اسی تعلق کے وجہ سے سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین بلدہ ایلچپور برار مین مع عیال و اطفال گئے۔ وہان آٹھہ نو برس تک رہے سنہ ۱۱۹۵ ہجری مین جناب فیض کی ولادت باسعادت ایلچپور برار مین واقع ہوئی۔ ہم برار کو مبارکباد دیتے ہین کہ وہان ایسا آفتاب طلوع ہوا۔ جس کے فیض ضیا نے تمام دکن کو درخشان کر دیا۔ فقیر مولف کا بھی مولد و منشا برار ہے۔ حضرت فیض میرے برادر ہم وطن تھے۔ مجھے اسبات سے ناز ہے کہ حضرت فیض نے تمام دکن کو اپنے فیض علم سے سیراب فرمایا۔ فقیر مولف نے دکن کے بزرگان سلف کیا امیر کیا فقیر کا جم غفیر کو زندہ کیا۔ اور فیض نے اپنے نور کے کرنون سے

بہت خوشی منائی۔ متعدد خوشی کے جلسے منعقد کئے گئے۔ ملا نے یہان آ کے
ایک مدرسہ اپنی قوم کے بچون کے لئے قائم کیا۔ اور مدرسہ کے خرچ کا بار اپنے سر پر
اٹھایا۔ اور اپنے ذاتی سرمایہ سے معتدبہ رقم مدرسہ کے اخراجات کے لئے وقف کر دیا
فی زماننا اسکا مدرسہ و کتبخانہ قائم ہے۔ فقیر مولف مدرسہ و کتبخانہ دیکھنے کے لئے بمبئی
متعدد مراتب گیا۔ کتبخانہ مین اکثر کتب قلمیہ فارسی دیکھنے مین آئین۔ ملا ایران سے
مراجعت کرنیکے بعد گورنر بمبئی سے ملا۔ گورنر صاحب آپکی ملاقات سے بہت خوش ہوئے
ملا کے لئے سرکار کمپنی سے وظیفہ مقرر کرا یا۔ ملا نے وظیفہ کے شکریہ مین بطرز شاہنامہ جارج نامہ
منظوم کیا۔ اور اسمین ولیم جارج بادشاہ فرنگ کے واقعات درج کئے۔ جارج نامہ تین جلدون
مین ہے۔ تقریبًا چالیس ہزار ابیات ہین۔ ختم کرنے کے بعد گورنر صاحب منعم و محسن
کی خدمت مین گذرانا گورنر صاحب بہت خوش ہوئے۔ ملا کی بہت تحسین و تعریف
کی۔ آخر ملا سنہ ۱۲۴۹ ہجری مین تخت ہستی سے دخمۂ نیستی مین جاگزین ہوا۔ اب مین
چند اشعار جارج نامہ سے گزارش کرتا ہون **خصوصًا**

چو بلکر سوئے پونہ شد رہگرا	وله	گر در دست خود آورد پیشوا
روان گشت از جائے خود سیندیہ	وله	نکردہ درنگ ہیچگونہ نرہ
بپونا بیاورد فوج و سپاہ	وله	بآہنگ پیکار با کینہ خواہ
سپاہی کش اندر جہان کس شمار	وله	نداشت جز پاک پروردگار
ہمان آلہ و ساز و سامان جنگ	وله	ز ہندوستان وز بوم فرنگ
ز اندازہ افزون برون از شمار	وله	ستو ہیدہ گاو زمین زیر بار
از این سو دو سالار و زان سو یکے	وله	نکردند آرزم با ہم اندکے

عالم عالم نزاکت و رنگا رنگ لطافت سے رشک بہار ہے۔ نہایت صاف و شستہ پاکیزہ
و شایستہ ہے۔ ہر ایک شعر لخت جگر ہر ایک مصرع نور بصر ہے ہر ایک فقرہ شکر ریز اور ہر ایک
کلمہ دلاویز ہے آپکے کلام سے درد و میر کا انداز نمایان اور ناسخ و مشتاق کا رنگ عیان
ہے۔ آپ نازکخیالی مین بلند پرواز اور شیرین مقالی مین شہباز تھے۔ آپ اہل زبان مین
سر مو فرق نہین اُن کے جلسۂ صحبت مین ہم نوالہ اور مجلس عشرت مین ہم پیالہ تھے مشاعرہ
مین اُن کے پہلو بہ پہلو ہم پلہ زانو بزانو ذی مقابلہ تھے۔ آپکے کلام کی لطافت و نزاکت
نے اہل زبان سے تسلیم کی سند اور خاص و عام سے قبولیت کی تصدیق پائی ہے۔ تلامذہ اور
اساتذہ آپکے کلام کو نوٹ کی طرح عزیز رکھتے ہین بلکہ تعویذ جان سمجھتے ہین۔ جناب حکیم
مظفر الدین صاحب مزاج نے شائقین پر بڑا احسان کیا کہ مغفور کا دیوان مطبوع کرا یا
حق اُستادی کو ادا فرمایا جزاہ اللہ تعالی خیرا۔ آپ فی البدیہہ گوئی مین مشہور تھے
ایکروز آپکے ایک شاگرد نے ایک مصرعہ پڑھا اور کہا کہ حضرت ثانی مصرع خیال مین نہین آتا ہے
ع دانے نہ آپ سبحہ و سمرن کے دیکھیے۔ آپنے بغیر تامل اُسیوقت کہا ع منکے ٹوٹے ہوئے
مری گردن کے دیکھیے۔ مولوی احمد علیخان بن مولوی محمد اکبر علیخان واعظ نے
ایک مصرع آپکی خدمت مین بھیجا ؎ سکندر طالع جمشید سطوت ؛ اور لکہا کہ یہہ تاریخی
مصرع ہے اسمین لفظ طالع کا اضافت کرنا جائز ہے یا نہین مستدلاً جواب بھیجیے
آپنے اُسیوقت مولوی محمد فیاض الدینخان فیاض شاگرد رشید کو ارشاد کیا کہ مولویصاحب
کو لکھو کہ طالع کا کسرہ فصاحت کی کسرشان ہے اسلئے کہ سکندر طالع جملہ ہے اور
جملہ موصوف نہین ہوتا ہے۔ مقام وصل کا خواہان۔ اور شاعر فصل کا جویان ہے اگر
اس مصرع کو اسطرح کہین تو ٹھیک درست ہو جائیگا ع سکندر طالع جمشید طینت

کوہستان دکن کو بدخشان بنادیا۔ ولادت کے بعد آپکے والد حیدرآباد دکن مین آئے
بدستور قدیم اپنے موروثی مکان مین سکونت پذیر رہے آپکا نشوونما یہین کی آب وہوا
مین ہوا۔ آپکے والد ماجد نے ایک حافظ مقرر کیا۔ آپکی تعلیم شروع ہوئی آپ بارہ برس
کی عمر مین حافظ قرآن ہوئے حفظ قرآن کے بعد علوم متداولہ وفنون متعارفہ کی تحصیل
کی طرف متوجہ ہوئے آپنے عین عالم شباب مین علوم ظاہری کی تحصیل سے فراغت پائی
عالم فاضل وادیب کامل ہوئے۔ ایسی حالت مین آپکو سخن سنجی وشعرگوئی کا شوق دلمین
پیدا ہوا طبیعت مین موزونیت وجولانی موجزن اور دماغ مین ذکاوت ونازک خیالی
شعلہ زن تہی۔ طبیعت کی جولانی اور دماغ کی صفائی سے شعر موزون کرنے لگے۔ آپ کی
طبیعت شعر وسخن سے ایسی مناسب تہی اور کلام کو ایسی خوبی وخوشنمائی سے موزون فرماتے
تہے کہ اسوقت کے بڑے بڑے استاذ ہی استعداد دیکہکر حیران ہوتے تہے۔ اور کہتے تہے
کہ یہ آفت کا پتلا ہے ہونہار ہے عنقریب رنگ کہلائیگا۔ بیشک بزرگون کا فرمانا آپکے
حق مین فال خیر تہا۔ آیندہ وہی ہوا جو بزرگون نے فرمایا تہا۔ آپ کلام کی اصلاح شاعر
نامور حافظ تاج الدین مشتاق دہلوی شاگرد میر درد سے لیتے تہے۔ رفتہ رفتہ مرتبہ استادی
کو پہنچے۔ دکن مین ہر طرف آپکے جواہر چمکنے لگے اور قدرشناس جوہری عزت و اعتبار کی
کسوٹی پر پرکہنے لگے۔ آپکے جواہرات بے بہا کی قیمت بڑہنے لگی ہر ایک یہی کہتا تہا
ع نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز شہر کے تمام امرا ورؤسا آپکی تعظیم وتوقیر کرتے تہے
ہزارہا آپکی شاگردی کے سلسلہ مین شریک ہوتے تہے۔ آپکو سرکار سے بدستور قدیم موروثی
منصب مقرر تہا سرکار کی قدردانی سے کسیقدر اضافہ بہی ہوا تہا اور آپکے فرزند بہی مناصب
مناسب پر ممتاز تہے۔ آپکا کلام تازہ تازہ معانی اور شگوفہ شگوفہ مضامین سے نمونہ گلزار ہے

ہوتا تہا۔ اسی پر امرا و غربا آتے تہے اور بیٹہتے تہے آپ بمصداق الفقر فخری فقیری پر
نازان فقرا و کملا کے خواہان تہے۔

حکایت مشائخ مین سے کوئی بزرگ آپکے پاس آئے اور آپکے سامنے اپنی شیخی اور
بزرگی ظاہر کرنے لگے اور جوش غضب سے فرماتے تہے کہ اسی شیر کی شکل مین جلوہ دکہاتا ہون
زمین سے آسمان تک آگ لگاتا ہون۔ آپنے نہایت انکساری سے فرمایا کہ شاہ صاحب
یہ کیا کمال ہے شیر حیوان درندہ اور آگ عنصر سوزندہ ہے انسانی شکل و نورانی ہیئت مین
جلوہ فرمائیے۔ شاہ صاحب دم بخود ہوئے اور اپنے فعل پر نادم۔ فیض کی بردباری پر آفرین
شاہ صاحب کی شعلہ باری پر نفرین۔

حکایت ایکروز کوئی اور بزرگ آپکی خدمت مین آئے بطور تمسخر یہ کہنے لگے کہ آپکے
تخلص فیض کا قافیہ کیا ہوگا۔ آپنے اسوقت فرمایا ؎ آنکہ بنائے نمود و جود نشست ؂
یہہ بزرگ بہی شرمندہ ہوئے۔

آپ خوش اعتقاد سنی المذہب تہے آپکو حضرت حافظ محمد علی صاحب خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ سے
بیعت اور خلافت حاصل تہی۔ اکثر لوگ حسن اعتقاد و حسن ارادت سے آپکے مرید ہوتے تہے
آخر آپ ۱۲۹۳ھ ہجری مین اس دار فانی سے بہشت برین کو رونق افزا ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ
راجعون۔ آپکے تلامذہ نے بہت سی تاریخین لکہی۔ دیوان مطبوعہ مین موجود ہین ہم چند
مادے یہان ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔

ع احیدر آباد سے بس گیا فیض - جناب فیض واصل حق - فیض از ینجا نمود عزم جنان
۱۲۹۳ ۱۲۹۳ ۱۲۹۳
گولی پورہ کے دروازہ کے باہر بیرون شہر مدفون ہوئے۔

آپکے باقیات الصالحات دو فرزند مولوی میر ضیاء الدین احمد عرف پاپا میان - مولوی

ایک روز علامہ مصطفی متخلص بہ سخن نے آپ سے پوچھا کہ حضرت کیا بات ہے کہ قرآن شریف
میں رحمۃ و نعمۃ کا لفظ بعض مقام میں تائے مدورہ اور بعض مقام میں تائے
دراز سے آتا ہے جیسے نعمۃ اللہ و رحمۃ اللہ۔ نعمت ربک رحمت ربک۔ آپنے اسیوقت
فرمایا چونکہ رحمت و نعمت کا لفظ اسم اللہ کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ شان ایزدی نے
کہ وہ منان و منعام ہے اسبات کو نہیں پسند کیا کہ نعمت و رحمت کو کوتاہ اور کم کرے
کیونکہ تائے مدور کے اعداد پانچ اور تائے دراز کے اعداد چار سو ہوتے ہیں۔ اسلئے مع اضافت
تار دراز و بغیر اضافۃ تائے مدورہ لکھا جاتا ہے۔ میاں سخن اس سخن کے سنتے ہی پھڑک گئے
آپ تاریخ گوئی میں بھی بے نظیر تھے۔ آپکے مطبوعہ دیوان میں بہت سی تاریخیں ہیں
ہم اسمیں سے دو چار بطور نمونہ لکھتے ہیں تاکہ شائقین لطف اٹھائیں۔

تاریخ رحلت مہاراجہ راجہ چندولال مدارالمہام — مرد با خدا بود آہ چندو لعل
۱۲ ۶۲ ھ

تاریخ بنائے مسجد عبدالشکور .... ہست بیت المقدس این مسجد
۱۲۶۵ ھ

تاریخ تولد نواب ظفر جنگ بہادر ..... شد باو تارا قبالمند
۱۲ ۸۳

تاریخ جلوس اعلیحضرت ناصر الدولہ بہادر — مرد میدان سکندر ثانی
۱۲ ۴۳ ھ

آپ خوش اخلاق و خوش اشفاق تھے۔ پاکیزہ سیرت و پسندیدہ صورت۔ صاحب مروت
و سخاوت۔ صوفی المشرب صافی المذہب۔ صلح کل کے سالک ولایت درویشی کے
مالک تھے۔ ظریف الطبع لطیف الوضع خوش مزاج و زندہ دل تھے۔ ضعیف تھے مگر دل میں
جوانی کا جوش۔ بڈھوں میں بڈھے جوانوں میں جوان بچوں کے ساتھ بچے تھے ہر ایک
کیا پیر کیا جوان کیا طفل ابجد خوان سب آپ سے خوش تھے اور آپکی صحبت سے مستفید
ہوتے تھے۔ مزاج میں کسر نفسی زیادہ تھی تکلف ظاہری سے متنفر تھے مکان میں فرش بوریا

حرم مین دیر مین جب کوئی روبرو آیا	ولہ	مجھے یقین ہوا بس یہی کہ تو آیا
کسی کا کوئی بھی ممنون نہین ہے کرانصاف		ادہر سے مین نکل آیا اُدہر سے تو آیا
الہی مین جیب کی لاکھون ہی ہجیان مین نے		مگر نہ قبضہ مین داماں آرزو آیا
نہین فرق کچھہ دیر مین اور حرم مین	ولہ	جو بت چاہتے ہین خدا چاہتا ہے
تقاضا وحدت کا مگر فیض اُن سے		خدا سے کوئی خونبہا چاہتا ہے

فدا – شیخ احمد ناعطہ

فدا تخلص – شیخ احمد نام – اورنگ آبادی الاصل قوم نواعط سے ہے۔ تحفۃ الشعرا کے مولف نے لکہا کہ خوش فکر و موزون الطبع تہا۔ فارسی عربی مین مستعد طالب علم تہا شعر گوئی کا فریفتہ تہا۔ اکثر اوقات سخن سنجی مین صرف کرتا تہا۔ کلام دلچسپ و مرغوب کہتا تہا۔ ۱۱۶۷ ہجری مین زندہ تہا تقریبا ۱۱۷۰ ہجری مین فوت ہوا من کلامہ

دست در دامان بازنازنین داریم ما		جبین پیشانی بروئے آستین داریم ما
دیدن روئے ترا ہر کہ تماشا میکرد	ولہ	حیرت آئینہ را کاش تماشا میکرد
دلم از داغ جنون سر و چراغان شدہ است		کاش می آمد و از دور تماشا میکرد
نازگلزار عدم خندہ فرو شتم کردند	ولہ	ہمچو گل خرقۂ صدپارہ بدوشم کردند
دامن از قافلہ اشک بدخشان کردند		از لب لعل کسے نکتہ بگوشم کردند

فائز – آقا میرزا قاسم علی

فائز تخلص – آقا میرزا قاسم علی نام – رشتی الاصل و النسل ہین۔ جامع العلوم والفنون تہے۔ فارسی انشا پردازی مین نظماً و نثراً وحید عصر تہے۔ اور خوشنویسی مین فرد فرید جمیع اقسام خطوط

میر عماد الدین محمد وصف تخلص لائق وفائق تھے افسوس کہ چند سال ہوئے کہ دونون فوت ہوگئے۔ میر ضیاء الدین صاحب کا ایک صاحبزادہ مسمی یادگار باقی ہے سرکار عالی کے منصبدارون مین ملازم ہے۔ اور قاضی غلام نبی صاحب صدیقی الفادری کمل پوش آپکے خلیفہ ہین۔

آپ صاحب التالیف والتصنیف تھے منجملہ۔ طریق الفیض شرح عوامل۔ شمس النحو۔ شمس الصرف شمع منظومہ صرف۔ رسالۂ ناسخ ومنسوخ۔ شرح کلمۃ الحق۔ شرح میر شمس الدین عروض قافیہ مفید الاحکام حلت و حرمت۔ خزانۃ الامثال در اصطلاحات لغات اردو۔ جدول نصف النہار فیض جاری مطبوع۔ چونکہ آپکے دونون دیوان فارسی واردو دکن مین دائر و سائر مین لہذا ہر ایک دیوان سے بطور نمونہ چند اشعار پر اکتفا کیا گیا۔ من اشعارہ الفارسی

جاایش بخانقاہ و بہ میخانہ جائے ما		تقوی برائے زاہد و مستی برائے ما
گویدہر آنچہ شارع میخانہ آن کنیم		اینست در شریعت ما اتقائے ما
ناوک عشق از کمان دیگر است	ولہ	مرغ جانم را گمان دیگر است
مطلبم از کاروانِ مصر نیست		یوسفم در کاروان دیگر است
بر در کعبہ نسا زسر فرو		سجدہ گاہم آستان دیگر است
فیض مطلق شو مقید تا کجا		بے نشانم را نشان دیگر است

من اشعارہ الھندی

کفر جو تھا دین مرا ہو گیا	بت ہی نصیبون سے خدا ہو گیا
کیس دوا مجکو مسیحانے دی	درد محبت کا سوا ہو گیا
موت کدھر آتی ہے دیوانی ہے	فیض تو پہلے ہی فنا ہو گیا

دار السلطنت اصفہان مین آیا دو سال کامل آقا حسین خوانساری کے حلقۂ درس مین شریک
رہا۔ کتب عقلیات و نقلیات کو ختم کیا درجۂ کمال کو پہنچا ۱۰۸۲ھ ہجری مین ہندوستان
مین رونق افزا ہوا۔ اسوقت ہند مین عالمگیر حکمرانی کرتا تہا۔ بادشاہ کی ملازمت مین
مشرف ہوا۔ بادشاہ علم دوست نے آپکو بسبب جوہر ذاتی و نسبی الطاف شاہانہ سے سرفراز فرما
اور شاہنواز خان صفوی کی دوسری لڑکی سے شادی کردی۔ اور اسکو اپنا ہمزلف بناکے
سربلند کیا۔ اور دیوانی عظیم آباد پٹنہ پر ماموز فرمایا۔ لیکن وہان بزرگ امید خان ناظم
بن امیر الامرائے شایستہ خان اور مرزا مین باہم موافقت نہین ہوئی۔ بزرگ امید خان
اپنی خاندان کی بزرگی پر نازان تہا۔ نازک دماغی سے آسمان پر قدم رکہتا تہا۔ اور میرزا صاحب
بہی بادشاہ کی ہم زلفی و کمال فضل کی وجہ سے ناظم کی فرمان برداری مین نہین جہکاتا
تہا دونون کی نا اتفاقی سے انتظام مین خلل واقع ہوتا تہا۔ آخر ناچاقی کی خبر بادشاہ کو
معلوم ہوئی میرزا کو حضور مین طلب کیا۔ میرزا حسب الحکم حضور مین آیا ۱۰۹۹ھ ہجری مین
موسوی خان خطاب دیوانی تن سے سرفراز ہوا۔ جب آپ وزارت دکن و دیوانی تن
و ہزاری منصب سے سرفراز ہوئے تب میرزا افضل سرخوش نے شاہجہان آباد
سے ایک رباعی موزون کرکے بہیجی **ہو ہذا**

ایام بکام دوستان را گشته	کار مرزا معز بسامان گشته
چیزے کہ بجا شد بعالم این بود	کان سید پاک موسوی خان گشته

ایک سال کام کرتا رہا۔ پہر کل ممالک دکن کی دیوانی پر مقرر ہوا۔ دو برس تک دیوانی دکن
کا انتظام عمدہ طرح سے کیا آخر باجل طبعی دکن مین فوت ہوا یہ واقعہ ۱۱۰۱ھ ہجری مین واقع ہوا
کلمات الشعرا مین سرخوش لکہتا ہے کہ آپکی رحلت کی خبر سے تمام اہل سخن رنج و ماتم مین

یعنی نستعلیق و شکستہ و نسخ وغیرہا کے خطاط کامل تھے۔ خاص خط نستعلیق مین استاد وقت ثانی میر عمادہ تھے
آپ اکثر اوقات درس و تدریس مین مشغول رہتے تھے۔ حیدرآباد مین اکثر امرازادے آپکے
حلقہ درس مین شریک ہوتے تھے۔ نواب مختار الملک ثانی الہمام اول کو بھی آپسے تلمذ تھا۔ آپ خوش اخلاق
و صوفی مشرب تھے۔ سلیم الطبع حلیم الوضع۔ سرکار عالی کے صیغہ منصب مین ملازم تھے۔ شعر و شاعری کے
شیفتہ تھے۔ جو کہتے تھے مرغوب قلوب ہوتا تھا۔ آپکا کلام نزاکت و لطافت سے خالی نہین ہے آپکے
ہر ایک شعر سے بلاغت و فصاحت مترشح ہوتی ہے۔ صاحب دیوان تھے مگر آپکا دیوان مرتب نہین ہوا تھا کہ آپنے
دسوین تاریخ جمادی الاول ۱۲۹۳؁ ہجری مین دار البقا کیطرف رحلت کی میر مومن استرآبادی کے دائرہ مین
مدفون ہوئے آپکے فرزند ارجمند میرزا محمد تقی صاحب یادگار باقی ہین بمصداق الولد سر لابیہ باپکے قدم بقدم
ہین شاعری اور تاریخ گوئی مین مہارت کامل رکھتے ہین عربی و فارسی ہین دستگاہ خوشنویسی آپکی میراث
ہے۔ خوش خلق و نیک محضر پسندیدہ سیر ہین فقیر مولف سے نہایت محبت رکھتے ہین سلمہ اللہ تعالی۔ کتبخانہ
آصفیہ مین ملازم ہین۔ من اشعار صاحب ترجمہ

دردا کہ علاج جز مسیحا شدنی نیست افسوس کہ از بام نگاہش بفتادیم	این عقدہ بغیر از لب و وا شدنی نیست چون اشک کہ افتاد اگر پا شدنی نیست

فطرت میرزا معز الدین محمد موسوی خان

فطرت تخلص میرزا معز الدین محمد نام موسوی خان خطاب ہے۔ آپ سادات قم خاندان
امام ہشتم سے ہین۔ میر محمد زمان مشہدی کے نواسہ۔ آپکے نانا مشہد مقدس مین تمام علما
کے سرآمد تھے آپکی ولادت ۱۰۵۰؁ ہجری مین ہوی۔ افضل اہل زمانہ۔ تاریخ ولادت ہے
نشو و نما کے بعد ابتدائے عقل و شعور سے تحصیل علوم مین مشغول ہوا کتب ابتدائیہ سے وطن
مالوفہ مین فارغ ہو کے عالم شباب کے شروع مین اپنے والد ماجد میرزا محمد سے برہم ہو کے

بیدل تخلص کے بابت فرماتے تھے کہ تخلص آخر سے میری نسب و حسب خطاب جانی کا اظہار ہوتا ہے انتہی کلامہ هذه من بوارق طبعه

شدم خاک و هنوز از عشق او آتش بجان دارم ‌‌ در آغوش کفن جسمی چو تب در استخوان دارم

ولہ

صد را جمعیت باشد پریشانی مرا ‌‌ داشت عریانی نگه ز آلوده دامانی مرا

شمیم غنچه پریشان کند دماغ مرا ‌‌ بود فتیله خود آستین چراغ مرا

کار ما پیوسته در بند از کشاد ناخن است ‌‌ عقده همچو گوهر خانه زاد ناخن است

تا طائر عشقیم و قفس بال و پر ماست ‌‌ چون بوے گل چیده هم سفر ماست

عیب صاحب هنران جوش تنک ظرفیهاست ‌‌ آب یاقوت چو زد موج رگ یاقوت ست

چو سوز عشق را کامل کنی عیب هنر گردد ‌‌ شود یاقوت هر سنگے که لبریز شرر گردد

عاجز شد از رفاقت ما رهنمون ما ‌‌ استاده آب تیغ و روانست خون ما

بحر و کان را نارسا افتاده استعداد فیض ‌‌ گوهر آب دیده و یاقوت خون دل نشد

شوقش ببرقع از دل بیتاب کم نشد ‌‌ این مه گرفت و شوخی مهتاب کم نشد

ندارد آفتے چون غنچه از صرصر چراغ من ‌‌ برنگ لاله در آغوش ناخن خفته داغ من

آتشم در ته پا بود و سے همچو سپند ‌‌ کام اول نفسم سوخت ازین راه مپرس

مرد حق در عین دنیا داری از دنیا بریست ‌‌ ملک در دست سلیمان نیست در انگشتری است

تن سیه مست غرور از باده خود پرورست ‌‌ شیشه تا موج شکستن میزند بال پریست

عشق در مصر جنون لاف خدائی میزند ‌‌ حسن اگر یوسف شود در کسوت پیغمبریست

ذوق عشق آئینه دار راز دلها می شود ‌‌ چون بجد بالد خموشی ناله پیدا می شود

حسن سعی کوهکن از نقش شیرین ظاهر است ‌‌ کار چون نیکو بود کارفرما مے شود

مبتلا ہوئے میاں ناصر علی فقیر کے سامنے زار زار رونے لگا۔ حیف وانا مرون لغمون ناوان زیستن۔ فقیر کے دل پر ایسا سخت صدمہ گذرا کہ بیان سے خارج ہے فقیر نے دو قطعہ مرحوم کی تاریخ مین لکھے ایک موافق تخلص ثانی دوسرا موافق خطاب خانی ھو ھذا

معز الدین محمد موسوی حیف		ز عالم سوے ملک معنوی رفت
کشید آہ و بگفتا عقل تاریخ		معز الدین محمد موسوی رفت
دریغا رخت ہستی زین سرا بست	ولہ	معز موسوی خان سخندان
ز حیرت خواست دل تاریخ سالش		خرد گفتا کجا شد موسوی خان

مرزا خوش خیالی و معنی یابی و شعر فہمی انشا پردازی مین بے نظیر تہا مستعدان زمانہ اس بات متفق مین کہ اسوقت تک کوئی فرد میرزا کی لیاقت و کمالات کے برابر عجم سے ہند مین نہین آیا۔ فضیلت و وقت آفرینی و جدت طبع و خورده بینی مین ید بیضا دکہلاتا تہا۔ علم معقولات مین رستمی کا نقارہ بجاتا تہا۔ چنانچہ خود کہتا ہے ؎

من مرغ خوش ترانہ بباغ فضیلتم — طبع مرا بزمزمہ شاعری چہ کار

اور آپ اکثر فرماتے تہے کہ مین علم معقولات و تحقیق مین ایسی لیاقت و قدرت رکہتا ہون کہ کوئی معقولی و صوفی معقولات و تصوف مین مجہہ سے آگے نہین بڑہ سکتا ہے لیکن جب فنا فی اللہ کا ذکر آتا ہے۔ مین عاجز ہوتا ہون۔ اس لیے کہ حرف فنا سے نہ انکار کرسکتا ہون نہ اقرار۔ بزرگان دین و مشائخ کے حالات مین پڑہا ہون کہ جمیع اولیا و مشائخ ذات حق مین فانی ہوتے ہین مین بظاہر اُن کے اور اپنے درمیان فرق نہین پاتا ہون۔ میری طرح وہ کہاتے پیتے ہین۔ سمجہہ مین نہین آتا کہ وے کیونکر فانی ہوتے ہین اور مین فانی نہین ہوتا ہون مرزا معز صاحب ترجمہ اوائل مین فطرت تخلص فرماتے تہے اور آخر مین موسوی اختیار کیا

جمنا کے کنارے سکونت اختیار کی اور یہاں ایک شریف خاندان مین شادی کی۔
خدا تعالی نے کثرت اولاد عطا کی۔ اکبر اولاد فیضی صاحب ترجمہ ہے۔ فیضی ۹۵۴ھ ہجری
مین پیدا ہوا نشو ونما کے بعد ابتدائے شعور سے والد ماجد کی خدمت مین تعلیم شروع کی۔
عالم شباب مین فارغ التحصیل ہوا۔ درجہ کمال کو پہنچا۔ لیکن بدقسمتی سے مدت تک زمانہ کے
مصائب مین مبتلا رہا جب ۹۷۴ھ ہجری مین فیضی کے والد ماجد نے گوشہ نشینی کو ترک کیا
ودرس تدریس کی مسند پر جلوس کرکے عوام الناس کے افادہ مین مصروف ہوئے تب حاسدین نے
اکبر بادشاہ ہند کو اس بات پر آمادہ کیا کہ شیخ مبارک وہریہ کو مع تمام خاندان سزا دینا چاہیئے
بلکہ بادشاہ کو مجبور کرکے شیخ کے گرفتاری کا فرمان جاری کر دیا۔ پس شیخ بامر لاچاری
مع فرزندان فیضی و ابو الفضل گھر سے برآمد ہوکے چند مدت تک ادہر اودہر پوشیدہ ہوتے
رہے اور ملایان متعصب نے ایک فتوی بھی تیار کرایا کہ شیخ کو سزائے قتل دینا چاہیئے
چوطرف جاسوس تلاش مین سرگرم ہوئے۔ آخر ۹۷۴ھ ہجری مین فیضی دربار اکبری مین باریاب
ہوا۔ بادشاہ نے اسکی قدردانی وقدر افزائی خوب کی اور اسکو متعدد خدمات سے سرفراز فرمایا
فیضی نے تمام حالات گذشتہ ایک قصیدۂ طویل مین لکھا ہے۔ من اشعارہ

سحر نوید رسان قاصد سلیمانی	رسید ہمچو سعادت کشادہ پیشانی
مبشران سعادت ندا کنان کہ بخوان	نجات نامۂ خود اے حزین زندانی

پورا قصیدہ ابو الفضل نے آئین اکبری مین مذکور کیا ہے۔ فقیر مولف طوالت کیوجہ سے
صرف دو ہی شعر پر اکتفا کرتا ہے۔ ان کنت شائقا فارجع الیہ۔
پہر فیضی کا اقتدار و تقرب روز بروز ترقی کے اوج پر عروج کرنے لگا۔ فیضی عالم متبحر فاضل
طبیب حاذق فلسفی مزاج۔ شاعر ماہر تہا دربار کی خدمت پسند نہین کرتا تہا۔ افادہ عام کے

حق شناسی حیرت افزائے دل آگاہ شد	جادۂ بالید آنقدر بر خود کہ شد راہ شد
حیرتم بر قع کشائی شاہد مقصود گشت	عقدۂ دل عاقبت پیکان تیر آہ شد
نہان نگذاشت افسون عشق در پردہ ناموسیی	پری در شیشہ رسوا سوخت چون شمعی بفانوسی
شب از پروانہ شرح انتہائے شوق پرسیدم	کف خاکسترے افشاند بر داماں فانوسی

فیضی - ابو الفیض ملک الشعرا

فیضی تخلص - ابو الفیض نام - عربی الاصل و النسل ہے - آپکے بزرگان سلف یمن مین متوطن تھے - آپ کے اجداد مین ایک بزرگ وطن سے قطع تعلق کرکے سیر سیاحت کرتے ہوے سندھ و ہند مین آئے - قصبۂ ریل علاقہ سندھ مین سکونت پذیر ہوئے - اور قصبہ مین کسی شریف زادی سے شادی کرلی - دسوین صدی ہجری کے شروع مین شیخ خضر فیضی کے جد بزرگوار سندھ سے ناگور مین آئے - اور یہان ایک شریف خاندان مین شادی کرلی - اُسی شریف منکوحہ سے شیخ مبارک پیدا ہوئے - فیضی آپ ہی کا فرزند با اقبال ہے - شیخ مبارک علامۂ عصر تھا علوم معقول و منقول مین کامل تھا - آپکے تبحر علم کی تصدیق اُس تفسیر سے ہوتی ہے جسکو آپنے تالیف کیا ہے اسکا نام منبع العیون ہے یہہ تفسیر چار جلدون مین ہے - آپ صابر و قانع تھے - دنیوی عزت و مرتبہ سے نفرت کرتے تھے - شیر شاہ کے عہد مین آپکو اعلی خدمت صدارت کی ترغیب دی گئی - آپنے قبول نہین فرمایا - آپ اگرچہ حنفی المذہب تھے لیکن تعصب تقلید سے پاک - صلح کل کے پیرو - کافر و مسلمان سے ملتے تھے - اور مہدوی فرقے سے آمیزش و محبت رکھتے تھے - عوام مین حاسدین نے مشہور کیا کہ شیخ رافضی مہدوی ہوگئے شیخ ناگور سے گجرات اور گجرات سے آگرہ مین پہنچے - میر رفیع الدین حسینی کے ہمسایہ مین

سکے بھی حالات اور نقلین و حکایتین بھی موقع و محل پر بیان کرتا ہے۔ چنانچہ عرضداشت
مین ظہوری و ملک قمی کی ملاقات کا ذکر کرکے دونون کے نسبت لکھا کہ مین یہان دو شاعر
صوفی مشرب سے ملا۔ دونون خوش محضر و نیک سیرت ہین۔ قدمبوسی حضور کے مشتاق ہین
اور دونون کے قصائد و غزلین بھی بھیجین۔ آخر سنہ ہجری مین سفارت کے کام سے
فارغ ہو کے حضور مین پہنچا۔ اکبر بادشاہ اسکے کام سے بہت خوش ہوا۔ انعام صلہ سے سرفراز
فرمایا سنہ ہجری مین بادشاہ نے چاہا کہ نظامی کے خمسہ کا جواب لکھا جائے چنانچہ فیضی
نے نلدمن کا قصہ شروع کیا۔ چار مہینہ مین ختم کرکے پیش کردیا۔ اس مین چار ہزار شعر ہین
چنانچہ خود کہتا ہے ؎

کانگیختہ ام بہ آتشین آب	این چار ہزار گوہر نایاب

مرکز ادوار۔ وسلیمان و بلقیس۔ ہفت کشور۔ نلدمن۔ اکبرنامہ۔ ان مین سے دو کتابین
ختم ہوئین۔ ایک نلدمن دوم مرکز ادوار۔ باقی مثنویان ناتمام رہین۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ
نلدمن خوش خط لکھوا کے کتب خانہ مین رکھین۔ اور نقیب خان کو حکم ہوا کہ وہ پڑھ کر سنایا کرے
موارد الکلم اخلاق مین غیر منقوط حروف مین لکھی۔ یہہ نسخہ کلکتہ مین مطبوع ہو چکا ہے۔
پھر ایک تفسیر مسمی سواطع الالہام ہے۔ یہہ بھی مطبوع ہو چکی ہے۔ اکثر شعرا و علما نے
کتاب پر تقاریظ لکھے ہین۔ یہہ تفسیر غیر منقوط حروف مین سنہ ہجری مین تمام ہوئی۔
ملا حیدر کاشانی نے پوری قل ہو اللہ سے تاریخ نکالی۔ یعنے بحساب جمل اس سورہ کے
حروف شمار کئے جائین تو سنہ ہجری برآمد ہوتے ہین۔ ظہوری و ملک قمی نے قصیدے اور
رباعیان لکھین۔ حاسدین رشک سے کہتے تھے فیضی نے یہہ بیفائدہ کام کیا۔ آج تک کسی نے
ایسی تفسیر نہین لکھی فیضی نے یہہ لغو کام کیا یہ بدعت ہے۔ فیضی نے جواب دندان شکن دیا۔

مشاغل مین مصروف رہتا تہا۔ شہزادون کی تعلیم و تربیت اسی کے متعلق تہی ۹۹۰ہجری
مین بادشاہ نے آگرہ۔ کالپی و کالنجر کی صدارت فیضی کو عطا کی اور ۹۹۳ہجری مین
جب اکبر نے عساکر ظفر مظاہر یوسف زئی افاغنہ کی تنبیہ کے لئے روانہ کیا۔ تب فیضی
کو بہی اس مہم پر مامور فرمایا۔ اور ۹۹۶ہجری مین ملک الشعرا خطاب سے سرفراز کیا۔
اور ۹۹۷ہجری مین فیضی کو کشمیر کے سفر مین ہمراہ لیا۔ کشمیر کی تعریف مین ایک قصیدہ
لکہا جسکا مطلع یہہ ہے ؎

ہزار قافلۂ شوق می کند شبگیر | کہ بار عیش کشاید بہ خطۂ کشمیر

جب ۹۹۹ہجری مین اکبر نے دکن کے فتح کرنیکا عزم جزم کیا حکام دکن مثلاً راجہ علیخان
فاروقی والی خاندیس و برہان نظام شاہ والی احمد نگر وغیرہا کے طرف فیضی کو سفارت پر مقرر فرماکے
بہیجا۔ فیضی اگرچہ اس خدمت کو ناپسند کرتا تہا لیکن طوعاً وکرہاً قبول کیا اُس سفارت کا
کام اُس خوبی سے انجام دیا کہ راجہ علیخان و برہان شاہ حلقہ بگوش بن گئے۔ فیضی نے
برہان پور مین دربار منعقد کیا تخت پر شاہی تلوار و خلعت اور فرمان شاہی رکہا۔ راجہ علیخان
پیادہ پا آیا۔ کہڑے ہوکے تین دفعہ نہایت ادب سے تسلیمات ادا کیا۔ فیضی نے فرمان شاہی
ادب سے ہاتہہ مین لیکے کہا کہ حضور نے آپکے نام فرمان بہیجا ہے۔ راجہ علیخان نے فرمان کو
سر پر رکہا اور تین تسلیمات بجا لایا۔ خلعت و تلوار کو بہی لیکر تسلیمات بجا لایا۔ پہر برہانپور سے
احمد نگر مین آیا۔ برہان نظام شاہ سے ملاقات کی اور سفارت کے کام کو انجام دیا۔ سفارت کے
مہمات سے فارغ ہوکے ایک عرضداشت مفصل لکہکے حضور مین بہیجی عرضداشت مین
تمام ممالک دکن کی پوری حالت لکہی۔ رستون کے انتظامات اور شہرون کے عمارات و قلعون
کی حالت بتلائی۔ اور زمین و زراعت و صنعت و حرفت کا ہنی ذکر کیا ہے۔ اور علما و شعرا

اگر ہستم مجیر اندر سخن او ہست خاقانی	وگر من ستجیرم آستان او مجیر من
کیم با او رسد در شاعری دعوائے ہمچشمی	کہ درین خانقاہ من مرید و اوست پیر من
زمین ہند باقرب درش نعم النعیم دل	ہوائے خلد دور از حضرتش بئس المصیر من

ابتدا میں فیضی تخلص کرتا تھا۔ آخر میں فیاضی اختیار کیا۔ چنانچہ کہتا ہے ؏

زین پیش کہ سکہ ام سخن بود	فیضی رقم نگین من بود
اکنون کہ شدم بعشق مرتاض	فیاضیم از محیط فیاض

فیضی نے ایک مثنوی میں اس بات پر فخر کیا ہے کہ میرے کلام میں لفظ سگ مثل دیوان حافظ نہیں ہے ھو ھذہ ؏

منم فیضی کہ در میدان معنے	چو من چابک سوارے تیز تگ نیست
بجلد شعر من از پوست تا مغز	بجائے مردم پاک رگ نیست
بدان می ماند این پاکیزہ گفتار	کہ در دیوان حافظ نام سگ نیست

شیخ محمد یحیی الہ آبادی کتاب اعلام الانام میں کہتا ہے کہ شاید فیضی کے مطالعہ میں حافظ کی یہہ بیت نہیں گذری۔ اسمیں لفظ سگ آیا ہے۔ وہ بیت یہ ہے

شنیدہ ام کہ سگان را قلادہ می بندی   چرا بگردن حافظ نمی نہی رسنے

سرو آزاد میں میر غلام علی آزاد بلگرامی کہتے ہیں کہ خواجہ حافظ کے دیوان کے بعض نسخوں میں بجائے حافظ لفظ عاشق واقع ہوا ہے اور مقطع اس طرح ہے ؏

مزاج دہر تبہ شد درین بلا حافظ   کجاست فکر حکیمی و رائے برہمنی

آزاد کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ اصل دیوان میں شعر متنازعہ فیہ نہو گا۔ اور فیضی کے پاس دیوان کا وہ نسخہ ہوگا جسمیں یہہ شعر نہوگا ورنہ فیضی ایسی غلطی کبھی نہیں کریگا۔ گلرعنا کے مولف نے

کہ خود کلمۂ توحید لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ از سر تا پا غیر منقوط ہے۔
صاحب دیوان ہے۔ دیوان میں تخمیناً نو ہزار سے زیادہ اشعار ہیں دیوان کا نام طباشیر الصبح ہے۔ مجموعۂ قصائد ایک مختصر مجموعہ ہے۔ لطیفہ فیضی آپکے مکاتیب و خطوط کے مجموعہ کا نام ہے۔ حسب الحکم بادشاہ لیلاوتی۔ رسالہ حساب میں ہے فیضی نے سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔

شعر شاعری کی طرف فطرۃً راغب تھا۔ کسی سے کلام کی اصلاح نہیں لی جو کچھ کہتا تھا زور طبیعت سے واقع ہوتا تھا اہل زبان کے ساتھہ آمیزش و اختلاط رکھنے سے کلام میں اہل زبان کا محاورہ جلوہ افروز ہونے لگا۔ زیادہ مزاولت سے کلام صاف و شستہ ہوتا گیا۔ عربی میں فاضل ادیب ماہر لبیب ہونیکی وجہ فارسی اشعار میں صنائع و بدائع لفظی و معنوی سے بہت کام لیتا ہے۔ اشعار کے ہر ایک شعر سے بلاغت و فصاحت مترشح ہوتی ہے فارسی میں عربی لغات کو ایسی خوبی سے شامل کرتا ہے غیر مانوس نہیں معلوم ہوتے۔ شعرائے اہل زبان سے اکثر میل جول رکھتا تھا اور اُن سے مراسلت و مکاتبت کا سلسلہ بھی جاری رکھتا تھا۔ اور اہل زبان نے فیضی کے کلام کی داد دی ہے اور ادب کے ساتھ یاد کیا ہے چنانچہ مرزا صائب نے فیضی کی غزل پر غزل کہی ؎

این آن غزل کہ فیضی شیرین کلام گفت در دیدہ ام خلیدہ و در دل نشستہ

اور علی نقی کمرہ نے اصفہان سے ایک قصیدہ فیضی کی مدح میں لکھہ بھیجا۔ فقیر مولف قصیدہ سے چند اشعار گزارش کرتا ہے ؎

مرا فکند بر نظم امور مرپر تو فیضی	ابو الفیض آن گزین اکبر و شیخ کبیر من
ظہیر قدوۂ پیشنیان حتی ظہیر الدین	امیر زبدۂ اہل زبان حتی امیر من

اکثر علمائے نامور کے بلانے کی تحریک و ترغیب کرتا ہے۔

ملا عبدالقادر بداونی فیضی و ابوالفضل کو برے الفاظ کے ساتھہ یاد کرتا تھا۔ مرتد و ملحد کے خطابات سے مخاطب کرتا ہے اور فیضی ملا صاحب کے ساتھہ حسن سلوک کرتا ہے اور حضور مین سفارش کرکے وظیفہ و جاگیر دلاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ ملا دیندار و مومن پاک دل ہے فیضی نے سننلہ ہجری مین احمدنگر سے بادشاہ کو ایک خط لکھا۔ اسمین ملا صاحب کی بہت تعریف لکھی کہ اُن کے علم و فضل و دیانت کا اظہار کرکے آخر مین عرض کرتا ہے کہ مین گویا حضور مین حاضر ہوکے ملا صاحب کے اوصاف حمیدہ عرض کر رہا ہون اگر نہ عرض کرتا تو گنہ گار ہوتا۔

دیکھو ملا صاحب فیضی کو زندیق و کافر کہتے ہین۔ واقع مین فیضی حکیما نہ خیال کہتا تھا۔ اور صلح کل کے طریقہ پر چلتا تھا۔ ملایان متعصب سے دور رہتا تھا۔ شیعہ و سنی کے مناظرہ کو ہنگامہ سمجھتا تھا نہ اسے شیعہ سے کام تھا نہ سنی سے بلکہ ملاؤن کی بحث و تکرار پر قہقہہ مارتا تھا۔ متعصب ملاؤن نے ابتدا مین اکبر کو اپنا ایسا مطیع بنا لیا تھا۔ جو یہہ کہتے تھے اکبر تسلیم کرتا تھا بدعتی و رافضی کشی کا ہنگامہ گرم تھا اکثر بدعتی و رافضی و زندیق و ملحد ہونے کے جرم مین قتل ہو چکے تھے۔ جب فیضی و ابوالفضل بادشاہ کی مقاربت مین پہنچے تب دونون نے بادشاہ کے ذہن نشین کیا کہ یہہ متعصبین اصل مذہب پیغمبر مین اسلام کی اصل حقیقت سے واقف نہین ہین انکا کام یہی ہے کہ ہر ایک کی تکفیر کرنا۔ اس کے سوا کچہہ نہین سمجھتے دونون کے کوشش کی بدولت بدعتی و رافضی کشی کا ہنگامہ موقوف ہوا اور متعصبین ملاؤن کا زور توڑ دیا پس اکبر کو دونون کے مشورہ سے ایسا موقع ملا کہ آزادانہ حکومت کی بنیاد قائم کر دی جسمین ہندو مسلمان یہود و نصاریٰ آزادی سے زندگی بسر کرنے لگے۔ ہر ایک اپنے مذہب کے فرائض آزادی سے ادا کرنے لگا کوئی کسیکا مانع و مزاحم نہین ہوتا تھا۔

لکھا کہ ایک وقت عرفی شیرازی فیضی کے دولتخانہ پر ملاقات یا عیادت کے لئے آیا۔ دیکھا کہ فیضی کے پیچھے چند کتے پھر رہے ہیں۔ عرفی نے پوچھا کہ نام این مخدوم زادہا چیست؟ فیضی نے جواب دیا عرفی ہے۔ اس نے جواب میں کہا مبارک ہو الخ۔ اس نقل سے ثابت ہوتا ہے کہ سگ پرور و سگ پرست تھا۔ اور فیضی کا اپنے دیوان کو خواجہ حافظ کے دیوان کا نظیر قرار دینے سے محقق ہوتا ہے کہ فیضی کو کتے کے نام سے نفرت کلی ہے۔ پس دونوں روایت میں معارضہ ہے۔ بمصداق اذا تعارضا تساقطا۔ جب دونوں قول باہم متعارض ہوں تو ساقط ہوتے ہیں ایک بھی اعتبار کے لائق نہیں رہتا۔ فقیر مولف کے نزدیک عرفی و فیضی کی نقل باہم سوال و جواب بہ نسبت اسمائے سگان الخ کی بنیاد تصنع پر ہوگی حاسدین نے اس قسم کی نقلیں فیضی کی اہانت و ذلت کے لئے بنا کے مشہور کئے ہوں گے۔

اخلاق و خصائل کا ذکر

فیضی خوش طبع شگفتہ مزاج متین و ظریف تھا۔ خوش خلق و صاحب مروت و مہمان نواز تھا امیر و فقیر سے بے تکلفانہ ملتا تھا۔ ہر ایک کے ساتھ جہانتک ممکن ہوتا تھا ہمدردی و مساعدت کرتا تھا۔ فیاض سخی دل تھا غربا دوست مہمان نواز تھا۔ علما و شعرا و صاحبان کمال کی نہایت قدر کرتا تھا۔ عرب عجم کے شعرا و علما کے لئے اسکا دولتخانہ فرودگاہ تھا۔ عرب عجم کے اہل کمال جب ہند میں آتے تھے اُسیکے مکان پر فروکش ہوتے تھے۔ مہمان کی خاطرداری مدارات میں حسن سلوک کرتا تھا۔ مہمان عزیز کو حضور بادشاہ میں پیش کر کے عہدہائے جلیلہ پر مامور کراتا تھا اور حجاج و زائرین کو انعام و صلہ دلوا کے رخصت کرتا تھا۔ اور بلاد و امصار کے علما و شعرا سے مراسلت کا دروازہ کشادہ رکھتا تھا۔ اور ہر ایک عالم و شاعر کے لئے انعام و صلہ بادشاہی بھیجتا تھا۔ بلکہ اکثر علما و شعرا کے وظائف حضور سے مقرر کرا دئے تھے۔ اور بادشاہ کی خدمت میں

بہ تکفین کرکے بزرگان سلف کے مقبرہ میں دفن کئے ۔

من اشعارہ الفارسی

گر سیہ اینچنین شود چشم تو بر ہلاک ما ۔۔۔ از پس مرگ عاشقان سرمہ کنند خاک ما

در ہوس شکر لبی فیضی خستہ داد جان ۔۔۔ روح قدس ببین کہ شد واسطۂ ہلاک ما

ولہ
خال سیاہ گشتہ آن نرگس مستانہ را ۔۔۔ کس ندیدہ از وی پیش مرغ بسمل دانہ را

ولہ
آزاد دلان در خم امید نمانند ۔۔۔ مرغان بہشتی نہ شناسند قفس را

ولہ
گر بدانی قدرے لذت یکتائی را ۔۔۔ بدو عالم ندہی گوشۂ تنہائی را
ہست ہر ذرہ از ریگ روان مجنونے ۔۔۔ کہ سر کردہ قدم بادیہ پیمائی را

ولہ
بروائے محتشم از مجلس رندان کاینجا ۔۔۔ سر حاقان شکنند کاسۂ فغفور امشب

ولہ
کدام ساقی بدست گرم خونریز است ۔۔۔ کہ بوئے مئی بد ماغم ز بوی خون کم نیست

ولہ
امشب وداع یار ز مرگم علامت است ۔۔۔ شام وداع نیست کہ صبح قیامت است

ولہ
دل بجوئے تو گرفتار و تو بے پروا است ۔۔۔ از کباب هم خبرے گیر کہ آتش تیز است

ولہ
دل خوبان شہر مائل نیست ۔۔۔ سنگ آہن ربا مگر دل نیست

ولہ
خاک ہستی ہمہ بر باد فنا رفت ببین ۔۔۔ آب فرعون چہ شد و آتش نمرود کجاست

ولہ
خاکبیزان رہ فقر بجائے نرسند ۔۔۔ گوئی این طائفہ اینجا گہرے یافتہ اند

ولہ
وصلت چو عمر رفتہ میسر نمی شود ۔۔۔ یکبار شد میسر و دیگر نمی شود

ولہ
اے سنگ تراش ار ای ترا یاد کنند ۔۔۔ وز سنگدلیہائے تو فریاد کنند

ولہ
بروئیت افروخت از عتاب امروز ۔۔۔ طرفہ گرم است آفتاب امروز

ولہ
وقت است کز حرابۂ دنیا برون رویم ۔۔۔ زین ویرزندہ ہمچو مسیحا برون رویم

وفات

سنہ ۱۰۰۳ ہجری مین فیضی کو دمہ کا عارضہ لاحق ہوا۔ بیماری کے شروع مین یہہ رباعی لکھی

دیدی کہ فلک چہ زہرہ نیرنگی کرد — مرغ دلم از قفس شب آہنگی کرد
آن سینہ کہ عالمی درو می گنجید — تا نیم نفس بر آورم تنگی کرد

اسی مرض لاحقہ کے ساتہہ اور بہی امراض عاید حال ہوئے اطبائے یونانی و مصری برابر معالجہ کرتے جاتے تہے مگر کسی کا علاج مفید نہین ہوتا تہا۔ روز بروز مرض بڑہتا گیا۔ حکیم مصری جو مشہور طبیب تہا بادشاہی حکم سے اُس نے نہایت توجہ و غور سے علاج کیا۔ لیکن موت کا کیا علاج کرے۔ وقت موعود قریب پہنچ گیا تہا۔ مرنے سے دو تین دن قبل مزاج مین بیہوشی جاری ہوگئی تہی۔ کبہی کبہی ہوش مین آجاتا تہا۔ تمام اہل بیت کو مایوسی ہوگئی۔ اکبر بادشاہ کو خبر دیگئی۔ بادشاہ عیادت کے لئے آیا۔ ابوالفضل نے بہائی کو ہوشیار کیا اور بادشاہ کی تشریف آوری کی خبر دی۔ فیضی نے حالت سکرات مین آنکہین کہولین اور آداب و تسلیم بجالائی اکبر خدا کے سپرد کرکے واپس ہوا۔ ابوالفضل نے بیمار کی خدمت کے لئے رخصت لی۔ پہر عین نزع جان کے وقت نصف شب اکبر کو خبر دیگئی۔ بیقراری و اضطراری کی حالت مین آیا۔ فیضی کا سر ہاتہہ مین تہام کر دو تین دفعہ پکارا شیخ جیو! مین حکیم علی کو علاج کے لئے لایا ہون آپ بات کیجئے۔ شیخ نے کچہہ جواب نہین دیا۔ پس اکبر نے سر سے دستار پہینکدی۔ اہل بیت کو تسلی دیکر مراجعت کی۔ آخر بمصداق کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ ۱۰ صفر سنہ ۱۰۰۴ ہجری مین اس عالم ناپائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اعزہ و احبا خاص بادشاہ و ارکان سلطنت کو سخت رنج و غم عائد حال ہوا۔ تمام اعیان دولت و ارکان سلطنت و علما و مشائخ جمع ہوئے۔ اُس خزانۂ علم کو تغسیل

حرف ق

قربی - سید شاہ ابو الحسن

قربی تخلص - سید ابو الحسن نام - آپ سید عبد اللطیف نقوی کے صاحبزادے ہین
آپکی ولادت ۱۱۱۷ہ ہجری مین شہر بیجاپور دکن مین ہوئی - چار برس کی عمر مین پدر بزرگوار
کے ہمراہ سیر و سیاحت کے لئے وطن سے برآمد ہوا دو سال کامل شاہنور مین اور چہہ سال
ارکاٹ مین سکونت پذیر ہوا پہر وہان سے بلدہ ویلور مین آیا - اور سکونت پذیر ہوا -
محمد حسین بیجاپوری سے کتب فارسیہ اور محمد فخر الدین ناعطی سے کتب حقائق اور
محمد ساقی سے کتب صرف نحو کی سند حاصل کی - کمتر مدت مین ذہن استعداد و صاحب سواد
ہوگیا - اور کتب بینی کے طرف راغب ہوا - کثرت مطالعہ سے ایسی لیاقت پیدا کی کہ نثر
عربی و فارسی نہایت فصیح و بلیغ لکہنے لگا - اور سخن سنجی مین بہی مہارت کاملہ حاصل کی
آپ صوفی صاف مشرب درویش پاکیزہ مذہب تہے - اور آپکی طبیعت کا زیادہ میلان تصوف
کی طرف تہا - جب کبہی آپ غزل یا قصیدہ یا مثنوی مین فکر فرماتے تہے تو حقائق و
معارف کے مضامین خوش اسلوبی کے ساتہہ اشعار مین درج کرتے تہے - آپنے اولا
حضرت محمد فخر الدین ناعطی کی بیعت کی اور قادریہ طریقہ کی خلافت کا خرقہ زیب بدن
فرمایا - ثانیا حضرت سید محمد علی قدس سرہ سے تمام سلاسل کی خلافت کا خرقہ پہنا
اور حضرت ہی کی خدمت مین اذکار و اشعار مین مشغول ہوئے - پہر آپنے حضرت خواجہ
رحمت اللہ قدس سرہ سے سلسلہ قادریہ و نقشبندیہ و چشتیہ و رفاعیہ کی اجازت حاصل
کی - اور حضرت شیخ مخدوم ساوی قدس سرہ کی خدمت مین بہی اذکار و اشغال سے

بہرس از قید زلفہا در کمند عنبرین مولان | دله | گرمی منیم سلیمانہا بزیر پر پریان
شرطست جان بیاور رخ یار با ختن | دله | شطرنج نمائبانہ بدلدار با ختن
خواہی بین دیوانہ را شیرین شود شور جنون | | سنگ ستم تہا برن دشنام ہم چندے بدہ
تواے پروانہ این گرمی ز شمع محفلے داری | | چومن در آتش خود سوز اگر سوز دلے داری
شدی فیضی شہید یار شرمت باد اگر نا لی | | بحشر این خونبہا بس کہ چون او قاتلے داری
شستند پاک از دل ا نقش و رنگ بوئے | | پیران سادہ لوح و جوانان سادہ روئی

فطرت ۔ میر ابو تراب

فطرت تخلص ۔ میر ابو تراب نام آپکا وطن مشہد ہے ۔ صاحب استعداد ذکی الطبع تہا طبع رسا و فکر صفا سے کلام موزون کرتا تہا وطن الوف سے ہند مین وارد ہوا ۔ سیر و سیاحت کرتے ہوئے حیدر آباد دکن مین پہنچا ۔ قطب شاہ کے دربار مین باریاب ہوکے منصب مناسب سے سرفراز ہوا ۔ مدت تک آرام سے بسر کرتا رہا آخر سنہ ۱۰۶۰ ہجری مین فوت ہوا ۔ میر مومن استر آبادی کے دائرہ مین دفن کیا ایک رباعی جو اُس نے حالت نزع مین کہی تہی ۔ اسکی لوح مزار پر کندہ کرائے مین ھو ھذا

فطرت بتو روزگار نیرنگی کرد | | نواخت بمہر و خارج آہنگی کرد
آن سینہ کہ عالمی درو می گنجد | | اکنون ز نبرد و نفس تنگی کرد

اسیطرح فیضی کی رباعی بہی ہے ۔ معنیً بجنسہ فطرت کی رباعی ہے مگر الفاظ مین تہوڑا فرق ہے

رباعی فیضی

دیدی کہ فلک چہ زہرہ نیرنگی کرد | | مرغ دلم از قفس شب آہنگی کرد
آن سینہ کہ عالمی در و سے گنجید | | تا نیم نفس بر آورم تنگی کرد

شاعری مین توارد ہوا ہے ۔ اکثر شعرا مین توارد ہوتا ہے ۔ صاحب یوانی گر دیوان نادر الوجود ہے

قدر - خواجہ منعم خان

قدر تخلص - خواجہ منعم خان نام ہے - گل عنا کے مولف نے لکہا کہ آپ ہمدانی الاصل ہین
آپکے جد اعلی خواجہ علی ہمدانی حضرت سید علی ہمدانی کے ارشد خلفا سے ہین - خواجہ کی نسب کا
سلسلہ حضرت خواجہ احرار سے بچند واسطہ منتہی ہوتا ہے - خواجہ علی مع پسر خواجہ ابراہیم ہمدان
سے سیر کرتے ہوئے کشمیر مین وارد ہوئے - کشمیر کی سیرابی و شادابی دیکہہ کے وہان فروکش
ہوگئے پدر و پسر زندگی وہان سکونت پذیر رہے - پیری مریدی کا سلسلہ جاری رکہا
اہل کشمیر آپ سے حسن عقیدت رکہتے تہے - امیر خان صوبہ کابل خواجہ ابراہیم سے ارادت کامل
رکہتا تہا - ہمیشہ حسن سلوک سے خدمت کرتا تہا - خواجہ ابراہیم کا فرزند خواجہ عبد الغفور
کشمیر سے برآمد ہوکے کابل مین امیر خان کی خدمت مین پہنچا - امیر خان نے مرشد زادے کی
بہت خاطر و مدارات کی - اور آپ کی تشریف آوری غنیمت سمجہہ کے آپکو کابل کی دیوانی پر مقرر
کرنے کی بادشاہ کے حضور مین درخواست کی - درخواست منظور ہوئی - خلعت دیوانی و خطاب
خانی حضور سے سرفراز ہوا - مذکور الیہ چار سال تک دیوانی کا انتظام خوبی کے ساتہہ انجام دیکر
امیر خان کے ہنگامہ مین شہید ہوئے - آپکی تعمیرات سے کابل کا پل سرا مسجد ہے - عبد الغفور کے
فرزند خواجہ عبد اللطیف کابل سے شاہجہان آباد مین آئے - اور وہان سے اورنگ آباد مین میر الامرا
حسین علیخان کے پاس فروکش ہوئے - آپکے خلف الصدق خواجہ عبد الغنی خان والد خان قدر
صاحب ترجمہ صوبہ حیدرآباد کی کچہری دیوانی مین مدت تک مامور رہے - آپکی رحلت کے بعد
نواب صمصام الملک دیوان دکن نے نہایت قدردانی سے قدر صاحب ترجمہ کو نواب آصفجاہ ثانی
کی خدمت مین باریاب کرکے والد مرحوم کی جگہ مقرر کرایا سنہ ۱۱۹۲ ہجری تک دیوانی پر مامور رہے

مستفید ہوئے۔ آخر ریاضات شاقہ کے بعد مرجع خاص و عام ہوئے۔ اکثر طلباء صراط مستقیم آپکی ہدایت سے درجۂ کمال کو پہنچے۔ آپکے مریدان با اخلاص راز انا الحق سے آگاہ اور لی مع اللہ کے رمز سے واقف ہوئے۔ آخر آپنے اس دار ناپائدار سے بہشت برین کی طرف رحلت کی۔ یہ واقعہ ۹۸۲ھ ہجری مین واقع ہوا۔ قلعہ ویلور کے خندق کے کنارے مدفون ہوئے۔ مولانا آگاہ آپسے حسن ارادت رکہتے تہے۔ اور آپکے دست مبارک پر بیعت کی تہی۔ آپکی رحلت کی تاریخ کہی۔ هو هذا

بوالحسن آنکہ از نم فیضش
چمن دین چو باغ خلد شگفت

قرعۂ کوشش عرشیان گردید
آن گہرہا کہ در معارف سفت

بانہانش عیان نکردہ ظہور
باعیانش نہان نماندہ نہفت

از پئے واروان شہد غیب
خس و خاشاک غیر از دل رفت

کرد زین طاق تنگ عزم رحیل
تا شود با جہان مطلق جفت

در حریم بقا بشاہد قدس
روش بردوش شاد و خندان جفت

بود جان جہان ازین معنی
از سفر کردنش جہان آشفت

فکر تاریخ رحلتش کردم
غاب قطب البلاد ہاتف گفت

من اشعارہ الفارسی

اے آہ برق سیرم بگذار بزرہ کردی
از حال دل خبر دہ یک بار جان ما را

ز زلف او پس از چندین شب تار
بدست خویش تارے دارم امشب

قربی چشم آہ با نالہ روان شد
رسم است کہ ہر قافلۂ بے جرسی نیست

نیست نظارہ اے پری پیکر
آب بر خاست بہر تعظیمت

پھر داغون کی ہوسی ہے دیکھیے اے جنون نا	ولہ	عشق کے دفتر سے رکھتا ہون مین یہ فرمان دل	
تخت شاہی ہے زمین کا دو دو ایک سٹ	ولہ	ہنہ برسنے سے نہین سبز ہے برنگ صحرا	

قدرت ۔ محمد قدرت اللہ خان

قدرت تخلص ۔ محمد قدرت اللہ خان نام ۔ آپ محمد کامل صدیقی کے صاحبزادے ہین ۔ آپکی نسب کا سلسلہ حضرت امیرالمومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے ۔ خود صاحب ترجمہ تذکرہ نتایج الافکار مین لکہا کہ میرے بزرگان سلف بلاد عرب سے ہند مین آئے ۔ ہند کے شہرون مین پہرتے پہرتے بلدہ قنوج مین سکونت پذیر ہوئے ۔ پہر میرے اجداد سے ایک بزرگ سلطنت غوریہ کے آخر عہد مین قصبہ گوپامو مین پہنچے ۔ قصبہ کو وطن بنا لیا ۔ اور وہان کے شرفا و معززین سے موافقت پیدا کی ۔ آرام سے زندگی بسر کرنے لگے ۔ اور حکام نے صاحب فضیلت ودی لیاقت دیکھکے صدارت کی نیابت پر مقرر فرمایا ۔ اور معاش کافی جاری کردی سلطنت تیموریہ کے انقراض تک ہمارے خاندان مین نیابت صدارت کی خدمت قائم رہی ۔ ہمارے ہی خاندان سے یکے بعد دیگرے خدمت پر مامور ہوتا رہا پس سنہ ۱۱۹۹ ہجری مین قصبہ گوپامو مین قدرت صاحب ترجمہ کی ولادت ہوئی ۔ آپ بازعنفوان شعور مین تحصیل علوم و فنون کیطرف متوجہ ہوئے اور دل مین عزم جزم کیا تا وقتیکہ تحصیل سے فارغ نہین ہونگا کسی سرشتہ مین نوکری نہین کرونگا ۔ پس صاحب ترجمہ نے مولوی محمد مستقیم کی خدمت مین کتب نحو و صرف تمام پڑہین ۔ اور کتب فارسیہ شیخ غلام جیلانی و شیخ بدر عالم سے ختم کین ۔ اور مولوی خوشدل سے سخن سنجی کی نقدی حاصل کی ۔ اور جناب مولوی سید شاہ غلام نصیرالدین سعدی بلگرامی کی خدمت مین شرف بیعت سے مشرف ہوا سلسلہ قادریہ مین اشغال و اذکار کی

انتہی کلامہ۔ آپ طبع سلیم و ذہن مستقیم سے موصوف تھے۔ کلام و خط شفیعائی کی مشق حضرت شاہ معین الدین علی تجلی سے کرتے تھے۔ خوش نویس خوب منشی تھے۔ سراپا اخلاق و اشفاق تھے اعزہ و احبا کے ساتھ حسن اخلاق سے ملتے تھے۔ فرحت و عشرت سے زندگی بسر کرتے رہے آخر آپ سنہ ۱۲[illegible] ہجری کے آغاز مین بہشت برین روانہ ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

یار می آید و نثار رہش — دُرِّ غلطان اشکبار من است
وله
زتیرہ چو ما غریبان شود مشبک گرنہ ہر شب — فلک را نجم زرہ نپوشد قمر زہالہ سپر نہ نہد
وله
ماہ نو با کمال آرائش — نعل شبرنگ خوش خرام تو باد
وله
من زشادی چو عید میدانم — چون بہ بر گلعذار می آید
وله
قدر از بہر گریہ و زاری — کوہ و صحرا بکار می آید

من اشعارہ الہندی

مو شگافی خوب نہین اے شانہ اس زلف کی — بال سے باریک ہے یہ بات کاکل کی قسم
وله
پیتا ہے بسکہ لہو ہر شب یہ بلبلون کا — دھوتی ہے شبنم آکر صبح وُئے غنچہ
وله
کوہ کن کی مفت جان کٹی تیشہ سے — ہات شیرین کے لگا تو بھی نہ تار دہن
وله
ساقی گیا ہے روٹھ کے ہم سے ہزار حیف — آئی ہے کیون تو دھوم سے ابکے بہار حیف
وله
بلبل کو فصل گل مین اسیری ہوئی نصیب — رکھتا ہے کس قفس مین یہہ صیاد دیکھنا
شیرین کا بیستون مین تو کھینچا ہے نقش پا — تیشہ لگے گا سر ہی مین فرہاد دیکھنا
وله
آنکھون مین مرے پھرتی ہے سچ آہ کسو کی — دیکھا تھا مین تصویر سر راہ کسو کی
وله
بلبل ہوئی ہے دام مین صیاد کے اسیر — غنچون کے کان کھولنے باد صبا چلی

کارم شود تمام بیک ناله چون سپند	وله	جان بر لبم حیات مرا اعتبار نیست
بر تهی دستان نظر بر اهل همت را بود	وله	سر فرو بردن بساغر نیست از مینا عبث
دود حسرت ز دل خویش بر آورد رقیب	وله	من گرفتم چو از آن لب نئے قلیان گستاخ
اگر آن ابر نیسان بر سر من بیحجاب آید	وله	ببارم گوهر مقصد بکف در جویم آب آید
دل ستم زده در وصل یار می نالد	وله	چو بلبل که بفصل بهار می نالد
آتش سینهٔ بی کینه هدف کرد آخر	وله	نقد جانے که مرا بود تلف کرد آخر
شور آوارگیم برده سبق بر مجنون		زنده دیوانهٔ من نام سلف کرد آخر
از صفائے رخ زیبائے تو افتاد چو عکس		از دم سرد خود آئینه کلف کرد آخر
دریاد چشم مست تو اے نور دیده ها	وله	از دیده خون ناب چو صهبا گریستم
دل خسته و آه سرد دارم	وله	یکجان و هزار درد دارم
پوشیده چسان کنم غم دل		چشم تر و رنگ زرد دارم
در کنج قفس خوش با سیر گذرانم	وله	در کار تو اگر این مشت پر من
ساغر می شبانه ها که زدی	وله	بارخ لاله رنگ آمده
بر نخیزی ز کوئے او قدرت		چقدر پا بسنگ آمده
بر نمی خیزد صدائے از نوای مجروح عشق	وله	کشتهٔ تیغ نگاه سرمه وار گیستی
اے چرخ چنین ذلیل و خوارم کردی	وله	آشفته و زار و بیقرارم کردی
میخواستی از روز ازل خواری من		آخر بستمگری دو چارم کردی

قیس - محمد صدیق حیدرآبادی

قیس تخلص - محمد صدیق نام آپکا اصلی وطن حیدرآباد دکن ہے آپکے بزرگ

سندلی سنہ ۱۲۲۷ ہجری مین حضرت خوشنود کی خدمت مین علم فرائض و حساب مین لیاقت پیدا کی سنہ ۱۲۳۲ ہجری مین نواب رضوان آب کی خدمت مین باریاب ہوکے خطاب خانی و خدمت تولیت مقبرہ نواب پر مقرر ہوا۔ مقبرہ کا انتظام کمال دیانت کے ساتھہ کرتا رہا۔ پہر مشاعرہ اعظم کی مجلس مین حکم بنایا گیا تاکہ شعرا کے باہم اعتراضات کا فیصلہ کرے۔ آپ سلیم الطبع و منصف مزاج تھے۔ عابد و زاہد متقی و پرہیزگار تھے۔ اکثر عبادات الہی مین مصروف رہتے تھے۔ صاحب دیوان ہے آپکا دیوان ضخیم ہے۔ آپکا کلام نہایت شیرین و دلنشین ہے۔ سخن سنجان منصف کے نزدیک مقبول ہے۔ اور آپنے ایک تذکرہ شعرا مسمی بہ نتائج الافکار تالیف کیا۔ نہایت صحت و صداقت کے ساتھہ لکہا ہے۔ مدراس مین نواب صاحب کی عنایت سے سنہ ۱۲۵۸ ہجری مین مطبوع ہوچکا ہے۔ آخر آپ اس عالم فنا سے عالم بقا روانہ ہوئے۔ آپ کی وفات کی تاریخ و سنہ معلوم نہین ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

اے از فروغ نور تو روشن چراغہا
ورپرتو جمال تو در سینہ داغہا

ولہ

فزود حسن چو از ساغر شراب ترا
سزد ازین دل بریان من کباب ترا

بحال پیریم اے ترک نوجوان رحمے
اگرچہ منع کند عالم شباب ترا

ولہ

گر بگورستان گذر افتد من رنجور را
نالہ ام بیدار سازد خفتگان گور را

ولہ

خدمت اہل صفا ہم شرق نوازکرد
فیض شاگردی رساند آخر باستادی را

ولہ

طفل بدخو یکہ بستم رشتہ الفت باو
می کشد ہر سو برنگ کاغذ بادی مرا

ولہ

فارغ بعدم بودہ ام از فکر جہانی
آوردہ درین دہر تماشائے تو ما را

ولہ

بر چرخ نیست رنگ شفق بلکہ در غمت
شد اشک ریز دیدہ پر خون آفتاب

قدرت زار کہ از نالہ نمی بست زبان
من ندانم چہ بلا شد کہ خموش است امشب

بر مین جو وہ سیمبر نہین ہے — اپنی بہی ہمین خبر نہین ہے
بستے ہین اُسی سے کعبہ و دیر — کس جا پہ وہ جلوہ گر نہین ہے
ہستی سے عدم کو کوچ کرنا — اتنا تو بڑا سفر نہین ہے
وہان تیغ پہ ہاتہہ رکہا — یہان ڈہونڈا تو تن پہ سر نہین ہے
نالہ کر کر کے تہک گئے ہم — ہوتا اُسکو اثر نہین ہے
اے برق تجلئے جہان سوز — جی کا تو ہمین خطر نہین ہے
سودا زلفون کا ہے اگر قیس — ہمکو تو یہہ دردسر نہین ہے

وله

کان مین کہدو کوئی شانے کے — سانپ ہین پیارے سرہانے کے
حشر بہی ہو گیا نہ آئے تم — پاون پوجے تمہارے آنیکے
مژہ تر مین دیکہیو اے برق — خار و خس اپنے آشیانے کے
کبہو بڑہتے ہین اور کبہو گہٹتے — یہی اسلوب ہین زمانیکے
قیس کہتا تہا اپنی چہاتی پہ دہر — صدقہ ہاتون کے اس نشانیکے

وله

یون نمایان زلف کے حلقہ سے خال یار ہے — حلقۂ پرکار مین جیون نقطۂ پرکار ہے

قدرت ۔ غلام ابراہیم خان

قدرت تخلص ۔ غلام ابراہیم خان ۔ نام آپ دلاور خان نصرت کے فرزند مین عنایت اللہ خان کشمیری کے نواسہ ۔ سادات صحیح النسب سے ہین ۔ آپکی ولادت دکن مین ہوی ۔ پرورش و تربیت بہی اسی مین پائی ۔ سن شعور کے بعد کتب درسیہ والد ماجد کے سایۂ مرحمت مین ختم کین ۔ خوش فہم و خوش فکر تہے ۔ شعر گوئی کے میدان مین قدم رکہا

اکثر سرکار عالی نظام مین وقایع نگاری اور اخبار گوئی کی خدمات پر مقرر تہے۔ چنانچہ آپکے نانا محمد عاقل خان ناک مجبزین کے افسر تہے۔ اور آپکے خالو شیر محمد خان ایمان اعظم الامرا ارسطو جاہ کے مصاحب تہے اور شعرا مین استاد الشعرا مشہور تہے۔ آپنے نشو ونما کے بعد سن شباب مین بقدر ضرورت فارسی عربی پڑہکے تحریر وتقریر کی استعداد حاصل کی اور موروثی وقایع نگاری وتاریخ دانی کا کمال پیدا کیا۔ اور شعر گوئی بہی شروع کی۔ کلام کی اصلاح خالوے بزرگوار سے لیا کی۔ چندمدت مین لائق ہوگئے۔ آپکا کلام دلکش ودلچسپ ہوتا ہے مضامین پاکیزہ کے زیور سے جلوہ تازہ دکہلاتا ہے۔ رنگینی معانی وشیرین بیانی سے کرشمہ نمایان کرتا ہے۔ شاعر نازک خیال خوش مقال ہے۔ خواجہ میر درد و میر تقی میر کی وضع وطرز کی پیروی کرتا ہے ظریف الطبع ولطیف المزاج تہا۔ صاحب دیوان ہے اور دیوان کا نام ہشت گلزار رکہا تہا۔ آپنے ایک دیوان ریختی شاہجہان آباد کی بیگمات کی بول چال مین لکہی۔ فقیر مولف کو آپکا دیوان ریختی ملا تہا افسوس کہ وہ موسی ندی کی طغیانی مین غرق آب ہوا۔ نہین تو اُسمین سے چند اشعار ہدیہ شائقین کرتا۔ آپکو مہاراجہ بہادر چندو لال نے دو روپیہ روزینہ مقرر کردیا تہا اور نواب میر کبیر شمس الامرا بہادر نے بہی خاص اپنی سرکار سے دو روپیہ یومیہ معین فرمایا تہا آپ خوشی وخرمی سے زندگی بسر کرتے رہے خوش اخلاق وخوش فکر تہے۔ آخر سنہ ۱۲۳۰ ہجری مین جان بحق ہوے۔

من اشعارہ الہندی

کان کا ہلتاہے ڈر یون اُس بت مغرور کا	جسطرح جہولے ہے گہوارے مین بچہ حور کا
جام مے مین عکس ہے کیا اُس رخ پرنور کا	گود مین لیکر پری بیٹہی ہے بچہ حور کا
بسکہ مٹے کرنیکو مین ہاہ فنا آمادہ ہون	کام مذ گل خوردہ ہون سیاہ آتش بادہ هون

شریف و نجیب تھے۔ جوان صالح لائق و فاضل قاری خوش الحان۔ عالم شباب میں وطن سے وردِ گنتا دکن میں آئے۔ نواب سید نصیر الدولہ نصیر جنگ صوبہ دار اورنگ آباد کے توسل سے گانو نواب آصفجاہ کے حضور میں باریاب ہوئے۔ نواب صاحب کی سفارش سے ملازمین میں شریک ہوئے فراغت و خوشحالی سے زندگی بسر کرنے لگے۔ اور جناب حضرت شیخ حبیب صاحب کی خدمت میں مثنوی شریف پڑہی۔ مزاج میں صلاحیت و آدمیت بے انتہا تہی۔ صوم و صلوۃ کے پابند تہے ہمیشہ شرع کے طریقہ پر قائم و مستقل رہتے تہے۔ ہر ایک کیا امیر کیا فقیر سب کے ساتہہ خوش اخلاقی سے ملتے تہے۔ فانی المشرب تہے درویشی خاکساری کو بہت پسند کرتے تہے۔ فطرۃً موزون الطبع تہے۔ طبیعت کی رسائی و ذکاوت ذہن کی صفائی سے کبھی کبھی شعر کہتے تہے۔ آپکا کلام صوفیانہ عشق و محبت کے بیان سے لبریز۔ و ہر ایک شعر کا مضمون شور انگیز ہوتا ہے۔ نزاکت و عذوبت میں شکر ریز۔ آخر آپنے سنہ ۱۲۷۶ ہجری میں عالم فانی سے رحلت کی اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مِن اشعارِہ الفارسی

کسے کند چو نظر تو بہار چشم ترا
کشد بہ پردۂ دل خار خار چشم ترا

سیاہ مستی عاشق دگر دو بالا شد
چو دیدہ میکدۂ روزگار چشم ترا

چو عندلیب نواز است نغمۂ مستی
کسے کہ کرد تماشا بہار چشم ترا

حرف کاف فارسی و عربی

کافی ۔ نواب میر عباس علیخان حیدر آبادی

کافی تخلص ۔ میر عباس علیخان نام آپ مشاہیر امرائے حیدر آباد سے تہے۔

جو کچھہ کلام موزون کرتا تھا والد ماجد کے ملاحظہ مین گزرانتا تھا۔ والد کی صلاح سے رفتہ رفتہ کلام رنگین ایجاد کرنے لگا۔ شعرا مین بلند آوازہ ہوا۔ ابتدائے جوانی سے مزاج مین بے پروائی تہی۔ باپ کی دولت وحشمت پر اعتماد تہا تلاش معاش کی ورزہی فکر نہین کی۔ والد متوفی سنہ ۱۱۴۹ ہجری کے بعد قطع تعلق کر کے ادہونی مین خانہ نشین ہوا تہوڑی مدت مین باپ کا ذخیرہ خورد برد کیا۔ جب کچھہ باقی نہین رہا تب قانع ومتوکل بنگیا۔ فن موسیقی اور ستار بجانے مین اُستاد تہا۔ حالت قناعت مین بہی فن آپکا رفیق تہا۔ اکثر امرا زادے جو لہو لعب کے طرف زیادہ راغب ہوتے تہے آپکی خدمت مین آیا جایا کرتے تہے اور آپکے ساتہہ حسن سلوک کرتے تہے۔ آخر آپ گہر فروخت کر کے اورنگ آباد دکن مین آئے اور یہان سنہ ۱۱۸۰ ہجری مین فوت ہوئے۔ خوش مزاج و زندہ دل تہا۔ آشنا پرست و رنگین خیال۔ راگ و رنگ کا شائق۔ آواز رباب و چنگ کا عاشق۔ زندگی عیش و عشرت مین بسر کرتا تہا۔ حریفان ہم مشرب کی خوب خاطر و مہمانی کرتا تہا۔ آزادانہ مشرب و درویشانہ مذہب رکہتا تہا۔ من اشعارہ الفارسی

اے خوش آن دل کہ بدلدار سری پیدا کرد	صفت آئینہ کہ صاحب نظری پیدا کرد
تا تو زہ کردهٔ از ناز کمان ابرو	بسملم بستم ال و پری پیدا کرد
جفائے او بدلم ہمیشہ دم ساز ست	بغیر سنگ کہ با شیشہ محرم راز ست
کرد غارت بنگاہے دل و دین قدرت	این دو صید آنقدر انداز بیک تیر گرفت
باین شوخی صبا گر قدرهٔ فصل بہار آرد	گریبان چاک سازد غنچہ تصویر در گلشن

قاری۔ خواجہ محمد فاضل گجراتی

قاری تخلص۔ خواجہ محمد فاضل نام۔ آپ گجراتی الاصل ہین۔ شریف و نجیب ہے۔

لگا دی سوزش داغ جگر نے آگ سب تن مین	ہوا آخر یہ شعلہ برق سوزان اپنے خرمن مین
بھرا ان چشم مین کس شوخ کا تھا شوق نظارہ	کہ جیون سیماب تڑپے ہے مرے اشک دامن مین

کالا - میان محمد کالا پہاڑ

کالا تخلص - میان محمد کالا پہاڑ - دکنی الاصل ہے - سپاہی جری و بہادر تھا - ریاست نظام شاہیہ و عادلشاہیہ مین اکثر معرکون مین کارنمایان کرکے نیک نام ہوتا تھا - اور کارہائے دست بستہ کو ادنی توجہ مین حل آسان کرتا تھا - بہادری و دلاوری مین تیز قدم و راسخ دم تھا - غنیم کے مقابلہ مین کبھی پس پا نہین ہوتا تھا - ہمت و جرأت سے غنیم کو پس پا کردیتا تھا - فن نبوٹ مین استاد تھا سپاہگری کے رموز سے خوب واقف تھا اکبر بادشاہ کا معاصر تھا - علی عادل شاہ کے زمانہ مین زندہ تھا - فارسی تحریر و تقریر مین ہوشیار تھا - فارسی زبان مین اہل زبان کے ساتھہ خوب بامحاورہ تکلم کرتا تھا - موزون الطبع تھا کبھی کبھی شعر کی فکر کرتا تھا - آخر ۱۰۰۲ ہجری مین فوت ہوا - ہمن اشعاع الفارسی

گر عشقت عنان دل نگیرد	دلم گوئی بلا منزل نگیرد
دوانم اشک را ہر دم بکویش	مردم ز غم رخ نکو بیت

کمتر - فقیر کمتر شاہ دکنی

کمتر تخلص - کمتر شاہ نام - آپ فقرا دکن سے ہین صوفی المذہب فانی الذات تھے عارف باللہ عاشق رسول اللہ و حقائق و معارف سے آگاہ تھے - آپکو شعر گوئی کا شوق تھا اور مرثیہ خوانی کا ذوق - فصیح البیان و بلیغ اللسان تھے جو کچھہ موزون فرماتے تھے

نواب شاہ یار الملک کی اقارب قریبہ سے اور بنگین پلی کے جاگیرداروں میں سے تھے آپکے بزرگوں نے قدیم زمانہ میں کارنمایاں کئے تھے۔ سرکار عالی سے جاگیر اور صلات سے سرفراز۔ آپ خاندانی رئیس شریف میں فارسی عربی و ہندی میں عمدہ لیاقت رکھتے تھے۔ اور شعر گوئی میں یگانہ و بے مثل تھے۔ آپنے اکثر غزلیں طرحی و غیر طرحی لکھیں اور چند قصائد حضور بندگانعالی اور مہاراجہ چندو لعل بہادر کے مدح میں کہے اور حضور میں پیش کئے۔ شہر میں آپکی لیاقت و قابلیت کی شہرت ہوئی۔ ہر طرف آپکی طبیعت کے جواہر چمکنے لگے۔ حضور بندگانعالی نے آپکو خانی و بہادری کے خطاب سے ممتاز فرمایا۔ اور مہاراجہ بہادر نے بھی آپکو تقرب سے سرفراز اور دو سو روپیہ ماہوار منصب مقرر کیا۔ آپ اکثر اوقات مہاراجہ کے خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ خوش مزاج و خوش اخلاق صاحب مروت و محبت تھے۔ فقرا دوست و غربا پرور تھے۔ امیر نامور فیض گستر تھے۔ آخر ۱۲۳۷ہجری میں عالم باقی کو روانہ ہوئے۔

من اشعارہ الہندی

نہیں معلوم لگی کسکی جگر میں شمشیر
نہ فقط ہے ترے مژگاں ہی کو خاصیت تیر
خلق کی سمت سے بہاگے ہے دل وحشت دوست
یہ نہیں ہے مہ نو قتل عزیزاں کے لئے
کیوں نہو اس چشم نازک کو گراں بار نظر
اُس حیا پیشہ کا مفتون ہے دل ناداں میرا
شب جو نقشہ چشم میں اُس شعلہ رو کا پہر گیا

ولہ

آج پہر لال ہے قاتل کی کمر میں شمشیر
ہے خم گوشہ ابرو بھی اثر میں شمشیر
جادۂ شیر ہے آہو کی نظر میں شمشیر
چرخ دوں پیشہ نے باندہی ہے کمر میں شمشیر
کام جسپر نشتر کا کرے تار نظر
دیکہنا آئینہ کا ہے جسکو بھی عار نظر
اب تلک جیوں موئے آتش دیدہ ہے تار نظر

کلان تخلص۔ میر کلان نام۔ اورنگ آبادی المولد ہے۔ شریف زادہ ہے سن شعور میں شعر گوئی کا شوق ہوا حاجی میر علی اکبر رسال فرخ آبادی کی خدمت میں اصلاح لیتا تھا خوش فکر و خوش مذاق تھا اکثر کلام ریختہ میں موزون کرتا تھا خوب کہتا تھا۔ جوان صالح و با اخلاق تھا۔ لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی کے دوستوں میں سے تھا۔ سرکار عالی نظام خلد آمد ملک کے اہل مناصب کے زمرہ میں ملازم تھا آخر ۱۱۹۳ھ ہجری میں فوت ہوا۔ من کلامہ

ابتدا ایسی محبت تھی تمہاری ہم سے	ہو گئی ہو آج بیرحم کس خطا کے واسطے
ظلم اور سختی روا کیوں ہے کلان پر اے سجن	کیا کیا حق نے تمہیں پیدا جفا کے واسطے

کمتر۔ مرزا مغل اورنگ آبادی

کمتر تخلص۔ مرزا مغل نام۔ اصل وطن اورنگ آباد ہے آپکے والد اجد عالمگیری زمانہ میں سمرقند سے اورنگ آباد دکن میں آئے۔ نواب غازی الدین خان فیروز جنگ کے توسل سے بادشاہ کے حضور میں باریاب ہوئے۔ منصب مناسب سے سرفراز ہوئے۔ مشہور ہے کہ نواب صاحب موصوف کے قرابتداروں میں سے تھے۔ مرزا کی ولادت دکن میں ہوئی۔ اور اسی ملک کی آب ہوا میں تربیت و پرورش پائی۔ عالم شباب میں موروثی خدمت منصب پر ممتاز ہوا علمی لیاقت بقدر ضرورت تھی فارسی و تحریر و تقریر میں مستعد طالب العلم تھا موزون الطبع و خوش فکر تھا۔ شعر گوئی کا شوق دلمیں پیدا ہوا فارسی و ہندی میں کلام موزون کہنے لگا کلام کی اصلاح شاہ سراج اورنگ آبادی سے لیتا تھا۔ کلام شیرین و رنگین ہے۔ لطافت و متانت سے خالی نہیں ہے۔ چمنستان شعرا کے مولف نے لکھا کہ ۱۱۶۸ھ ہجری تک زندہ رہا آخر ۱۱۷۳ھ ہجری میں فوت ہوا۔ مجھے آپکے فارسی اشعار دستیاب نہیں ہوئے انتہی کلامہ

ہو سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا تہا۔ آپکے کلام کی فصاحت و لطافت ایسی ہوتی کہ اہل زبان دیکہکے تعجب کرتے تہے۔ کلام شستہ و پاکیزہ و برگزیدہ ہوتا تہا۔ سامعین کو لطف حاصل ہوتا تہا۔ آپکا حافظہ تو غضب تہا۔ اساتذۂ سلف و خلف کے ہزارہا اشعار حفظ تہے۔ اکثر قصائد و مثنویات بہی نوک زبان تہین۔ باوجود این لیاقت کسر نفسی و خاکساری اسقدر تہی کہ ہر کس و ناکس کے سامنے عاجزی و انکساری ظاہر فرماتے تہے۔ غرور و تکبر سے منزلون دور رہتے تہے۔ خوش اخلاق و خوش اشفاق تہے۔ شہر حیدرآباد کے امرا و فقرا آپکو چاہتے تہے آپ جب کبہی کسیکے گہر جا نکلتے تہے تو صاحب خانہ آپکو چار روز مہمان رکہتا تہا۔ رخصت کرنا نہین چاہتا تہا آپ شہر مین عزیز دلہا تہے۔ آخر آپ اسی شہر مین ۱۲۲۵ ہجری مین عالم بقا کو روانہ ہوئے من اشعارہ الہندی

بہرمین جو آج اپنے وہ زہرہ جبین نہین		وہ کیا نہین کہ ہم یہہ جانا کہ ہم نہین

کامل۔ میر کامل برہانپوری

کامل تخلص۔ میر کامل نام۔ آپکا مولد و منشا برہانپور ہے۔ آپنے وطن مالوفہ مین علمائے کرام سے کتب درسیہ پڑہین مستعد طالب علم تہے۔ شاعری کا عشق تہا اس فن مین کامل تہے۔ خوش کلام خوش فکر تہے۔ عین عالم شباب مین ۱۱۰۰ ہجری مین بہشت بریں روانہ ہوئے

من اشعارہ الفارسی

غنچہ چون درباغ دعوی آن دہان تنگ کرد		گل بخندید از تعجب گفت بلبل واہ واہ
شاہد شب در چمن روغن گل ریختند		جنگ با پروا ندارد فوج بلبل واہ واہ

کلان۔ میر کلان اورنگ آبادی

ومستعد طالب علم تھے۔ فارسی عربی مین لیاقت ومہارت کہتے تھے۔ آپکو شعرگوئی سے دلچسپی تھی۔ اکثراوقات سخن سنجی مین صرف کرتے تھے۔ آپ کا کلام دلچسپ وبرجستہ ہوتا ہے اور آپکو سرخوش سے تلمذ ہے۔ آپ عالمگیری لشکر کے ہمراہ اورنگ آباد و دکن مین آئے لشکر مین کسی خدمت مناسب پر ملازم تھے۔ آخر آپنے ۱۱۳۳ھ ہجری مین بلدہ اورنگ آباد مین دارفانی سے بملک جاودانی رحلت کی **من کلامہ**

ریخت باران بلا برتن غم پرور ما — چہ بلا ہا کہ نیاورد فلک برسر ما

وله
زخضر عمر فزون ست عشق بازان را — اگر ز عمر شمارند روز ہجران را

وله
نہ نرگس ست عیان برسر مزار مرا — سپید شد برہت چشم انتظار مرا

وله
گرفتہ زخم دلم در رہن خدنگ ترا — بلذتی کہ مکد طفل شیر خوار انگشت

وله
نہ عینک است کہ بردیدہ دارم ز پیری — برای خط جوانان دوچشم من چار ست

وله
گاہے بگوش زندہ دلان نغمہ رسان — زان پیشتر کہ بانگ برآید فلان نماند

وله
اشک من طالب ان نرگس جادو باشد — ہیچو طفلی کہ دوان درپئے آہو باشد

وله
چون تار عنکبوت ز ہجر تو شد تنم — در گوشۂ خزیدہ از انست مسکنم

وله
بنازکشت جہانے بت ستمگر من — ہنوز برسر ناز ست نازپرور من

چون سایہ ہم بہر سو روان شوی — باشد کہ رفتہ رفتہ بما مہربان شوی

زنجیری کہ عشق انداخت در پای من قمری — قنا دآخر ترا ہم حلقہ در گردن ای قمری

کلیم - ابوطالب

کلیم تخلص - ابوطالب کنیت نام ہے ہمدانی المولد کاشانی المنشا ہے نشو و نما آپکے

من اشعارہ الہندی

نہ ہو بیجو کبہی ساقی یہہ عالم بیحجابی کا
چہوگا نا منہہ پیالے کا گلے پڑنا گلابی کا

ذرہ تو لگ گلے ساقی ہے موسم بیحجابی کا
کہ جاری فیض بارش سین ہوا چشمہ گلابی کا

مجہے اس بات پر کمتر تعجب سخت آتا ہے
مرے رونے پہ ہنسنا قہقہا کرکر گلابی کا

یہی سامان ہے ساقی میرے خانہ خرابی کا
چہنا لینا پیالے کا ٹپک دینا گلابی کا

گلابی پاؤن پڑتی تہی ہر ایکدم جا کی جہک جہک
تو کیا بہولا ہے ساقی وہ زمانہ بیحجابی کا

کوکبی - قباد بیگ گرجی

کوکبی تخلص - قباد بیگ نام گرجی الاصل ہے۔ شاہ عباس ماضی بادشاہ ایران کا غلام تہا۔ علم و فضل کے زیور سے آراستہ تہا۔ زمانہ دراز تک بادشاہ کی ملازمت مین رہا آخر ایران سے حیدرآباد دکن مین آیا۔ قطب شاہ والی حیدرآباد کے دربار مین باریاب ہوا قطب شاہ نے اسکی بہت خاطر و مدارات کی اور اسکو صیغۂ منصب مین مامور فرمایا۔ کوکبی صاحب ترجمہ بسبب عنایت قطب شاہی حیدرآباد مین متوطن ہو گیا ۱۰۳۳ سنہ ہجری تک زندہ رہا۔ آخر سنہ مذکور مین عالم بقا کو روانہ ہوا۔ میر کے دائرہ مین مدفون ہوا۔ موزون الطبع تہا کبہی کبہی شعر موزون کرتا تہا۔ جو کچہہ کہتا ہے خوب ہوتا ہے **من اشعارہ**

ہرچہ ہم رنگ معشوق بود معشوق است
نقص عشق است کہ پروانہ بمہتاب نسوخت

با کائنات کردم از ان دوستی کہ یار
در ہر دلے کہ جلوہ کند در دل من است

کم گو - عبدالرحیم کشمیری

کم گو تخلص - عبدالرحیم نام۔ آپکا وطن اصلی کشمیر جنت نظیر ہے۔ حافظ قرآن

تمنا کرتا - آخر چند روز کے بعد قید خانہ سے رہا ہو کے شاہجہان کے دربار کا عزم جزم کیا - اور ایک قصیدہ میر جملہ شہرستانی کی مدح مین موزون کیا - اسمین اپنا تمام حال قید خانہ کے مصائب کا ذکر بہی کیا - قصیدہ کے اشعار مندرجہ ذیل مین ھو ھذا

فلک قدرا نمی پرسی کہ گردون / چرا آزرد ما را بے محابا
چرا آزرد بیمار غمی را / کہ می آمد بدرگاہ مسیحا
بعزم سیر بیجا پور گشتم / رہے با اخترے چون شتر ہیا
بچنگ راہداران فتادیم / چہ گویم تا چہا کردند بر ما
ہمہ اندر تجسس ہوشگافان / ہمہ در کنجکاوے ذہن دانا
یکے گوید کہ دزد اند باشند / بزندان چند گہ زنجیر فرسا
دگر گوید کہ جاسوس فلانند / کہ از تفتیش ما گشتند بینا
یکے می گوید اینان را بکاوید / کہ تا شاید نامہ گردد ہویدا
زبس تفتیش از ہم می کشودند / اگر در بار ما بودے معما
کنون در چنگ ایشان مبتلایم / نمی دانیم چارہ جز خدا را
زبہر پاس ہندوہاے با تیغ / چو ہو ایستادہ دائم بر سر ما
عجب دارم کہ با این منع جادہ / چسان بے خواست آمدنا بہ اینجا
اشارت کن کہ چون اقبال گردیم / بخاک آستانت جبہہ فرسا

جب دکن سے آگرہ مین پہنچا - میر جملہ شہرستانی کے مکان پر فروکش ہوا - میر جملہ دوست پرور مہمان نواز تہا - کلیم کی بہت تعظیم و تکریم کرتا تہا مہمان عزیز کو عزیز سمجہتا تہا - میر کی وجہ سے دیگر امرا بہی کلیم کی تعظیم و تکریم کرنے لگے - ابہی وہ زمانہ نہین آیا تہا کہ شاہجہانی دربار مین

عالم شعور کے ابتدا مین شیراز گیا۔ اور وہان کے علما و فضلا سے علوم و فنون کی تحصیل کی۔ تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد تلاش معاش مین سفر ہندوستان کیا۔ جہانگیر کے زمانہ مین ہندآیا۔ شاہنواز خان صفوی کے یہان نوکر ہوا۔ خان موصوف نے کلیم کے ساتھ مہمان نوازی کے مراسم کریمانہ طور سے ادا کئے ابھی جہانگیر کے دربار مین رسائی نہین ہوی تھی کہ وطن کی محبت وکشش دامن گیر ہوئی۔ ۱۰۲۸ھ ہجری مین وطن مالوفہ کی طرف مراجعت کی چنانچہ کہتا ہے۔ ؎

طالب ز ہوا پرستی ہند	برگشت و بسوئے مطالب آمد
تاریخ توجہ عراقش	توفیق رفیق طالب آمد

ہندوستان سے وطن مالوفہ مراجعت کی۔ لیکن دلمین ہندوستان کی حسرت وتمنا متمکن تھی چنانچہ کہتا ہے۔ ؎

ز شوق ہند زان سان چشم حسرت بر قفا دارم	کہ رو ہم گر براہ آرم نمی بینم مقابل را
اسیر ہندم و زین رفتن بیجا پشیمانم	کجا خواہد رساندن پرفشان مرغ بسمل را
بایران میرود نالان کلیم از شوق ہمراہان	بپائے دیگران ہمچو جرس طی کرد منزل ہا

وطن مین پہنچ کے دو ڈہائی سال سے زیادہ نہین ٹہیرا۔ پہر ہندوستان مین آیا۔ اولا دکن مین آیا۔ ابراہیم عادلشاہ والی بیجاپور کے پاس جارہا تہا کہ راہ مین جاسوسی کے شبہ مین گرفتار ہوا۔ قلعہ شاہدرک مین قید کیا گیا۔ قیدخانہ مین عادلشاہ کی مدح مین ایک قصیدہ لکہا معلوم نہین اسکا قصیدہ عادلشاہ کے ملاحظہ مین گذرا یا نہین؟ غالباً قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قصیدہ عادلشاہ کے ملاحظہ مین نہین گذرا۔ اگر گذرتا تو عادلشاہ کی عنایت وقدردانی سے مالامال ہوجاتا۔ اور شاہجہان کے دربار مین پہنچنے کی

تلوایا اور اشرفیان وزن شدہ اُسی کو عطا کین -
جب جنگ فیلان کے تماشا گاہ مین شاہزادے عالمگیر نے ایک مست ہاتی سے مقابلہ کیا کلیم نے اس واقعہ کے بیان مین ایک مثنوی موزون کر کے پیش کی - صلہ وانعام وا فرپایا -
اس واقعہ کی حقیقت یہ ہے کہ ایکروز شاہجہان بادشاہ ہند جنگ فیلان کے تماشے مین مشغول تہا اور شہزادے بہی گہوڑون پر سوار سیر کر رہے تہے یکایک ایک مست ہاتی مقابلہ کے ہاتی سے علیحدہ ہوکے عالمگیر کے طرف حملہ آور ہوا - عالمگیر نے چالاکی سے ایک نیزہ ہاتی کے سر پر مارا ہاتی نے غضبناک ہوکے گہوڑے کو دانتون مین دبالیا عالمگیر زمین پر گر پڑا لیکن گرتے ہی چالاکی و چستی سے کہڑا ہوا اور ہاتی پر حملہ کیا - اور راجہ جیسنگہ نے بہی ہاتی پر نیزہ کے دو تین وار کئے - اور اسی اثنا مین مقابلہ کا دوسرا ہاتی بہی آگیا پس اس مست ہاتی نے فرار کا رستہ اختیار کیا - شاہجہان شاہزادے کی دلیری دیکہہ کے بہت خوش ہوا - اور شاہزادے کا پیار کیا - اور اسکو اشرفیون مین تلوایا - اور اشرفیان فقرا پر تقسیم کین - مثنوی کے اشعار مندرجہ ذیل مین

بہانی گوشش ارباب ہوش	یکے قصہ دارم بہن دار گوش
حدیثے سراسر بیان وقوع	بگویم تبوا از زبان وقوع
ز مردم من این نقل نشنیدہ ام	من از دل شنیدم دل از دیدہ ام
دو ید از فضا آن دو فیل مہیب	یکے سوئے شہزادہ اورنگ زیب
بمردی زجا ہک سر موشد	ز را ہ چنین سیل یک مو نشد
یکے نیزۂ برق سان تافتہ	نظر از رگ غیرتش بافتہ
ز قدرت چنان زد بہ پیشانیش	کہ جست از قفا برق رخشانیش
دران کوہ پیکر نہان شد سنان	دگر بارہ در رفت آہن بہ کان

باریاب ہو جائے۔ پس چند روز کے بعد میر جملہ و دیگر امرا کے توسل سے شاہجہان بادشاہ
ہند کے دربار مین باریاب ہوا۔ اور ملک الشعرائی کے خطاب سے سربلند ہوا اور ۱۰۴۴ سنہ ہجری مین جب
شاہجہان نے تخت طاؤسی ایک کرور روپیہ خرچ کرکے تیار کرایا اور جشن نوروز کے دن
آگرہ مین اسپر جلوس فرمایا تب کلیم نے تہنیت مین ایک قصیدہ لکھکے پیش کیا۔ قصیدہ کا
مطلع یہہ ہے ؎۔

خجستہ مقدم نوروز غرۂ شوال ۔۔۔ فشاندہ اند چہ گلہائے عیش بر سر سال

شاہجہان نے قصیدہ کے صلے مین کلیم کو روپئے کے وزن مین تلوایا۔ پانچہزار پانسو روپئے
وزن مین ہوئے سب روپئے اسکو دئے۔ کلیم کے خطاب ملک الشعرائی سے شیدا وغیرہ رشک
وحسد سے کہتے تھے۔ خوشا حال گذشتگان کہ ملا بیا کی ملک الشعرائی نہین دیکھی اور جہان سے چلے
گئے۔ کلیم حاسدین کے رشک حسد کی کچھہ پروا نہین کرتا تھا۔ بادشاہ سے اکثر صلات وجائزے
پاتا تھا۔ سیر چشم وسخی المزاج تھا جو کچھہ پاتا تھا فقرا واہل کمال پر تقسیم کر دیتا تھا۔ اپنے
پاس پیسا نہ ذخیرہ نہین کرتا تھا۔ ایک وقت سلطان روم نے اعلیحضرت شاہجہان کو لکھا کہ
آپ صرف ہندوستان کے بادشاہ مین نہ کل جہان کے کیا وجہ ہے کہ آپنے اپنا لقب شاہجہان
مقرر کیا لقب تبدیل کیجئے یا وجہ سے آگاہ فرمائیے۔ بادشاہ متفکر ہوا۔ اور وزرا سے مشورہ
کرنے لگا۔ کہ کیا جواب دینا چاہئے یا لقب کو بدلنا۔ اس موقع پر کلیم نے ایک مدحیہ
قصیدہ لکھکے حضور مین پیش کیا۔ اور اسمین ایک شعر ایسا موزون کیا کہ سلطان روم کا
جواب دندان شکن ہے۔ ھو ھذا

ہند و جہان ز روئے عدد چون برابر است ۔۔۔ شاہ را خطاب شاہجہان زان مقرر است

بادشاہ نہایت ہی خوش ہوا۔ اور اسی بیت کو سلطان کے جواب مین بھیجا۔ اور کلیم [illegible]

بادشاہی ملازم بہی اسکا مددگار رہوا بادشاہی فوج کے مقابلہ مین شکست کہاکے دونون
مقتول ہوئے اور دونون کے سر بلدہ برہانپور مین بادشاہ کے ملاحظہ مین لائے۔ شادیانے
بجوانیکا حکم صادر ہوا۔ ارکان دولت نے تہنیت کی نذرین پیش کین۔ کلیم صاحب ترجمہ نے
بہی ایک رباعی منظوم کرکے بادشاہ کی خدمت مین پیش کی۔ انعام وصلہ سے سرفراز ہوا
ہو ھذا

این مژدۂ فتح از پئے ہم زیبا بود — این کیف دوبالا چہ نشاافزا بود
از کشتن دریا سپر ہر دو ہم رفت — گویا سر او حباب این دریا بود

کلیم تاریخ گوئی مین بہی بے نظیر تہا اکثر احباب کے وفات وتہنیت کی تاریخین لکہی ہین
چنانچہ ملک قمی کی رحلت کی تاریخ کہی ہو ھذا

ملک بادشاہ ملک معنی	کہ نامش سکۂ نقد سخن بود
چنان آفاق گیر از ملک معنی	کہ عہد ملکش از قم تا دکن بود
بجستم سال تاریخش ز ایام	بگفتا او سر اہل سخن بود

کلیم فن شاعری مین جامع الکمالات والفضائل تہا۔ کلام کے تمام اقسام کو ایسی خوش اسلوبی
وخوبی کے ساتہہ موزون کرتا تہا کہ ہر ایک مضمون سے نیا رنگ نمود ہوتا تہا۔ واقعہ کا ایسا
خاکہ کہینچتا تہا کہ بعینہ واقعہ ناظرین کے سامنے تماشا نہجاتا تہا۔ اسکی مثنویان زیادہ مشہور
ومتداول ہین لیکن مثنویان مختصر چہوٹی چہوٹی ہوتی ہین۔ مثنوی لکہنے مین ایسی کامل قدرت
رکہتا تہا کہ فوراً واقعہ سانحہ کو موزون کردیتا تہا۔ قصائد مین تمہید عمدہ طرح سے قائم کرتا ہے
اور ممدوح کی مدح کے طرف ایسی خوبی کے ساتہہ گریز کرتا ہے کہ قاری وسامع کو لطف ومزہ
حاصل ہوتا ہے۔ غزلیات مین تغزل وتشبیہ استعارہ ونازک خیالی وایجاز تازہ معانی
کثرت سے لاتا ہے۔ مبالغہ وتمثیل سے بہی کام لیتا ہے۔ فقیر مولف آخر مین اقسام کلام سے

زخرطوم انداخت پیچان کمند
گرفت اسپ شہزادہ بروئے سوار

قباد اسپ شہزادہ در پیل بند
زبیم آب شد زہرۂ روزگار

چو در اسپ سامان جولان ندید
ہمان دم کہ بر خاک پا را فشرد

چو شہبازے از خانۂ زین پرید
روان دست جرأت بشمشیر برد

علم کردہ شمشیر بروے دوید
درین سن اگر بودے افراسیاب

گران سوئے فیل غنیمش رسید
ہمی گشت از دیدن فیل آب

در آغاز و انجام آن گیرودار
ازان شیر دل چون بدید آن جگر

ہمی دید شاہنشہ کامگار
بفرقش ہمی شاند گنج و گہر

نظر کردۂ شاہ آفاق شد

بمردانگی در جہان طاق شد

سنہ اول جلوسی مین جب شاہجہان بادشاہ نے دربار عام کی تعمیر کا حکم دیا تب حسب الحکم دربار عام تعمیر ہوا۔ اسوقت صاحب ترجمہ نے ایک رباعی لکھکے پیش کی نوازش و مرحمت شاہانہ سے سرفراز ہوا۔ ھو ھذا

این تازہ بنا کہ عرش ہمسایۂ وست
باغیست کہ ہرستون سرش سرو یست

رفعت حرفے ز رتبۂ پایۂ اوست
آسائش خاص عام در سایۂ اوست

سنہ دوم جلوسی شاہجہانی مین ایک سفید ہاتی مائل بسرخی جو عجائب زمانہ سے تہا بادشاہی سرکار سے لائے کلیم نے اسکی تعریف مین ایک رباعی لکہی۔ صلہ و انعام سے سربلند ہوا ھو ھذا

بر فیل سفید کہ مینا دگر ند
چون شاہجہان بر و بر آمد گوئی

شد بخت بلند ہر کہ برا و دیدہ فکند
خورشید شد از سفیدہ صبح بلند

جب خانجہان لودہی عرف پیر لے نے بغاوت کا بازار گرم کیا۔ اور دریا خان افغان

بعض مولفین نے کلیم صاحب ترجمہ کے اخلاق و عادات و فضائل و کمالات کی بابت لکہا کہ وہ خوش اخلاق و پسندیدہ اوصاف فیاض دل صافی الطبع و سلیم المزاج تہا معاصرین شعرا سے محبت و اخلاص کہتا تہا۔ عندالملاقات انکی تعظیم و تکریم کرتا تہا۔ شعرا و غیر شعرا کو خیر و نیکی کے ساتہہ یاد کرتا تہا۔ رشک و حسد سے کوسون دور رہتا تہا۔ بعض نے کلیم کی ہند سے اول مرتبہ مراجعت کی بابت لکہا کہ اسنے اسوجہ سے وطن مالوفہ مراجعت کی تہی کہ وہ ابو طالب آملی کی ملک الشعرائی سے رشک کرتا تہا الخ۔ اور دوسرے یہہ بہی لکہا ہے کہ نور جہان بیگم اکثر اُسکے اشعار پر اعتراض و نکتہ چینی کرتی تہی۔ چنانچہ کلیم نے ایکروز یہہ شعر موزون کیا اور ولمین سمجہا کہ اسمین کہین اعتراض کا موقع نہین ہے سو نچ سمجہہ کے بیگم کے پاس بہیجا ؎

زشرم آب شدم آب را شکستی نیست ۔ بحیرتم کہ مرا روزگار چون بشکست

بیگم نے شعر کے نیچے لکہا { یخ بست و شکست }

مراجعت کی اصل وجہ یہہ ہے کہ کلیم کو کامیابی نہین ہوئی تہی۔ شباب کا عالم تہا بمقتضائے جوانی کامیابی کی امید پر منتظر رہنا گوارا نہین کیا۔ اور یہہ پہلا ہی سفر تہا کہ عزیز و قریب سے جدا ہوا تہا۔ اعزہ کی محبت و کشش نے بہی مراجعت وطن پر مجبور کیا ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب

جب شاہجہان نے سیر کشمیر کا ارادہ کیا۔ کلیم بہی بادشاہ کے ہمرکاب گیا کشمیر کی آب و ہوا کی تازگی و سیرابی دیکہہ کے نہایت ہی خوش ہوا اور بادشاہ سے درخواست کی کہ حضور مجکو یہان سکونت کی اجازت عطا کرین۔ مین یہان فراغت سے فتوحات شاہجہانی کو نظم کرونگا بادشاہ نے درخواست منظور کی۔ کلیم فراغت سے کشمیر مین رہنے لگا۔ پہر ۱۰۵۵ ہجری مین جب شاہجہان کشمیر گیا تو کلیم نے ایک قصیدہ خیر مقدم مین لکہہ کے پیش کیا بادشاہ نے دو سو اشرفی اور خلعت سے سرفراز فرمایا۔

مستعد و اشعار متفرق تذکرون سے انتخاب کرکے گزارش کرتا ہے" تا کہ ناظرین کو ہر ایک مضمون سے لطف حاصل ہو جائے۔ مثنویات سے اگرچہ تمثیلاً جنگ فیلان و مقابلہ و مقاتلہ عالمگیری کی مثنوی صدر مین مذکور ہو چکی ہے۔ لیکن مثنوی قحط دکن عجیب و غریب ہے جسکو کلیم نے سنہ ۱۰۴۰ ہجری کے قحط کی بابت لکھی ہے خاص اہل دکن کے مطالعہ کے لئے گزارش کرتا ہون تا کہ ناظرین نظر عبرت سے دیکھین۔ مجھے افسوس سبات کا ہے کہ مثنوی کا کامل نسخہ میرے پاس موجود تہا۔ حیدرآباد کی طغیانی مین نذر سیلاب ہو گیا۔ اب تذکرہ بہارستان سخن سے جسقدر اشعار ملے مین لکھتا ہون

از مثنوی قحط دکن

نشان از ابر باران آنچنان رفت — کہ گوئی برج آبی ز آسمان رفت

بتنگی شد چنان ایام مجبور — کہ ز اہل فسق شد تر دامنی دور

بشکل نان چنان مشتاق بودند — کہ نقش پائے ہم را می ربودند

حدیث گوشت بے نام و نشان بود — دہان گر گوشتے دیدے زبان بود

چو شکل نان چو قرص ماہ پیدا ست — ز تاثیر نظر بر آسمان کاست

نظرہا قرص مہ را کرد تاراج — بنان شب فلک ہم گشت محتاج

اگر از خانہ بر خاستے دود — بسان کعبہ در شہرت نشان بود

عجب نبود از تنگی حال — کہ او در شیر بفروشد با طفال

بنوعی رغبت بر مردن افزون بود — کہ در بازار طبیبان بد شگون بود

ز بس در کوچہ فرستان طرح افتاد — نشان از کوچہ تابوت میداد

فغان اندر دہان نوحہ گر بود — کہ در کوئے خموشانش گذر بود

چو انشد بلبل [illegible] | وله | [illegible] گل خنده [illegible] نام کند

[illegible] گل [illegible] | وله | [illegible] چسان [illegible]

هرگه که [illegible] | وله | [illegible] بلا [illegible] بلند آشیان [illegible]

آخر همه کدورت گلچین و باغبان | گرد دو دل بصلح چو فصل خزان رسد

هوا داران گروه دیگر ند و عاشقان دیگر | وله | نگیرد جای بلبل کل اگر صد باغبان دارد

ز رشک طالع تر دامنان داغم درین گلشن | که شبنم بستر از گل بلبل از خار آشیان دارد

چه خواری کز وفا داری ندیدم | وله | کنم صد شکر کز عالم بر افتاد

کلیم از دست بیداد که نالم | که بشت من گذارش کر افتاد

کینه ایکاش باعث میشدے بر قتل ما | وله | خون ناحق گشته زود از یاد قاتل میرود

اگر جدا از تو می را حلال میدانم | وله | خدا به تیغ تو خون مرا حرام کند

در بدر نتوان بدنبال خریداران دوید | وله | خوب شد اسباب ما را یکقلم سیلاب برد

ما طفل بوده ایم و شب جمعه دیده ایم | وله | هرگز بصبح شنبهٔ مستان نمیرسد

باین دو دیده ز حسنت چه میتوان دید | وله | هزار دیده نداریم صد هزار افسوس

اگر چه از مژه روبیم غبار رهگذارش | وله | بچشم من نرسد توتیای خاک درش

بخانه چند نشینی سری بهستان کش | وله | چو چشم خویش مے باده در گلستان کش

خنده بر بخت زنم یا به وفاداری دوست | وله | گریه بر خویش کنم یا گرفتاری دل

شوقم از بسکه ساخته امیدوار تو | وله | بے وعده انتظار بهر رهگذر کشم

این همسفران پشت بمقصود روانند | وله | تا یدکر با تم قدمے پیشتر افتم

خودنمائی شیوهٔ من نیست چون دیوار باغ | وله | گل بدامن دارم اما خار بر سر میزنم

کلیم کی وفات

آخر کلیم نے بمصداق کل من علیہا فان اس دار فانی سے بعالم جاودانی بتاریخ ۱۵ ماہ ذیحجہ سنہ ۱۰۶۱ ہجری میں رحلت کی غنی کشمیری نے رحلت کی تاریخ کہی ہے ع طور معنی بود روشن از کلیم ۔ کشمیر میں محمد قلی سلیم کی قبر کے قریب مدفون ہوا۔

من بوادر طبعہ

عزتی دیگر بود در گوشہ صحرا مرا ۔ میگذارد ہر کجا خاری است سر در پا مرا

مرگ را دشمن نئے از برائے زندگی ست ۔ میکند آخر کفن آلودہ دنیا مرا

ولہ

دست ہر کس بسان سبحہ بوسیدن خطا است ۔ ہیچکس نکشود آخر عقدۂ کار مرا

نشاء از بادہ ندیدیم و طرب از مستی ۔ خاک محنت زدہ بودہ گل ساغر ما

ولہ

عریان تنی خوش است ولی زیب دیگر است ۔ جیب دریدہ دامن در خون کشیدہ را

ولہ

ہر کرا ایام پیش آورد و زود ش بر نشاند ۔ این پشیمانی ز تمد و جزر دریا روشن است

ولہ

اشک را در چشم از لخت جگر نتوان نساخت ۔ طفل خود سر بود رنگ ہمنشینان برگرفت

ولہ

حسن اگر بے پردہ باشد عشق از دیوانہ نیست ۔ بر چراغ روز بال افشانی پروانہ نیست

ولہ

دل ترک آشنائی ما زود کرد و رفت ۔ زان شد پسند یار کہ عیبے فاندہ اشت

ولہ

در خم زلف تو دلہا چہ بہم ساختہ اند ۔ چون نسازند بپائے ہمہ یک زنجیر است

ولہ

اے مست ناز گر ہمہ باید بخاک ریخت ۔ یکبار ساغر از کف ما میتوان گرفت

ولہ

اے گلبن تازہ خار جور ست ۔ اول در پائے باغبان برفت

ولہ

کس واقف حیرانی من نیست درین بزم ۔ کانجا کہ توئی دیدہ بغیر سے نگران نیست

ولہ

تو بینوائی ما را حریف حرف شد ۔ بلا و ما بر سر ما می شوخ تازبانی ہست

ابر تر و گاہے ترشح کو نہ کہ باران
حرف عشق نیست سر بیان ما
از بار عشق گرچہ دوتا ئیم یکدیم
پیری رسید و مستی طبع جوان گذشت
وضع زمانہ قابل دیدن دوبارہ نیست
از دست بر و حسن تو برشکر بہار
در راہ عشق گریہ متاع اثر نداشت
طبعی بہم رسان کہ بسازی بعالمی
ورکیش ما تجرد عنقا تمام نیست
بدنامی حیات دو روزی نبود بیش
بے دیدہ راہ اگر نتوان رفت پس چرا

بیا در چشم من بنگر ہوائے برشکالی را

وله
چون شمع یک سخن گذرد بر زبان ما
از راستی رو خانہ ندارد کمان ما

وله
ضعف تن از تحمل رطل گران گذشت
او پس نگرد ہر کہ ازین خاکدان گذشت
یک نیزہ خون گل ز سر ارغوان گذشت
صد بار از کنار من این کاروان گذشت
یا ہمتے کہ از سر عالم توان گذشت
در فکر نام ماند اگر از نشان گذشت
آن ہم کلیم با تو بگویم چسان گذشت
چشم از جہان چو بستی از و میتوان گذشت

کاظم - صوفی شاہ

کاظم تخلص - صوفی شاہ نام - آپکا مسقط الراس شہر اورنگ آباد ہے آپ مشاہیر مشائخ دکن کے خاندان سے ہیں صوفی مشرب صلح کل مذہب تھے. گوشہ نشین صابر و قانع تھے - اہل شہر آپکی تعظیم و تکریم کرتے تھے - آپ سخن فہم و سخندان تھے کبھی کبھی موزون فرماتے تھے آپکا کلام شورانگیز و عشق آمیز ہوتا ہے - آپ بارہوین صدی کی آخر تک زندہ تھے - رحلت کی تاریخ معلوم نہین ہوی - **من اشعارہ الفارسی**

بوز ز داغ جنون زیب بہار مرا
خاست شعلہ سر انگشت ہائے خار مرا

روز عیدم شیوهٔ من غم ز خاطر بردن است
وله — تازه سازد داغ مردم چون محرم نیستم

ای گوشهٔ عزلت ز تو آب رخم افزود
وله — نشناسم اگر قدر ترا دربدر افتم

قمری ریخته بالم به پناه که روم
وله — تا بکی سرکشی ای سرو خرامان از من

ز شوق شاهد معنی همیشه پیچد دوات
وله — براه عالم بالاست چشم حیرت من

مائیم کهنه دلقی دلگیر از دو عالم
وله — سر چون جرس کشیده در جیب پاره پاره

معشوق خورد سال در آید بقید ضبط
وله — سروی که قد کشید ز بستان بر آمده

خدا کار هر کس چنان ساخته
وله — که گوئی بغیری نپرداخته

نبالرام دل صد مرغ می‌کشید اینجا
وله — مرا بروی چه از دام خود رها کردی

ز گوشش این نکتهٔ پیر مغان بیرون نخواهد شد
وله — که مستی خاکساری آورد پرهیز مغروری

من غزلیاته

گیرد گره گفتار زبان طلب ما
وله — قفلی زند اندیشهٔ خواهش بلب ما

کاشانه ز برق نفس افروختگانیم
در بر نکند خلعت مهتاب شب ما

آن زهر سرشتیم که در خمکده کام
می تلخ نگردد مگر از یاد لب ما

سیمای اصالت بود از ناصیه ظاهر
از جبههٔ ما پرس حدیث نسب ما

طالب نفسی تازه کن انگاه باهنگ
بیتی دو بخوان زین غزل منتخب ما

بتن بو یا کند گلهای تصویر نهالی را
وله — بیا بیدار سازد خفتگان نقش قالی را

من و اندیشهٔ بوس و کنار او محالست این
مگر بینم بخواب این آرزوهای خیالی را

ترا باید ز خویش آموختن علم وفاداری
چه حاجت با معلم صاحب ادراک عالی را

هنوز اندک شعوری مانده‌ام ای ساقی ز من مگذر
بچشم مست خود تکلیف ده این جام خالی را

لکہا کہ گرامی میرے جد میر کاظم خان کے برادر ہین۔ عالی ہمت بلند حوصلہ تہے۔ خوش خلق و خوش وضعی سے موصوف۔ غربا پروری و مہمان نوازی مین معروف تہے۔ سخن سنجی و سخن فہمی مین کامل۔ تحریر و تقریر مین منشی فاضل تہے۔ طبع سنجیدہ و فکر پسندیدہ سے ہمیشہ اشعار تازہ و پاکیزہ موزون فرماتے تہے۔ آپکی طبیعت مین مضامین دلنشین کی آمد تہی بدون غور و فکر جو کہتے تہے خوب مرغوب ہوتا تہا۔ معاصرین شعرا آپکے کلام کو مانتے تہے اور آپکی نازک خیالی کی داد دیتے تہے۔ آپ اپنے امثال و اقران مین بے مثل و بے نظیر مانے جاتے تہے۔ آخر آپ عارضہ فالج مین مبتلا ہوکے سنہ ۱۲۴۲ ہجری مین شاہ عالم بہادر شاہ کے آخر عہد مین بہشت برین روانہ ہوئے

من اشعارہ الفارسی

تا قافلہ سالار جنون فال سفر زد
بر صبح بناگوش بتان تا نظر افتاد
شد فصل گل و دامن ساقی نگرفتم
یک صبحدم سیر گلستان گذشتہ
خود را بردم آن تیغ جوہر دار خواہم زد
صورت یار کہ کشد نقاش
چہ ستم بر قدح و جور بمینا کردم
با رفیقان ز خود رفتہ سفر دست نداد
چون بہر سر کجا کہ رسیدم گریستم

ولہ

دیوانہ ما دامن صحرا بکمر زد
آئینہ خورشید ز چشم سحر افتاد
ہنگامہ مستی بہار دگر افتاد
شبنم ہنوز بر رخ گل آب میزند
برائے دادن جان دست و پا بسیار خواہم زد
نقش زلفش بہ پیچ و تاب کشد
فصل گل آمد و من توبہ بیجا کردم
سیر صحرائے جنون حیف کہ تنہا کردم
دامن بروئے خویش کشیدم گریستم

بر عکس بود خاصیت زعفران عشق
تا رنگ خود در آئینہ دیدم گریستم

زجیب خندۂ گل صبح سربرون آورد
دل خراب مرا حرف غم کشد سوئے می
بنائے حیرت عشقم صفا سرشت است
شدم نزار ز داغ فسردگی کاظم
سوئے آئینہ آن شیرین تکلم رو اگر آرد
تبسم می کند از جوش جمعیت درین گلشن

ولہ

دل خورم کجا در نالہ آواز حزین دارد
چہ عیش از جلوہ مہر جہان تاب بردارم
دولت بیدار ما را نیست آسیب زوال
می چکد از نالہ ام خون تبسم غنچہ وار
شاہد معنی سربستہ بہ رنگ آمد
اکنون نمید بہ برخ سادہ روئے خوش

فرو کشود کہ بند قبائے یار مرا
ہوائے ابر فزون میکند خمار مرا
آب آئینہ کردند گل غبار مرا
زہنبہ بستر و بالین بود شرار مرا
چو طوطی بال افشاند خطش بر قند گویائی

ولہ

برنگ غنچہ ہر کس در گرہ گشت زر دارد
شکستی شیشۂ تصویر کے اندر کمین دارد
چو شبنم جلوہ تن اندر نگہ یک چشم تر دارم
بخت ما در سایۂ بال ہما خوابیدہ است
از نمکدان کہ یارب زخم دل خندیدہ است
لذت بوسہ دہد مہر خموشی ما را
آئینہ را نمود خطت تیرہ روزگار

گرامی - میر عبدالرحمن

گرامی تخلص - میر عبدالرحمن نام وزارت خان خطاب ہے - آپ میرک معین الدین احمد المخاطب امانت خان کے فرزند ہیں عالمگیری عہد میں ہمیشہ خدمات بادشاہی میں سرگرم رہتے تھے - عالمگیری عہد میں مختلف خدمات پر مامور رہے - خدمات مفوضہ کا انتظام عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے بادشاہ آپکی خدمت و کارگذاری سے بہت خوش ہوتا تہا - آپکو وزارت خان خطاب سے سرفراز فرمایا تہا - بہارستان سخن کے مولف نے

سخاوت پیشه هنگام عطا منت نهد بر جود	وله	ز خجلت شیشه آری پیش ساغر نگون آید
همیشه زخم دلم لب بخنده وا دارد	وله	که ناوک تو بدل الفت رسا دارد
چه طرفه رسم در اقلیم بے نیازی ماست		که شاه پرور درویش التجا دارد
میتوان رفت بقربان کمانداری او	وله	تیر او شیوهٔ دلجوئی ما میداند
بچاک سینه من لعل یار میخندد	وله	فغان که بر گل زخمم بهار میخندد
میان تا بست آن شیرین دا در خواهش قتلم	وله	بار برق تیغ او چون نیشکر من هم کمر بندم
چرا زاهد کند منسوبم آزاده دامانی	وله	عجب ترسا قیم خورشید و دامان تر می ارم
بهار آمد بگلشن بزم عشرت تاک میخواهم	وله	عروس نو ز عالی رود و مان تاک میخواهم
آوارهٔ عروج و نزولم براه دوست		چون گرد باد سر بهوا سینه بر زمین

گل۔ مولانا علی گل استرآبادی

گل تخلص ۔ مولانا علی گل نام ۔ سادات استرآباد سے ہین نشو و نما کے بعد وطن مالوفہ مین علما و فضلا سے کتب رسمیہ عربیہ تحصیل کین ۔ علم و فضل سے آراستہ علوم حکمیہ و نقلیہ سے پیراستہ ہوئے ۔ مدت تک ایران مین طلبہ کو درس تدریس دیتے رہے ۔ آپ شعر و شاعری مین بھی استاد کامل تھے ۔ آپکا کلام نازک خیالی و شیرین مقالی مین ڈوبا ہوا ہوتا ہے فصاحت و بلاغت مین تلا ہوا ۔ آپ ایران سے قطب شاہیہ زمانہ مین میر مومن استرآبادی کی خدمت مین حیدر آباد دکن مین وارد ہوئے ۔ میر موصوف نے ہم وطنی کے لحاظ سے آپکی بڑی عزت و آبرو کی ۔ اور بادشاہی منصبدارون مین معزز عہدے پر ملازم کرایا آپ دکن مین مدت تک خوشحال و فارغبال رہے آخر میر موصوف کے انتقال کے بعد

گوہر۔ محمد باقر خان

گوہر تخلص۔ محمد باقر خان نام۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ آپ بزرگان مدارس والا کا برقوم نواعط سے ہین۔ نواب والاجاہ کے دربار مین معزز و کرم تہے۔ آپنے ایکروز ایک قصیدہ میمیہ نواب کی مدح مین لکہہ کے حضور والاجاہ مین پیش کیا۔ قصیدہ مین ایک بیت ایسی تہی کہ اُس سے ایک موضع التمغا کی طلب معلوم ہوتی تہی وہ بیت یہہ ہے ؎

توان چون سرگشتن کامیاب وضع آزاہی ۔ دہد گربرلب جو موضعی در وجہ تمغا یم

نواب نے قصیدہ سُننے کے بعد کریمانہ عنایت و مرحمت سے ایک موضع عطا فرمایا۔ چنانچہ الی یومنا ہذا موضع مذکور انکی اولاد و آل پر جاری و بحال ہے۔ حیدر علی خان کے ہنگامہ مین تعلقہ نیلور کی فوجداری پر مامور تہے ایک سال تک فوجداری کا انتظام عمدہ طرح سے کیا۔ پہر وہان سے معزول ہو کے حضور مین پہنچے۔ چند ماہ کے بعد ۱۲۰۰ ہجری کے آخر مین فوت ہوئے۔ مسجد آغا معیم واقع میلاپور مین مدفون ہوئے۔ آپ فن شاعری مین بے نظیر تہے۔ آپکا کلام نہایت ہی رنگین و شیرین ہوتا ہے۔ نازک خیالی و شیرین مقالی مین سنجیدہ۔ آپ مضامین تازہ کے ایجاد و تلاش مین موجد تہے۔ من اشعارہ الفائقہ

سرکشد تار نگہ از ریشہ ورگہای من	گرد نیرنگی جنش جلوہ تن بینا ترا
کن زگوشہ دستار زلف را بیرون	زعطر فتنہ پریشان مکن دماغ مرا
با بریشہ دوا بید سیل زاری ما	نسب بہ برق رسانید بیقراری ما
چہ ریزہ ہائے زمرد زدیدہ می آرد	کہ رشتہ دلم آنشوخ سنبز رنگ شکست
زدستگیریت اے مہ آہ خورسندم	کہ ناتوانی من منت عطا نکشید

میرے اشعار مین تغیر و تبدیل کی ہو۔ انتہی نقلہ۔
آپ عالم فاضل منشی کامل تھے نثر و نظم پر قادر۔ آپکی نثر رنگین اور نظم دلنشین ہوتی تہی
موسیقی ہندی مین اُسقدر ماہر تہے کہ آپکو امیر خسرو ثانی کہتے تھے۔ خوشگو نے اپنے تذکرہ
مین بیان کیا کہ آپکا مزاج وارستہ و بے تکلف تہا ایکروز آپ کسی امیر کے دولتخانہ پر گئے
امیر موصوف کتب لغات کا شائق تہا۔ کسی غریب کی سفارش کیلئے گئے تہے۔ امیر کی
ڈیوڑہی کے اندر کفش پانون سے نکال کے رومال مین لپیٹ کے بغل مین لئے ہوئے مسند پر
بیٹھے۔ آخر بغل کے بستہ کو بہی نکال کے تکیے کے قریب رکہا امیر شائق کتب نے پوچھا حضرت
کیا یہہ کشف اللغات ہے آپنے فرمایا نہین کفش اللغات ہے اور کہولکے اُسکا شرح دکہلا دیا
تمام اہل مجلس آپکی بے تکلفی و حسن کلامی سے حیران ہوئے انتہی کلامہ
شاعر پرگو تہا اشعار غزلیات و قصائد و مثنویات و رباعیات تخمینا ایک لاکہہ بیس ہزار
تھے۔ اکثر اوقات شعر گوئی مین مصروف رہتے تہے۔ کثرت اشعار کا بھی یہی اندازہ ہے۔ اور ریختہ مین
بہی آپ اچھے شاعر تھے۔ ہمکو آپکے اردو اشعار نہین ملے۔ آخر آپ پینسٹھہ برس کی عمر
مین مرض اسہال سے اکیس روز بیمار رہکے روز یکشنبہ اکیس تاریخ جمادی الاول سنہ ۱۱۴۰ ہجری
اور بعض نے سنہ ۱۱۴۱ ہجری مین شہر دہلی مین فوت ہوئے۔ خوشگو صاحب تذکرہ نے آپ کی
رحلت کی تاریخ کہی ہے جائے گلشن بہ بہشت آمدی۔

گنا بیگم المعروف بنو سیری

گنا بیگم تخلص و نام ہے۔ علی قلیخان والہ داغستانی کی دختر نیک اختر ہے۔ نواب
اعتماد الدولہ غازی الدینخان بہادر نبیرۂ آصفجاہ کی حرم محترم۔ نہایت حسین و جمیلہ تہی

۱۱۳۳ سنہ ہجری مین فوت ہوئے میر کے دائرہ مین مدفون ہوئے ـ من اشعارہ الفارسی

اے شوخ ستم بر دل افگار بدست	آزار دل سوختۂ زار بدست

گلشن ـ شیخ سعد اللہ برہانپوری

گلشن تخلص ـ شیخ سعد اللہ نام ـ برہانپوری المولد گجراتی الاصل ہے نتایج الافکار کے مولف قدرت اللہ خان قدرت نے اپنے تذکرہ مین لکہا کہ آپکی نسب کا سلسلہ زبیر بن العوام صحابی رضی سے پہنچتا ہے ـ آپکے اجداد مین اسلام خان احمد آباد گجرات مین وزارت کی خدمت پر مامور تہا جب احمد آباد گجرات پر اکبر بادشاہ متصرف ہوا ـ اور گجراتی سلاطین کی سلطنت منقرض ہوئی ـ آپکے اجداد مین سے ایک بزرگ برہانپور مین آئے اور وہان سکونت پذیر ہوئے ـ آپکی ولادت شہر مذکور مین واقع ہوئی ـ نشو و نما و سن شعور کے بعد وہان کے علما سے کتب درسیہ عربی و فارسی تمام کرکے عالم شباب مین حرمین شریفین کی زیارت و حج کے لئے پیادہ پا گئے ـ زیارت و حج سے فارغ ہو کے ہند مین مراجعت کی بائیس برس تک احمد آباد گجرات و اورنگ آباد دکن و برہانپور خاندیس وغیرہ بلاد دکن مین سیاحت کرتے رہے ـ پہر چالیس یا پینتالیس برس کی عمر مین دکن سے براہ وطن مالوفہ دلی گئے وہان متوطن ہو گئے ـ توکل و قناعت کے طریقہ مین ثابت قدم و راسخ دم تہے ـ قدسی سیرت فرشتہ صورت ـ متدین صوم صلوٰۃ کے پابند ـ دلی مین حضرت شاہ گل متخلص بوحدت سرہندی مجددی کے مرید اور میرزا عبد القادر بیدل کے شاگرد ہوئے ـ شیخ سے منقول ہے کہ وہ نقل کرتے تہے کہ مجکو میرزا بیدل نے گلشن تخلص عطا کیا ـ اور نے اس لحاظ سے کہ گل و گلشن مین باہم نسبت و تعلق ہے اختیار کیا ـ شاید میرزا نے دو تہی ...

حرف لام

لطف - مرزا علی خان دہلوی

لطف تخلص - مرزا علیخان نام - آپ استر آبادی الاصل ہین آپ کے بزرگان سلف وطن سے ہندمین آئے اور شہر دہلی مین متوطن ہوئے آپکی ولادت دلی مین ہوئی اور نشو و نما بہی دلی ہی مین ہوا - عالم شباب مین علما کی خدمت مین کتب درسیہ علوم متداولہ سے فراغت حاصل کی علامۂ دہر و فہامہ عصر ہوئے - شعر و شاعری کا شوق ہوا فارسی و اردو مین کلام موزون کرنے لگے رفتہ رفتہ استادی کے درجہ کو پہنچے - کلام ستہ و پختہ ہے ہر ایک مصرعہ و فقرہ برجستہ و شایستہ ہے آپ میر تقی میر کے شاگرد تہے - آپ کا ہر ایک شعر شیرینی مین شکرپارہ رنگینی مین گل تازہ ہے آپکی طبیعت نہایت لطیف تہی دماغ مین نازک خیالی موجزن تہی - طبیعت رسا و فکر والا سے جو کچھ موزون فرماتے تہے وہ سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا تہا - آپ دلی سے بنگالہ گئے چند مدت وہان گذارے پہر بندگانعالی آصفجاہ ثانی کے زمانہ مین حیدرآباد دکن مین آئے - شہر مین آپکی شہرت ہوئی اُسوقت کے شعرا مثلاً شیر محمد خان ایمان آپسے ملنے کو آئے آپ نہایت خوش خلاقی سے ملے اور اپنا کلام سنایا سب خوش ہوئے آپنے قصائد بندگانعالی کی مدح اور اعظم الامرا کی توصیف مین لکہے اور حضور مین گذرانے - حضور مین پسند ہوئے بندگانعالی نے نہایت قدردانی سے چارسو روپیہ ماہوار اور ایک پالکی سے سرفراز فرمایا - اعظم الامرا نے بہی آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی آپکو مصاحبون مین شریک فرمایا - جب اعظم الامرا کے بعد میر عالم وزیر ہوے تو اُنکو بہی اپنے کلام جادو بیان سے مسخر کیا - میر عالم نے بہی آپکو مصاحبت مین رکہا - آپ خوش خلاق

غایت نزاکت و لطافت سے ہنو سیری مشہور تھی۔ یعنی اُسکا جسم لطیف وزن مین نو سیر تھا عظمت و شان و لیاقت و وقار مین ہم سنگ کوہ تھی۔ خوش مقال و نازک خیال تھی گلستان خوش بیانی کی گل رعنا چمنستان خوبی کی سرو بالا تھی۔ شعرائے معاصر کے ساتھہ ہم طرح غزلین کہتی تہی۔ من اشعارہ الفارسی

تا کشیدی از نزاکت سرمۂ دنبالہ را	شد عصائے آہنوسی چشم بیمار ترا
جگر پر سوز و دل پرخون گریبان چاک و جان بر لب	قضا را شرم می آید رسانیکہ من دارم

گہن۔ میر بدر الدین +

گہن تخلص۔ میر بدر الدین نام آپ شاہ عبد الہادی کے خلف الصدق اورنگ آبادی العولد مین۔ غلام قادر سامی اورنگ آبادی کے شاگرد۔ فارسی عربی مین مستعد طالب العلم تھے شعر گوئی کا دلمین شوق پیدا ہوا۔ ہندی و فارسی مین شعر کہنے لگے۔ شاہ سامی استاد سے کلام کی اصلاح لیتے تہے۔ معدن طبیعت سے مضامین رنگین کے جواہر گنجینۂ خیال سے معانی دلنشین کے لآلی بے بہا ایجاد کرتے تھے۔ دوہے و کبت بہی موزون فرماتے تھے بہا کا زبان سے خوب واقف تھے۔ خوش مزاج و شگفتہ جبین تہے آخر آپ ۱۲۲۰ ہجری مین فوت ہوے

من اشعارہ الہندی

ارے اے باغبان بلبل کبھی لینے پہ دل مت کہہ	کرہ خود عشق گل مین خون اپنے ہاتھ دہوتا ہے
بجائے سبز بختو سرخ رو ہوی جو گل مہندی	نہاں اُسکا صنم کے پاؤن پر سر رکھے سوتا ہے
کہون گر جوہری مین اپنے دلکو تو عجب نہین ہے	پلک کے تار مین آنسو کے موتی کو پروتا ہے
جہان فانی ہے یاد حق سیتی ہشیار رہ دائم	گہن تو عمر کو اپنے عبث غفلت مین کہوتا ہے

لالہ - سرو بنجی رائے ورنگ آبادی

لالہ تخلص - سروبنجی رائے نام - قوم کہتری سے تہا سرکاری کچہری مین متصدی تہا فارسی مین مستعد و لائق تہا حساب سیاق مین خوب مہارت کہتا تہا - موزون الطبع تہا فارسی اور اردو مین شعر کہتا تہا خوش فکر و خوش خیال تہا شفیق اورنگ آبادی کے دوستون مین سے تہا سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین زندہ تہا - آخر سنہ ۱۲۰۰ ہجری کے ابتدا مین فوت ہوا -

من اشعارہ الہندی

لالہ کے داغ دلکی سیاہی کو جوش دے ۔ قہوہ پیو پیا کہ نینن مین خمار ہے

اگر تک ناز سے ابرو چڑا چین جبین کھینچے ۔ مہ نو جیون کمان گوشہ مین ہالہ کر خط کنین کھینچے

لچھمی نرائن شفیق نے اس بیت کے ثانی مصرع کو اسطرح درست کیا ہے - نہایت ہی برجستہ مصرع ہے ۔ مہ نو تیغ مغرب سان رم اپنا واپسین کھینچے -

لائق سید گل حسین دولت آبادی

لائق تخلص - سید گل حسین نام دولت آبادی المولد و المنشا ہین - سخن سنجی و شعرگوئی مین لائق و فائق تہا - میر عبدالقادر مہربان کے دوستون مین سے تہا - آزاد بلگرامی سے تلمذ رکہتا تہا سنہ ۱۲۰۱ ہجری مین اس دار ناپائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی - آپکے اشعار سے صرف ہمکو ایک بیت تذکرہ بہار و خزان سے ملی تلو ہذہ

دل از خود میرود بے اختیار از دیدن نازش ۔ نمیدانم چہ افسون کرد چشم سحر پردازش

لطف - میر لطف علیخان

وپسندیدہ شمائل وحمیدہ خصائل تھے۔ سلیم الطبع وحلیم المزاج۔ ظریف و لطیف تھے۔ بذلہ سنجی ولطیفہ گوئی مین بے نظیر تھے۔ محفل کی زیب و زینت۔ یاران ہم مشرب کو آپکی صحبت مین لطف و مزہ آتا تھا۔ آخر آپ ۱۲۳۶ہجری مین عالم اخروی کے مسافر ہوئے۔ آپکے دو بھائی ایک مرزا علی رضا دوسرا حاجی مرزا جان تھے دونون شہر مین سوزخوانی کرتے تھے۔ ایک بمرض موت فوت ہوا دوسرے کو چورون نے شہید کیا۔ صاحب گلشن بیخار نے لکھا کہ آپ نے ایک تذکرہ اردو مین شعرا وریختہ گویونکا لکھا ہے تذکرہ نادرالوجود ہے فقیر مولف کو دستیاب نہین ہوا۔

من اشعارہ الھندی

آپ تو بات مین بگڑتے ہین / واہ کیا منہ سے پھول جھڑتے ہین

او میان تیغ والے اور یک زخم / کب سے ہم ایڑ مین رگڑتے ہین

طرفہ یہان دیکھی رسم صیادی / مرغ بسمل کے پر جکڑتے ہین

ہمنشین زخم دل کے کچھ ٹانکے / آج تو خود بخود ادھڑتے ہین

لطف تو اور آستان علی / جہان ملایک جبین رگڑتے ہین

ہو گئی زنجیر پا اپنی یہہ زلف پر شکن — ولہ — ورنہ دل تجھی کو دیتا کیا کوئی دیوانہ تھا

ہے کون سبزہ رنگ خرامان کہ رشک سے — ولہ — جون شمع سبز جلتا ہے ہر سرو باغ کا

ساقی لگا دی خم مرے منہ سے کہ بار بار / احسان کون کھینچے سبو اور ایاغ کا

فرہاد سا نہ رنگ نہ مجنون سا حال ہے — ولہ — کس منہ سے آسے بھیجئے پیغام محبت

ہوتے ہین بعد قتل طلبگار حق سعی — ولہ — ملک بتان مین دیکھی نئی خون بہا کی طرح

کیا کم ہے سلطنت سے سگ کوئے یار اگر / قانع ہو استخوان پہ ہما سے ہما کی طرح

خوبی کا تیرے بسکہ اک عالم گواہ ہے / اپنے بغیر دیکھے ہے حالت تباہ ہے

نواب سعادت اللہ خان کے معاصر بحسب اتفاق دہلی سے مدراس مین وارد ہوئے اور یہان سکونت اختیار کی ۔ صرف ہمکو آپکا احوال اسی قدر معلوم ہوا اسی پر اکتفا کیا گیا انتہی کلامہ رائق نے گلدستہ شعرا مین لکہا کہ مثنوی چندر بدن مہیار آپکی تالیف سے ہے مثنوی نہایت ہی لطیف و پختہ مضامین ہے ۔ انتہی کلامہ ۔ مثنوی کے اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نہایت ہی فصیح البیان تھے ۔ آپ بارہوین صدی کے آخر مین زندہ تھے ۔ کسی مولف تذکرہ نے آپ کے رحلت کی تاریخ نہین لکہی ۔ من اشعارہ الفارسی

صبح بہار و غنچہ و گل فرش راہ اوست	نسرین و لالہ خار و خس جلوہ گاہ اوست
شب کہ آہم علم شعلہ چو برپا میکرد	برق پر میزد و وارد و تماشا می کرد
سینہ چشمی کہ بسمل وار میرقصم ز شمشیرش	ہوا از سر ہوان سازد معلقہائے نخچیرش

لائق ۔ حکیم غلام دستگیر خان

لائق تخلص ۔ غلام دستگیر خان نام ۔ آپ غلام حمد اعظم ملقب بہ غیاث کے فرزند اور حکیم باقر حسین خان رائق کے خواہر زادے ہین آپکی ولادت ۱۲۳۴ھ ہجری مین مدراس مین واقع ہوئی ۔ سن شعور کے بعد کتب درسیہ فارسی مولوی واقف و حاجی زین العابدین سے تحصیل کین ۔ تحصیل کے بعد شعر و شاعری کا شوق دلمین پیدا ہوا ۔ مولوی راقم و واقف و محمد حسین رفعت شیرازی سے مشق سخن کرنے لگا ۔ رفتہ رفتہ شاعری کے درجہ کو پہنچا ۔ کلام پختہ و برجستہ موزون کرنے لگا ۔ اور کتب عربیہ بقدر ضرورت علمائے مدراس مثلاً قاضی الملک بہادر و مدار الامرا بہادر و مولوی یوسف علی صاحب کی خدمت مین ختم کین اور علم طب مین حکیم حسن اللہ خان و مولوی ہمتم الدولہ بہادر میر مجلس اطبا سے سند لیا و فت

لطف تخلص۔ میر لطف علیخان نام بہار و خزان کے مولف نے لکہا کہ آپ سید سعد الله ہمشیرہ زادہ سید شہاب الدین مرید و جانشین سید شاہ نور محمد حموی کے پوتے ہین۔ اور درویش محمد خان صوبہ برار کے نواسہ ہین۔ آپ عربی فارسی مین ذی استعداد طالب العلم تہے۔ شعر گوئی سے نہایت دلچسپی رکہتے تہے۔ آپکا کلام پختہ و پسندیدہ ہوتا ہے۔ فکر رسا و ذہن صفا سے جو کچہہ موزون فرماتے ہین خوب مرغوب ہوتا ہے۔ آپکی رحلت سنہ ۱۲۰۰ ہجری کے آخر مین ہوئی۔

من اشعارہ الفارسی

حاجت بفیض شعلہ ندارد چراغ ما — روشن چو لالہ از آتش خویش است داغ ما

از فیض عشق منت صہبا نمی کشم — پر میشود بگردش چشمی ایاغ ما

وله

ہوشم از سر می برد آہ رسای عندلیب — موج می باشد نہان در نالہای عندلیب

وله

نبود تاب جلوہ آئینہ را — دل درین باب جرأتی دارد

وله

درد ہجرت زبس ضعیفم کرد — آہ صد جا نشستہ می آید

وله

روشن از ساغر نگاہ کسی — ساغر می کشیدہ ام کہ مپرس

زیر بار گران سنگ جنون — آتشی آرمیدہ ام کہ مپرس

وله

شگفتہ گرد چنان بگلشن — گل بہار افتخار نرگس

بجلوہ حسن خوش نگاہان — شکست خورد اعتبار نرگس

در محفلی کہ جلوہ نمائی گر شبی — پروانہ رخ تو بود صد ہزار شمع

در وادی الفت بقدم رہ نتوان برد — رفتن گر از خویش بود در سفر عشق

لذتی۔ افضل خان

لذتی تخلص۔ افضل خان نام۔ تذکرہ گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ آپ امرائے دہلی سے ہین

محتشم تخلص - میر عظمت اللہ نام - بہار و خزان کے مولف نے لکہا کہ سید مزاج آزادانہ
حیدر غلام نور محمد اورنگ آبادی کے مدرسہ مین طالب علمانہ رہتا تہا - ذہن استعداد و چالاک
طبع تہا - شعر گوئی سے طبیعت مناسب تہی - مولوی صاحب بلیغ سے کلام کی اصلاح لیتا تہا
آپکا کلام ملاحت و فصاحت سے خالی نہین ہے - شائقین کلام آپکے اشعار موزون سے
لطف و مزہ پاتے ہین من اشعارہ الفارسی

گر ببا نم خیا با نے ست گو یا		دلم از داغ بستانے ست گو یا

مفتون - میر محمد شریف اورنگ آبادی

مفتون تخلص - میر محمد شریف نام - آپ میر بلیغ کے تلامذہ سے ہین فارسی و ریختہ
دونون زبان مین کلام موزون فرماتے ہین - بہ نسبت فارسی شعر ریختہ مین خوب چست
و چالاک ہین - مضامین تازہ تازہ ایجاد کرتے ہین - نازک خیال و شیرین مقال ہین -
کسی تذکرہ نویس نے آپکی ولادت و وفات کی تاریخ نہین لکہی - بہار و خزان کے قول سے
معلوم ہوتا ہے کہ آپ ۱۱۷۵ھ ہجری مین زندہ تہے - من اشعارہ الفارسی

بغیر بو نشد از می دگر حوالۂ ما		شکست خورد ز دستم چو گل پیالۂ ما
رم آہو است دل طپیدن ما		شوخی نرگس کہ یاد آمد
رشتۂ گوہر بود ہر تار زنار آستین		قطرۂ اشکم فتاد اندر کنار آستین
یکدیگر دار یم و آنہم تکمہ دار آستین		نیست مارا با بتان شل حنا دست زمین

بی وجہ این کمیدن لبہائے شوخ نیست
از جام لعل خویش مئے ناب میکشد

حاصل کی۔ سند حاصل ہونے کے بعد سرکاری اطبا کے زمرہ مین منسلک ہوا۔ اکثر اوقات مریضون کے معالجہ وکتب طبیہ کے تدریس مین مصروف رہتا تہا حکمت و طب و شاعری سے دلچسپی رکہتا تہا۔ صاحب تالیف و تصنیف تہا۔ ایک تذکرہ شعرا مسمی معاصر الشعرا نہایت مختصر لکہا۔ فقیر مولف کو آپکی رحلت کی تاریخ دستیاب نہین ہوی **من اشعار الفارسی**

ولہ
نہان از مدتے شاید سر شبخون من دارد — کہ از رنگ مستی بے دگر باشد لبانت را

ولہ
ہرگز ز دم سرد کسے کشتہ نگردد — در پردہ بسوزیم چراغ دل ما را

ولہ
شود کنج قناعت حاصل اندر ترک مطلبہا — کہ آب گوہر عزت بود در بستن لبہا

ولہ
تا ثبات دہر را دیدم بسان نقش آب — می نماید پیش چشمم اوج دولت چون حباب

ولہ
ساقی مرا ز پیر خرد کار و بار نیست — جز دخت رز بخلوت من بار و راز نیست
لائق رفیض عشق بت سنگدل مرا — دیوانہ وار جائے خوش از کوہسار نیست

ولہ
لائق حسن خدا داد تو اے حور سرشت — دیدۂ خود ز تماشائے جہان فرساست

ولہ
سنبل آسا ز پریشان خود در بند است — نیست دل بستۂ زلف تو بزندان محتاج

ولہ
طرۂ زلفش بعارض تا بہ پیچ و تاب شد — زہرہ ام ز ہیبت این مار بر گنج آب شد

ولہ
زبانہ زد بدلم یاد آتشین رخسار — تنم شرار بریزد برنگ چوب چنار
کار و بار دولت دنیا بود در پنج روز — زندگی را کن بانگشتان دست خود شمار
شد ہوا دار من خاک نشین چشم پر آب — چون بدل جذبۂ عشق تو فرستاد آتش
لائق افتد لخت دل ہمراہ اشکم بر زمین — ہمچو آن طفلے کہ در بازیست با ہمسایۂ

حرف میم

محشر میر عظمت اللہ احمد آبادی

شعرا سے جو حاکم ہرات کے مصاحب تھے خوب ربط پیدا کیا تھا۔ شاہجہانی عہد مین وارد ہند ہوا۔ چند مدت دکن مین بسر کر کے خان اعظم صوبہ دار بنگالہ کی خدمت مین پہنچا۔ خان اعظم کے سایۂ عاطفت مین آرام سے زندگی بسر کرتا رہا۔ معصوم مرزا صائب و کلیم کے یاران صمیم سے تہا۔ آخر ۱۰۵۲ ہجری مین منزل آخرت کا راہی ہوا من اشعارہ

توازسنجاف داری طوق و من از آہن اے قمری — ہمین فرقست تو با من ہست یا شد من اے قمری [uncertain]

رباعی

اے خواجہ تو از عقل بمجنون نرسی — نمرود اگر شوی بگردون نرسی
زنہار مرو مرو بدنیا کہ اگر — صد سال فرو روی بقارون نرسی

وله

مرا کشائش خاطر نہ از گلستانست — کلید قفل دلم برہ بیابانست
اے کہ ہمراہ ہوا نفع زجہان می طلبی — آن قدر باش کہ عنقا ز سفر باز آید
خراب ہمت خویشم کہ صبح چون گردون — گر آفتاب بدستم فتاد شام نماند
تمام تا صد چون بر آمد قالب من تہی [uncertain] — مرغ روح من جواب نامۂ دلدار بود
حرام باد بمعصوم ذوق عشق اگر — بغل کشادہ در آغوش نیشتر نرود
آن خال عنبرین کہ نگارم بر زدہ — دل می برد از آن کہ بوجہ نکو زدہ
کسیکہ گلشن کوئے ترا وداع کند — اگر بنکہت گل بر خورد صداع کند

معز - مرزا معز الدین اصفہانی

معز تخلص - مرزا معز الدین نام - آپکا وطن مالوف تبارزہ [uncertain] عباس آباد اصفہان ہے آپکے بزرگان سلف سلاطین صفویہ کے حضور مین خدمات جلیلہ و عہدہائے عمدہ پر کمال عزت و آبرو سے زندگی بسر کرتے رہے - آپکے والد ماجد میرزا حسن جامع علوم معقول و منقول مین

ملا مجلسی اصفہانی

ملا مجلسی تخلص و نام ہے اصفہانی المولد والمنشا ہے۔ صاحب فضل و کمال تھا محتشم کاشی کا شاگرد ہے۔ سخن دان و سخن فہم تھا میدان شاعری مین خوب جولانی کرتا تھا۔ معاصرین شعر سے بڑھا ہوا تھا۔ ظریف الطبع لطیفہ گو و بذلہ سنج تھا۔ عشق پرست و شیفتہ حسن تھا ایک زمانہ مین مہ جبین پر آشفتہ ہو گیا تھا۔ بمقتضائے کشش قلبی معشوق کو دام محبت مین کھینچا۔ اور اُسکی تعلیم و تربیت مین مشغول ہوا۔ چند مدت کے بعد مع محبوب ہند مین وارد ہوا۔ ہند سے سیر کرتا ہوا حیدرآباد دکن مین پہنچا قطب شاہ کے دربار مین باریاب ہو کے منصب مناسب سے سرفراز ہوا تا مرگ دکن مین متوطن رہا آخر سنہ ۱۱۰۰ ہجری کے شروع مین دار فانی سے ملک جاودانی رحلت کی انا للہ و انا الیہ راجعون۔ میر مومن کے دائرہ مین مدفون ہوا۔ من ۲ اشعارہ ۲ الفارسی

در جہان ہر جا بلائے بود از ما در گذشت	غیر بخت تیرہ کو چون سایہ در دنبال ماست

معصوم۔ میر معصوم کاشانی

معصوم تخلص۔ میر معصوم نام۔ نتائج الافکار کے مولف نے لکھا کہ آپ مرزا رفیع الدین حیدر معمائی کے فرزند ہین آپکا مولد و منشا کاشان ہے۔ آپنے والد ماجد و دیگر علما سے تعلیم پائی۔ شعر و شاعری مین والد ماجد سے اصلاح سخن لیتے رہے خوش فکر و خوش طبع تھا۔ مضامین بلند و تلاش ارجمند سے موصوف تھا مدت تک حسن خان شاملو حاکم ہرات کی خدمت مین رہا۔ عزت و آبرو سے بسر کیا۔ الوحی و نظیری

تا دم ز قرب بعد کہ تا قطرہ از محیط یا راہ بکوئے وصل محبوبم دہ یا این دل صبور از من بستان	رباعی ول	دوری نکرد و باز نیامد گہر نشد یا بیزاری ز صورت خوبم دہ یا در غم ہجر صبر ایوبم دہ

محفوظ ۔ محمد محفوظ خان بہادر

محفوظ تخلص ۔ محمد محفوظ خان نام ۔ شہامت جنگ بہادر خطاب ہے آپ نواب بسج الدولہ انور الدین خان بہادر شہید کے فرزند دوم ہین ۔ آپ صفات پسندیدہ سے موصوف اور مکارم اخلاق مین معروف تہے کتب درسیہ اساتذہ عصر سے ختم کین تہین ۔ علوم عقلیہ و نقلیہ مین کامل استعداد رکہتے تہے ۔ اکثر اوقات درس و تدریس مین مصروف رہتے تہے ۔ متشرع و دیندار تہے ایک منٹ اتباع شریعت کے سوا نہین گزارتے تہے صراط مستقیم پر ثابت قدم و راسخ دم تہے ۔ بمقتضائے ذہن رسا و طبع صفا سخن سنجی شعرگوئی سے دلچسپی رکہتے تہے فکر بلند و طبع ارجمند سے کلام پاکیزہ نظم کے سانچے مین ڈہالتے تہے آپکا کلام سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا تہا شعرائے عصر کلام کی داد دیتے تہے ۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ ایک وزاورنگ آباد مین نواب غفران مآب نظام الملک آصفجاہ بہادر مرحوم کے دربار مین بسر کردگی سلطان العلما مولوی قمر الدین صاحب مرحوم علما و فضلا مجتمع تہے مسئلہ فقہیہ مین بحث و تکرار ہو رہی تہی لا نسلم کا بازار گرم تہا اور لم و لا کا دور چل رہا تہا مگر مسئلہ کا حل پورے طور سے کوئی نہین کر سکتا تہا محفوظ صاحب ترجمہ والد ماجد کے ہمراہ دربار مین حاضر تہا ۔ علما کی تقریر سن رہا تہا اسی اثنا مین صاحب ترجمہ کے والد بزرگوار نے جرأت کر کے آصفجاہ کے حضور مین عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو بندہ زادہ اس مسئلہ لا ینحل کو ضرور حل کریگا ۔ اسبات کے سنتے ہی اہل مجلس

فرید دہر تہے اور فضائل وکمالات مین وحید عصر تہے ۔ اور صاحب تالیف وتصنیف تہے چند رسائل معقولات مین لکہے ہین اور مولانا روم قدس سرہ کی مشکلہ ابیات کی شرح لکہی ہے ۔ میرزا معز صاحب ترجمہ کی عمر چہہ برس کی تہی کہ والد ماجد نے اس دنیا سے بعالم بقا رحلت کی ۔ حسب وصیت والد ماجد سن شعور کو پہنچ کے میرزا ابو سعید اصفہانی سے علوم عقلی ونقلی کو حاصل کیا اور آخوند شفیعائی سے تکمیل کی تحصیل وتکمیل کے بعد ابراہیم شاہ برادرزادہ نادرشاہ کی خدمت مین ملازم ہوا ابراہیم شاہ کے مزاج پر ایسا محیط ہوا کہ تمام مہمات سلطنت کا مختار کل ہوا ۔ ابراہیم شاہ کی سلطنت منقرض ہونے کے بعد اصفہان سے شیراز اور شیراز سے بندر طاہرین آیا ۔ اور بندر سے جہاز پر سوار ہوکے سنہ ۱۱۶۷ ہجری مین بندر تتہ مین پہنچا ۔ محمد مراد مخاطب بہ سربلند خان حاکم تتہ کے اصرار سے چند مدت وہان سکونت پذیر رہا ۔ پہر وہان سے براہ خشکی بندر سورت مین آیا ۔ اور سورت سے اورنگ آباد ۔ اور اورنگ آباد سے حیدرآباد مین وارد ہوا ۔ پہر چند روز بسر کرکے نواب صمصام الملک شاہنواز خان شہید کے ہمراہ اورنگ آباد مین آیا مستغنیانہ زندگی بسر کرتا تہا ۔ شہید موصوف آپکی خدمت کرتے تہے ہمدردی ومساعدت سے پیش آتے تہے ۔ میرزا معز صاحب ترجمہ شہید کے حسن سلوک پر آشفتہ اور انکی صحبت رنگین پہ فریفتہ تہا ۔ تا زمانہ شہادت نواب کی صحبت سے جدا نہین ہوا ۔ نواب کی شہادت کے بعد اورنگ آباد مین توکل واستغنا کی مسند پر متمکن رہا ۔ آخر ہفتم تاریخ شعبان روز پنجشنبہ سنہ ۱۱۸۳ ہجری مین فوت ہوکے سالار جنگ کے مقبرہ مین مدفون ہوا ۔ من اشعارہ الفارسی

چشم از نسیم دارم شاید بروزگارے	آرد بدیدہ من از کوئے او غبارے
در خیال تو چو از خواب گران برخیزم	ہمچو آئینہ سراپا نگران برخیزم

برتنا بدروش جانم خلعت پیمانۂ زید
برسر ہر تار مو تنگہ دارم رسا
درہوائے گیسویش مانند موئی گشتہ ام
بکام دل مزۂ آب زندگی دارد
ہزار شکر کہ دردل نشست ہمچو خدنگ
از بوسۂ ذقنش گشت نکتۂ روشن
کنارہ گیر بہ پیری ز وصل مہ رویان

ولہ

تارپو دکسوت عشقم ز موج گل کنید
مہ جبینان از نگاہم شانۂ کاکل کنید
از برائے من عصا از رگ سنبل کنید
تبسمے کہ ترا زیر لب نہانی بود
اگرچہ تیر نگاہ تو آسمانی بود
بچاہ رفتن یوسف چہ کامرانی بود
کہ پردہ دار حریفان شب جوانی بود

ماجد۔ تاج الامرا امیر الملک ذوالفقار الدولہ محمد علی حسین خان بہادر

ماجد تخلص۔ محمد علی حسین خان نام۔ تاج الامرا امیر الملک ذوالفقار الدولہ ظفر جنگ خطاب ہے۔ آپ نواب عمدۃ الامرا بہادر کے فرزند ہین۔ آپکی ولادت ۱۱۹۰ھ ہجری مین واقع ہوئی۔ نو برس کی عمر مین تلاوت قرآن شریف و مختصرات فارسیہ مولوی آدم سے پڑہین۔ زمانۂ قلیل مین مطولات فارسیہ مثلاً عرفی و دیوان ناصر علی و دیوان اسیر و غیرہا قاضی عبد اللہ کی خدمت مین ختم کین تحصیل و تکمیل کے بعد دواوین اساتذہ قدما کے مطالعہ مین مصروف ہوا۔ آپکی طبیعت مین استعداد خدا داد تہی۔ ایک دیوان تقریباً چار ہزار بیت کی مرتب کی ترتیب کے بعد اپنے اشعار کو پانی مین ڈالدئے۔ اساتذۂ قدما کی طرز پر موزون کرنے لگا۔ اور حضرت آگاہ سے اصلاح لیتا رہا۔ جب آپ استادی کے درجہ کو پہنچے استاد کی اصلاح کو موقوف کردی۔ نواب یعنی ماجد صاحب جب استاد سے مستغنی ہوا۔ آگاہ نے حکمت عملی سے کہا نواب صاحب اب آپکے کلام مین اصلاح کی ضرورت باقی نہین ہے۔ اگر ضرورت ہوتی تو

حیران ہونے۔ اور کہنے لگے کہ علمائے معتبر اس مسئلہ کے حل کرنے میں متردد ہیں یہ طالب العلم نو آموز کیونکر حل کریگا۔ حضور غفران مآب نے فرمایا کہ اگر جانتا ہے تو عرض کیجیے۔ پس محفوظ صاحب ترجمہ نے جوش و خروش کے ساتھہ تقریر کی۔ حاضرین دربار سنکے بہت ہی محظوظ ہوئے تحسین و تعریف کرنے لگے۔ بندگانعالی نہایت ہی خوش ہوے۔ فرمایا ہم آپکی لیاقت سے بیخبر تھے۔ اسکا صلہ ایسا کرینگے کہ زمانہ میں یاد رہیگا۔ جو آپ کو مطلوب ہو عرض کیجیے۔ محفوظ صاحب ترجمہ نے عرض کیا خداوندنعمت اس دینی خدمت کا معاوضہ دینا نہیں چاہتا ہوں لیکن بمصداق اطاعت الوالامر واجب لازم ہے امیدوار ہوں کہ حضور کتب خانہ کے داروغہ کو حکم دیں کہ فدوی کو کتب خانہ سے چند کتب بطور عطیہ پہنچائے غفران مآب صفجاہ بہادر نے حکم واجب الاذعان جاری کیا کہ کتبخانہ سے دو ہزار جلد پسندیدہ محفوظ کو دیجائیں۔ جب صاحب ترجمہ کی والد کی شہادت واقع ہوی نواب والاجاہ حسب الحکم نواب ناصر جنگ شہید باپ کی جاگیر و خطاب حکومت ارکاٹ سے سرفراز ہوا محفوظ صاحب ترجمہ بہائی کے ہمراہ کرناٹک میں آیا۔ بہائی کے سایۂ عاطفت میں رہا۔ آخر سنہ ۱۱۹۳ ہجری میں اس عالم ناپائدار سے عالم بقا کو روانہ ہوا۔ نواب والاجاہ بہادر نے مرحوم کی نعش کو حسب الوصیت حیدرآباد بہیجدی والد و جد کی مزار کے قریب دفن کیا گیا۔ آپ صاحب التالیف والتصنیف تہے۔ رسالہ قرۃ العین فی فضائل سوال الثقلین اور چند حواشی بر حاشیہ قدیمہ لکہے ہیں۔ یادگار موجود ہیں۔ **من کلامه**

زینت ما از گداز دل بود مانند شمع	گز سرشک خویشتن عقد گہر پوشیم ما
گرد عکس رخ ہیچ کسے	نمکی در شراب من امشب
خسرو اقلیم عشقم افسرم از گل کنید	گوہر تاجم ز اشک دیدۂ بلبل کنید

مصراع آخر اسطرح ہونا چاہئے ع کہ بینم اینچنان خواہد شدن یکسر امید اینجا ۔

مرا چو رشتہ بمکتوب می توان پیچید   زبسکہ دوری آن سنگدل گداخت مرا

مصراع آخر اسطرح مناسب ہے ع زبسکہ دوری آن سبزخط گداخت مرا

سہل باشد گر ز آتش دستے فرہاد من   ہر رگ سنگے شود چون شمع روشن سنگ را

اس شعر کا تبدیل کرنا اسطرح مناسب ہے ۔

اینچنین باشد گر ز آتش دستی فرہاد من   ہر رگے خواہد شدن چون شمع روشن سنگ را

پس ماجد نے اسیطرح اور شعرائے متقدمین و متاخرین کے اشعار پر اعتراضات کیے ہین انکا فیصلہ سخن سنجان انصاف پسند کی رائے پر موقوف ہے ۔ بظاہر ماجد کے اعتراضات بجا و درست معلوم ہوتے ہین ۔ گلدستۂ کرناٹک کے مولف نے لکہا کہ ماجد کی توجہ سے اکثر احباب موزون الطبع شاعری کے میدان مین جولانی کرتے تہے اور اُس جادو خیال کے ہم طرح کلام موزون کرکے درجۂ پختگی کو پہنچ رہے تہے لیکن اُس نقاد سخن کی زندگی نے مہلت نہ دی نہین تو مدراس مین فن شعر و شاعری کا بازار شاہجہانی عہد کے موافق رونق پذیر و گرم ہوتا ۔ انتہی کلامہ ۔ ماجد ابتدا مین سنی المذہب تہا ۔ آخر مین ذوالفقار علیخان صفا تخلص پختہ گو کی مصاحبت کی بدولت مذہب آبائی سے انحراف کیا مذہب امامیہ حلقہ مین شامل ہوا ۔ اور صفا کے اغوا سے اپنے استاد آگاہ سے بہی منحرف ہوا ۔ اور استاد کو اپنی مجلس مین ناخوشی کے ساتہہ یاد کرتا تہا ۔ حضرت آگاہ سنکے صبر کرتے تہے اور زبان سے فرماتے تہے علی حسین ماجد جوان مرگ مین مبتلا ہوگا ۔ اہل مدراس کے نزدیک ماجد کی عزت و عظمت بے انتہا تہی عزیز القلوب تہا لیکن آخر مین انحراف مذہب و استاد کی احسان فراموشی کی وجہ سے عزت و عظمت سابقہ باقی نہین رہی تہی ۔ امارت و نوابی کے رعب سے بظاہر کوئی فرد افراد انسان سے

مین خدمت بجالاتا ۔ پس ماجد نے اصلاح ترک کی چنانچہ کہتا ہے ؎

شعر: خود پیش کسے ارچہ گذارم ماجد ۔ کہ کنون حاجت استاد نماندہ ست مرا

ماجد شعر و شاعری کے دریا مین غواص کامل تہا ۔ طبع نادر سے لآلی متلالی ایجاد کرتا تہا باوجود خورد سالی نازک خیالی و خوش مقالی مین فرد فرید تہا ۔ خاندان انوریہ کا فخر تہا ملک مدراس مین بازار سخن کو کسی نے ایسا آراستہ نہین کیا تہا ۔ اساتذہ قدما کے چالیس دواوین اول سے آخر تک بغور و فکر مطالعہ کیا تہا ۔ اکثر مقام مین اعتراض کرکے حواشی لکہے ۔ گلزار اعظم کے مولف نے اکثر اعتراضات و اصطلاحات نقل کیا ہے ۔ فقیر مولف طوالت کی وجہ سے دو ایک مثلہ پر اکتفا کرتا ہے ۔ ان کنت شائقاً فارجع الیہ ۔

اعتراض ماجد بر کلام محمد قلی سلیم

منم آن مرغ کہ دل نو ہوطراز ست مرا ۔ کہ قفس تنگ تر از چنگل باز ست مرا

اس بیت مین بجائے قفس ۔ آشیان مناسب ہے ۔

رسوائے کوئے عشق چو خورشید محشریم ۔ از بام آسمان فلک افگند طشت ما

اس بیت مین بجائے آسمان لفظ خویشتن چاہئے ۔ اس لئے آسمان و فلک دونون ایک ہین ۔

اعتراض ماجد بر کلام مرزا صائب اصفہانی

خصم سرکش شود از راہ تحمل مغلوب ۔ خاک خاموش بہ از آب کند آتش را

مصرع اول کا تبدیل کرنا اسطرح مناسب ہے ع از رہ عجز شود دشمن سرکش مغلوب

اسلئے کہ خاکساری و عاجزی خاک کے مناسب ہے ۔ خاک کو خاکساری سے تعلق ہے ۔

مشو از نفس این ناتوانی آرامید آنجا ۔ ایضاً ۔ کہ منیم این جہانی می شود یکسر امید اینجا

با جدا ز کف ہیچگہ نگذارد دامان وطن	وله	از شکستن دور باشد تا بود گوہر در آب
شاہ جہان عاجزی و خاکساریم	وله	ہمچو زمین ز نقش کف پایم افسر است
کنون بعشق توام کار مشکل افتاد است	وله	کہ مستی بکفت شیشہ دل افتاد است
محفل صاف دلان نیست بسامان محتاج	وله	خانہ آئینہ نبود بہ چراغان محتاج
بسکہ در سعی ہلاک من بیچارہ دوید	وله	از نجوم آبلہ در پائے فلک گشت پدید
خط ز رخسار یار گشت پدید	وله	دود گل گرد ز آتش خورشید
چہ حرف میزند آن چشم سرمہ گون یارب	وله	کہ ہر کہ رفت بہ بزمش خموشی می آید
گرہ بر بند مژگان میزند از اشک چشم من	وله	نگردد محو تا از دل خیال جامہ زیبایش
جائے اشک آب عقیق یمنی بار دو چشم	وله	تا خیال لب لعل کہ بدل دارد چشم
عمرے گذشت و چشم نہ بربستہ ام ہنوز	وله	یارب برنگ آئینہ حیران کیستم
بدل ناگشت روشن شمع عشق آتشین رو	وله	برنگ شعلہ جوالہ پروانہ خویشم
گلرخی سرو قدے سیمبری پیدا کن	وله	شبنم آسا بغمش چشم تری پیدا کن
سینہ واکردہ چو گل سرخوش ناز آمدہ	وله	اے منت بندہ چہ خوش بندہ نواز آمدہ
گر ز آتش بدل شمع رخی زد باجد		از چہ امروز بصد سوز و گداز آمدہ
پے تسلیم ز خط شعاعی ہر سو باجد	وله	گذارد بر زمین خورشید پیش یار من دستے
قبا چاک و پریشان زلف مخمورانہ می آئی	وله	کجا بودی شب اے مہ از کدامی خانہ می آئی
چون من از چشم نگارم نہ فتادی بچہ وجہ	وله	آخر اے سرمہ توہم بخت سیاہی داری

مختار - محمد انور خان بہادر

مختار تخلص - محمد انور خان بہادر نام - سیف الملک حسام جنگ خطاب ہے - آپ

انسان سے کچھہ نہین کہہ سکتا تہا - آخر ماجد صاحب ترجمہ عالم شباب مین بعارضہ اسہال خونی بتاریخ دوم ذیحجہ سنہ ۱۲۶۱ ہجری مین اس دار ناپائدار سے بدار القرار آخرت روانہ ہوا شاہراہ میلاپور متصل مالی کنڈہ روبروئے مسجد حافظ احمد خان دفن کیا گیا مولانا فائق نے تاریخ کہی ہے

ع امیر الملک ماجد نوجوان رفت ۔ آپکے دو دیوان غزلیات و ایک دیوان قصائد و ایک مثنوی یادگار باقی ہین - ان چارون مولفات مین کبہی تخلص ماجد و کبہی تخلص حسین لکہتا ہے - اور کبہی از روئے خودپسندی و خودبینی نازان ہوتا ہے اور کہتا ہے ؎

نشد ہمسری من بمعاصر در شعرہ — حریف با موسی و سرخوش بیدل دارم
چو بسم اللہ بود ہر مصرع من تاج دیوانہا — وله — کہ میدارد بکلک تنہا چون من در سخن دستی

من نوادر طبعہ

نخواہد بست مانی نقش خط آن پریرو را — اگر از جوہر آئینہ سازد خامہ مو را

وله
اگر راحت طلب باشی اسیر رنج خواہی شد — کہ خفتن برق باشد خرمن عیش زلیخا را

وله
کسے ز ہم نکند فرق صلح و جنگ را — کہ پر ز موج تبسم بود خدنگ ترا

وله
بے اختیار گریہ مستانہ می کنم — در کف بیان شیشہ نباشد عنان ما

وله
حسین از بسکہ عشق آن میانم ناتوان دارد — نگہ چون طفل اشکم ماندہ در آغوش مژگان را

وله
شمیم مشک از موج ہوا چون نافہ می آمد — پریشان کرد شاید شانہ آن زلف سمن سا را

وله
دہد رنگ قبول آخر سیہ بختی بہ مطلبہا — کہ می باشد نہان وقت اجابت در دل شبہا

وله
نشو و نما فروتنی از ما گرفتہ است — دارد زمین صفت سر ما جوش نقش پا

وله
آن بحر حسن پیش من آید چو بیحجاب — قالب تہی ز شوق کند دیدہ چون حباب

وله
تا دیدہ است روئے تو ای دلبر آفتاب — کردہ است آب آئینہ در ساغر آفتاب

عاجز - غلام محی الدین

عاجز تخلص [illegible]
محمد پور عرف ارکاٹ ہے آپکی ولادت ۱۱۷۳؁ ہجری مین ہوئی۔ آپ سن رشد و تمیز کو پہنچکے
تحصیل علوم و فنون کے طرف متوجہ ہوئے۔ طبع رسا و ذہن صفا سے علوم و فنون مین استعداد
کامل حاصل کی پہر وطن مالوف سے مدارس وارد ہوئے ابتدأً نواب شہامت جنگ کی خدمت
مین پہنچے۔ چونکہ نواب صاحب آپکے بزرگان سلف سے واقف تہے عنایت و کرم سے
سرفراز فرمایا۔ نواب کی رحلت کے بعد چند روز حیران و پریشان رہے نواب امیر الامرا بہادر
فرزند دوم نواب والا جاہ نے آپکو اپنے فرزند نواب عظیم الدولہ بہادر کی تعلیم کے لئے مقرر فرمایا
آپ مدت تک اسی خدمت پر مامور رہے۔ جب عظیم الدولہ بہادر مسند نشین ہوئے۔ استاد کو
مدد معاش کافی سے سربلند کیا۔ عاجز صاحب جمعہ آزاد مشرب تہے۔ اکثر گوشہ نشین رہتے تہے
درس و تدریس مین اوقات عزیز بسر فرماتے تہے۔ سخن سنجی و شاعری مین فکر صائب و طبع مناسب
سے موصوف تہے۔ آپ کو مولوی باقر آگاہ سے تلمذ ہے۔ سخن فہم تہے شاعری کے دقائق
کو خوب سمجھتے تہے۔ آخر ۱۲۲۹؁ ہجری مین بہشت برین روانہ ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

برنگ نغمہ بتار نفس پیچیدم از عشقت — بجز آہے ز آثار وجودم کس ندید اینجا
وصل یار خواہی ترک عیش زندگانی کن — گر این جنس گران بے نقد جان نتوان خرید اینجا

ولہ

دل آئینہ چون سیماب میلرزد ز بیتابی — مبادا شعلۂ حسنش دہد برباد آبش را

ولہ

گلشن بخون طپیدۂ تیغ نگاہ کیست — بلبل ز آہ شعلہ فشان دادخواہ کیست

نواب [illegible] آپکی ولادت [illegible] ہوئی [illegible] شیخ و
سک ابتدا [illegible] حاصل ہوئے۔ آپکی طبیعت
مناسبت [illegible] ہی کہتے تہے۔ کبھی کبھی
موزون فرماتے تہے۔ میر اسمعیل بجدی و میر علی مردان یکدل سے اصلاح لیتے تہے۔ ذکی الطبع
پسندیدہ وضع تہے۔ خوشنویس تہے فن خطاطی مین کامل تہے۔ اور فنون سپاگری مین بہی
ملازمہ رکہتے تہے۔ سادات وفقرا کے ساتہہ حسن عقیدت و صدق سے پیش آتے تہے۔ اور
بزرگان دین کی خدمت کو اپنی رستگاری و بہتری کا وسیلہ سمجہتے تہے آپکی ذات جامع
کمالات و حسنات تہی۔ آپکا کلام فصاحت و بلاغت سے بہرا ہوا ہے۔ آخر آپنے ۱۲۱۹ ہجری مین
اس سرائے فانی سے ملک جاودانی کے طرف رحلت کی۔ مدراس سے آپکی نعش کو تہنگر مین
لیگئے والد ماجد مرحوم کی قبر کے قریب دفن کئے۔ آپکا ایک مختصر دیوان یادگار ہے۔

من اشعاره الفارسی

آئین دلبری نبود بے حجاب را		جز رنگ بوئے نیست گل آفتاب را
من نمیدانم چہ افسون خواندہ در گوش آب	ولہ	بحر در فریاد و حیران دیدہ گرداب ما
از بس گداخت کاہش ہجر تو جان ما	ولہ	ہمغز ہیچو نے شدہ ہر استخوان ما
بسکہ ضعف و ناتوانی آشنایم گشتہ است	ولہ	جادہ از بیطاقتی زنجیر پایم گشتہ است
رموز پیچ و تاب زلف و راشانہ میداند	ولہ	زبان نالہ زنجیر را دیوانہ میداند
بود افتادگی آئین معراج مطالبہا		بہار خاکساریہاے ما را دانہ میداند
نقش رخش کہ بود نہان وسواد چشم		از خون دیدہ بر در و دیوار می کشم
بہ نیم غمزہ توانی کہ قتل عام کنی		نعوذ باللہ اگر غمزہ را تمام کنی

بادشاہ قدردان نے میر کی بڑی تعظیم و توقیر کی۔ مہمان کی مہمان نوازی عمدہ طرح سے کی۔ منصب مناسب پر مقرر فرمایا۔ میر موصوف فاضل متبحر تھا اُسوقت اکثر طلبۂ علما میر کے خدمت مین مستفید ہوتے تھے۔ میر بڑی شوق سے درس تدریس مین مشغول رہتا تھا۔ چند روز کے بعد سنہ مذکورہ مین بادشاہ موصوف نے عالم فانی سے رحلت کی۔ اُسکے بعد سلطان محمد قلی اُسکا خلف الصدق تخت نشین ہوا۔ سلطان جدید نے میر موصوف کو عہدۂ وزارت و وکالت مطلق پر مقرر فرمایا۔ او رکل امور سلطنت کا مختار کل بنایا۔ اور آپ لہو لعب میں مشغول ہوا۔ یاران ہم مشرب کے ساتھ سیر و شکار مین مصروف ہوا۔ میر موصوف ریاست کے سفید و سیاہ کا مختار و مالک تھا۔ جو چاہتا تھا سو بے محابا کرتا تھا کسی کی روک ٹوک نہین تھی مگر میر موصوف مستقل مزاج و دیانت دار متقی و پرہیزگار تھا۔ زمین و رعایا کا خیرخواہ تھا امور ریاست مین ہمہ تن مصروف رہتا تھا نہایت جان فشانی و دلسوزی سے ریاست کے کامون کو انجام دیتا تھا۔ رعایا کے حقوق کی بڑی حفاظت کرتا تھا۔ اُنکی جان و مال کی نگرانی مین پوری دلدہی کرتا تھا۔ رعایا کیا امیر کیا فقیر سب خوشحال و فارغبال تھے کسیکو کسی سے شکایت نہین تھی۔ میر موصوف باوجود عہدۂ وزارت و شان حکومت ہر کس تا کس کے سامنے نہایت تواضع و خاکساری و کسر نفسی سے پیش آتا تھا۔ غرور و تکبر کو اپنے لیے نہایت حقیر و ناچیز جانتا تھا۔ میر کے زمانہ وکالت مین ایران و توران کے ہزارہا علما و فضلا دکن مین آئے اور میر کے توسل سے عہدہائے جلیلہ پر مقرر ہوئے حجاج و زائرین بھی جوق جوق آئے میر کی سفارش سے مالامال فارغ البال ہوکر اوطان مالوفہ کو روانہ ہوئے اور میر موصوف مقامات عظام مین ہزارہا روپیہ بھیجتا تھا۔ کربلائے معلی و نجف اشرف و مشہد مقدس وغیرہ مقامات کے مجاورین و خوادم کے لئے وظائف مقرر کردئے تھے

علاج ضعف دل من نکرد ہیچگہی
ز لعل خویش کہ گلقند آفتابی بود

شور بیہودہ مکن بلبل نالان کہ بود
نرگس آن گل رعنا بشکر خواب ہنوز

از جگر چاکی عشاق تبان بیخبر اند
خبر چاک کتان از دل مہتاب مپرس

دل رفت و داغ عشق تو در سینہ ام گذاشت
اینست در فراق تو ام یادگار دل

ز پا افتادگیہا یم بچشم کم مبین ہرگز
کہ دارد گرد من بر دامن آن ماہ رو دستی

مومن - میر مومن استرآبادی

مومن تخلص - میر مومن نام سید شرف الدین سماکی کے فرزند - اور سید فخر الدین سماکی کا خواہرزادہ تہا. مشاہیر سادات استرآباد سے تہا. عالم شباب مین خالوئے بزرگوار کی خدمت مین کتب درسیۂ علوم نقلی و عقلی تمام کین - فارغ التحصیل ہونے کے بعد شاہ طہماسپ صفوی کے دربار مین باریاب ہوا - بادشاہ قدردان کے حکم سے شاہزادہ میرزا حیدر سلطان کا اتالیق و ادب آموز ہوا - اور شاہزادہ موصوف کی تعلیم بہی آپ ہی کے متعلق ہوئی. مدت تک صفویہ سلاطین کی ملازمت مین معزز و مکرم رہا - پہر شاہزادہ کا انتقال ہوگیا. معاصرین حساد میر کے اخراج کی فکر مین تہے - میر موصوف عقیل و فہیم تہا تقوی و پرہیزگاری مین بے نظیر تہا - علم معقول مین عدیم المثال تہا. معاصرین نے دہریت والحاد کے طرف منسوب کیا. اسوجہ سے میر موصوف ایران سے دل برخاستہ ہوکر حرمین شریفین کو بارادۂ حج و زیارت روانہ ہوا. حج و زیارت سے فارغ ہوکر سنہ ۹۸۹ ہجری مین عازم ہند ہوا. اوائل محرم سنہ مذکورہ مین گولکنڈہ حیدرآباد دکن مین وارد ہوا. اسوقت سلطان ابراہیم قطب شاہ تخت سلطنت پر جلوہ افروز تہا. میر موصوف بادشاہ کے دربار مین باریاب ہوا

اسوقت سے حیدرآباد دکن مین غسالی قائم ہوئی۔ انہین کی اولاد بڑہتے بڑہتے غسالون کی
ایک قوم ہوگئی۔ بیچارے غسالون کے خاندان کثیر ہونے کی وجہ سے وہ وجوہ وظائف قدیمہ تہے
کافی نہین ہوتے ہین اور جو انعام تعلقات شاہیہ تہے وہ بہی انقلاب زمانہ سے سرکار مین ضبط ہوگئے
اب بیچارے غسالون کی گذر اوقات مردہ شوئی وکفن دوزی پر ہے اہل شہر اُن کے ساتہہ
خوب سلوک کرتے ہین۔ ابتک میرمومن کا یہ فیض حیدرآباد مین جاری ہے اور آئندہ بہی
رہیگا۔ اور وہ مقام وقف شدہ موسوم بدائرہ میر موجود ہے۔ اسمین ہزارہا علما و فضلا
اور امرا و وزرا معمور ہین۔

میر موصوف علم جفر و نجوم و عملیات مین بہی مہارت رکہتا تہا۔ صاحب گلزار آصفی نے
ایک نقل لکہی ہے ہم یہان اُس نقل کو مختصر کرکے لکہتے ہین۔ اہل دربار سے ایک امیر گہر گیا۔
درباری لباس اُتارا یکایک اُسوقت ایک سانپ کا بچہ نظر آیا۔ امیر نے اُسیوقت مار ڈالا۔
سانپ کے مارتے ہی امیر کے تمام جسم مین جلن شروع ہوگئی۔ آخر امیر سوزش کی برداشت نہ کرسکا
ایک حوض جو مکان کے صحن مین تہا اُسمین کود پڑا۔ اور غائب ہوگیا جو لوگ حوض کے
کنارے تہے سمجہے کہ امیر مذکور حوض مین غرق ہوگیا۔ اُن کے اعزہ آئے حوض مین تلاش کئے
امیر مذکور کا نشان نہین پایا نہایت پریشان ہوئے۔ کسی نے کہا کہ میرمومن صاحب کی خدمت
مین جاؤ اور اون سے یہہ سب معاملہ بیان کرو وہ ضرور کچہ کرینگے امیر مذکور کے بہائی میر موصوف
کی خدمت مین گئے۔ اور تمام واقعہ بیان کیا۔ میر نے تین ریزہ سفال پر کچہہ نقش لکہہ کر دیا
اور فرمایا ایک نقش حوض مین ڈالدو اور ایک پہر تک انتظار کرو ضرور امیر نکل آئیگا۔ اگر
نہ نکلے تو دوسرا نقش ڈالدینا۔ پہر ایک گہنٹہ تک تامل کرنا اگر آجائے فہوالمراد نہین تو
پہر تیسرا نقش ڈالنا۔ امیر موصوف کے بہائی حسب فرمودہ میر اولاً ایک نقش ثانیاً دوسرا

سالانہ کل و ظائف معتمد آدمی کے ہاتہہ سے روانہ کرتا تہا۔ میر کی مزاج مین تعصب نہین تہا فریقین کے ساتہہ شیر و شکر تہا۔ کیا شیعہ کیا سنی ہر ایک فریق کے معزز شخص کو معزز و مکرم رکہتا تہا۔ اکثر حیدرآباد مین اُسوقت مشائخ سنی المذہب تہے اُن کی بڑی تعظیم و توقیر کرتا تہا۔ علی ہذا لقیاس علمائے امامیہ کی بہی بڑی عزت و آبرو کرتا تہا۔ میر موصوف کے زمانہ مین امن و امان تہا۔ کہین شور و شر نہین ہوتا تہا۔ یہہ میر کی خوبی تہی۔ میر موصوف ہمدرد قوم تہا۔ اُس زمانہ مین دیار و امصار سے اکثر اہل کمال اس ملک مین وارد ہوتے تہے شہر مین مسافر خانون وغیرہ مقامات مین جہان موقع پاتے تہے فروکش ہو جاتے تہے۔ بمصداق اذا جاء اجلہم لا یستاخرون۔ ابہی کامیاب نہوے تہے کہ مسافر عدم ہوے اُن بیچارے غربا کی تجہیز و تکفین پوری طور سے نہین ہوتی تہی اور دفن و غسل کا برابر بندوبست نہین ہوتا تہا میر موصوف نے چند بیگہ زمین افتادہ خرید کی۔ اور اُس زمین مین جو کچہہ جہاڑی تہی اُسکو کٹوایا۔ صاف و ہموار میدان بنوایا۔ اور کئے لاکہہ ہون خرچ کرکے کربلائے معلی کی خاک پاک چند جہاز مین بہروا کر منگوایا۔ اور اُس میدان ہموار کو تا بقد آدم کہدوایا اور مٹی کو نکلوایا اُس مٹی خارج شدہ کی جگہہ کربلائے معلی کی خاک پاک کو ڈلوا کر اُس میدان محفوظ کو معمور کر دیا۔ اور اُس مقام مین ایک عمدہ حمام باوڑی و مسجد و حوض بہی بنوا کے خالصاً لوجہ اللہ الکریم وقف کر دیا۔ اور سو غلام و کنیزک خرید کے اُنکو بہی ضروری مسائل کی تعلیم دیکر آزاد کر دیا اور اُنکو سرکار کی طرف سے معاش و انعام مقرر کر دیا۔ غلام و کنیزک مین آدہے شیعہ اور آدہے سنی تہے اب بہی بدستور غسالون مین ادہے سنی اور آدہے شیعہ مین گویا ہمارے قول کی تصدیق کا محضر ہے۔ اور یہہ خدمت اُن کے تفویض تہی کہ جہان میت ہو وہ میت کا غسل و کفن اپنے ہاتون سے کرین اور کسی سے کچہہ سوال نکرین

آپ صاحب دیوان تھے۔ آپکا دیوان قصائد و غزلیات و رباعیات سے آراستہ ہے انتہی کلامہ
اور فرشتہ نے بھی لکھا ہے کہ آپ شاعر بے نظیر تھے۔ دو ایک غزلین ہم بطور نمونہ
بیان کیا چاہتے ہین دونون کتابون سے آپکے اشعار ذیل مین ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔ کلام
صاف و شستہ ہے استعارہ و کنایہ سے آراستہ۔ ان اشعار تشبیہ و مبالغہ سے خالی نہین ہے
تذکرۂ علما مین لکھا ہے کہ آپنے حدیث و ادب مین ملا سید علی الملقب نور الدین
الموسوی شستری سے اجازت و سند حاصل کی ہے۔ اور آپکی تصنیف سے کتاب رجعت ہے انتہی کلامہ
آپنے دکن مین شادی کرلی تھی۔ آپ صاحب اولاد تھے۔ آپکے صاحبزادے قطب شاہیہ سلطنت
مین معزز عہدون پر مامور تھے بادشاہ کی طرف سے صاحب انعام و اکرام تھے۔ زمانہ کے انقلاب
سے خاندان مین تغیر و تبدل اس درجہ ہوا کہ نہ وہ انعام رہا نہ وہ منصب و اکرام۔ فی الحال میر موصوف
کے خاندان مین ایک لڑکا جوان صالح مسمی میر حیدر علی استرآبادی حیدرآبادی موجود ہے
نواب خانخانان نظام یار جنگ بہادر کی سرکار مین مختصر ماہوار منصب پر ممتاز ہے۔ نواب صاحب
قدردان ہین خاندان سلف کا لحاظ کرکے میر حیدر علی کے ساتھہ ہمدردی و اعانت فرماتے
ہین۔ اللہ تعالی نواب صاحب کو جزائے خیر دارین مین عطا کرے آمین ثم آمین۔
آخر میر صاحب موصوف بعارضۂ بخار سرسام ۱۰۳۴ سنہ ہجری مین اس عالم خاک سے عالم پاک
کی طرف رحلت گزین ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ملا خاتون نے جو فاضل کامل
شاگرد بہاء الدین عاملی تھا اور میر صاحب کا مصاحب اکثر اوقات مطالب علوم حکمیہ و
مسائل نظریہ مین میر موصوف سے استفادہ کیا ہے۔ خود ملا مدعی تھا کہ مین آپکا شاگرد ہون
آپکی رحلت سے سخت غمگین ہوا۔ آپکی رنج و الم مین ایک مرثیہ لکھا اور اُس مین تاریخ
رحلت بھی کہی وہ یہہ ہے

نقش ثالث اثنا قید۔ نقش ڈالا۔ تیسرے نقش مین امیر غائب شد و حوض میں نمودار ہوا تب

اُن کو حوض سے باہر نکالا گہنٹہ دو گہنٹہ کے بعد ہوش آیا سب نے اُن سے یہ واقعہ پوچہا

اُنہوں نے بیان کیا کہ مین جب حوض مین کودا مجکو اُسوقت اندہ دو یہ دست شخص پکڑ کر

ایک ویرانہ جنگل مین لیگئے اور وہان سے بادشاہ کے دربار مین۔ مین نے پوچہا کہ یہ کیا

معاملہ ہے۔ جوانون نے کہا تونے جو سانپ مارا وہ جن تہا۔ بادشاہ کی بہن کا بیٹا تہا

مین نے دربار مین بادشاہ کو دیکہا اُس کے سامنے ایک بیوی صاحبہ پریشان حال کہڑی

ہوئی ہے اور کہہ رہی ہے کہ میرے بیٹے مقتول کا قصاص ہونا چاہئیے۔ بادشاہ نے ہمشیرہ

کی خاطر سے میرے قتل کا حکم دیا اور مجکو جلادون کے سپرد کیا۔ جلاد مجکو قتل گاہ پر لیجارہے

تہے کہ یکایک بادشاہ کے دو ہرکارے پہنچے اور کہا مجرم کو واپس لیچلو پہر مجکو دربار مین

واپس لیگئے۔ اُسوقت بادشاہ نے بہن کو سمجہایا کہ معاف کرو میر مومن اس بیچارے

کی سفارش کرتے ہین۔ مگر عورتون کا ہٹ مشہور ہے وہ نہین مانی۔ پہر بادشاہ نے قتل کا

حکم دیا۔ اسیطور جلاد لئے جاتے تہے کہ پہر ہرکارے آئے اور کہا مجرم کو واپس لیچلو۔

پہر مجہے واپس لیگئے بادشاہ نے ہمشیرہ کو سمجہایا مگر وہ نہ مانی۔ پہر حکم دیا دربار سے

باہر نہین نکلے تہے کہ ہرکارے دوڑے اور بادشاہ نے فرمایا کہ ہمشیرہ کو نکالو اس ایک

کے لئے میری تمام رعایا اور ریاست برباد ہوتی ہے۔ جاؤ اس مجرم کو جہان سے لائے ہو وہان

پہنچا دو۔ اُسیوقت مجکو بادشاہی سپاہیون نے یہان حوض مین پہنچا دیا۔ مین کنارہ پر

نکل آیا۔ آپ سب حاضرین نے مجکو حوض سے باہر نکالا۔ اُسوقت تمام اہل دربار و بادشاہ

و رعایا کو معلوم ہوا کہ جناب میر موصوف عامل کامل ہین۔

حدائق السلاطین مین لکہا ہے کہ آپ موزون الطبع و خوش فکر تہے کبہی کبہی شعر بہی کہتے تہے

ر کہنا چاہئیے۔ من عمل صالحاً فلنفسہ الخ پر عمل کرنا چاہئیے۔ باہم نفاق رکھنے سے ضرر اٹھاتے ہین۔ اب ہم اس سے زیادہ کہنا نہین چاہتے ہین۔ صرف اس کلمہ پر العاقل تکفیہ الاشارہ پر اکتفا کرتے ہین۔ من اشعار الفارسی

عاشق آن قدر کجا دارد گر گرد دوست
ز پیچ زلف تو پیچیدہ در سرم دودی
خوشم کہ در دل من عشق مدعا نگذاشت
چہ آفتی تو ندانم کہ در جہان امروز
کمینہ مرتبۂ عشق عشق مجنون ست
یکروز بود صحبت عالم ہمہ یکروز
مردیم و ہیچکس بسر خاک ما نگفت
دولت وصل نجوا ہم ست دا
شدم از عشق تو دیوانہ واین می باست
شگفتہ ہر کہ دم از عشق زند می کشمش
ثبوہر کہ بودہ یکدم دل داغدار دارو
اثر لاحت او من زخم خوردہ دانم
عالم شگفت و خاطر ما ناشگفتہ ماند
شرمندہ ام کہ غنچہ بتر مردہ دلم
شب جلوۂ او غیرت صد حور و پری بود
با جذب زلیخا نتوانست بر آمد

امیدانیم عاشق بلبل و پروانہ را
ولہ کہ سوختن جان ملائک رشک مجمر ما
مرا بہوالہوسیہائے خویش انگذاشت
محبت تو دو کس با ہم آشنا نگذاشت
ولہ محبتے کم ازین داخل محبت نیست
ولہ ز ناز روی قیامت بزبانہا ہمہ فردا ست
ولہ کا ای مردہ شاد باش کہ فردا قیامت است
ولہ آسمان در خواب گویا بودہ ست
ولہ حسن پرشور ترا عشق چنین می بایست
جان فدایت کہ مرا نیز ہمین می بایست
ولہ کہ بغیر داغ چندی ز تو یادگار دارد
کہ نمک فشان ہمہ شب بلم گذار دارد
ولہ گلزار مہر و باغ وفا ناشگفتہ ماند
با صد ہزار سعی صبا ناشگفتہ ماند
صد حور و پری بندہ جلوہ گری بود
یعقوب کہ مستغرق مہر پسری بود

تاریخ رفتنش طلبیدم ز عاقلی — گفت بجواز رفتن عیسیٰ بآسمان
۱۰۴۳

مرثیہ کا مطلع

مضی واعظم مفقود فجعت به — من لا نظیر له فی الناس یخلفه

قصیدہ بہت طویل ہے۔ ہم نے بوجہ طوالت ایک ہی شعر پر اکتفا کیا۔
حسب نصیحت میر مرحوم دائرہ مین مدفون کئے گئے۔ پسماندون کا ارادہ تہا کہ میر کی لاش کربلائے معلیٰ روانہ کرین مگر نصیحت کی وجہ سے سب نے اس ارادہ کو فسخ کیا۔ میر نے دائرہ کو کربلائے معلیٰ کا ایک قطعہ پر فضا بنا دیا تہا اسی وجہ سے یہین دفن کرنیکی وصیت کی میر کی قبر پر بادشاہ کے طرف سے مختصر گنبد پختہ بنایا گیا۔ وہ ابتک موجود ہے۔ اسپر آیات قرآنی وادعیہ ماثورہ کے کتبہ بہی موجود ہین قبر سنگ سیاہ صاف سے بنی ہوی ہے۔ واقعی لکن کیا ہند مین دائرہ کی جگہ سے بڑہ کر کوئی جگہ متبرک نہین ہے۔ اُس شخص کے نیک نصیب جو دائرہ مین مدفون ہو۔ میر نے دائرہ کی زمین وقف کر دی تہی عام اجازت تہی کہ سنی وشیعہ کی کوئی تخصیص نہین تہی۔ ابتدا مین اکثر شیعہ وسنی برابر اسمین دفن ہوتے گئے ہین بعد مین کئی ایسے اسباب واقع ہوئے کہ وہ مقبرہ خاص امامیہ کے نام پر منسوب ہوا۔ اولاً یہہ کہ اسمین کوئی مقام ایسا نہین ہے کہ جہان دس دس بلکہ زیادہ مدفون نہوے ہون۔ بالشت دو بالشت بہی جگہ خالی نہین رہی۔ اس وجہ سے لوگ جدید مقام تلاش کرنے لگے۔ دوسرے بعض متعصبین لوگون نے جہلا کے خیال مین جما دیا کہ یہہ مقبرہ خاص امامیہ کے ہی لئے ہے اسوجہ سے بہی امرائے ذی استطاعت جدید مقبرے قائم کرنے لگے۔ دائرہ مین کسیکو ممانعت نہین ہے اب بہی جو سنی غریب ومسکین ہین اُسی دائرہ مین دفن ہوتے ہین۔ میرے نزدیک ہم دونون فریق کو باہمدیگر شیر وشکر ہونا چاہئے۔ اور طرفین کے تعصب کو بالائے طاق

مقامات کز ترتیب یافته اند همه عمر		نتیجه همه گردیده است تجلی

رباعیات

این عمر بباد نوبهاران ماند — این عیش بسیل کوهساران ماند
زنهار چنان بزی که بعد از مردن — انگشت گزیدنی بیاران ماند

وله

از چرخ چو بر زمین بلا میریزد — رنج و غم و غصه جا بجا میریزد
گر حصه ما بیش رسد دوری نیست — بر عضو ضعیف درد ما میریزد

وله

غم نیست که دل جنون فاشی دارد — کز بیخبری خوش انتعاشی دارد
سودائے ترا بهره و عالم ندهد — دیوانه ما عقل معاشی دارد

وله

گر مرد رهی ولا ز محنت نجهی — مردانه ز کف دامن همت ندهی
گر زیستن خویش چو مردان خواهی — منت نکشی ز کس و منت ننهی

وله

شاها نیست بندهٔ غم ما — عالم دیگرست عالم ما
جز عشق و رستخیز بلا — اے خوشا روزگار درهم ما
شکر درد تو چون کنیم که هست — داغ ما لالهٔ داغ مرهم ما
شاه اقلیم درد و غم ماییم — ملک هجران سواد اعظم ما
ملک آن دو دیده خوش نمکین ست — کم ز کوثر مگیر زمزم ما
پیر بیضائے وصل گور فراق — گشته ثعبان آتشین دم ما
غمگساری از و مجو مومن — غم ما از کجا و بیغم ما

وله

خدایا وارهان از شور بختی دلفگاران را — ز گلستان کن بیک باران رحمت شوره زاری را
تشنه پند عشق غافل مشو از روزگار من — گر من برباد شوقت دادم خونین روزگاری را

مجنون بره عشق نکو رفت ولیکن	وله	از معرکه بیرون نشدنش بجگری بود
ذره در پرتو حسنت بدل چنان تابد	وله	که آفتاب جهانتاب از آسمان تابد
توئی که حسن ترا کمترین اثر اینست		که آفتاب تو در مغز استخوان تابد
هر سحر گلشن بخون غلطید و بلبل خون گریست	وله	زان شبیخونها که حسنت بر گل سیراب زد
چه صد کاروان مصر چین برباد در یکدم	وله	نسیمی کاورد باد صبا زان جعد گیسویش
نبود میل دلی از جانب دلدار فهمیدم	وله	الهی خیر باشد یاری از یار فهمیدم
خدارا گذری بر تربت مومن گران مسکین		بوقت جان سپردن حسرت بسیار فهمیدم
از رویت بفیض دو عالم رسیده ایم	وله	ای دوست تا ترا نه چو اغیار دیده ایم
صبر و سکون کجاست بملک نیاز و ناز	وله	از حیرت است اگر نفسی آرمیده ایم
معجز نار خلیل و فیض آب زندگی	وله	از دل پر آتش و از چشم پر نم یافتیم
یک نفس مع من اگر از دوست غافل گشته	وله	زین گنه تا یکنفس باقیست استغفار کن
ای صید دست و پا زده عذر گنه بخواه	وله	گستاخی بخدمت صیاد کرده
ز سینه تا رسدم بر لب و دهن ناله	وله	هزار جا بنشیند ز ضعف تن ناله
ز تار لب تو همین بر لبست گز دل نیز		بگوش میرسد از چاک پیرهن ناله
بسمک ابدأنا یا منک بدا بسم الله	وله	ای یاد تو زهر درد دوا بسم الله
ذکر تو در همه حال دل مشتاق ترا		آنچنان خوش که در آغاز دعا بسم الله
هیچ چون شوم ببزم طرب همدم کسی	وله	دارم غم کسی که ندارد غم کسی
دردیم قطع یاری یاران که پیش دوست		نامحرم است هر که بود محرم کسی
گذشت عمر گرامی بغفلت عجبی	وله	بغفلتی عجبی و بسرعتی عجبی

تحصیل علم کرکے عالمگیر بادشاہ کی خدمت مین ملازمت و منصب مناسب حاصل کیا۔ سنگمنیر کی
وقایع نگاری و بخشی گری پر مامور ہوا۔ اس خدمت سے معزول ہونیکے بعد روضہ منورہ خلدآباد
کی قضاوت پر مقرر ہوا تا آخر حیات خدمت پر مامور رہا۔ بعدازان آپکے والد با جد سید محمد شریف
المخاطب شریف الدینخان مقرر ہوئے اور شاہ نظام الدین نگرانی اورنگ آبادی المتوفی ۱۱۴۲ ہجری
کی دختر نیک اختر سے شادی کی۔ آپ بھی موزون الطبع تھے کبھی کبھی بتقاضائے موزونی طبع
یکدو بیت موزون فرماتے تھے اور شرافت تخلص کرتے تھے۔ مہربان کی ولادت ۱۱۵۱ ہجری
مین شہر اورنگ آباد مین واقع ہوئی۔ تاریخ ولادت { ولادت عبدالقادر مہربان } ہے
اور بعض نے جو ۱۱۴۳ ہجری لکھا لااصل لہ کیونکہ خود مہربان نے اپنی تالیفات مین ۱۱۵۱ ہجری
بیان کیا ہے۔ سن شعور و تمیز مین تھوڑی مدت مین قرآن شریف حفظ کیا۔ اور کتب درسیہ
عربی و فارسی جناب میر غلام علی آزاد کی خدمت مین تمام کین اور فن شعر مین بھی میر موصوف سے
تکمیل کی۔ اور علوم غریبہ نجوم و جفر و تکسیر مین بھی لیاقت و مناسبت حاصل کی تھی۔ اولا والد
بزرگوار کا مرید و خلیفہ ہوا تھا۔ سہروردیہ و چشتیہ طریقہ کی خلافت و اجازت پائی تھی۔ آپکے والد
مولانا شاہ فخرالدین دہلوی سہروردی الچشتی کے مرید و خلیفہ تھے اور بعد مین بلاوساطت
والد اپنے حقیقی ماموان مولانا موصوف سے خلافت حاصل کی۔ عالم فاضل ادیب کامل
جامع غرائب ہر فن شاعر شیرین سخن تھا۔ رنگین خیال فصیح زبان و شیرین مقال سحر بیان تھا
رسائی فہم و جودت ذہن سے موصوف کا وقت سرعت درک مین معروف تھا۔ اقران و امثال
مین عدیم المثال۔ ارباب کمال مین سرآمد کمال تھا۔ اور والد کی وفات کے بعد روضہ خلدآباد
کی موروثی خدمت قضا پر مامور ہو کے زندگی بسر کرتا تھا۔ اور درس و تدریس و مطالعہ کتب
تفسیر و حدیث مین مشغول اور طالبین و مریدین کی ہدایت و ارشاد مین مصروف رہتا تھا۔ اور

پیوستہ با ناسازگاران سازگاری کن / کہ باشد سازگار خود کنی ناسازگاری را

خاری بر خارم مبید بگردون زیک مستی / چہ خوش بودی کہ دادی مستی ہم برخاری را

بہ تلخی جان دہ و کمتر حدیث درد گو مومن
چہ غم از تلخی ناکامئے ناکامگاری را

سجدہ وا رو دلم بر شکوہ لاف صبر و طاقت را / نیارم با کمال عجز این اظہار قدرت را

ز بیم آنکہ ہر مو سر کشد صد شعلہ ز شکوہ / بصد خون جگر پنہان کند دل آہ حسرت را

ز خونین داغہائے من فلک رانو و تہبایاو / کہ خوش آب بے دورنگی دادہ گلزار محبت را

نسیم لطف جانان کم شد اے باد سحرگاہے / مدد کن تا بجوش آید ز دریا ہائے رحمت را

چہ عہدے بود عہد وصل جانان بہر جان نثاری / دریغا ماندانستیم بدل قدر فرصت را

فدائے رسم عادت سوز خود گردم کہ در عہدش / عجب ویرانہ دیدم سرائے رسم عادت را

بشرمت گر ز من بیتابئے شر راز و بگذر / پریشان زشت طرح وضع صحبت منعفقت را

اگر اینست مومن صحبت ہجران کہ من دیدم / بہ بزمش خون خورد بیمرن مبا بگذار جرأت را

مہربان میر عبدالقادر اورنگ آبادی

مہربان تخلص - میر عبدالقادر نام اورنگ آبادی المولد - سید صحیح النسب والحسب ہے
آپکی نسب بائیس پشت میں حضرت امام علی موسی رضا علیہ السلام سے منتہی ہوتی ہے - آپکے
بزرگوں میں بعض نیشاپور سے ہند میں آئے مقام کنتور صوبہ اودہ میں متمکن ہوئے۔ یہ قاضی
کنتوری جو اصل سادات و خلفائے شاہ بدیع الدین مدار سے تھے۔ آپکے اجداد میں
آپکے جد سید محمد حنیف بن سید امان اللہ کنتوری نے اپنے ماموں ملا قطب الدین سہالوی سے

جاری ہے۔ جو مشائخ آپکے سلسلۂ ولاد و آل مین ہین فخری لقب سے مشہور ہین۔ چونکہ
آپ پیر کے تعلق و نسبت کی وجہ خود کو ملقب بفخری مشہور کرتے تھے۔ اور بعض اہل مدراس
مشائخ فخری کو منسوب بفخرالدین ترمذی انسبا خیال کرتے ہین۔ ہمکو تذکرون اور تواریخ سے
اس امر کا کہین ثبوت نہین ملا۔ ہم صرف شہرت پر اعتبار نہین کرسکتے والعلم عنداللہ۔ شاہ
مہربان صاحب دیوان و تصنیفات تھے۔ اکثر رسائل تصوف مین اور بعض تذکرے بھی لکھے ہے
چنانچہ ہم نے رسائل کی فہرست صدر مین لکھی ہے اب آپکے دیوان سے اشعار ذیل ہدیۂ
ناظرین کرتے ہین **من اشعارہ الفارسی**

حرفے گذشت از کمر تش دروان ما — مو دار شد چو کلک مصور زبان ما

وله — ہلاکم کرد داغ حسرت ہائے نگارینی — بجائے سبزہ از خاکم شود شاخ حنا پیدا

وله — صبا آہستہ پا نہ گذر در کوئے او افتد — کہ ہست از چشم نازک مزاجان فرش راہ آنجا

وله — سر زبان بینم عتاب آلودہ چشم یار را — بیدماغیہاست لازم مردم بیمار را

وله — پریشان می شود ہر کس دارد فکر تعبیرش — نمیدانم سر زلف کرا دیدم بخواب امشب

وله — بیہودہ ام وادی وشد جمع خواہم ز نشاط — گشت شیرازہ دلم را زرگ پای امشب

وله — چرا بہ پیش تو اظہار مدعا نکنم — تو بیدماغ نۂ خاطرم پریشان نیست

وله — قاصدا از اظہار پیغامش دل ما شاد کن — خندہ داری بلب چیزے کہ فرمودہ است

وله — دل ما دادن از برائے نگاہے گناہ ما — دل بردن و نگاہ نکردن گناہ کیست

وله — ز عشق درد سر دارم دگر ہیچ — خیالے آن کمر دارم دگر ہیچ

وله — دوش در بتکدہ دشمن ایمانے چند — در ربودند دل و دین مسلمانے چند

وله — بارہا خوردیم زخم و تشنگی باقی ہنوز — تا چہ مقدار آب شمشیر تو قاتل شور بود

آخر مین شاہ فخرالدین اورنگ آبادی ثم دہلوی کی صحبت مین مستفید ہوا۔ تکمیل کے بعد طریقہ قادریہ وغیرہ طرق کا خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ اور نواب آصفجاہ ثانی کے وزیر رکن الدولہ کا مصاحب تہا۔ وزیر موصوف مہربان کے حال پر مہربان تہا۔ لچھمی نرائن نے گل رعنا مین لکہا کہ ابتدا مین رنگین تخلص کرتا تہا۔ اور میر ضیاء الدینخان اورنگ آبادی بہی رنگین تخلص رکہتا تہا۔ میر موصوف نے مہربان سے درخواست کی کہ آپ یہہ تخلص مجکو دیجئے اور اپنا تخلص دوسرا قرار دیجئے۔ مہربان نے ایثار تخلص اختیار کیا۔ پہر میر غلام علیصاحب آزاد نے مہربانی سے مہربان تخلص عطا فرمایا۔ فی الحال شعر عربی کی مشق کرتا ہے انتہی کلامہ۔ نظم مین متعدد رسائل لکہے۔ کحل الجواہر فی مناقب شیخ عبدالقادر۔ پندرہ ہزار بیت۔ دیوان قصائد مناقب دو ہزار بیت۔ وقائع کربلا دس ہزار بیت۔ نثر مین بہی کئی رسائل تالیف کئے۔ مرآت الشہود میر فخرالدین ترمذی کے حال مین سات ہزار بیت۔ عدیم المثال فی تجدد الامثال و ہزار بیت ومناقب مرتضوی تیرہ ہزار بیت۔ وفخرالوظائف شرح تہذیب للطائف۔ لطائف ستہ واذکار کے بیان مین سولہ ہزار بیت۔ ودیوان غزل پانچہزار بیت۔

تاریخ الافکار کے مولف نے لکہا کہ سنہ ۱۱۹۹ ہجری مین اورنگ آباد سے مدراس گیا اور اہل مدراس کو علوم ظاہری و باطنی سے مستفید کیا۔ نواب والاجاہ رئیس ارکاٹ مدراس نے آپکی بلحاظ ثمرات وفضیلت بڑی تعظیم وتکریم کی۔ اور حسن اعتقاد سے ہمیشہ آپکے ساتہہ مراعات شائستہ فرماتا رہا اور آپکے لئے ایک خانقاہ واقع میلاپور تعمیر کرادی۔ اور وظیفہ بالیحتاج بہی مقرر کردیا تہا آپ مدۃ العمر خانقاہ مین رہے طالبین ومریدین کو علوم ظاہر وباطن سے فیض پہنچاتے رہے آخر سنہ ۱۲ ہجری مین اس دار فانی سے بہشت برین کو رحلت کی اور خانقاہ مذکورہ مین مدفون ہوئے انتہی کلامہ۔ اور مدراس مین آپکے خلفاء و مریدین بیشمار تہے۔ اب تک وہان آپکا سلسلہ

بگرد لعل تو خط نیست بلکہ کلک قضا	ولہ	بہائے بوسہ رقم کرد در خط ریحان
بیدماغ از سیہ باغم ہمتے دارم بلند	ولہ	کشتۂ رفتار یارم نیستم شیدائے سرو
اینقدرہا دیدن آئینہ ظالم خوب نیست	ولہ	میتوان کردن نگاہ ناز بردل گاہ گاہ
داغم ز دست آن گل بیرحم کاشکے	ولہ	برہ برگ لالہ نامہ ام انشا کند کسے

ممتاز - محمد بہادر خان برہانپوری

ممتاز تخلص - محمد بہادر خان نام برہانپوری المولد ہے - آپکی نسب کا سلسلہ یوسف خان چک کشمیری سے منتہی ہوتا ہے - سخن گوئی و سخن فہمی مین ممتاز نواب آصفجاہ ثانی کی خدمت مین منصب جاگیر سے سرفراز تہا - نواب معین الدولہ بہادر ایلچپور ناظم اورنگ آباد کا مصاحب وجلیس تہا - اور آزاد بلگرامی کے معاصرین سے تہا - آخر ۱۱۹۶ھ ہجری مین فوت ہوا

من کلامہ

چون کمال از صید ما را حاصلے منظور نیست	ولہ	از برائے دیگران است انچہ می کوشیم ما
دل بہ بیداد فلک خو دادہ ایم	ولہ	از ازل این دانہ نذر آسیا است
جنون طرفہ دارم بیا و گردش چشمی	ولہ	نگیرد جا آبادی نگنجد در بیابانے
حرص جمع مال دنیا رہبر راہ فنا است	ولہ	خویش را از بہر زر بیرحمت قارون مکن
جزولائے شبیر حق ممتاز در دل جا مدہ		جاے گوہر سودۂ الماس معجون مکن

منت - میر قمر الدین دہلوی

منت تخلص - میر قمر الدین نام - مشہدی الاصل مین - آپکا تولد قصبہ سونی پت مین ہوا

وله
بلای گردش چشم تو داد دردسرم
تو جام باده کشیدی مرا خمار آمد

وله
دوستان شب میرود حرفی از آن گیسو کنید
خشک شد مغزم علاجش از گل شبو کنید

وله
وصف رخسار کسی کردم نفس گلزار شد
نکهت فردوس می آید دهانم بو کنید

وله
خنجر دست نگارین که قتلم کرده است
در کفن بوی حنا می آید از خونم هنوز

مردیم و بیقراری دل نیست کم هنوز
چو گرد باد می کند این خاک رم هنوز

وله
ما را بآرزوی نگاهی چه میکشی
بیرحم این مثابه غلام حیا مباش

صدف نیم که با برگهرفشان نازم
بود چو آینه ام آبرو ز جوهر خویش

وله
می کند در دیدهٔ من اشک آتش فام رقص
نغمه چون بسیار گرم افتد کند در کام رقص

وله
نه پنداری که خط گل کرد بر پیراهن عارض
غبار ناتوانان دست زد بر دامن عارض

وله
جا فروتن می تواند یافتن بالای چشم
از خم ابروی جانان یافتم قدر رکوع

وله
یاد چشم و روی او ای مهربان بس میکند
از بهار نرگس و سیر چمن دارم فراغ

وله
تا تو گفتی ای ستمگر خنجری دارم بکف
گفت از خود رفتهٔ من هم سری دارم بکف

وله
چو گل لبریز زخمم خون ناب ساکنی دارم
شدم تصویر بسمل اضطراب ساکنی دارم

بخود گفتم بعالم کیست سامان چمن دارد
دل صدپارهٔ من در جواب آمد که من دارم

نیم ای مهربان در غربت از رنج سفر فارغ
برنگ بوی گل انداز غربت در وطن دارم

وله
ندارم چاره گر رزق از لبم چو آسیا ریزد
تلاش نوکری چندانکه می بایست من کردم

وله
محتاج چراغی نبود مشت غبارم
چون کاغذ آتش زده خود شمع مزارم

وله
بر سر لوح مزار ما گل نرگس زنید
ما شهید تیغ آن چشم خمار آلوده ایم

وله
بارها دیدی و حال مهربان پرسی ز من
بیمروت در شکایتها زبانم وا مکن

من اشعاره الہندی

اس آئینکا کچھ ہے لطف پیارے
گر اُس لب جان بخش کی مین بات سناؤن

ولہ

ہر دم جو کہو کہ جائین گے ہم
عیسی بہی جو کچھ بولے تو صلوات سناؤن

قدم رکھہ گیا کون سینے پہ اپنے

ولہ

گل داغ مین آج مہندی کی بو ہے

ہمی عشق عبث کرتے ہین مجکو منت

ولہ

ہان یہہ سچ ہے مین نے کی خوبون سے تو ایک خوسی ہے

رہنہ پا ہی لیجیں مجکو اس منت مغیلان مین
علاج دلکو آئے تھے مسیحا سخت دعوے سے

ولہ

جہان ہر خار کو دعوی ہو نشتر کی نیابت کا
یہان کیا ہو گیا وہ معجزہ حضرت سلامت کا

من اشعاره الفارسی

نقدے بکف نبود بجز آبرو مرا
پر از اسباب کلفت شد جہان جائے نمی یابم
رسم دیوانگی از حلقۂ گیسوئے تو خاست

آن ہم ز دست ریخت بپائے سبو مرا
گر بار خاطر غمدیده را یکسو نہم آنجا
شور محشر ز خرام قد دلجوئے تو خاست

محب ۔ مولانا محب علی سندی

محب تخلص ۔ محب علی نام ۔ سندی الاصل ہے ۔ وطن سے عبدالرحیم خانخانان کے ہمراہ آیا ۔ اہل مناصب کے زمره مین شریک تہا ۔ ہمیشہ خانخانان کی رفاقت مین بسر کرتا رہا ۔ خانخانان کے انتقال کے بعد ایرج خان بن خانخانان کی خدمت مین زندگی گذارتا رہا ۔ کبہی برار مین کبہی خاندیس مین رہتا تہا آخر ۱۰۳۱ ہجری مین فوت ہوا ۔ شیخ محمد بن فضل اللہ کا مرید تہا ۔ پیرے صحیح عقیدت و ارادت رکہتا تہا پیر پرست و نیک سیرت تہا ۔ شاعر بہی تہا کبہی کبہی کلام موزون کرتا تہا ۔ جو کچھ کہتا تہا پسندیده ہوتا تہا ۔ من اشعاره

اور نشو و نما دلّی مین پایا۔ سن شعور کے بعد علما و فضلا کی خدمت مین علوم و فنون کو حاصل کیا۔ فاضل و مستعد ہوا۔ مولانا فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے طریقہ چشتیہ مین بیعت کی جب تک آپ دلّی مین رہے تب تک سنی المذہب تھے جس وقت دلّی سے لکھنو گئے اسوقت امامیہ طریقہ اختیار کیا۔ شاعر عالی دماغ و بلند خیال تھا۔ آپکا کلام بلاغت و فصاحت مین ڈوبا ہوا ہوتا تہا۔ لکھنو مین مدت تک ہا امرا متمول اہل دول کی تعریف و مدح مین قصائد لکھے۔ خوب انعام و صلے پائے۔ پہر لکھنو سے کلکتہ گئے گورنر جنرل بہادر کی مدح مین ایک قصیدہ لکھکر پیش کیا۔ ملک الشعرائی کا خطاب پایا۔ گورنر بہادر نے آپکو سفیر کرکے نواب نظام الملک آصفجاہ ثانی کے خدمت مین بہیجا۔ آپ کلکتہ سے سنہ ۱۲ ہجری مین حیدر آباد پہنچے۔ دربار آصفی مین باریاب ہوے ایک قصیدہ بندگانعالی کی مدح مین لکھکر نذر کیا۔ بندگانعالی بہت خوش ہوئے دس ہزار روپیہ عطا فرمایا۔ اور دو سو روپیہ ماہوار منصب مقرر کردیا۔ آپ یہان سے نہایت خوشی و خرمی سے ہندروانہ ہوئے پہر لکھنو مین پہنچے راجہ ٹکیت رای کے مصاحب ہوئے چندروز قیام کرکے انچاس برس کی عمر مین بتقریب سیر لکھنو سے کلکتہ گئے وہان پہنچتے ہی سنہ ۱۲۰۸ ہجری مین خلد برین کو روانہ ہوئے۔ صاحب دیوان ہین۔ آپکے دیوان مین کل اشعار پچاس ہزار ہونگے۔ آپنے کئی مثنویان تصنیف کین۔ اور نثر مین ایک کتاب بنام شکرستان لکھی۔ اس کتاب مین گلستان سعدی کی طرز اختیار کی ہے۔

من اشعارہ الفارسی مثنوی

درین بحر دہ مثنوی گفتہ ام — بآئین و طرز نوی گفتہ ام

چو اشعار من در عدد میرسد — شمار قصائد بصد میرسد

بود شعر من در غزل سی ہزار — ز یا نصد رباعی گرفتم شمار

بہت شادمانی سے رہا اکثر اوقات دربار شاہی مین باریاب ہوتا تہا ایکوقت دلّی سے تغر خالاآباد مین آیا اور وہان چند روز مقیم رہا آخر وہان سے بشوق سیر حیدرآباد روانہ ہوا۔ چند روز کے بعد شہر مین پہنچا۔ میر مومن استرآبادی وزیر قطب شاہ حکیم کی ملاقات کے لئے فرودگاہ پر آیا حسب برسم تواضع باشتباہ گلاب شیشہ شراب میرپرافشان کیا۔ میر نہایت رنجیدہ ہوکر اُٹھا مسیح بہی اس حرکت ناشائستہ سے نہایت ہی نادم وپشیمان ہوا۔ وہان ایک ساعت بہی قیام کرنا حرام سمجہا فی الفور بیجاپور روانہ ہوا۔ بیجاپور مین اُسکی دلچسپی نہین ہوئی۔ اُسوقت بیجاپور کے قرب وجوار مین جہانگیری لشکر پڑا ہوا تہا۔ دریافت کرکے بیجاپور سے لشکر مین پہنچا۔ مہابت خان سے ملازمت حاصل کی۔ مہابت خان کے ہمرکاب رہا۔ جب صاحبقران ثانی شاہ جہان تخت نشین ہوا تب یہ قطعہ تاریخی پیش کیا بارہ ہزار روپیہ انعام پایا۔ قطعہ یہہ ہے

بادشاہ زمانہ شاہ جہان	خورم وشاد وکامران باشد
حکم او بر ممالک عالم	ہمچو حکم خدا روان باشد
بہر سال جلوس و گفتم	در جہان با دتا جہان باشد

سنہ ۱۰۴۱ہجری مین بسبب کبرسنی حضور بادشاہ سے مشہد مقدس کی رخصت چاہی۔ اجازت ہوئی۔ رخصت کے وقت بادشاہ نے پانچہزار روپیہ زادراہ دیکر روانہ کیا۔ نہایت شادکام وفائزالمرام گیا۔ مشہد مقدس مین پہنچکر زیارت سے مشرف ہوا اور وہان سنا کہ شاہ عباس ماضی فوت ہوگیا ہے۔ اطمینان خاطر سے ایک سو پانچ برس کی عمر مین وطن مالوفہ کاشان کیطرف متوجہ ہوا۔ کاشان مین پہنچکر چند روز مقیم رہا۔ پہر وہان سے اصفہان مین شاہ صفی کے دربار مین پہنچا۔ شاہ سے بے توجہی دیکہکر شیراز مین آیا۔ چند روز کے بعد شیراز سے کاشان مین وارد ہوا مولف شاہجہان نامہ لکہتا ہے کہ حکیم رکنا عراق مین ہند سے معاودت کرکے آیا دعائے دولت

بصدمۂ کہ غمت زد بسے ز جا رفتم | ہزار سالہ رہ رفتہ را قفا رفتم
گدائے در بیگانہ منفعت دارد | زبسکہ غلط شدہ در کوئے آشنا رفتم
یکے قرص خورشید در آب دید | روان بر سرش دام ماہی کشید
چو از جنبش آب شد در شکست | بغواصی آمد کشش آرد بدست
فرو رفت تا کہ بکام نہنگ | نہ از روئے ما راہمین است سنگ

مسیح - حکیم رکن الدین کاشی

مسیح تخلص - رکن الدین نام - حکیم نظام الدین علی کاشانی کا فرزند ہے - مسیح کا مولد و منشا کاشان تہا - فن طب مین عیسوی دم علوم فلسفہ مین عدیم ثانی تہا سخن سنجی و جادو بیانی مین ثانی انوری و خاقانی تہا - شاہ عباس ماضی مسیح کے حال پر نہایت عنایت و کرم فرماتا تہا اور حکیم کی بڑی تعظیم و توقیر کرتا تہا - چند مرتبہ حکیم کے دولتخانہ پر خود بادشاہ رونق افزا ہوا ہے ایک روز حکیم دربار شاہی مین کسی فاضل کے ساتہہ مناظرہ مین مشغول تہا بادشاہ بہی اسوقت موجود تہا بادشاہ نے مخالف کی جانبداری کی - مسیح نے کشیدہ خاطر ہوکر درباداری ترک کی اور بارگاہ سے باہر گیا - تہوڑی دیر کے بعد ایک قصیدہ اجازت سفر کے بارہ مین لکہکر بہیجا - اُسکا مطلع یہہ ہے لیکن بادشاہ نے اجازت نہین دی -

گر فلک یک صبحدم با من گران باشد سرش | شام بیرون میروم چون آفتاب از کشورش

جب بادشاہ دار السلطنت سے ازندران کو روانہ ہوا تب مسیح موقع پاکر فی الفور دار الامن ہند کی طرف متوجہ ہوا - اکبر بادشاہ کے دربار مین باریاب ہوا - بادشاہ ہند نے مسیح کی بڑی تعظیم و تکریم کی مدت تک عیش و آرام کے ساتہ زندگی بسر کرتا رہا - عہد جہانگیری مین بہی کامرانی

اے دل بکار آخر غمگسار من توئی	ہم چراغ خانہ ہم شمع مزار من توئی

من رباعیاتہ

دل بے تو مرا ز عمر خود دلگیر ست
وین گرسنۂ شوق تو از جان سیر ست
در آمدن اے نگار تا خیر مکن
ہر چند کہ زود تر بیائے دیر ست

ولہ

گر آتش روز خم نشیمن گردد
دو زخ حیران سینۂ من گردد
گر پنبۂ داغ من شود رشتۂ شمع
ہر چند کشند باز روشن گردد

ولہ

خوبان کہ چراغ حسن افروختہ اند
در آتش ہجر خرمنم سوختہ اند
بسیار دراز ست شب ہجر مگر
روز سینۂ مرا دران دوختہ اند

ولہ

پیوستہ بروئے تو تماشا دارم
دل در خم آن زلف چلیپا دارم
بند ست بہر یک سر موئے تو دلم
من یک سر و صد ہزار سودا دارم

مخمور۔ مرزا لطف اللہ تبریزی

مخمور تخلص۔ میرزا لطف اللہ نام۔ حاجی شکر اللہ تبریزی کا فرزند ہے۔ حاجی وطن سے دل برداشتہ ہو کر ہند مین وارد ہوا۔ اور بندر سورت مین سکونت اختیار کرلی۔ اُسی مقام مین سنہ ۱۰۹۵ ہجری مین مرزا لطف اللہ عالم ظہور مین جلوہ آرا ہوا۔ اُسکی ولادت مین کسی مورخ نے یہہ مصرع موزون کیا ۵ برسپہر سعادت آمد ماہ۔ مخمور نے سن تمیز و رشد کے بعد سورت مین آقا حبیب اللہ شاگرد آقا حسین خوانساری سے کتب درسیہ علوم متعارفہ عربیہ و فنون متداولہ ادبیہ تحصیل کین اور سخن کی اصلاح بھی آقا صاحب سے لیتا رہا۔ پھر سورت سے بطریق تجارت ملک بنگالہ مین گیا۔ وہان کے حاکم نواب سرفراز الدولہ بہادر نے مخمور کی شرافت ذاتی و لیاقت صفاتی کا لحاظ کرکے اپنی دختر نیک اختر سے شادی کردی اور حضور شاہی سے

ابد پیوند مین مشغول ہوا۔ اس خاندان کے دعاگویون مین ہے اکثر اوقات صاحب قران ثانی انعام و مرحمت سے غائبانہ یاد و شاد فرماتے ہین۔ آخر ۱۰۶۱ ہجری مین اس عالم فانی سے ملک جاودانی کو روانہ ہوا۔ مصرع تاریخ کسی شاعر نے لکھا ہے ۔ رفت بسوئے فلک بازمسیح دوم اُسکا کلیات ایک لاکھ بیت پر شامل ہے مرزا صائب تبریزی جو آپکا شاگرد رشید ہے اُس نے اُستاد کے فوت ہونے کے بعد کل اشعار مین سے سات ہزار ابیات انتخاب کر کے ایک مختصر دیوان جمع کیا۔ من اشعارہ الفارسی

اگر خواہی کہ سنجی زور فقر و سلطنت باہم
بچینی ہائے فغفوری بزن کشکول چوبین را

سبزہ پامال است در زیر درخت میوہ دار
در پناہ اہل دولت ہست خواری بیشتر

نالہ زار است کارم تا نفس با شد مرا
نالہ ہم فریاد رس ہم فریاد رس با شد مرا

عمر اگر امان دہد وقت خزان درین چمن
نیم شبی قضا کنم نالہ عندلیب را

پیش قدت آب داد سرو باغ را
پیش قدت بباد سپارم چراغ را

عشق کہ رفتہ رفتہ جنون آورد چہ سود
دیوانہ گشتن از نگہ اولین خوش است

کجا از خواب ناز آن فتنہ در بر قمر خیزد
مگر در دست پایش آفتاب افتد کہ برخیزد

دل من آتش طور است افسردن نمیداند
چراغے کز دلم روشن کنی مردن نمی داند

مرا از طرہ مشکین او یکتار می باید
ہمہ سامان کفرم شد ہمین زنار می باید

بزبان گر نام خاکم بگذرد آذر شود
ور در آید در دلم خورشید خاکستر شود

بکام دل ندیدم یک نفس در مدت عمرش
کنون چشمی کہ دارم بر نگاہ واپسین دارم

چنان روشن ز یاد روئے او شد خانہ گورم
کہ نتوان سر نوشتم خواند از لوح مزار من

گر تو باشی میتوان صد سال بیجان زیستن
بیتو گر صد جان دہد یک لحظہ نتوان زیستن

ما و من برلب جو جلوه فروش است امشب | ولہ | آب از عکس رخت تا بدله پوشست امشب

بر خاک درت سر شهان است | ولہ | این قطعه زمین بر آسمان است

آویزه گوش عقل گردد | حرفی که ز پاک گوهران است

در مشرب عذب خاکساران | شیرینی شهد کم نشان است

خوردم چو هما فریب دولت | این لقمه تمام استخوان است

سیلاب سرشک ما بهامون | دیوانه مطلق العنان است

تا ب سخن سبک ندارم | این پنبه بگوش ما گران است

از رفتن عمر دارم افغان | فریاد جرس ز کاروان است

حضور آصفجاه نے بھی اسی زمین میں ایک غزل لکھی تھی اُسکا مطلع و مقطع یہہ ہے

یادت همه دم انیس جان است | چون بو که ببرگ گل نهان است

از درد دلم مپرس آصف | رنگ رخ زرد ترجمان است

دیده میداند چها شب بر سرم بی او گذشت | ولہ | همچو سیل از پل سرشک چشم از ابرو گذشت

دل آزاری ندارد حاصلی غیر از پشیمانی | ز تیر انگشت افسوسے بلب دائم کمان دارد

از کوه گران سنگ مکافات بترسید | با شیشه ناموس کسے کار ندارید

تعجب نیست بلا نیست اگر حاجت روا گردد | ولہ | که زخم کهنه را خاکستر عقرب دوا گردد

نرود آن کی بخود درماندگان را کار بگشاید | گره امکان ندارد باز از انگشت پا گردد

بجز از محبت رشته گلدسته را مانم | ولہ | که عمرم جمله صرف اجتماع دوستان گردد

چرا بنمود زود دفتر ایام | ولہ | که خود بخود ورق این کتاب میگردد

میفریبد نازنینان را بهر صورت که هست | کاش چون آئینه من هم جوهری میداشتم

مرشد قلیخان رستم جنگ کا خطاب و منصب مناسب مقرر کرایا اور اڑیسہ کی صوبہ داری
پر مامور کیا - میرزا نے نعمت کی قدر نہ کی بعض مشیران شریر کی صلاح سے صوبہ کے
انتظام مین کما ینبغی توجہ نہین کی اور وہان سے دل برخاستہ ہوکر حضور نواب آصفجاہ والی دکن
کی خدمت مین پہنچا - اور نواب آصفجاہ کی ملازمت اختیار کی - حیدرآباد دکن مین مدت تک
رہا خوب انتظام کیا - زمین کی پیمائش و بندوبست عمدہ طرح سے کیا - ایکہتر برس کی عمر
مین ۱۱۶۴ھ ہجری مین رشتہ زندگی کو قطع کیا - صاحب تحفۃ الشعرا نے اپنے تذکرہ مین
لکہا کہ مخمور تخلص مرشد قلیخان نام رستم جنگ خطاب اور گل رعنا بہی صاحب تحفہ کے
ساتہہ متفق ہے مگر صاحب صبح گلشن بجائے مخمور محمود تخلص لکہتے ہین شاید سہو کاتب ہے
مخمور شاعر سلیم الطبع خوش مزاج شگفتہ جبین تہا - فضائل و کمالات سے آراستہ تہا
شیرین بیانی و نازک خیالی سے پیراستہ تہا - ملکی انتظام مین نہایت ہی لائق و فائق تہا
حساب پیمائش مین یگانہ روزگار تہا - فارسی و ہندی مین شعر کہتا تہا ہم ذیل مین آپکے
اشعار بطور نمونہ ہدیہ ناظرین کرتے ہین - آپ سدوردی خان ملازم نواب شجاع الدولہ
کی بغاوت کی وجہ سے مقابلہ و مقاتلہ کے لئے مستعد ہوئے مقابلہ مین کامیابی نہین ہوئی
ناخوش ہوکر وہان سے حیدرآباد دکن مین نواب آصفجاہ مرحوم کی خدمت مین آئے نواب آصفجاہ جنت مکان
نے بڑی خاطرداری کی اور خدمت جلیلہ پر مقرر فرمایا آپ دکن مین ایسے جمے کہ مرگئے
آپکی وفات ۱۱۶۴ھ ہجری مین اورنگ آباد مین ہوئی - من اشعارہ الفارسی

پشت فلک بخاک رساند غرور ما
کہسار را فگند گرہی سنگ زور ما

گرفت شور جنونم چنان گریبان را
کہ بر میان زدہ ام دامن بیابان را

نوشتہ اند بتعریف لف خال و خطت
جدا جدا سخنم ہمچو خط ہندو تا

گل شاخ پر صبا سے ہلتی نہین چمن مین	گلرو کی تبسم سے بسمل تلملاتے ہین

مقصود ۔ میر مقصود علی اورنگ آبادی

مقصود تخلص ۔ میر مقصود علی نام اورنگ آبادی المولد ہے ۔ فارسی مین عمدہ لیاقت و مہارت رکہتا تہا ۔ خوش الحان تہا اکثر قصائد نعتیہ میلاد شریف مین خوب پڑہتا تہا سامعین کے دلون پر بڑا اثر ہوتا تہا ۔ اکثر وجد مین پہر کتے تہے ۔ شعرگوئی مین مشق کرتا تہا جو کچہہ کہتا تہا خوب مرغوب ہوتا تہا شفیق اورنگ آبادی تذکرہ چمنستان مین رقم فرماتے مین کہ مقصود فقیر سے ربط رکہتا ہے اکثر اوقات میرے غریب خانہ پر تشریف لاتا ہے خوش مزاج و خوش وضع نہا مر ایک کے ساتہہ حسن سلوک کرتا تہا ۔ آخر ۱۱۹۰ ہجری مین فوت ہوا ۔

من اشعارہ الہندی

دیکہنے سے چشم یار مین یون کیف کی بہار	رہتا نہین ہے ہوش کسی ہوشیار کا

ہمکو آپکے اشعار مین سے صرف یہی ایک شعر ملا ۔ اس لئے اسی پر اکتفا کیا گیا ۔

میر ۔ سید شاہ میر برہانپوری

میر تخلص ۔ سید شاہ میر نام ۔ باشندہ برہانپور مین ۔ مشائخ برہانپور سے تہے ۔ سید صحیح النسب والحسب تہے کتب درسیہ سے فارغ التحصیل تہے توحید و تصوف کے دریا مین ڈوبے ہوئے تہے محبت و شوق الہی کے شرارون سے ہمہ تن سوختہ تہے ۔ دل کے سوز و گداز سے سینہ بریان و دیدہ گریان تہے ۔ اسی جوش و ولولہ مین حقانی خیالات و ربانی مشاہدات کو موزون کرتے تہے آپکی غزلین ادہر ٹے اور رباعیات دو ہرے نہایت ہی بامزہ و شور انگیز

نہ دل از من خبر دارد نہ من از دل خبر دارم
دل از من گی جدا گشت و من از دل گی جدا گشتم

بسان شیشۂ ساعت رفیق کار پیدا کن
بیک ساعت زمین و آسمان زیر و بالا کن

باشد دو جہان قائم از ان ذات یگانہ
بر پا چو کمانست بیک تیر دو خانہ

بیک صورت بود با یک دگر طرز سلوک من
مثال صفحۂ آئینہ دارم وضع ہمواری

چو مجنون کے توانم گرد جولان در بیابانی
مرا ہمچو نگین باید بقدر نام میدانی

متین - میر مہدی برہانپوری

متین تخلص - میر مہدی نام آپکا مولد و منشا برہانپور ہے - آپ محمد امین منصب دار بادشاہی کے فرزند ہیں آپکے والد صاحب سخن ہے - میرزا بیدل کے شاگرد - متین نے برہانپور میں والد ماجد کے سایۂ عاطفت میں پرورش پائی - اور بقدر ضرورت تعلیم پاکر استعداد حاصل کی - مستعد طالب علم تہا خوش خلق و کم سخن - شعر گوئی و سخن سنجی میں فکر رسا رکھتا تہا - شاہ سراج اورنگ آبادی سے سخن کی اصلاح لیتا تہا - اسوقت میں شاہ سراج برہانپور میں تہے - جس وقت شاہ صاحب اورنگ آباد واپس گئے متین بہی اورنگ آباد میں وارد ہوا چند مدت استاد کے پاس رہا - پہر وطن مالوف روانہ ہوا - پہر آخر ۱۱۹۷ھ ہجری میں عالم بالا کے طرف رحلت کی - من اشعار الہندی

رونا ازل سے مجھے ورد زبان ہے شیشہ
بات شیشہ ہے سخن شیشہ فغان ہے شیشہ

ولہ

اُس بسنتی پوش قاتل پر چھڑک لہو کا رنگ
عاشقو لازم ہے اب لہو کا سر وا کیجیے

ولہ

عرس کو مجنوں کے ہرنوں نے کیا ہے اتفاق
وحشیو لازم ہے تم بہی اپنے سامان سے چلو

جان جاتا ہے میرا افسوس کوئی کہتا نہیں
آنسو ٹہہر ہو گیا آنکہوں کی ایوان سے چلو

لچھمی نرائن شفیق کے معاصر تھے۔ اکثر اوقات تعنیت سے ملتے تھے باہم شعر و شاعری کے چرچے رہتے تھے۔ من اشعارہ الہندی

تجھ حسن کے ہیں قربان یوسف جمال والے	مہتاب گال والے ابرو ہلال والے
گردش سے تجھ نین کے ہیں حیران	خورشید ڈھال والے جاہ و جلال والے

مہتاب۔ لالہ موہن لال اورنگ آبادی

مہتاب تخلص۔ موہن لال نام۔ قوم کہتری اورنگ آبادی المولد تھا۔ منشی خوشنویس وانشاپردازی میں مشہور تھا۔ لچھمی نرائن کے سررشتہ میں منشیوں میں ملازم تھا۔ خوش خلق وخوش گفتار و پسندیدہ کردار و برگزیدہ رفتار تھا۔ مزاج میں خاکساری عاجزی بیشمار تھی دوستوں سے خوش صحبت تھا۔ ہر ایک سے موافق تھا شعر گوئی میں خوش فکر و نازک خیال تھا بہ نسبت فارسی ریختہ ہندی کے طرف زیادہ مائل تھا۔ خوب کہتا تھا۔ آپکا کلام مرغوب ہے آپکی وفات سنہ ۱۲۰۰ ہجری میں واقع ہوئی۔ ہمکو آپکا فارسی کلام نہیں ملا صرف چند اشعار ریختہ حاصل ہوئے ہیں وہ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ من اشعارہ الہندی

آب آنکھوں سے کم ہوا ردرو	چشمہ آفتاب کی سوگند
دل سے وسواس دور کر آ دل	تجکو تیرے جناب کی سوگند

لچھمی نرائن نے بھی اسی طرح میں ایک غزل لکھی ہے ہم غزل میں سے چند اشعار بطور نمونہ لکھتے ہیں تاکہ ناظرین مستفید ہوں۔

تشنہ لب ہوں خراب کی سوگند	جل گیا جی کباب کی سوگند
ہر گھڑی تو قسم نکما جھوٹی	تجکو دل کی کتاب کی سوگند

ہوتے ہین اور کتب و قطعات دلکش و دلاویز۔ آپ علم موسیقی مین کامل و ماہر تھے۔ اقسام
سرود و ترانہ سے خوب واقف اس فن کے عالم با عمل تھے۔ لچھمی نرائن چمنستان شعرا
مین لکھتے ہین کہ مجھکو سلطان الدین شوریدہ کی زبانی معلوم ہوا کہ آپنے فی الحال یعنی سنہ ۱۱۵۰ ہجری
مین دھرپتہ بچار نام کی ایک کتاب تالیف کی ہے اُس کتاب مین موسیقی کے مطالب
عمدہ طرح سے بیان کئے ہین انتہی کلامہ۔ آپکی وفات سنہ ۱۱۹۷ ہجری مین واقع ہوئی۔

من اشعارہ الہندی

درخت انبہ پر کویل پکاری	نین پیو جانا پی پی ہانک ماری
شکل محراب مین پی کہین	سرنگون ہوا یدل دوگانہ کر
پنگھٹ پہ چل دیکھہ بہار ہجوم حسن	ہنچل چلی ہے گھر کو لے سر پر گھڑا اُٹھا

منعم۔ محمد منعم برہانپوری

منعم تخلص۔ محمد منعم نام۔ آپکا اصلی وطن برہانپور ہے کتب درسیہ سے فارغ التحصیل
نہین ہوئے تھے مگر بقدر ضرورت لائق و ہوشیار تھے۔ اچھے کارپرداز تھے۔ فن سیاق مین
اچھی مہارت رکھتے تھے۔ خوش نویسی مین ہفت قلم تھے۔ ہر قلم مین علم تھے۔ نستعلیق مین آپکو
جواہر رقم عطارد رقم کہتے تھے۔ فارسی مین خوب مہارت رکھتے تھے۔ برہانپور سے نظام الدولہ
ناصر جنگ شہید کے زمانہ مین اورنگ آباد گئے۔ دارالانشا مین مقرر ہوئے ناصر جنگ کی
شہادت کے بعد آصفجاہ ثانی کے زمانہ تک خانہ نشین رہے۔ پھر بندگان عالی نے آپکو منصب روزینہ
مقرر فرمایا۔ مدت تک نہایت آرام و راحت سے بسر کئے آخر سنہ ۱۲۰۲ ہجری مین فوت ہوئے
خوش اخلاق و خوش اطوار تھے۔ خندہ رو شگفتہ جبین تھے۔ دوست نواز و محبت پرور تھے

ہستعداد حاصل کرنیکے بعد شعر گوئی کا شوق دلمین پیدا ہوا۔ آہستہ آہستہ اس رستہ مین
چلنے لگا رفتہ رفتہ سخن سنجی کے میدان مین سبکگام ہوا۔ مضامین رنگین و خیالات نگارین کو
آراستہ کرنے لگا۔ شاہد سخن کو معانی تازہ کے زیور سے پیراستہ کرنے لگا۔ جوان صالح سپاہی
وضع خوش طبع تھا بلاغت معانی و فصاحت بیانی سے بلند آوازہ۔ آب رنگ لیاقت
سے مثل گل تازہ۔ مشاہیر منصبدارون مین منسلک آصفجاہی جان نثارون مین مشہور تھا
لچھمی نرائن چمنستان شعرا مین لکھتے ہین کہ خانصاحب فقیر سے بتوسط غلام محمد خان انور
ملے اور رسم اخلاص و محبت کو قائم کیا کبھی کبھی غریبخانہ پر قدم رنجہ فرماتے تھے نیک مرد عزیز
ہین حق تعالی اُن کو سلامت رکھے انتہی کلامہ۔ لچھمی نرائن کے کلام سے ثابت ہوا کہ آپ
سنہ ۱۲۰۰ ہجری مین زندہ تھے۔ شعراء اورنگ آباد مثلاً عارف الدینخان عاجز و شاہ سراج الدین
سراج و غلام قادر سامی و میر آزاد بلگرامی وغیرہ کے معاصر تھا۔ آخر سنہ ۱۲۰۰ ہجری مین
عالم قدس کا مسافر ہوا۔

من اشعارہ الہندی

دل بدن کیون زرد اور ناتوان ہوتی ہے یہ		کچھ دوا کر باغبان اس نرگس بیمار کی
لٹ پٹا جاتی ہے اسکی صف مین میری جان	وله	شوخ جب آتا ہے سپر سج کے چیرا لٹ پٹا
ظاہر مین عشق و حسن مین اتنا ہی فرق ہے	وله	تمنے جفا و جور کئے ہمنے دعا دیا
نہین آرام تم بن ہمسری کے دل شکستون کو	وله	کبھو تو یاد کرنا شوخ اپنے خوار وحشیون کو
کہہ نار و گرہ عتاب سے جنگ کرہ غضب	وله	دلبر ہے ان دنون مین دل آزار ہیطرح
دلکو جو [illegible] ہین ہو بیان	وله	غیر کو دشنام سے کہتا ہے ہم پر یو لیان
غنچہ گل کا جو منہ تا خستہ ہوئی گلشن مین صبح	وله	قند فن ہیر کی ان گفتگو سے جب ہم کھولیان
داغ دل سے [illegible] بلبل کی نہ [illegible] نمایان	وله	شوخ لالہ کس سے سنکے ہو ہیتا فرمانیان

کیا جھلک ہے سجن کے چہرہ پر
زر زری کے جناب کی سوگند

بے سخن ہون تیرا دہن دیکھے
یار حاضر جواب کی سوگند

دور کر اب حجاب کو اپنے
چادر ماہتاب کی سوگند

دل صاحب ہے کیا پریشان آج
زلف کے پیچ و تاب کی سوگند

منصور۔ میر منصور آسیری

منصور تخلص۔ میر منصور نام۔ آپکے بزرگ آسیر کی قلعداری پر مامور تھے آپ بھی چند مدت اسی آبائی موروثی خدمت پر بحال رہے پھر تارک الدنیا ہوئے۔ قلعداری کو ترک کرکے برہانپور مین آئے فقرا و مشائخ کی صحبت اختیار کی صحبت نے ایسا اثر کیا چند ہی روز مین درویش کامل و فقیر واصل ہوئے۔ مدت تک برہانپور مین زندہ رہے۔ توکل و قناعت پر زندگی بسر کرتے رہے کسی امیر و فقیر سے ملتجی نہین ہوئے۔ نہایت آزادی و بے پروائی سے رہے۔ آپ انشا اورنگ آبادی کے خسر تھے آپکے دو شعر مشہور ہین۔ باقی اشعار کا پتا نہین شاید احتیاط نہونے سے تلف ہوئے واللہ اعلم بحقیقت الحال۔ آپکا انتقال سنہ ۱۲۰۲ ہجری مین ہوا

من اشعارہ الھندی

ہم نے جانے تھے کہ دلدار ہمارا ہوئیگا
یہ نہ جانے تھے کہ جا غیر کا پیارا ہوئیگا

رمز کرتے ہین رقیبان مجھے معلوم ہوا
انکی قدرت نہین دلبر کا اشارا ہوئیگا

مبتلا۔ الفت خان اورنگ آبادی

مبتلا تخلص۔ الفت خان نام۔ اصلی وطن اورنگ آباد ہے۔ عالم شباب مین فطری استعداد

دل ہو انہ آہون کے تڑپائے جب جبر ہے	ہوئے زمین کا شق جگر اور آسمان لرز پڑے
بیدین جوکوئی سو مین آزاد اور آزاد قید	قمریان پرواز مین اور سرو گیچڑ مین گرے

مرزا - مرزا محمدی بیگ

مرزا تخلص - مرزا محمدی بیگ نام - اورنگ آباد اصلی وطن ہے منصبدارون مین ملازم تھے فن شعرگوئی مین سحر پرداز تھا اور سخن گوئی مین یکتا و بے انباز تھا - سلیم الطبع وفہیم المزاج تھا سخن رنگین کی شیرازہ بندی کرتا تھا - تازہ بیانی و پاکیزہ معانی سے دلون کو تسخیر کرلیتا تھا - کلام ہندی مین صاحب دیوان ہے فارسی مین کہتے تھے مگر بہت ہی کم - ہمکو آپکا فارسی کلام نہین ملا - آخر سنہ ۱۲ ہجری مین فوت ہوا - من اشعارہ الھندیہ

میرا غم نامہ اے قاصد سجن کے ہات بر دیجو	یہی مضمون ہے اسکا کہ انجھو آنسو بہنگو دیجو
مرزا کو آج حاجت قاصد نہین رہی	پیغام پہنچتا ہے نگاہ رسا کے ہات

مقدس - محمد جان خلد آبادی

مقدس تخلص - محمد جان نام - روضۂ مقدس خلد آباد کے رہنے والے - شاہ برہان الدین غریب کے مجاورین مین سے تھے مستعد طالب العلم تھے فارغ التحصیل نہین تھے مگر ذی استعداد صاحب سواد تھے - شعر ہندی وفارسی مین مشق کرتے تھے - میر عبدالقادر مہربان قاضی دولت آباد کے شاگرد تھے - ذکی الطبع وذہین تھا - شعر خوب کہتا تھا ہم عمرون مین بڑا ہوا تھا - سنہ ۱۱۷ ہجری مین زندہ تھا سنہ ۱۲ ہجری کے اندر ہی فوت ہوا - سنجیدہ مزاج وخوش طبع تھا - من اشعارہ الھندی

ہوئی ہاں کر پر درد تیرے پاس آزاری کرے | تجھسے غمخواری نہووے بن دل آزاری کے

مہر۔ مہر علی اورنگ آبادی

مہر تخلص۔ مہر علی نام آپکا اصلی وطن اورنگ آباد ہے۔ شاعر رنگین خیال خوش فکر و شیرین مقال تہا صغر سنی مین شعر گوئی کا مرض لاحق ہوا تہا۔ روز بروز بڑہتا گیا۔ آپ شعر و سخن کے فریفتہ تہے۔ مرزا مہدی بیگ مرزا تخلص سے اصلاح لیتا تہا۔ لچھمی نرائن کا دوست و غایت فریا تہا ۱۱۷۸ھ ہجری مین فوت ہوا۔ من شعراء الہندی

خسرو ہمین عشق کی بیداد ہے | جان شیرین جو دیا فرہاد ہے
قید سے کیا کم ہے پابند چمن | سرو کو کیونکر کہو آزاد ہے
حشر تک ہرگز نہووین گے کبہو | ظلم تیرا ہم کو ظالم یاد ہے

ولہ

خاک ہونا کیمیائی عشق کی تدبیر ہے | پارہ بیتابی دل مارنا اکسیر ہے
آبروپائی شجاعت نے عطائے فقر سے | موج نقش بوریائے جوہر شمشیر ہے
جون صبا یکدم خراشی کرکہ تجہین باغ مین | ہے گریبان چاک گل غنچہ نپٹ دلگیر ہے

ولہ

دیکھ چشم مہر سے اے باغبان وقت خزان | عندلیبان پہر کہان اور یہ بہار اپہر کہان

ولہ

سوز دل سے آہ کی بہڑکے اٹہا دون تو سہی | خرقہ پشمینہ زاہد کا جلادون تو سہی
ریش قاضی افسر مینا ہے جیون بال ہما | ریش زاہد تخت طاؤسی بنا دون تو سہی
ترش روئی سے ہوی زاہد کو کہانسی آخرش | اس بہانے اسکو مین دارو پلادون تو سہی

ولہ

پیرہ نماز یار با ہر وقت رندون کو نچھیڑ | تجکو اے زاہد پرائی کیا پڑی اپنی نبہیڑ
میکدہ کی راہ اے زاہد نجا جائے خضاب | زند داڑہی کو تیرے دیوین لائے می لتہیڑ

سلیم و ذہین تہا۔ فراست و متانت سے موصوف تہا۔ تہوڑی مدت مین شعرگوئی مین مرتبہ کمال کو پہنچا۔ کم گو تہا جو کچہہ کہتا تہا خوب کہتا تہا فارسی شعر کی نسبت ہندی شعر مین مشق کم کرتا تہا۔ اکثر فارسی شعر کہتا تہا ۱۱۶۶ سنہ ہجری مین فوت ہوا۔

من اشعارہ الھندی

نزاکت بسکہ رکہتا ہے وہ دلدار جہان آرا	ولہ	صفائی آئینہ ہے یار اسکے عکس عالی کا
بچا ہیگا کہ کوئی فرش راہ گلرخان ہوئے		سلے جیون خار اسکو ہر گل نازک نہالی کا
شاخ کی مینا کو کس شوخی سے لاتی ہے بہار		گل پہ شبنم نہین ہے اسکو مے پلاتی ہے بہا
بہار آوے تو بلبل کو قفس مین قید مت کرنا		تو ایسا ظلم اس بکیس پہ صیاد مت کیجو

مراد۔ میر منو برہانپوری

مراد تخلص۔ محمد منو نام۔ آپکی ولادت برہانپور مین ہوئی۔ آپکے والد یا جد محمد فخرالدین نصیرآباد خاندیس کے قاضی تہے۔ آپنے تعلیم و تربیت کے بعد شعرگوئی شروع کی موزون الطبع و خوش فکر تہے۔ کبہی کبہو کلام موزون کرتے تہے۔ تقدیر ایزدی سے آپکے والد یا جد کا انتقال ہوگیا آپ پراگندہ حال و پریشان ہوئے نواب نجف علی خان بہادر کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ نواب صاحب اسوقت برہانپور مین تہے آپکے والد سے شناسا تہے۔ مراد کے حال پر مہربانی کی اور اپنی رفاقت مین رکہا۔ مراد آپکی بدولت بامراد ہوا۔ آخر ۱۲۰۸ سنہ ہجری مین اس جہان فانی سے رحلت کی۔ من اشعارہ الھندی

اپنا دامن اشک پرخون سے نہ افشان کیجئے	بیٹہئے صحرا مین اور سیر گلستان کیجئے
خوب ہے نہین دیوانگی مین شہرت کا بود و باش	مصلحت یون ہے کہ اب مسکن بیابان کیجئے

دوسین عزلت مین مئی مدت کو پیدا کیجیے	خم مین کہہ بیدا انگو صہبا کیجیے
تجھ قدم کی خاک جو ملین ہین ہے آمد و	دیدہ عالم مین مینہ سے کی طرح جا کیجیے

مضطر۔ شیخ احمد اورنگ آبادی

مضطر تخلص۔ شیخ احمد نام۔ اورنگ آباد کی مولد ہے۔ ... سے علوم کی تحصیل و مستعد تہا۔ پیشہ تجارت مین مشغول تہا روزی کی کسب بہی کرتا تہا۔ روزگار و محنت سے پیدا کرتا تہا۔ آپکی گذر اوقات تجارت پر تہی۔ شعر گوئی کا شوق تہا اکثر اوقات مشق سخن مین صرف کرتا تہا۔ خوش کلام و شیرین سخن تہا۔ آپکا کلام نزاکت و لطافت سے خالی نہین ہوتا تہا۔ آپکا انتقال ۱۱۶۰ ہجری مین ہوا۔ من اشعارہ الہندی

عبث ہمکو سمجھ وعدہ قیامت کا بتاتا ہے	اسی دنیا مین کوئی کسکے کام آتا ہے
جو عرض حال کرتا ہون جواب تلخ ہے جب تب	تمہین یارو کہین اس بات کا کچھ بہی پتا ہے

محرم۔ محمد ماہ اورنگ آبادی

محرم تخلص۔ محمد ماہ نام۔ آپ نواب شجاعت خان بہادر صوبہ دار برار کے فرزند مین اور نوابصاحب حضرت شاہ نظام الدین بکرامی کے نواسہ تہے۔ شاہ صاحب مشاہیر مشایخ دکن سے ہین۔ نوابصاحب حضور آصفجاہ کے زمانہ مین پنجہزاری منصب و صوبہ داری برار سے ممتاز تہے۔ مدت تک برار مین بہادری و شجاعت سے کام کرتے رہے آخر رگہو جی کے جنگ مین صوبہ مذکور ... ہجری مین شہید ہوئے۔ ... بانی باپ کے خطابات سے سرفراز ہوئے حضور کی خدمات کا انجام کرتے تہے۔ ... منصبدار تہے۔ جوان صالح خوش سلیقہ

کرے ہے آج چشم عندلیبان روشن آئینہ	ولہ	ہوا ہے اُسکے عکس روسے رشک گلشن آئینہ
گذر جاویگا وہ تیر نگہ سینے ستی اُس کے		پھر آیا ہے گرچہ جوہرون سے جوشن آئینہ
ان گلرخون سے یارو ہم نباہ کیون نبھائین	ولہ	بانکی بھوان چڑا کر ترچھی کرین نگاہین

مستعد - آقا صابا

مستعد تخلص - آقا صابا نام - آپکا اصلی وطن ری تھا - آپ وطن مالوفہ سے عالمگیری زمانہ مین ہندمین آئے - نواب میرغازی الدینخان بہادر فیروزجنگ کی خدمت مین باریاب ہوئے - نواب مہمان نواز وغریب پرور تھے - آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی - آپ مدت تک نواب کی خدمت مین رہے - نواب کے انتقال کے بعد بندگانعالی آصفجاہ کی خدمت مین رہے - آپکی زندگی کا مدار نوابصاحب کی عنایت و مرحمت پر تھا - پریشانی سے گذرتی تھی جسوقت بندگانعالی آصفجاہ دلی روانہ ہوئے - اُسوقت آپ نواب نظام الدولہ ناصرجنگ شہید سے روشناس ہوئے - شہید آپکے حال پر بڑی مہربانی کرتے تھے - نواب شہید کی توجہ وعنایت سے مستعد خان کے خطاب سے ممتاز ہوئے - آپ خوش اخلاق ستھرے پاکیزہ رو و پسندیدہ خو تھے - عضدالدولہ بہادر کے فرزند سید جمال خان بہادر سے ربط خاص رکھتے تھے بدیہہ گوئی مین مشہور تھے - باجی راو کی لڑائی مین سرسواری نواب شہید کے سامنے یہہ بیت پڑہی سے

بہر مدد نمودن تو مرتضی علی شمشیر خویش را بسید جمال خان

نواب شہید نے یہہ بیت سنی اور فرمایا آپکو سرداران بالادست کی تعریف کرنا لازم ہے ورنہ آپسے ناخوش ہون گے - آپنے نواب شہید کی ترغیب سے ایک مبسوط قصیدہ لکہا

کیجیے پیدا اگر رتبہ نسیم صبح کا
آخر شش ملک عدم کو یہان سے جانا ہے ضرور

بے تکلف سیر باغ کوئے جانان کیجیے
بیٹہیے بیفکر کیا چلنے کا سامان کیجیے

مہندی ۔ میر مرتضیٰ اورنگ آبادی

مہندی تخلص ۔ میر مرتضیٰ نام ۔ سید صحیح النسب ہے ۔ اورنگ آبادی المولد ہے حیدرآباد مین نشو و نما پایا ۔ ابتدائے جوانی مین بقدر ضرورت فارسی عربی مین استعداد پیدا کرلی ۔ اور شعر گوئی بہی شروع کی ۔ مضامین تازہ کو خوب تلاش کرتا تہا نقاش فکر کی سعی و کوشش سے نوادر صورتین پیدا کرتا تہا ۔ سرکار بندگانعالی کے منصبدارون مین تہا ۔ لچہمی نراین لکہتے ہین کہ مجہکو میر دولت کی زبانی معلوم ہوا کہ میر مہندی ۱۱۷۳ہجری مین مرہٹہ کی لڑائی مین فوت ہوا راقم نے اسکی وفات کی تاریخ لکہی ۔ (مہندی شہید شد) اب یہہ چند اشعار جو مولف کے حاصل ہوئے گزارش کرتا ہون انتہی کلامہ من اشعار المہندی

جب سے تیرے حسن نے گلشن مین پیدا دی کی
گل نے اپنا ابتلک چاک گریبان نہین سیا

ولہ
خار داغون سے جلی ہے لالہ ایسا آگ مین
مین ہزار داغ مجہ دلپر سراہین یہہ پیا

ولہ
تجہ رنگیلے لب کے یک بوسے نے خواہش ہیچ دل
راتدن جلتا ہی رہتا ہے بغل مین جیسے دیا

ولہ
نان داغ دل ہمارا آب آنکہونکا سرشک
عشق کی دولت سے ہم نے خوب کچہہ کہایا پیا

ولہ
بوجہتے مین پشم کر فرش تجمل خاکسار
نقش قالین سے نہین کمتر ہے موج بوریا

ولہ
چارون بچہڑا سجن ہمپر قیامت آگئی
مہندی حیرت ہے تنہا خضر ابتک کیون جیا

ولہ
ہے کسی کمہ کا تاب دیدہ ہوا
یون جو آئینہ اب دیدہ ہوا

ولہ
گرم جوشی ستی خورشید لقا گہر سے نکل
ہو گئی صبح دم سرد کے بہرتے بہرتے

نظام الملک آصفجاہ نے قدردانی و جوہر شناسی سے منصب مقرر کردیا۔ عمر دراز کو پہنچکر
عالم بقا کو پہنچے۔ آپکے صاحبزادے میان مبارک بھی سرکار آصفجاہی کے منصبدار و جاگیردار
تھے۔ آپکی جاگیر ضلع آشتی متعلقہ برار مین تھے۔ اور آشتی مین نیازی کے عمدہ عمدہ مکانات
و منازل تھے۔ اب کھنڈر و نشان تک بھی باقی نہین ہے اور نہ اُن کی اولاد مین کوئی باقی
ہے۔ ماثر الامرا کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مبارک خان اول ہی کے زمانہ مین اس خاندان کا
خاتمہ ہوگیا۔ مگر تحفۃ الشعرا مین میر افضل ثابت قاقشال نے مبارک خان ثانی کا حال لکھا۔ اور ثانی کو
شعرا کے زمرہ مین بیان کیا ہے۔ شاعر خوش فکر و خوش خیال تھے۔ کبھی غزل و رباعی موزون
کرتے تھے۔ طبع متین و مزاج رنگین تھے۔ آپکی وفات تقریباً سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین واقع ہوئی
آشتی مین مدفون ہوئے **من اشعارہ**

بلبل آسا زدہ ام نالہ و فریاد ہسے	ہمچو گل بر تن جامہ دریدن باقیست
شب تار فراقت زدہ ام پہلوئے	لیک آن صبح وصال تو دمیدن باقیست
گرچہ کردیم تہی میکدہا از رہ شوق	می ازان نرگس چشم چشیدن باقیست

موزون ۔ رائے مدن سنگھ

موزون تخلص ۔ رائے مدن سنگھ نام آپ قوم کایتہ سے ہین۔ آپکے بزرگون کا اصلی وطن
قصبہ چکولی متعلقہ اٹاوہ صوبہ اکبرآباد تھا آپکے اجداد مین سے وطن سے برداشتہ خاطر ہوکر دلی
مین آئے۔ اور دلی مین سکونت اختیار کی۔ راجہ جگت سنگھ مدن سنگھ کے والد نواب غازالدین خان
بہادر فیروز جنگ کی سرکار مین تھے۔ اور دارالانشا مین میر منشی تھے۔ پھر نواب صاحب کی
مرحمت سے سہ ہزار منصب و راجگی کے خطاب سے سرفراز ہوئے۔ اور نواب ممدوح کے دیوان ہوے

نواب شہید کی خدمت میں پیش کیا۔ مقبول ہوا۔ آپ خوش ہیبت پاکیزہ صورت جوانمرد صاحب ہمت تھے۔ خوگرفتہ بزرگان صحبت یافتہ صاحب کمالان تھے۔ فن شعرگوئی مین درست کلام کی شیرازہ بندی مین چست تھے۔ شعر و سخن کے شیفتہ لطائف و ظرایف کے فریفتہ تھے۔ علم و فضل مین مستعد تھے۔ آخر آپکو ۱۱۶۳ہجری مین عارضہ جنون لاحق ہوا۔ دو تین مہینہ اسی مرض مین مبتلا رہے معالجہ بہت کچھہ ہوا مگر مفید نہین ہوا۔ اسی مرض مین اس عالم سے رخصت ہوے۔ ہمکو آپکے کلام سے صرف یہہ ایک غزل ملی۔ باقی نادر الوجود ہے۔ شاید تلف ہوگیا ہے۔ من اشعارہ الفارسی

اسیر دام ہجرم زندگانی را تماشا کن	نمردم از فراقت سخت جانی را تماشا کن
بگلشن بے رخت گر سایۂ گل بر سرم افتد	زپا چون سایہ افتم ناتوانی را تماشا کن
بیاد ت عالمی دارد دلم در کنج تنہائی	زدر غافل در آغوش نہانی را تماشا کن
ز رنگ اشک گلگون رخ زردم زہجر ای گل	بہار زندگی بنگر جوانی را تماشا کن
گذاری کن بمن اے ابر نیسان کرم اکنون	ز بحرین دو چشمم درفشانی را تماشا کن
بیا یکدم ببزم مستعد اے غنچۂ خندان	رخ زرد و سرشک ارغوانی را تماشا کن

مبارک ۔ مبارک خان نیازی

مبارک تخلص۔ مبارک خان نام۔ آپ مبارک خان نیازی کے صاحبزادے مین آپ عالمگیری زمانہ مین تربیت خان کے مصاحب و مقرب تھے۔ بدزبانی و سخت مزاجی کیوجہ سے ایک مغل کاشغری کے ہاتہہ سے بزخم تلوار آبدار زخمی ہوے تھے۔ زخم کاری نہ تھا صحیح و سلامت رہے۔ آخر عالمگیر کے فوت ہونیکے بعد سخت پریشانی و حیرانی مین مبتلا رہے۔ آخر جہانگا انقال

حسن او بی نقاب می بینم | رویش آفتاب می بینم
بسکه من شیفتهٔ چشم سیاهی شده ام | سرمه گون پرتو مهتاب شود در بامم
سخت حیرانم چسان برمن گوارا کرده | حال عاشق را چو زلف خود پریشان داشتن
ز سر کوی تو رفت آئینه ترسان ترسان | چید گل از چمن حسن تو دامان دامان
میکند صید خود این کج کلهان را آسان | آفریده ست خدا آئینه دام عجبی

قصیده

قلم بهیچ یگانه خسرو نموده رنگین قصیده سر | کز حسن هر حرف اوست روشن ز آب خود همچو شمع گوهر
نوید نصرت ز حرف تا نف رسید وقت سحر بگوشم | کز رخم رنگین چو گل نماید ثنا سلطان فیض گستر
برای تحریر متن وصف جهان خداوند مهر سیما | گرفته ام ز بیاض نسرین ورق چو صبح سعادت انور
ز زلف سنبل کشیده سطر قلم گرفتم چو شاخ نرگس | ز رشک او فرد ا کرده مدلی تحمر آب کوثر
و پیر گردون اگر ببیند عروج فکر فلک خرامم | ندورق خواهد قصیده من گرفته اند ز عقد اختر
زهی جوان بخت پادشاهی که هست دایم بعصر ایران | جهان ستان و ظفر نصیب و فلک شکوه و زمانه داور
بعدل کسری بعهد دارا بزور رستم بجود حاتم | بتخت سرور بعزم برتر بعقبه قیصر بدل سکندر
برای نظم امور گیتی بود موافق بفکر و دانش | هر آنچه آرد قضا بامضا هر آنچه دارد قدر مقدر
زرش چو قارون سخا چو حاتم چو اسکندر است عهدش | لبش چو عیسی یدش چو موسی حسش چو یوسف دلش چو حیدر
چرا نبالد جهان بدورش که حرف عدالت همت او | چرا ننازد جهان بعهدش که جرم بخش است بنده پرور
چرا نباشد غنی و مسکین به لذت عیش محفل آرا | که دور او هست حبذا بزم چو دور ساغر
کجا سلیمان کجا سکندر کجا ارسطو کجا افلاطون | که پیر گردون پیش او بود سبق خوان چو طفل اصغر
ز ذات والا صفات نامبرده جهان را بهار خوبی | بعز و اقبال و فتح و دولت چو خضر سازد خدایش

اور رائے مدن سنگہ نواب آصفجاہ کی سرکار مین مستوفی الملکی کی خدمت پر مامور تہا۔ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کے زمانہ مین دو ہزاری منصب و علم و نقارہ و خطاب راجگی سے سرفراز و ممتاز ہوا۔ قلعہ مصطفی نگر متعلقہ حیدرآباد دکن کی حراست آپکے متعلق ہوئی۔ آپ مدۃ العمر قلعہ کی حراست مین مشغول رہے یہانتک کہ فوج انگریزی نے قلعہ مذکور کا محاصرہ کیا اور آسپر حملہ کیا راجہ انگریزی فوج یعنی فرانسیسی فوج کے مقابلہ مین ہمت و جوانمردی سے ثابت قدم و مستعد رہا آخر کئی زخم بندوقون کے اُٹہائے قلعہ سے باہر نکلے اُنہین زخمون کے صدمہ سے پچاس برس کی عمر مین ۱۱۹۹ھ ہجری مین اس جہان ناپائدار سے دار القرار کا سفر اختیار کیا۔ ذی استعداد و صاحب سواد تہا سخن سنجی و تاریخ گوئی مین یگانہ ظرافت و لطافت مین مشہور زمانہ تہا۔ انشا پردازی مین بے نظیر و سخندانی مین روشن ضمیر تہا۔ جناب میر غلام علی آزاد بلگرامی کا صحبت یافتہ و دست گرفتہ تہا۔ نواب ناصر جنگ شہید کے دربار مین معزز و مکرم تہا۔ آپنے ایک قصیدہ نواب شہید کی مدح مین لکہا تہا ہم وہ قصیدہ ذیل مین گزارش کرتے ہین۔ آپ صاحب دیوان تہے افسوس مولف فقیر کو آپکا دیوان نہین ملا ہان اشعار منتخبہ ملے ہین وہ بہی ہدیۂ ناظرین کئے جاتے ہین

من اشعارہ الفارسیہ

گرد گلشن جلوۂ رنگین یار آئینہ ہا	میرسد عرض قدم بوس از بہار آئینہ را
روش قد تو دیدند کہ دارند ز مہرو	دایم انگشت ندامت بلب خود جو ها
شب کہ یاد ما ہروئے دردل من راہ داشت	چشم گریان از خیالش یوسفی در چاہ داشت
بیجا کنند غمزدگان شکوۂ فلک	موزون چہ فتنہا ست کہ در چشم یار نیست
لب دگر در بن محفل تبسم آشنا گردد	دل از ربا بود گل مستی ز می آب از گہر گیرد
ہزار خنگر و سپند تپیدن خریدہ ایم	از آبشار و آب چکیدن خریدہ ایم

راجہ چندو لال بہادر مہاراجہ کے شعرا مین ملازم ہوئے سو روپئے ماہوار مقرر ہوئے خوش خرم رہے۔ خوش خلق و نیک سیرت تہے۔ اہل دکن کے ساتہہ مثل شیر و شکر تہے یہان کے تمام امرا آپکی عزت و آبرو کرتے تہے آخر آپ تقریبا سنہ ۱۲۵۲ ہجری مین فوت ہوئے۔ منہ اشعارہ

پہر آرزوئے دلکو حریانے خون کیا ہے	گردن پہ پاس ہے خون اپنی آرزو کا
جز ایک نگاہ خشم کبہی اُسکی خو نہین	قسمت تو دیکہہ یہہ بہی کبہو ہے کبہو نہین

مشتاق۔ حافظ محمد تاج الدین دہلوی

مشتاق تخلص۔ محمد تاج الدین نام۔ آپکا اصلی وطن میرٹھہ ہند ہے۔ آپکی ولادت میرٹھہ مین ہوئی۔ نشو و نما بہی وہین کی سرزمین مین ہوا۔ آپ عالم شباب مین وطن لوفہ سے دلی مین وارد ہوئے۔ وہان کے علما و فضلا کی خدمت مین کتب درسیہ حاصل کی بقدر ضرورت استعداد و لیاقت پیدا کر کے شعر و شاعری شروع کی طبیعت تیز و چالاک تہی۔ صفائی طبیعت و روشنی فکر سے کلام موزون کرنے لگے۔ کلام شستہ و سنجیدہ ہونے لگا۔ رفتہ رفتہ درجہ استادی کو پہنچے۔ آپ دلی سے لکہنو گئے۔ وہان مشاعرے مین داخل ہونے لگے۔ شعرا لکہنو کو طبیعت کے جوہر دکہانے لگے۔ سب شعرا آپکے کلام کو وقعت کی نگاہ سے دیکہتے تہے۔ کہتے مین کہ آپکو ناسخ سے تلمذ تہا۔ ناسخ آپکی شاگردی پر فخر کرتا تہا۔ آپ مدت تک لکہنو مین رہے۔ پہر وہان سے حیدرآباد دکن مین آئے۔ شاہ لعابائی عرف چنداجی کی خانقاہ مین فروکش ہوے چند روز کے بعد حیدرآباد مین آپکی شہرت ہوئی حیدرآباد کے شعرا آپسے ملے بہت خوش ہوئے۔ رفتہ رفتہ آپکا تذکرہ

مسرت ۔ شیخ وزیر علی دہلوی

مسرت تخلص ۔ شیخ وزیر علی نام شہر دلی سے تہا ۔ مستعد طالب علم تہا ۔ شعر گوئی مین لائق و فائق تہا ۔ حکیم عزت اللہ خان عشق دہلوی کا شاگرد ۔ سنہ ۱۲۲۹ ہجری مین حیدر آباد دکن مین آیا ۔ مہاراجہ چندو لال بہادر کے دربار مین باریاب ہوا ۔ بہادر موصوف نے آپکا روپیہ یومیہ مقرر کر دیا آپ شعرا کے زمرہ مین شریک ہوئے ۔ چند سال عیش و عشرت کے ساتہہ زندگی بسر کئے آخر سنہ ۱۲۵۷ ہجری مین فوت ہوئے خوش مزاج و خوش کلام تہے شگفتہ جبین و خندان رو تہے ۔ محبت و دوستی کے لائق تہے صاحب مروت و ہمت تہے آپکا کلام لطیف و صاف ہوتا ہے ۔ من اشعارہ

اگر چہ روتے روتے کہو ہئین آنکھین	نہ رکہا دیدہ خونبار برہا نہہ

مرہون ۔ مرزا علی رضا دہلوی

مرہون تخلص ۔ مرزا علی رضا نام مشہدی الاصل ہے ۔ آپکے والد مشہد مقدس سے ہند مین وارد ہوے ۔ شہر دلی مین سکونت اختیار کی آپکی ولادت دلی مین ہوئی ۔ نشو و نما کے بعد سن شعور کے وقت کتب درسیہ علما و فضلا سے تحصیل کین سخن گوئی و سخن سنجی کا شوق ہوا ۔ میر ممنون دہلوی کے شاگرد ہوئے ۔ جو کچہہ کہتے تہے میر کی خدمت مین پیش کرتے تہے ۔ میر کی اصلاح کی بدولت چند روز مین شاعر بنگئے ۔ خوب کہنے لگے کلام مین پختگی و شستگی آگئی ۔ مضامین تازہ تازہ و خیالات پاکیزہ ایجاد کرنے لگے معاصرین پر بڑہ گئے بہر آپ سنہ ۱۲۳۰ ہجری مین دلی سے شہر حیدر آباد دکن مین آئے

خوش خرم رہا آخر بوقت موعود ؁ ہجری مین فوت ہوا۔ من اشعارہ الفارسی

غرور حسن نگذارد کہ یاد دوستان آری		الٰہی تیرگی بخشد کسوفی آفتابت را

میرک۔ میرک معین سبزواری

میرک تخلص۔ میرک معین نام۔ آپکا اصلی وطن سبزوار ہے۔ وطن کی آب و ہوا مین آپکا نشو و نما ہوا۔ سن شعور کے بعد آپنے علماء سبزوار سے کتب درسیہ علوم و فنون تحصیل کین۔ علم و فضل کے زیور سے آراستہ استعداد و لیاقت کے لباس سے پیراستہ ہوئے عالی فطرت و نیک طینت تھے۔ طبیعت مین نواسبۂ متانت تھی شعرگوئی مین مشہور و معروف تھے۔ آپکا کلام تازہ تازہ مضامین سے گلزار معلوم ہوتا ہے اور شگفتہ شگفتہ معانی سے سبزہ زار نظر آتا ہے آپ اکبری زمانہ مین زمین ہند مین وارد ہوئے۔ خدمت مین سلاطین قطب شاہیہ کے حیدرآباد دکن مین پہنچے اسوقت محمد ابراہیم قطب شاہ تخت نشین تھا۔ بادشاہ کی خدمت مین ملازمت حاصل کی۔ بادشاہ موصوف علماء و شعراء سے زیادہ محبت کرتا تھا آپ کی بڑی عزت و آبرو کی منصب عمدہ مقرر کر دیا آپ عمدہ طرح سے زندگی بسر کرنے لگے مدت تک خوش حال و فارغ البال سے اخر سنہ ہجری مین بعارضہ بخار گولکنڈہ حیدرآباد مین فوت ہوئے۔ من اشعارہ الفارسی

خضر گاہے خود نمائیہا بہ رہ ہم می کند		یافت ہر کس دوستی خود را چرا گم میکند
در ظلمت فراق چنان گم شدم کہ وصل	ولہ	تا شمع روئے دوست نیابد نشان من
ما کسیکہ یکدم آشنا نشدیم	ولہ	کہ چو مژگان زہم جدا نشدیم
جز رفیقی نبود تنہائی		با عشق بارز دآشنا نشدیم

راجہ چندو لال مہاراجہ بہادر کے دربار مین ہوا اُسیوقت پالکی بہیجکر آپکو بلوایا۔ آپ دربار مین رونق افروز ہوئے۔ مہاراجہ نے آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی اُسیوقت خلعت عطا کرکے دوسو روپیہ ماہوار منصب مقرر کردیا۔ آپ نہایت ہی خوش خرم ہوئے۔ عیش و عشرت کے ساتہہ زندگی بسر کرتے رہے۔ شہر مین اکثر امرا و شرفا آپکے شاگرد ہوئے۔ جناب مولوی شمس الدین فیض جو دکن کے ملک الشعرا و جگت استاد تہے وہ بہی آپکے شاگرد تہے آپکی عمر قریب سو برس کی تہی۔ آخر اسی شہر مین سنہ ہجری مین خلد برین کو روانہ ہوئے۔ آپ میانہ قد۔ گندم رنگ۔ ریش مختصر۔ چہرہ کشادہ کو چشم تہے۔ **من اشعارہ الہندی**

جسکو جیتون شیرین نبکی نظر آئی ہوگی	بے اجل اُسنے کنی ہیرے کی کہائی ہوگی
کوہکن و پرویز کو قصہ اپنا سنائی دو	ہے یہہ ہی فسانہ شیرین ایک بڑی دیوانی دو

محسن۔ ملا محسن ہمدانی

محسن تخلص۔ ملا محسن نام۔ ہمدانی الاصل ہے۔ ملا شیرازی کا فرزند ہے۔ علم و فضل مین ہوشیار و لائق تہا۔ اور شعر گوئی مین بہی فائق تہا۔ کلام لطیف و پاکیزہ شیرین و بامزہ ہے خوش صورت و نیک سیرت تہا۔ صاحب مروت و الفت تہا۔ یاران ہم مشرب سے نہایت خندہ روئی و شگفتہ پیشانی کے ساتہہ ملتا تہا۔ ہمدان سے ہند مین وارد ہوا۔ اولاً احمد آباد گجرات مین پہنچا۔ تقی اوحدی اپنے تذکرہ مین لکہتا ہے کہ مین نے محسن کو احمد آباد مین دیکہا چند روز قیام کرکے حیدر آباد دکن شاہان قطب شاہیہ کی خدمت مین پہنچا۔ سلاطین قطب شاہیہ محسن کے ہم وطن تہے۔ اُسوقت سلطان محمد قلی قطب شاہ تخت نشین تہا۔ بادشاہ نے مہمان کی بڑی خاطرداری و مدارا کی۔ اور بہت کچہہ سلوک فرمایا۔ مدت تک محسن دکن مین

آپ خوش گفتار و نیک کردار ہین۔ آشنا پرور و دوست نواز ہین آپکی عمر فی الحال قیاساً چالیس برس کی ہوگی۔ ادام اللہ بقاہ۔ من اشعارہ الھندی

تہام کر دل وہ ہی رو مین ایکبار اتنا تو ہو
میرے نالو مین اثر پروردگار اتنا تو ہو

لامکان پر جہت بنے اونچا غبار اتنا تو ہو
خاک ہو تی ہے عروج خاکسار اتنا تو ہو

ہنس پڑے وہ دیکھکر پروردگار اتنا تو ہو
آنکھ سے ٹپکی محبت دلمین پیار اتنا تو ہو

نالہ آتش فشان کبتک یہہ ہندی گرمیان
جل بجھے کون و مکان تو شعلہ بار اتنا تو ہو

اے خدا مجکو بنا دے اب تصور غیر کا
اُن کے دلمین جا کے اُون اعتبار اتنا تو ہو

معنی لاتقنطوا سمجھا دو آ کر خواب مین
پھر تسکین دل امیدوار اتنا تو ہو

وہ آؤ ہر بیخود رہے اور مین اوہر بیخود رہون
لطف اے نالۂ مبوس کنار اتنا تو ہو

معلی۔ محمد مظفر الدین حیدرآبادی

معلی تخلص۔ محمد مظفر الدین نام۔ آپکے بزرگون کا اصلی وطن راجورہ ضلع میدک علاقہ حیدرآباد ہے آپکے جد بزرگوار وطن سے حیدرآباد مین آئے۔ اور اسی شہر مین کسی محکمہ مین ملازم ہوگئے۔ ملازمت کی وجہ سے یہین سکونت اختیار کرلی۔ معلی کی ولادت خاص حیدرآباد مین ہوئی۔ عالم شباب مین فارسی عربی مین بقدر ضرورت لیاقت و استعداد پیدا کرکے کسی سررشتہ مین نوکر ہوگئے۔ فی الحال آپکی عمر قریب ساٹھہ برس کی ہے سخن سنجی مین صاحب مذاق ہین فارسی اردو دونون زبانون مین کہتے ہین۔ کلام درست و صاف ہے۔ اب آپ استادی کے مرتبہ پر ہین اکثر طلبہ اس فن کے آپکے شاگرد ہین۔ ہمکو یہہ نہین معلوم ہوا کہ آپکو تلمذ کس بزرگ سے حاصل ہے۔ من اشعارہ الھندی

محسن - ملا محسن الرازی

محسن تخلص - ملا محسن نام - ملا ابو الکا بیٹے ملا تہا - صاحب علم و فضل تہا - نسخ پردازی و عبارت نویسی مین بے نظیر تہا - منشی و شاعر ناظم و ناثر تہا - شعر خوب کہتا تہا - اُسکا کلام رنگین و نمکین ہوتا تہا ہر ایک شعر شستہ اور ہر ایک مصرع برجستہ ہوتا تہا - کلام کے دیکھنے سے مزہ و لطف آتا ہے - وطن سے احمدنگر دکن مین آیا - ملا نجفی کے توسل سے نظام شاہ بحری کے نبیرہ کے دربار مین ارباب ادب منصب مناسب پر ممتاز ہوا مدت تک خوشی و خرمی سے بسر کرتا تہا آخر سنہ ۹۷۲ ہجری مین فوت ہوا - احمدنگر مین مدفون ہوا

من اشعارہ الفارسی

برہنہ پائی منہ بر زمین کہ از ہر سو	برگذار تو دلہا چو اخگر افتادہ است

مائل - ڈاکٹر احمد حسین مدراسی

مائل تخلص - احمد حسین نام - آپ مولداً مدراسی مسکناً حیدر آبادی ہین - فن ڈاکٹری مین سند یافتہ ہین - ہونگیر علاوہ سرکار عالی کے شفاخانہ مین ڈاکٹری خدمت پر مامور ہین خدمت مفوضہ کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے ہین - امیر و فقیر کے حال پر برابر توجہ فرماتے ہین - خلائق آپکی ممنون و مشکور ہے آپکی تشخیص نہایت درست ہے اکثر لوگ آپکے معالجہ مین شفا پاتے ہین مشہور ہے کہ آپکے ہاتھہ مین شفا خداداد ہے - آپ فارسی مین اچھی استعداد و مہارت رکھتے ہین شعر گوئی و سخن سنجی کے شائق - آپکو میر سرفراز علی صفی الہ آبادی المتوفی سنہ ۱۲۹۵ ہجری سے تلمذ ہے - آپ صفی کے تلامذہ مین رشیدہ و لائق ہین

ہمراہ لیا۔ مبارز خان صوبہ حیدرآباد کے معرکہ کے بعد برہانپور مین جاگیر عطا کرکے حسن سلوک سے ممتاز فرمایا۔ پھر کون ضلع خاندیس کی فوجداری کی خدمت پر مقرر فرمایا۔ خواجہ مدت تک اسی خدمت پر زندگی بسر کرتا رہا۔ ناصر جنگ شہید کے زمانہ مین صوبہ برار ہوا۔ چند ہی مہینے نہین گذرے کہ معزول ہوگیا۔ بعد ازان کبھی بگلانہ کی فوجداری کبھی برہانپور کی صوبہ داری پر دورہ کرتا رہا۔ آخر نواب صلابت جنگ بہادر کے زمانہ مین بڑی عزت و عظمت پائی امرا نامی مین ناموری حاصل کی۔ ذوالفقار الدولہ قائم جنگ کا خطاب پایا۔ ہمعصرون مین معزز و مکرم رہا۔ جب خاندیس کا ملک مرہٹون کے قبضہ مین گیا۔ اسوقت آپ صوبہ داری سے علیحدہ ہوگئے۔ حیدرآباد دکن مین نواب صلابت جنگ کی خدمت مین پریشان حال و خستہ بال آئے نواب صاحب نے بڑی خاطر و مدارات کی اور پرگنہ جالگانون ضلع آکولہ برار جاگیر مین عطا فرمایا آپ جاگیر کی سند لیکر قصبہ مذکور مین پہنچے چند روز عیش و عشرت مین گذارے آخر ۱۱۷۹ہجری مین عالم فانی سے عالم جاودانی کو رحلت کی۔ آصفجاہ مرحوم آپکے حال پر نہایت عنایت و مہربانی فرماتے تھے۔ سلام کے وقت محبت سے مہربان کہنے تھے۔

قاقشالی تحفۃ الشعرا مین لکھتا ہے کہ خواجم قلیخان موزون تخلص جوان صالح خوش خلق و خوش وضع عالی دماغ نازک مزاج تہا۔ شعر گوئی مین بہی لیاقت و سلیقہ رکہتا تہا۔ ہندی و فارسی دونون زبانون مین شعر و ریختہ کہتا تہا۔ آپکے اشعار صاف صاف ہوتے ہین۔

من اشعارہ الفارسی

الٰہی برفروز از برق وحدت شمع جانم را
برنگ شعلہ گرم سیر شوقت کن روانم را

بسان لالہ کن داغ دلم را رونق گلشن
ز آب رحمت خود سبز گردان بوستانم را

تنم چون مور نازک شد ز ضعف خود پرستیہا
توانا کن بعشق خویش جسم ناتوانم را

دل سے وہیان اُس شوخ کا جاتا نہین		غیر کا ہرگز خیال آتا نہین
ہر طرف اُس شوخ یکتا کے سوا		دوسرا کوئی نظر آتا نہین
ہے جرم گنہگاری کا خوف		ورنہ مین مرنے سے گہبراتا نہین
اسقدر محو جمال یار ہون		مجکو اپنا بہی خیال آتا نہین
چال کچہہ غیر نے چلکر ہے بچہائی شطرنج	ولہ	آج بدلا ہوا آتا ہے نظر یار کا رخ

موزون۔ خواجم قلیخان

موزون تخلص۔ خواجم قلیخان نام۔ ذوالفقار الدولہ قائم جنگ خطاب۔ آپکے والد نذربی ترکمان شرفاء توران سے تہے۔ سبحان قلی خان والی بخارا کے ملازم تہے۔ ہند مین عالمگیر بادشاہ کی خدمت مین والی مذکور کے طرف سے تبقریب سفارت آئے۔ اور بادشاہی عنایت و نوازش سے سرفراز ہوئے۔ مراجعت کے بعد اپنے بڑے بیٹے بولباش خان کو نوکری کے لئے ہندوستان مین بہیجا۔ اور آپ بخارا مین حاسدین کی عداوت سے مقتول ہوا۔ قتل کے بعد آپکا دوسرا لڑکا بیگلا بیگی خان مع تمام لواحق و توابع اپنے بڑے بہائی کے پاس آیا۔ خواجم قلی خان مذکور اسوقت ایک سال عمر رکہتا تہا۔ بچہ شیرخوارہ تہا بلبا بیگی خان سادات بارہ کی توجہ سے مانڈو کی قلعداری و فوجداری پر رحمت خان کی جگہ پہ مقرر ہوا خواجم قلیخان بہی بہائی کے ہمراہ تہا۔ چند سال کے بعد آپکا بہائی عارضہ جنون سے فوت ہوا۔ نہایت پریشان و غمگین ہوا تمام خاندان کی پرورشی کا بوجہ سر پر آیا عالم شباب مین تہا سنہ ۱۱۳۶ ہجری مین نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر خدمت خلعت وزارت کے تقرر ہونیکے بعد حضور سے اجازت لیکر دکن کی طرف روانہ ہوئے۔ آپنے راستہ مین خواجم قلیخان کو

ندارم ہیچ آبائے اگر موزون ن — طپیدن حق بر دو دل بنگ گرم

ملا عبد القیوم

ملا تخلص۔ عبد القیوم نام۔ تاریخ مشائخ برہانپور سے معلوم ہوا کہ آپکے بزرگان سلف شادی آباد عرف مانڈو مین محمود شاہ خلجی بادشاہ مانڈو کے دربار مین معزز و مکرم تھے ہوشنگ شاہ خلجی معاصر احمد شاہ بہمنی کے زمانہ تک آپکے بزرگان سلف کا سلسلہ مانڈو مین جاری رہا۔ ہوشنگ کے بعد آپکے اجداد اعلیٰ مین ایک بزرگ شیخ سلطان نصیر خان فاروقی کے عہد مین بلدہ برہانپور مین آئے۔ اور وہان سکونت اختیار کی عالم فاضل تھے۔ طلبہ کے درس تدریس مین مصروف رہتے تھے۔ گوشۂ عزلت مین گوشہ نشین تھے۔ ملک قناعت مین حکمرانی کرتے تھے۔ قانع و صابر تھے۔ باشندگان برہانپور کیا امیر کیا امیر فقیر حضرت شیخ کی تعظیم و تکریم کو اپنا فخر سمجھتے تھے۔ اور آپکی خدمت کو غنیمت جانتے تھے۔ آپ بروز جمعہ جامع مسجد مین وعظ فرماتے تھے۔ فصیح اللسان و بلیغ البیان تھے۔ تفسیر قرآن و تشریح احادیث کو ایسی خوبی و خوش اسلوبی سے بیان فرماتے تھے کہ شیخ کے نصائح و پند حاضرین کے دلون پر موثر ہوتی تھین۔ اور بزرگ شیخ کے کلام مین وہ اثر تھا کہ سامعین وعدہ و وعید کے بیان سے کبھی روتے تھے۔ اور کبھی ہنستے تھے۔ آپ مدۃ العمر برہانپور مین رہے آخر وہین فوت ہوئے۔ شیخ کے اولاد مین شیخ عارف مولداً برہانپوری تھے۔ یہہ بزرگ بھی بزرگان سلف کے قدم بقدم تھے۔ علم و فضل کی صفت سے موصوف و بزرگی اور مشیخت مین معروف تھے۔ آپکے فرزند شیخ معروف بھی حافظ قرآن و قاری تھے انتہی کلامہ

تاریخ الافکار کے مولف نے لکھا کہ حافظ شیخ معروف نے نواب لاہا کے عہد مین برہانپور سے

بتن ما ز شوق خود چون شمع سرگرم تجلی کن
ز سوز سینہ روشن ساز مغز استخوانم را

ز بس خوش وہ است از جوئے وحدت گلبن طبعم
نسازد فرق کس از برگ گل برگ خزانم را

دلم ہمچو صدف دارد امید قطرہ از جودت
گہر افشان ز جود خویش کن یارب بانم را

ز پندار خودی یارب تہی کن خاطر موزون
چو نے دمساز کن با نغمہ پردازی ہانم را

ولہ

نہان چون غنچہ نتوان کرد در صد پردہ راز اینجا
چو شمع آرائش دل گل کند سوز و گداز اینجا

جنونم ہمچو گل خندان من چون غنچہ دل تنگم
کہ جز چاک گریبانم نشد کس چارہ ساز اینجا

بہ پیش چشم مستت نیست کارم جز بہ سجود امشب
چو مینا می کنم در عین مستیہا نماز اینجا

بیاد قامت شوخی کہ از خود رفتہ ام یارب
بچشمم ہر گیاہے می نماید سرو ناز اینجا

ز سوز شمع آید نکہت مشک ختن ہر دم
اگر گویم سخن امشب از آن زلف دراز اینجا

ز یکرنگان عشقش زاہد از مشرب چہ می پرسی
میان مسجد و میخانہ نبود امتیاز اینجا

براہ عشق منشین بگریان بے چشم تر موزون
چو شمع از کف مدہ سر رشتہ سوز و گداز اینجا

ولہ

ز بس دارد صفا از جوش حسنش بگرم امشب
بجائے اشک ریزد گوہر از چشم ترم امشب

بیاد چشم مخمورش ز بس از خویشتن رفتم
چو نرگس مست حیرت گشت بر کف ساغرم امشب

خیال شمع رخسارے کہ دارد گرم پروازم
کہ چون پروانہ ریزد آتش از بال و پرم امشب

بسان شمع سرگرم است بہر سوختن آہم
نمیدانم ہوائے کیست یارب بر سرم امشب

نمیدانم بسینہ آتش روئے کہ شد داغم
کہ موج لالہ دارد دامن خاکسترم امشب

ز بس یاد بہا گوشش ہم آغوش خیالم شد
توان چیدن گل نسرین سحر از بسترم امشب

بسان ذرہ دارد جلوہ ہر موج نگاہ من
ز بس تابید از خورشید رویش اخترم امشب

ز بس دل شد خموش از نالہ کردن پیش لعل او
برنگ غنچہ می ماند لبہائے اخگرم امشب

آپ ہندوستان روانہ ہوئے مولانا معین الدین کرڑوی سے تحصیل کی تکمیل کی۔ اور
آپ موزون الطبع تھے۔ شعر و شاعری سے نہایت ہی دلچسپی رکھتے تھے۔ جناب مولانا سید علی حیدر طبا
شوستری بنادر الملک طوبی کی خدمت میں مدت دراز تک مشق کلام کرتے رہے۔ آپکا
کلام شستہ و پاکیزہ ہوتا ہے۔ آپکے اور اہل زبان کے کلام میں مابہ الامتیاز نہیں ہوتا ہے
جو کچھہ موزون فرماتے ہیں مرغوب ہوتا ہے۔ آپ خوش اخلاق و پسندیدہ سیر تھے دوست نواز
و غریب پرور تھے امیر و فقیر آپکی نظر میں مساوی معلوم ہوتے تھے۔ ہر ایک کے ساتھہ حسن سلوک
فرماتے تھے۔ مہمان دوست تھے واردین و صادرین کی نہایت ہی خاطرداری مدارا کرتے
تھے۔ آپکا دولتخانہ مسافر خانہ تھا۔ اور آپکا دسترخوان گویا خوان یغما تھا۔ صبح و شام
آپکے دسترخوان پر دس بیس اشخاص شریک طعام رہتے تھے۔ آپنے تا مرگ مہمانداری
و غربا پروری کی رسم قائم رکھی۔ آپ ہمدردی قوم میں بے نظیر تھے۔ درمے قلم سے
زبان سے جسقدر ممکن ہوتا تھا دریغ نہیں فرماتے تھے۔ ہر ایک کے معین و مددگار بنتے تھے
اور ہر ایک کے لئے سعی و کوشش میں کوتاہی نہیں جائز رکھتے تھے۔ باشندگان حیدرآباد
آپکی سفارش و سعی کی قدر کرتے تھے اور آپکو قوم کا سچا خیرخواہ جانتے تھے۔ اور آپ
شبانہ روز قوم کی خدمت و سرپرستی میں کمربستہ رہتے تھے۔ غربا کی ہمدردی و غمخواری
قدرۃً آپکا خمیر تھی۔ کبھی آپ غربا کی ہمدردی سے کوتاہی نہیں کرتے تھے۔ آپنے حجاز ریلوی
کی تعمیر کے لئے چندہ فراہم کرنے میں جسقدر محنت و جانکاہی کی ہے اظہر من الشمس ہے
ہزارہا روپیہ جمع کرکے سلطان روم کی خدمت میں بھیجا۔ سلطان کے جانب سے تمغہ مجیدیہ
اعزازاً آیا۔ آپ چندہ فراہم کرنے کے لئے دکن سے سندھ گئے ہند سے سندھ سندھ سے گجرات
وغیرہ ممالک میں سفر کیا۔ تا مرگ چندہ جمع کرنے میں مصروف رہے۔ افسوس کہ [illegible] کے بعد

مدراس مین وارد ہوکے سکونت اختیار کی حفظ قرآن مجید و تلاوت کلام حمید مین اوقات
شریف بسر کرتے تہے۔ اہل مدراس آپکے ساتہہ حسن ارادت رکہتے تہے۔ آپکی تعظیم و تکریم
کرتے تہے انتہی کلامہ۔ اور گلزار اعظم کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ والا جاہ کی سرکار مین ملازم
تہے انتہی کلامہ۔ آپکے صاحبزادے عارف الدین خان رونق تخلص کی ولادت مدراس مین
واقع ہوی۔ چنانچہ آپکا حال صدر مین لکہا گیا ہے۔ رونق کے فرزند مولوی محمد مہدی واصف
مین آپکا حال بہی بردیف واو مین مذکور ہے۔ واصف کے لخت جگر مولوی عبدالباسط عشق
تخلص مین آپکا ذکر خیر بہی بردیف عین مین لکہا گیا ہے۔ ملا عبدالقیوم صاحب ترجمہ حضرت
عشق کے فرزند دلبند ہین حضرت عشق نواب ناصر الدولہ بہادر کے آخر عہد مین مدراس سے
مع عیال و اطفال حیدر آباد دکن مین آئے منصب مناسب پر مقرر ہوئے کسی محکمہ مین چند
مدت ملازم رہے آخر وظیفہ و منصب مناسب پاکے خانہ نشین ہوے۔ آپ حکیم حاذق و طبیب
فائق تہے طب یونانی کے ساتہہ ڈاکٹری مین بہی مہارت کاملہ رکہتے تہے۔ شبانہ روز آپ
بنی آدم کے علاج مین بسر کرتے تہے۔ آپکا مشرب صلح کل تہا۔ ہندو و مسلمان سے حسن سلوک
برابر فرماتے تہے خوش اخلاق و پسندیدہ سیر تہے۔ فن شاعری مین استاد مانے جاتے تہے۔ مدراس
و حیدر آباد دکن مین آپ مشہور و معروف تہے۔ مریضون کا معالجہ نہایت توجہ و ہمدردی
کے ساتہہ فرماتے تہے۔ مدراسی و حیدر آبادی آپکے دست شفا سے صحت و شفا پاتے تہے
آخر آپنے شہر حیدر آباد مین رحلت کی۔ ملا صاحب ترجمہ مدراسی المولد والمنشا ہین باپکے
ہمراہ مدراس سے حیدر آباد مین وارد ہوئے۔ ابتدا مین والد ماجد کی خدمت مین تربیت
و تعلیم پائی اور کتب متداولہ عربی و فارسی علمائے ہند و دکن سے ختم کین۔ علم و فضل کے
لباس سے آراستہ اور فنون متفرقہ کے پیرایہ سے پیراستہ ہوئے۔ تحصیل تمام ہونیکے بعد

در حریم وصل او دامان اگر پیچیده ام — دامن حسرت پنداری که بر پیچیده ام

گو سیه روزم ولی چون شامهای خورشید روی — آفتاب داغ عشقت در جگر پیچیده ام

جعد او همچون سیه ماری که باشد شعله دم — می نماید چون بران مو بافه زر پیچیده ام

بر درش ملا بشکل حلقهٔ بیرون در — سر بسر تا بپا پا تا بسر پیچیده ام

وله

آنکه راز ست نگردد با ز تقدیرست و من — وانکه باز ست نه بینه چشم تصویرست من

از سر جان بگذرم خود را رسانم تا به دوست — گر ازین تدبیر نا ید کار تقدیرست و من

ذره ذره محو دیدار رخ پر نور او — نی همین خورشید و مه حیران تنویرست و من

وله

افتادگی مقابل خصم زبون مدان — چون شیر در کمین دیم سینه بر زمین

گران رقیب کرده جدایم از و چه باک — شیطان و آدم پی کینه بر زمین

ملا حکایت دل و جان داوری بباد — ماند بیادگاری دیرینه بر زمین

رباعیات

جواب رباعی عمر خیام که گفته (مادر بحلال به که دختر بحلال)

غافل ز سرایر شعایر اسلام — جاهل ز شرایع و نصوص احکام

مادر چو بکار برده ای خیام — دختر البته بر تو گردیده حرام

وله

از آتش فرقت تو ای میر حسن — سر تا قدم شده ست رشک گلشن

یعنی که چو طاوس بباغ حسرت — صد دیدهٔ انتظار وا گشته ز تن

وله

مینا آسا ز سربلندان باشی — چون باده بکام مستمندان باشی

ای گلبن امید بباغ جاوید — چون گل بفشانی زرخندان باشی

قصیدهٔ غرا بجواب ملوبی بتقریب سالگره بندگان اعلی جناب ...

کوئی بزرگ اس خدمت کے لئے قائم نہین ہوا مجلس چندۂ حجاز ریلوی برخاست ہوگئی۔
آپ ابتدائً محکمۂ گزیٹیر مین ملازم ہوئے۔ دو تین سال تک محکمہ مین رہے۔ جب محکمہ برخاست
ہوا تب آپ ڈپٹی کمشنر انعام ہوئے۔ پھر اس محکمہ سے تعلقداری پر مستقل ہوئے چند مدت کے
بعد ایسے اسباب پیدا ہوگئے کہ آپ تعلقداری سے علیحدہ کئے گئے اور آپکو سرکار عالی سے
چارسو روپیہ ماہانہ وظیفہ مقرر ہوا۔ آپ چند سال وظیفہ یاب رہے۔ قناعت و صبر کے ساتھ
وظیفہ کی آمدنی پر گذر اوقات کرتے رہے۔ آخر ماہ رمضان ۱۳۲۳ھ سنہ ہجری مین فوت ہوئے
حسب وصیت آپکی نعش مبارک کو تغسیل و تکفین کرکے گلبرگہ مین حضرت سید محمد الحسینی
بندہ نواز کے روضہ مین دفن کئے۔ آپکے باقیات الصالحات مولوی عبد النعیم و مولوی
عبد الباسط وغیرہ یادگار باقی ہین بمصداق الولد سر لابیہ ہر ایک علم و فضل کے زیور سے
آراستہ ہے۔ خدا تعالی انکو خوش و خرم رکھے اور دنیوی ترقیات سے کامیاب کرے
اب مین آپکے کلام سے متفرق چند اشعار غزلیات اور ایک قصیدہ جو آپنے اعلیحضرت
خلد منزل میر محبوب علیخان نظام الملک آصفجاہ ششم مرحوم کی تہنیت سالگرہ مین
موزون کیا تھا ذیل مین گزارش کرتا ہون۔ **من اشعارہ الفارسی**

بیاد زلف و رخ آن نگار گریہ و خندد	مریض عشق بلبل و بہار گریہ و خندد
چنان بعشق تو رسوا شدم کہ دشمن و دوست	مرا بہ بیند و بے اختیار گریہ و خندد
نشان گریہ خونیست خندۂ عاشق اورا	ببین صراحی مے آشکار گریہ و خندد
چو شمع آنکہ درین بزم یک شبے گذراند	عبث نہ زندگی مستعار گریہ و خندد

دہان خندہ بگوئیم یا کہ دیدۂ خونبار
جراحت نظر دل نشکار گریہ و خندد

ازانکه وعده فراموش میکنی ز لعنت — همیزند همه بر وعدهٔ وصال گره

ازانکه دور تسلسل محال میداند — عقول فلسفیان زن باعتقال گره

سرین تو دو جبال و میان تو یک موئے — چه معجزست بیک موئے بر جبال گره

کمند زلف و خدنگ نظر بدل بند و — چنانکه در دل اعدائے شه بنال گره

چو رشتهٔ گره سال شه بسے اے سرو — زنے بکاکل خود هم علی الطوال گره

چو عمر شاه درازی و پر گره اے زلف — نگر که میشود امروز جشن سالگره

چه جشن جشن شهی کز کمال محبوبی — ملک ز بوسه زند بر سر لغال گره

بدین خیال که شاید رسد بتکمهٔ شاه — ز لعل سنگ به بندد چو غنچه آل گره

برشتهٔ چو گره میفتد شود کوتاه — نگر چو صفر عدو بر فزوده سال گره

باتصال بیفتد گره برشتهٔ سال — ابر شماره هر ریزهٔ رمال گره

بقلب تست چو آدم لآلی بسیار — بید سگال تو افتد درانتسال گره

شها بابرو نوکان ز دو قوس او ادنیست — مباد هیچ گر از غصه و ملال گره

برشتهٔ امل دشمنت کمند مثال — همی فتد بنوالی و اتصال گره

چو رشتهٔ املش خواستی شود کوته — سر عدوی تو گردیده بر نصال گره

زانکه شگفته سنان تو نیز بند عدو — پدید گشته ز سرتا بپائے نال گره

حباب گنجه هیجا مفارق اعدا — سمند تست نهنگش بیال و یال گره

ز سهم رمح تو دشمن اگر شکسته شود — چه سود گر بکمر بسته بر جدال گره

اگر کمند تو بسته ست دست و پائے عدو — دیا که بسته باطراف و خبال گره

اگر عدو سے گره بنه همی بر دگر سے — زلا یزلیل نیفتد بلا زوال گره

شود چو زلف گره‌گیر تو بجان گره ‌‌ ‌‌ مسلسل است ز خال تو در خیال گره

بروی خال چو از موی میزنی گرهی ‌‌ ‌‌ فتد بسلسلهٔ موی ام ز مثال گره

خیال خال گره میزند بهر دل صاف ‌‌ ‌‌ چنانکه بلبله بسته است بر زلال گره

چو دام زلف بچینی بگرد دانهٔ خال ‌‌ ‌‌ کبوتر دل ما را زنی بجال گره

تو شحنهٔ و عسسی دزد خال را به همین ‌‌ ‌‌ که بر زنی همه بر گردن رجال گره

گره بزلف دهی تا که تاب نگشاید ‌‌ ‌‌ چنانکه بسته شود بر سر عقال گره

بکار و بار دل خلق تا گره زده ‌‌ ‌‌ فتد بتار تو از صنع لایزال گره

دو چشم تو دو غزالند و زلف تو دو رسن ‌‌ ‌‌ ازین جهان آبندی بران غزال گره

ازانکه آهوی چشمت چرد نه سبزهٔ خط ‌‌ ‌‌ نهاده همه از خوف انتقال گره

گره فتد بدلم زان دو زلف پرچینت ‌‌ ‌‌ چنان بر آب زند جنبش شمال گره

رخ تو گنج صفت زلف پرشکن برجنت ‌‌ ‌‌ چو اژدری که همی بر زند ببال گره

چو آفتاب جمال تو سر نهد باتول ‌‌ ‌‌ زنی بزلف گره‌گیر بر جمال گره

بهر گره که ببندی گشوده عقدهٔ دل ‌‌ ‌‌ بلی به بست و گشاد دلست وال گره

ز بستن تو گشاید دری بخسته دلان ‌‌ ‌‌ عجبست که بسته بر اینگونه محال گره

ز مشکسائی هر عقده‌ات مگر ای زلف ‌‌ ‌‌ بنحو ختنک زند نافهٔ غزال گره

بسان سلک دُر آری بهم بود نظم ‌‌ ‌‌ چگونه بسته ای زلف از اعتدال گره

ولی بهر گرهٔ زلف تو بدان ماند ‌‌ ‌‌ که غنچه به بر شاخ و بر نهال گره

ز بسکه بر سر مویت گره زنی بگره ‌‌ ‌‌ هماره روز و شبت هست اشتغال گره

گره توده بگره از برای آنکه دلی ‌‌ ‌‌ تریزد از گره وزرد با حتمال گره

شکستہ حالی من از زبان حال شنو | نہ از مقال کہ گرد لب سوال گرہ

چنان رہم ز گرہ ہائے کار خود بتو عرض | فتد چو در گرہ ہم بے منال مال گرہ

مرا ز چشم وفا نیز این اشارہ رسد | کہ در وجود و عدم ہر دو شان مآل گرہ

شہا منم کہ بسے عقدہ ہائے لاینحل | گشودہ ام بمقالات انفصال گرہ

چو نیست مادح شہ عجمی لال زبان | چرا بمدح بیفتد گہ معتال گرہ

مرا کہ طبع روانست چون فرات نشد | جبال قافیہ ہایم بقیل و قال گرہ

نہم چو نیل بکہسار نقط روئے سخن | روان کنم و نیاید دران مجال گرہ

ز تیز زبانی من بین درین چکامہ نغز | ہمہ بسلک سخن گشتہ چون لآل گرہ

سخن گرہ بزبان سخنوران کردم | چنانکہ گشتہ سخن بر زبان لال گرہ

سخنوران زمانہ گرہ بسے زدہ اند | نیافتہ ست بدینگونہ انحلال گرہ

مرا بعرض ہنرہا کشایشے دگرست | اگرچہ طبع ملولم شد از ملال گرہ

اگرچہ بستہ و بکشادہ ام گرہ صدبار | ولے نہ بستہ یکے ہم با تبذال گرہ

صبا بگو بغزال غزل سرا از من | کہ نافہ تو نہ بستہ بدین کمال گرہ

گرہ زبستہ ام و بستہ ام گہ ز انصاف | ہمین بعرض رساندا نہ زبان حال گرہ

من الاشعار الہندی

کیا نمایاں چشم شوخ تیغ زن آہن میں ہے | ہے تماشا دیدنی دیکھو ہرن آہن میں ہے

یہہ دہان قفل ہے یا قفل دہان یار ہے | کہئے آہن میں دہن ہے یا دہن آہن میں ہے

ہے یہہ دھبے خون کے کیا آپکی تلوار پر | یا کہ آب تیغ سے پھولا چمن آہن میں ہے

آب تیغ ناز کی چادر سے سلتا ہے کفن | تیرے کشتوں کے لئے قاتل کفن آہن میں ہے

هلال ناکه رکاب تو گردد از سر شوق
بزیر آید و گردد به بر دوال گره

هلال آید و گردد نعال شبرنگت
چو میخ خورده ثوابت بران نعال گره

ز رشک خنجر شه چونکه ناتوان بین است
زند به برزده خود را بدل هلال گره

ز بسکه شاه بود پاک شاه پیشانی
نزد ز چین بجبین بار پید لال گره

گشوده ناف و شگفت غنچه از خلقت
بهیچ شئ نه پسندی بهیچ حال گره

گره نماند بجائے بغیر قلب عدو
ازانکه هست همه دال بر ملال گره

بسعی باطل او بین که بر جبین عدو
ز قطرهائے عرق بسته انفعال گره

نسیم حکم تو زلف بتان پریشان کرد
ازانکه بسته بدلها با متغال گره

بتحصل اشک نه پسندی گره ازان اینشاه
که عادلان نه پسندند بر خصال گره

ز بسکه صیت نوال تو رفته در عالم
بارتحال ز دستند بر رحال گره

رحال را همه پشت جمال می بندند
چنان بسیج حرم بهر ارتحال گره

همین نطاق زر و طوق گوهرش بخشی
بدوز پوزنه بسته هست بر بغال گره

بصره هائے زر و سیم چون گره بزنند
گشاده ز سر شان نواز نوال گره

گه نوال تو محتاج همچو بازرگان
نموده پر ز گهر بسته بر جوال گره

ز مشت مشت جواهر که میدهی ریزند
قبا و برد رهن سائل و سوال گره

چنان یراق دهی با عراقیان براق
ز زنگهائے زرین بسته بر جلال گره

مو ظفم مدیح تو در رو کن شاها
همیشه داده کمر را با متثال گره

چو نیست هیچ کسے تا که قدر من داند
زدم بدامن عزلت به اعتزال گره

رسد بخاک نشینان ز رشحت از فیض
ز قطرهائے سحاب است بر طلال گره

آپکا حافظہ ایسا قوی تہا کہ کبہی تلاوت قرآن مین سہو خطا نہین فرماتے تہے۔ جب تراویح مین قرآن سناتے تہے آپکی اقتدا مین سولہ سترہ حفاظ ہوتے تہے۔ تراویح کی نماز مین کبہی حافظ سے لقمہ لینے کی نوبت نہین آتی تہی۔ صاف صاف مثل دریائے روان کے پڑہتے جاتے تہے۔ نہایت ہی خوش الحان تہے۔ سامعین کو سننے سے لطف و مزہ آتا تہا۔ مین عالم شباب مین آپکے دل مین یہہ شوق پیدا ہوا کہ اپنی قوت بازو سے معاش پیدا کرنا چاہئے۔ بنا علیہ وطن مالوفہ سے برآمد ہوکے حیدرآباد دکن مین آئے۔ دو سال تک شہر مین بسر کرکے وطن مالوفہ مراجعت کی۔ اور جسقدر مال مکسوبہ ہمراہ لیگئے تہے والدین کی خدمت مین بطور نذرانہ پیش کردئے۔ والدین کے فرمانے سے شادی کرلی۔ جو کچہہ والدین نے شادی مین خرچ کیا تہا۔ آپنے تمام صرفۂ شادی جیب خاص سے ادا فرمایا۔ شادی کے صرفہ سے والدین کو زیربار نہین کیا اور آپ تا بزندگی جو کچہہ پیدا کرتے تہے اپنے ذاتی اخراجات کے لئے رکہکے باقی تمام والدین کی خدمت مین گذرانتے تہے۔ والدین کی زندگی تک وطن مین سکونت پذیر رہے۔ والدین کے فوت ہونے کے بعد دوبارہ حیدرآباد مین آئے محلہ براق پنچی مین فروکش ہوئے۔ آپکو علم تصوف سے زیادہ دلچسپی تہی اور اہل اللہ سے حسن ارادت تہی مولوی حافظ شجاع الدین صاحب مولوی صدرالدین صاحب و حضرت مولانا شاہ سعداللہ وغیرہم کی خدمت مین مستفید ہوتے رہے۔ اور مولوی حافظ شجاع الدین صاحب کے مرید و خلیفہ ہوئے اور سلسلۂ قادریہ وغیرہ سلاسل کی اجازت پائی۔ اور حسن اتفاق سے باصرار احباب ماہ رمضان مین نواب صمصام الدولہ کے جلوخانہ کی مسجد مین نماز تراویح مین ایک شب مین قرآن ختم کیا۔ نہایت خوش الحانی سے سنایا سامعین نے توجہ سے سنا۔ نواب صاحب آپکے حالات سے واقف ہوئے فوراً آپکو حضور مین

جھنجھناہٹ ہے تری شمشیر جوہر دار کی
یا زبان تیغ کافر کا بھجن آہن میں ہے

زندۂ جاوید ہے کشتہ تری شمشیر کا
دیکھیے آب بقا کیا موجزن آہن میں ہے

سر سلسلہ ٹوٹا نہ ملا آپکی تقریر کا
گو زمین ایسی کڑی ہے کہ سخن آہن میں ہے

ولہ

چھت آسمان کی توڑکے چھپر بنائیں گے
سامان ملے کہاں سے جو ہم گھر بنائیں گے

یہہ دل ہمارا خانۂ کعبہ نہیں کہ آپ
توڑیں گے بار بار مکرر بنائیں گے

تار نظر سے ہم ورق گل پہ عندلیب
ان گلرخون کیواسطے مسطر بنائیں گے

تصویر ہم نے کھینچی ہے اسواسطے تری
عاشق تجھی کو تجھپہ ستمگر بنائیں گے

رباعی

ہے مجھسے وہ دور اور ہے دمساز رقیب
یہہ اپنے میں تقدیر وہ اسکے ہیں نصیب

کہتے ہیں قیامت تجھے عالم میں تمام
حیران ہوں کہ پھر کیوں نہیں تو مجھسے قریب

غزل

گرچہ پامال ہیں پر تجھکو دعا دیتے ہیں
ترے پازیب کے گھنگرو یہہ صدا دیتے ہیں

نہ سہیں ہم تو بھلا کون سہے انکا ظلم
ہم وفا کرتے ہیں وہ داد جفا دیتے ہیں

سچ بتا دعوی مسیحائی کا پھبتا ہے کسے
تری بیداد کو ہم مرکے جلا دیتے ہیں

لاکہہ لاکہہ اپنا اگر خون جگر کھائے حنا
سرو مہرون کو وہ اپنا کف پا دیتے ہیں

کسطرح کھا گئے ان سیتنون سے دہوکا
نقد دل آپکو لا یہہ بھلا دیتے ہیں

محمود - حافظ غلام محمود

محمود تخلص۔ غلام محمود نام۔ ابو المعین کنیت۔ آپکی ولادت باسعادت با جگر عرف بادہونی میں واقع ہوئی۔ اور آپکا نشو و نما وہان کی آب ہوا میں ہوا۔ آپ عالم شباب میں تقریباً پندرہ سولہ برس کی عمر میں علم قرأت و تجوید میں عالم باعمل تھے۔ حافظ قرآن تھے۔ آپکا حافظہ

تین سو روپیہ ماہوار سے معزز فرمایا۔ اور کمال بندہ نوازی سے آپکو منصبداروں کے زمرہ میں شریک کیا۔ حافظ صاحب تا بزندگی عیش و آرام کے ساتھہ زندگی بسر کرتے رہے اور منصبداروں کے زمرہ میں شریک ہونیکے بعد منجملہ خدمات مفوضہ سے خدمت اہتمام اعراس و تقسیم تنخواہ و یومیہ متعلقان و الاجاہی من ابتدائے ۱۲۷۲ھ ہجری تا بزندگی حافظ صاحب ترجمہ کے تفویض رہا حافظ صاحب ترجمہ نے جب بارہ حرمین شریفین کا عزم کیا۔ تب خدمات مذکورہ کا اہتمام اپنے فرزند مسمی محمد حسن علی کے نام منتقل فرمایا۔ حافظ صاحب نے کامل چالیس برس تک سرکاری خدمات کو عمدہ طرح سے انجام دیا۔ حسب مرضی آقائے ولی نعمت خدمات مفوضہ کا فرض ادا کیا کبھی مالک آقا کے خلاف نہین کیا۔ آخر آپنے بمصداق کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام بتاریخ نہم ماہ جمادی الاول ۱۲۸۶ھ ہجری دنیائے ناپائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی اناللہ وانا الیہ راجعون اور آپکا فرزند دلبند حافظ محمد حسین علی جو علم فارسی عربی و انگریزی مین لائق و فائق تھا ۱۳۰۱ھ ہجری مین فوت ہوگیا۔ حافظ محمود صاحب ترجمہ جامع العلوم والفنون تھے۔ فارسی و عربی مین ادیب کامل تھے۔ ناظم و ناثر تھے۔ شعر و شاعری سے رغبت رکھتے تھے۔ آقا جواد حاجب تخلص شیرازی سے مشق کلام فرماتے تھے آپکا کلام فصاحت و بلاغت سے بھرا ہوا ہے۔ ہر ایک شعر و مصرع لطافت و نزاکت سے خالی نہین ہے۔ کلام کی صفائی و طبیعت کی رسائی آپکے اشعار آبدار سے عیان ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین لیکن آپکا کلام پراگندہ حالت مین گمنامی کے گوشہ مین پڑا ہوا تھا۔ فی زماننا آپکے ہمشیرزادے سیرۃ فرشتہ صورۃ انسان کامل جناب ابوالقدر حاجی عبدالقادر محی الدین قادری منصبدار سرکار عالی نے دیوان پراگندہ کے اشعار متفرقہ کا شیرازہ باندہ کے مطبع نظام دکن مین

بلایا۔ آپ ایک قصیدہ مدح مین موزون کرکے دربار مین حاضر ہوئے۔ نواب نے تیس روپیہ
ماہوار و طعام خاصہ مقرر فرمایا۔ اور صاحبزادون کی تعلیم آپکے تفویض کی۔ حافظ صاحب
ترجمہ مدت تک نواب موصوف کی خدمت مین رہے۔ نواب سراج الملک کی دیوانی مین
فریزر صاحب ریذیڈنٹ حیدرآباد کو مثنوی مولوی معنوی کے پڑھنے کا شوق ہوا۔ دیوان صاحب
کی خدمت مین لکھا کہ کوئی لائق منشی بھیجئے۔ دیوان صاحب نے میر مہدی حسین منشی کو تجویز کیا۔
منشی موصوف نے عرض کیا کہ حافظ محمود صاحب ترجمہ اس خدمت کے لئے لائق و فائق ہیں،
مثنوی کے رموز و اسرار کو خوبی کے ساتھہ بیان کرتے ہے۔ پس دیوان نے صمصام الدولہ بہادر
کے پاس رقعہ بھیجا۔ اور حافظ صاحب کو طلب کیا نواب صاحب نے حافظ صاحب کو بھیجدیا۔ دیوان صاحب
نے حافظ صاحب کو بماہوار پچاس روپیہ دار الانشا مین مقرر کیا۔ اور نواب مختار الملک
سالار جنگ و ریذیڈنٹ صاحب کی تعلیم و تدریس بھی معین کیا۔ رفتہ رفتہ حافظ صاحب کی
تنخواہ پچاس سے سو روپیہ ہوئی۔ جب نواب مختار الملک نواب ناصر الدولہ غفران منزل کے
عہد مین خلعت دیوانی سے سرفراز ہوئے تب مدار المہام موصوف نے حافظ صاحب کی ایکسو پچاس
روپئے ماہوار کردی۔ اور آپسے متعدد خدمات کے کام لینے لگے۔ آپ ہر ایک خدمت کے
کام کو عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے چند روز کے بعد اور پچاس روپیہ اضافہ کرکے دو سو ماہوار
مقرر کئے۔ اور آپکو خدمت وکالت فیما بین دیوان و حضور نواب افضل الدولہ بہادر و خدمت
عرضی خانہ و خدمت تقسیم یومیہ داران و خدمت اہتمام اعراس و تقسیم تنخواہ و یومیہ متعلقان
والا جاہی وغیرہا سے سرفراز فرمایا جب مدار المہام نے دیکھا کہ آپ خدمات مفوضہ کا کام
نہایت دیانت و امانت کے ساتھہ ادا کرتے مین اور اپنے فرض منصبی کے ادا کرنے مین سر مو کوتاہی
نہین جائز رکھتے ہین۔ اس حسن خدمات کے صلہ مین آپکو ایکسو پچاس روپئے اضافہ کرکے

دل را خیال زلف تو دیوانہ میکند	وله	آئینہ را رخ تو پریخانہ میکند
در چمن آن گل نورستہ اگر می آید	وله	غنچہ در جیب خود انداختہ سر می آید
عشق احمد کا گلے جبکہ مین ڈالا تعویذ	وله	وحشت و حزن و جنون میر اڑ گیا تعویذ
نہ ثلاثی و رباعی کی مجھے خواہش ہے	وله	رکہتا ہون نام محمد کا مین ستہرا تعویذ
خط بر خسار تو دارد شوکت شان دگر	وله	گشت ہر مورے بعہد تو سلیمان دگر
ہر خم زلفت بپائے دل بود بندے دگر	وله	میشود دیوانہ حسنت خردمندے دگر
چو حسن جلوہ کند با رخ جہان افروز	وله	بجلوہ آئینہ سازد ز عشق عالم سوز
بیروئے تو گر سوئے چمن بنگرم امروز	وله	در دیدہ زند ہر رگ گل نشترم امروز
درد تو مرا انیس جان بس	وله	دل را غم چون تو دلستان بس
مرا بود بدل و دیدہ و جگر آتش	وله	ز دست عشق تو از پائے تا بسر آتش
نور محمدی بہ قدم چون شد اختصاص	وله	عشقش گشت از پئے تجدید وجہ خاص
از سراپائے چمن روئے تو ام باشد غرض	وله	از ہواہائے یمن بوئے تو ام باشد غرض
ہرگز نشد بگلشن و گلزار ارتباط	وله	چون شد مرا بہ سیدابرار ارتباط
الست بندہ کو جب رب کہا خدا حافظ	وله	جواب قالو بلے کا دیا خدا حافظ
تا دیدہ تاب طلعت رخسار یار شمع	وله	از تاب رشک سوختہ پروانہ وار شمع
تا کہ شد از نور مہرش در دلم روشن چراغ	وله	مردمان دیدہ ام دارند در روغن چراغ
اے کردہ ناوکت دل عشاق را ہدف	وله	پیوستہ غمزۂ تو ز ابرو کمان ہدف
سر و را ایجاد و تکوین است عشق	وله	مظہر پیدایش دین است عشق
مرا کہ افعی زلفت بزہر کردہ ہلاک	وله	ز مہرۂ لب نوشِ تو بایدم تریاک

مطبوع کرایا۔ اور احباب و اعزہ کی خدمت مین ہدیۃً تقسیم فرمایا۔ چنانچہ فقیر مولف ہذا کو بھی ایک نسخہ عطا کیا ہے۔ حافظ صاحب فارسی و ریختہ مین کلام موزون فرماتے تھے۔ ریختہ کا کلام نادرالوجود ہے صرف چند ہی غزلین دستیاب ہوئی ہین۔ بترتیب ردیف فارسی غزلیات مین شریک کئے ہین۔ اب مین آپکے نتائج طبع کو بطور نمونہ گزارش کرتا ہون۔

من اشعار لطافت الفارسی

مدار عشق بہ صبرست و آن نبود دل مارا		خداوندا تو آسان کن درین مشکل مارا
کجا مہر تو بیرون از وجود مارود ہرگز		کہ با عشق تو آمیزش بود آب و گل مارا
میزند ابروئے آن مہ تیغ پنہانی مرا	وله	میکشد ظاہر ز عقد چین پیشانی مرا
بسکہ جو یاست دلم ناوک مژگان ترا	وله	جائے سازد بجگر نشتر پیکان ترا
بیان سوز دل آمد چو بر زبان ما	وله	زبان چو شمع بسوزد گر بیان ما
اسیر زلف گرہ گیر کردہ اند مرا	وله	مقیم حلقۂ زنجیر کردہ اند مرا
عزم مدینہ باز بود در وطن مرا	وله	ہر دم بشوق تست سفر در وطن مرا
بود بگرد رخ یار طرۂ پرتاب	وله	چنانکہ گرد گل تازہ سنبل سیراب
بیاد آن گل رخسار بسکہ می گریم	وله	بجائے اشک بریزد مرا ز دیدہ گلاب
مرا بہ ہجر تو باشد مکان در آتش و آب	وله	کہ میکشد ز دل و دیدہ ام سر آتش و آب
بفرق داغ جنون سیل اشک تا زانو		بزیر پائے مراست و بر سر آتش و آب
تا در دلم خیال لب نوش دلبرست	وله	مستغنی از تصور تسنیم و کوثرست
تا چشمۂ حیات لب جانفزائے او		خضر خطش باین دل لب تشنہ رہبرست
کسے گدائی کوئے تو اختیار کند	وله	کہ ناز بر ہمہ شاہان تاجدار کند

ہو جس کے دلکو حضرت خیرالورا سے ربط
مقصد ہو جسکا حق کی رضا پر سے چلے مدام
حشر و نشر کا ہول نہوگا کبھی اسے
کھا سکیگا کب ہما اس خستہ تن کے ہڈیان
ہون سگان کوچۂ محبوب کے یارب نصیب
دام مین گر دم نکلجائے تو اے صیاد تو
ہم دل و جان سے وفا کرتے ہین
سیر گلشن جو کیا کرتے ہین
عارض و زلف پہ چھڑکتے مین نمک
دن کو والشمس کا کرتے ہین حفظ
وہ قامت بالا ہے ترا یا کہ بلا ہے
دل کیون نہ کرے تیرے لب لعل کی تعریف
کب ہے وہ ترا خال تہ ابروئے خمدار
دولت ہے ترے خاک نشینون کو میسر
جون نقش قدم اے دل گمراہ جو کوئی

ولہ
کیونکر نہووے اُسکو ورا الورا سے ربط
رکھلے وہ بس حبیب خدا کی رضا سے ربط
رکھتا ہون دل سے شافع روز جزا سے ربط

ولہ
آتش فرقت سے جلتے ہین بدن کے ہڈیان
تا نہ طعمہ ہو ہما کا میرے تن کے ہڈیان
تا چمن پہنچا ئیو مرغ چمن کے ہڈیان

ولہ
کیا ہوا گر وہ جفا کرتے ہین
گل سے بلبل کو جدا کرتے ہین
ہم سے مت پوچھ کہ کیا کرتے ہین
رات واللیل پڑھا کرتے ہین

ولہ
اے سرو خراماں تو بتا مجکو کہ کیا ہے
یہ مخزن اسرار کو سو بار پڑھا ہے
محراب حرم مین یہ سیہ مست پڑا ہے
یہ سایۂ دیوار ترا ظل ہما ہے
پامال خلایق ہے وہی راہ نما ہے

حرف نون

نظام ۔ عماد الملک غازی الدینخان بہادر

نظام تخلص ۔ میر شہاب الدین نام ۔ غازی الدین خان عماد الملک خطاب

ساقیا گر در چمن ریخته گل بر سر گل	وله	خوش بود موسم گل ساغر مل بر سر گل
ز الفتی که بزنجیر زلف او دارم	وله	هزار طوق تو گوئی که در گلو دارم
کرد تا طفل سرشک من وطن در آستین	وله	موجۂ طوفان نماید هر شکن در آستین
شاهی که بود بدل گدایان کرم او	وله	عدل است بما هرچه رود از ستم او
ای از فروغ نور رخت نور آئینه	وله	با زیب طلعت تو صفا پرور آئینه
غنچه دهان من بگو سرو روان کیستی	وله	سرو روان من بگو غنچه دهان کیستی
غنچه ز لعل تو خجل گل ز رخ تو منفعل		در چمن مراد دل سرو چمان کیستی
زلف کج تو دام دل لعل لب تو کام دل		چون نشوی تو رام دل در پی جان کیستی
صورت رشته در نظر شکل تو هست جلوه گر		ای دل زار گو که در فکر میان کیستی
در شب تیره من ز غم ناله و آه میکنم		تو برخ چو صبحدم شمع مکان کیستی
نمودی رخ دل عشاق حیران ساختی رفتی	وله	نشاندی زلف خاطرها پریشان ساختی رفتی
دل من چون تنور از سوز هجران ساختی رفتی		روان از چشم نم سیلاب طوفان ساختی رفتی
ربودی صید دل عشاق از یک جنبش مژگان		ز که بر کهربا جذب نمایان ساختی رفتی
ز مردم برده چشمان تو دل در طرفة العینی		بجا دو شیر را صید غزالان ساختی رفتی

من اشعار الهندی

خال پیدا رخ پہ تیرے بت پرفن ہوا		کیا تماشا ہے کہ گلشن زاغ کا مسکن ہوا
جیسے عریانی کا خلعت مجھکو زیب تن ہوا		پھر نہ بار دوش تیرا کوئی پیراہن ہوا
جائے سبزہ پنجۂ مرجان نکل آتے مین وہان		کشتۂ دست نگارین کا جہان مدفن ہوا
دلمین اپنے راتدن روئے بتان کا ہے خیال		یہہ چراغ دیر بیت المقدس مین روشن ہوا

احمد شاہ بادشاہ حاضرین دربار سے پوچھتے تھے کہ یہہ تین لفظ ہندی جو مشہور ہیں
ان کے معانی پورے طور سے معلوم نہیں ہوتے ہیں عرض کرو ایک لفظ پوت دوسرا
سپوت ۔ تیسرا کپوت ہے تمام امرا سوچ رہے تھے کہ ایسے معانی عرض کرنا چاہئے
کہ بادشاہ کے مرغوب ہوں ۔ بادشاہ نے صفدر جنگ سے مسئلہ مذکور کے معانی کا سوال کیا
صفدر جنگ بھی فکر کرنے لگے ۔ مگر آپکی طبیعت چستی و چالاکی میں موجزن تھی آپنے اسیوقت
صفدر جنگ کی نصیحت کو بالائے طاق رکھا آگے بڑھ کے عرض کی اگر خانہ زاد کو حکم ہو تو
تینوں الفاظ کے معانی عرض کرے ۔ بادشاہ آپکی تیزی فراست کو دیکھکر متعجب ہوا فرمایا
بیان کرو نواب صفدر جنگ بہادر نے ہرچند اشارہ سے ممانعت کی مگر آپ باز نہیں رہے
عرض کیا خداوندا لفظ اول کہ پوت ہے اوسکا مفہوم و مصداق ذات ہمایون ظل الٰہی ہے
آپ بادشاہ اور آپکے آبا و اجداد بھی بادشاہ تھے ۔ اور لفظ ثانی اسکا مفہوم و مصداق عموی
بزرگوار بندہ یعنی نواب صفدر جنگ ہیں ان کے آبا و اجداد میں سے کوئی وزیر نہیں ہوا ہے
عم بزرگوار خود بیکایک یا بوجہا یک ہند میں وارد ہوئے تدبیر و تقدیر کے اتفاق سے شاہ ہند
کے وزیر ہو گئے ۔ اور لفظ ثالث اسکا مفہوم و مصداق خانہ زاد ہے کہ غلام کے آبا و اجداد
وزارت کی کرسی پر معزز و ممتاز رہے ۔ کمترین غلام باوجود لیاقت خدمت موروثی عم بزرگوار
کے ہاتھ میں گرفتار رہے اور کوئی امیر و اہل دربار میری کیفیت بادشاہ کے گوش گزار نہیں کرتا
بادشاہ و اہل دربار آپ کی تقریر سے حیران و متعجب ہو گئے ۔ بادشاہ نے صفدر جنگ وزیر سے
فرمایا ابتک آپنے اس ہمارے موروثی خانہ زاد کی تربیت و پرورشی کی اب ہم کرینگے
یہہ کہکر بادشاہ آپکو محل مبارک میں لیگیا ۔ آپ چند مدت تک بادشاہی ظل عاطفت میں رہے
پھر آپنے صفدر جنگ کو وزارت سے علیحدہ کر دیا اور اپنے ماموں انتظام الدولہ کو وزیر کیا

آپ میر محمد پناہ غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ ثانی بن نواب آصفجاہ مرحوم کے فرزند
و نواب اعتماد الدولہ وزیر الممالک قمر الدین خان کے نواسہ تھے۔ آپکے والد ماجد نواب
ناصر جنگ شہید کے بعد دلّی سے صوبہ داری دکن پر سرفراز ہوکر عین موسم بارش مین
ہولکر مرہٹہ کو ہمراہ لیکر اورنگ آباد دکن مین آئے۔ بتاریخ سوم ماہ ذیقعدہ ۱۱۶۵ سنہ ہجری
مین شہر مین داخل ہوئے امیر الممالک صلابت جنگ بہادر کے فکر مین تھے کہ یکایک ساتھہ تاریخ
ذیحجہ سنہ مذکور بعارضۂ قئے و دست جان بحق ہوئے۔ نقشبندی خان مصاحب نے آپکی نعش
مبارک کو دار الخلافہ دلّی مین لیجاکر آپکے مدرسہ و باغ مین دفن کیا۔ عماد الملک صاحب ترجمہ
کی ولادت باسعادت ۱۱۵۸ سنہ ہجری مین شہر دلّی مین واقع ہوئی نشو و نما بہی وسی شہر فیض اثر
کی آب ہوا مین ہوا۔ جب آپکے والد ماجد دکن مین آئے اسوقت آپکی عمر آٹھہ برس کی
تہی۔ والد ماجد آپکو تعلیم و تربیت کی غرض سے ابو المنصور خان صفدر جنگ احمد شاہ
بادشاہ کے وزیر کے تفویض کرکے آئے تہے۔ وزیر موصوف آپکو نہایت محبت و الفت سے
فرزندون کی طرح رکہتا تہا۔ ایک روز آپنے مدار المہام سے عرض کی کہ مجکو بادشاہی دربار
دکہلائے مدار المہام نے فرمایا کہ اے فرزند آپ ابہی بسبب صغر سنی دربار دیکہنے کے لائق
نہین ہو۔ انشاء اللہ تعالی مین آپکو موقع دیکہکر لیجاؤنگا۔ پہر آپنے کئی مرتبہ مدار المہام
کی خدمت مین دربار کی درخواست کی ایکروز تو بہت اصرار کیا۔ اوس روز نواب صفدر جنگ
وزیر کی بیوی نے بہی آپکی سفارش کی کہ بچہ مدت سے دربار کی آرزو کرتا ہے آج ہمراہ لیجاؤ
بچہ کی دلداری کرو۔ صفدر جنگ راضی ہوئے۔ اور آپکو تاکید کی اگر بادشاہ آپسے کوئی
سوال کرے تو جواب مین سبقت نہین کرنا۔ مین سونچہ سمجہکر بادشاہ کی طبیعت کے موافق
جواب دونگا۔ آپنے قبول کیا۔ نواب صفدر جنگ اور آپ دربار مین پہنچے اسوقت

عمدۃ النسا بیگم حضرت غفران مآب کے زمانہ مین حیدرآباد دکن مین آئے۔ بندگانعالی نے
تمامکو جاگیر سے حاصل عنایت کی خوشحال وفارغبال رہے اونکی بنائے مین ایک بزرگ
حاضر دربار نواب ناصرالدولہ بہادر کے زمانہ مین نصف جاگیر بحال برقرار تہے۔ مجید الدولہ
بہادر و حمید الدولہ بہادر کے فرزند بدستور جاگیرات موروثی پر بحال تہے۔
گل رعنا مین لکہا ہے کہ آپ علم وفضل مین بے نظیر تہے۔ اور متعدد زبانون مین مہارت رکہتے
اور ہر ایک زبان مین تحریر و تقریر کر سکتے۔ عربی۔ فارسی۔ ترکی کشمیری۔ افغانی۔ مرہٹی
اور عربی و فارسی مین خط نہایت خوب عمدہ لکہتے تہے۔ علما و فضلا و شعرا کی صحبت کو
پسند کرتے تہے۔ مدت تک شمس الدین فقیر کو اپنے ساتہہ رکہا۔ آپ شعر گوئی سے
نہایت ہی دلچسپی رکہتے تہے۔ سخن فہمی و سخن سنجی مین بے مثل تہے تحریر و تقریر و حاضر جوابی
مین بے بدل تہے مرزا قتیل سے کلام کی اصلاح لیتے تہے۔ جو کچہہ موزون فرماتے تہے
مرغوب دل پسند ہوتا تہا۔ آپ زیرک و تجربہ کار و ہوشمند و ہوشیار تہے۔ آپ
صاحب دیوان ہین۔ آپکا دیوان مطبوع ہوچکا ہے فقیر مولف کے پاس موجود تہا موسی ندی
کی طغیانی مین غرق آب ہوگیا۔ اب مختلف تذکرون سے آپکے نتائج طبع انتخاب
کرکے گزارش کرتا ہون۔ من اشعارہ الفارسی

بحرف مدعی گفتم مریز اے سنگدل خونم
نخط گر حسن جسارت فزون ترشد عجب نبود
ایکہ از روز قیامت خبرے می گوئی
دوستان نیست عجب گر بدل آیدم تہمت
تیر نگاہ ست تو دانی کجا نشست

وله

کہ بعد از کشتنم سوے نگار و لب گزیدہا
صفائی تازہ دارد سبزہ گرد رد مید تہا
گوئیا از شب ہجران خبرے نیست ترا
کہ بکام دل ناکام دل آرام نیست
بدل نشست و نہ تہمت بجا نشست

آپ بدستور امیرالامرائی پر رہے۔ چنانچہ صفدر جنگ نے وزارت سے معزول ہونیکے
بعد ایک شعر کہا وہ شعر خاص و عام مین ضرب المثل تہا ؎

رفتہ رفتہ اشک چشمم در گلو زنجیر شد   طفل دامنگیر ما آخر گریبان گیر شد

بعد مین تو آپنے عاقبت محمود خان کشمیری جو آپکا استاد اور آپکی سرکار کا مہتمم و مدارالمہام
تہا اُس کے ورغلانے سے تیموریہ خاندان مین بڑی درہمی خرابی پیدا کر دی۔ ہولکر کو مقام
خواجہ پر بادشاہ اور وزیر اور امیر آتش کے فرار ہونے کی خبر معلوم ہوئی۔ بیمحابا علی الصباح ہولکر
کی فوج نے بادشاہی لشکر و اثاث البیت سلطنت کو غارت کیا۔ اُسمین تیموریہ خاندان
کی بڑی ذلت ہوئی۔ اُسوقت سورجمل جاٹ کا محاصرہ ترک کرکے دارالخلافہ دلی مین پہنچے
ہولکر ملار کی اعانت سے انتظام الدولہ وزیر کو تغیر کراکے خود وزیر ہوا اور صمصام الدولہ کو
امیرالامرائی دلائی۔ وزارت ہوتے ہی اُسی روز ۱۰ تاریخ شعبان ۱۱۶۷ھ ہجری احمد شاہ بادشاہ کو
مع والدہ شاہ مقید کر لیا۔ اور معزالدین بن جہاندار شاہ کے بیٹے عزیزالدین کو تخت نشین
کیا اور اُسکو عالمگیر ثانی کا خطاب دیا۔ پہر ایک ہفتہ کے بعد احمد شاہ اور اُسکی والدہ کی
آنکہون مین سلائی کہنچوائی ۸ ربیع الاخر ۱۱۷۳ھ ہجری مین۔ پہر چند مدت کے بعد عزیزالدین
عالمگیر ثانی کو بہی قتل کرایا۔ اور محی السنہ بن کام بخش بن عالمگیر کے بیٹے کو تخت نشین
کیا اُسکا لقب شاہجہان ثانی رکہا۔ آخر ان تمام معرکون اور محاربون سے فارغ ہوکر
چند مدت بند رسورت مین رہے۔ اور پہر حرمین شریفین کی زیارت و حج کو گئے۔ حرمین سے
مراجعت کرکے کالپی مین جو آپکی جاگیر تہی بسر کئے آخر ۱۱۸۹ھ ہجری مین بہشت برین کو
روانہ ہوئے۔ آپکی اولاد مین نصیرالملک تہے وہ بہی اپنی جاگیر مین فوت ہوئے اُن کی
اولاد مین معلی جاہ۔ قطب الملک۔ حمیدالدولہ۔ مجیدالدولہ۔ مع والدہ خود مسماۃ

بعد ازان امیرالامرا حسین علیخان دکن کا صوبہ دار ہوا۔ میر محمد نعیم کو رائچور ضلع بیجاپور
کی فوجداری پر مامور فرمایا۔ پھر امیرالامرا کے زوال کے بعد نواب آصفجاہ صوبجات دکن پر
متصرف ہوئے۔ پھر محمد نعیم آصفجاہ کے سایۂ عاطفت مین آیا۔ آصفجاہ کی خدمت مین تا برگ
زندگی بسر کرتا رہا۔ آخر ۱۱۳۹ سنہ ہجری مین فوت ہوا۔ وصیت کے موافق پائین قبر شاہ ابراہیم
جو قریب حصار روضۂ شاہ برہان الدین غریب قدس سرہ ہے مدفون ہوا۔ نصرت نے
اپنے مرشد کے حق مین کہا تہا ؎

آن شاہ کہ بادشاہ ہفت اقلیم	نصرت پسرش ز جان و دل تسلیم است
عیسی ہست بزندہ کردن مردہ دلان	ہرچند کہ نام آتشش ابراہیم است

اور دلاور خان ثانی بن محمد نعیم خان آصفجاہ اول کے زمانہ سے آصفجاہ ثانی کے زمانہ تک
صوبہ سرا توابع بیجاپور پر حاکم تہا۔ ۱۱۸۵ سنہ ہجری مین گلبرگہ کے قلعہ کی قلعداری پر
مقرر تہا۔ شاعر لائق و نازک خیال تہا اور علم موسیقی مین فائق تہا۔ آخر ۱۱۹ سنہ ہجری
مین اس دار ناپائدار سے کوچ کیا۔ من اشعارہ الفارسی

می کشم بلے و منّا بے کہ میسوزد مرا		آتش افتد در چنین آبے کہ می سوزد مرا
پست فطرت را بود معراج روز می یافتن	ولہ	موررا تخت سلیمان است سنگ آسیا
می دہد از شام غربت صبح وطن	ولہ	بیکسی نداخت آخر کار ما را با خدا
بسکہ وا رو داغ حسرتہا دل پر درد ما	ولہ	جلوۂ طاؤس خواہد کرد آخر گرد ما
صبح محشر شد و از شب باقی است	ولہ	سخن از زلف ایار ست امشب
رہروے را بخرد کار است	ولہ	ہست کو رنگ بر رویش بار است
از لب قمری بگوشم خورد این حرف بلند	ولہ	سرو ہم در پیش بالایت کمر بستہ است

بجاست عہد وفا گر بجا نیست درست — ولہ — گر ہست زلف تو در شیوۂ شکست درست

بگو چہ چارہ کنم از پئے تقاضائے فکر — نماند جیب من از دست برو درست

زباغ رخت سفر در بہار نتوان بست — ولہ — شگوفہ بر سر شاخ است بازتوان بست

کہ غمزہ زلفش خرید و پیش چشمش دین فروخت — ولہ — بندہ ام سودائے دل کان خرید و این فروخت

دو ملتے ست نصیب تو اگر دیدہ تر است — ولہ — چشم گر اشک ندارد صدف بے گہر است

تا چسان آگہی از حال منش دست دہد — ولہ — یار من بیخبر و نالۂ من بے اثر است

غمزۂ چشم فزون ساخت مرا از خویش برد — ولہ — انچہ عشقت با دلم میگفت آخر پیش برد

یار برداشت نقاب آئینۂ صاف بیار — ولہ — جلوۂ مفت است اگر دیدۂ بینا داری

بادشاہ کشور دین حضرت ملیا کہ ہست — ولہ قطعہ — جملہ موجودات از نور وجودش آشکار

گر بخاک تیرہ اندازد نگاہ فیض بخش — در سنگ خارا بکشاید لب اعجاز بار

سنگ خارا گردد از اعجاز او در ثمین — خاک تیرہ گردد از فیضش زر کامل عیار

نصرت ۔ میر محمد نعیم

نصرت تخلص ۔ محمد نعیم نام ۔ دلاور خان خطاب ۔ وطن سیالکوٹ ہے ۔ آپکے والد میر عبد العزیز دارا شکوہ کی خدمت مین ملازم تھے ۔ دارا شکوہ کے درہم برہم ہونیکے بعد خلد مکان عالمگیر کی خدمت مین حاضر ہوے منصب ہزاری و دلاور خان خطاب سے سرفراز ہوے ۔ میر محمد نعیم صاحب جمعہ عنایت اللہ خان کشمیری کی دختر نیک اختر سے منسوب ہوا اور شاہ عالم کے زمانہ مین والد ماجد کے خطاب سے ممتاز ہوا ۔ جب محمد فرخ سیر کے ابتدائے جلوس مین ممالک دکن آصفجاہ کے تفویض ہوا تب میر محمد نعیم آصفجاہ کے ہمراہ دکن مین آیا

بی آبروئی تو از نظرم نور میرود — وله — این تیر بی کمان چه تند زود می رود

دارد شکست رنگم امشب بهار دیگر — وله — می آید آن چمن رو شاید که بار دیگر

من چه خونها خورده ام در کار دل — وله — دل نمی آید بکار من هنوز

صفحهٔ ساده فلک مغتنم است — وله — سخن چند یادگار نویس

تا ابد زندگی کرامت کن — وله — بسمل باست برمزار نویس

دامن کشیده از من چون آفتاب شب — میرفت و میدویدم چون سایه از قفائش

حق ناشناس بخت فریدون اگر دهد — در کشورش مباش بتقیید فرنگ باش

هوس عشق به پیری چقدر نادانی است — شمع گیر آمدن ماهست شباه غلط

هستی شمع فنا در هستی معشوق اوست — ماتم پروانه باید داشت در انجام شمع

خوشدلی را گر بود لازم فراغ — بیدماغی نیز می خواهد دماغ

نوری بهم آسان کند هر پرتو تجلی — روشن زیک چراغ توان کرد صد چراغ

جان بحسرت داده زلف ترا در روز حشر — نامهٔ اعمال باشد دستهٔ سنبل بکف

گر تو دامن نازی فشانده بهوا — نداشت شوخی رنگ اینقدر بهار شفق

دل چو شد آب نمی گردد خشک — چاه سیماب نمی گردد خشک

آب زمزم هم کجا سنگ ترا تواند کرد پاک — نیست زاهد را میسر شست و شو از آب تاک

گلشن از یاد رفت از بسکه می بالد بخود — میتوان امروز چیدن از سر دیوار گل

چرا امروز خود را تلخ دارم در غم فردا — نگردد روز محشر نامه وا از شرم اعمالم

از دو فارنگی ندارد نو بهار روزگار — برگ این گلستان را چو بو گردیده ام

ما را که تواند ز دل سخت تو بر داشت — چون نقش برین سنگ نشستیم نشستیم

وله
هر کف خاکی که می بینی برنگ دیگرست
آرزوی عالمی از بسکه اینجا رنگ ریخت

وله
اینقدر بر خود منازای چرخ صحبت شام شد
در دیار ما که حیرت نام دارد شام نیست

چشم نعمت داشتن از سفرهٔ گردون غلط
نان خشکی دارد آن هم صبح هست و شام نیست

وله
فراموشی می پیمانهٔ کیست
ز خود رفتن رہ میخانهٔ کیست

وله
کسی بد گهر ز صحبت نیکان رسد بفیض
گر سنگ جزو کعبه شود بی شرار نیست

وله
نصرت هلاک مشرب پروانه میشدم
ور بند شمع بزم و چراغ مزار نیست

وله
آئینه پرستیش دلیل ست
از ما دل یار بی خبر نیست

وله
سوی دلدار میروم نصرت
سفر رو بآفتاب این است

وله
ذره با خورشید چشمک می زند
جام هستی اینقدرها نیک داشت

وله
ناله کردن بر امید چرخ کار هوش نیست
آسمانرا صورت گوش است اما گوش نیست

دامن از گل کشیده می آید
مگر آئینه دیده می آید

رنگ می بازد از نزاکت طبع
گر ز دل تا بدیده می آید

دست دعا بدامن نازش نمیرسد
دست ز کار رفتهٔ ما را کجا رسد

وصل تو وحشت دل من بیتاب میبرد
آئینه بیقراری سیماب می برد

هرزه کردی مرا در کعبه و بتخانه نبرد
گر بدل وا میرسیدم یار من در خانه بود

نامه را امروز از دستم شراب ناب برد
زاهد از فردا مترسان دفترم را آب برد

بخاطر چو منی گر ترا نزول افتد
بغیر سجده که دارم اگر قبول افتد

نمی فتد بزمین همچو سایه اش هرگز
کسی که در رہ حق پیرو رسول افتد

رنگین ز خون خود کف پای ترا که کرد
این کار بسته بغیر از حنا که کرد

بوسہ از گلعذار می خواہم	ولہ	غنچۂ یادگار می خواہم
شیر از مرتضی علی بہ نجف		گوشۂ قبر وار می خواہم
سینہ چاکم بگلعذار فتم		داغدارم بلالہ زار فتم

نکہت۔ محمد یوسف برہانپوری

نکہت تخلص۔ محمد یوسف نام سخنور علیخان خطاب ہے۔ آپکے نسب کا سلسلہ طایفۂ ملک سلاطین کشمیر سے پہنچتا ہے۔ شاعر خوش فکر و خوش کلام تہا۔ مضامین تازہ و معانی شگفتہ کا شیرازہ باندہتا تہا۔ گلہائے صنایع و بدایع کا گلدستہ بناتا تہا۔ آپکی طبیعت شور انگیز و ملاحت آمیز تہی۔ جو کچھہ طبع موزون سے برآمد ہوتا تہا۔ ملاحت و فصاحت سے بہرا ہوا۔ لطافت و ظرافت مین ڈوبا ہوا ہوتا تہا۔ سامعین کو سننے سے لذتیں اندازو فرحت تازہ حاصل ہوتی تہی۔ اوائل مین امیرالامرا کی خدمت مین تہا بعد ازان شاہزادہ محمد اعظم شاہ کی ملازمت مین رہا۔ جب اعظم شاہ باپکی طرف سے احمد آباد گجرات کی صوبہ داری پر گیا۔ نکہت بہی ہمرکاب تہا۔ فرخ سیر بادشاہ کے زمانہ مین دار الخلافہ دلّی مین پہنچا اور سخنور علی خان کے خطاب سے سرفراز اور سخنورون کے زمرہ مین ممتاز ہوا امرا کے مدایح مین قصائد لکہتا تہا بیشمار صلے و جائزے پاتا تہا۔ فردوس آرامگاہ محمد شاہ کے آخر زمانہ تک روشن الدولہ ظفرخان بخشی دوم کی رفاقت و ملازمت مین رہا۔ مزاج مین شوخی و آزادی تہی ہجو کہنے مین بہی استاد تہا۔ اگر کوئی ممدوح صلہ نہین دیتا تہا تو اسکی ہجو کرتا تہا۔ چنانچہ اسد علیخان جو ایک تہائی نہین رکہتا تہا۔ اوپر ہجو انہین بنواکے جمایا تہا۔ اسکی ہجو مین کہتا ہے ؎ بیستون تازہ از سنگین دلی ایجاد کرد ؎

صبح وصال چون بود ونج بیا کہ ہمچنین
جان عزیز چون رود طرز خرام جلوہ دہ

ولہ

شام فراق چون رسد زلف کشا کہ ہمچنین
عمر دوبارہ چون رسد باز بیا کہ ہمچنین

ہر کرا دوست گفتہ نصرت
جوہر شش ہچون سپند دے مجمر می برد

ولہ

گلہ او نمی توان کردن
آتشے تا بدل آئینہ دو تمثال او

بے حجابانہ کجا تنگ ببر می آید
زلفش پائے تو صد رنگ گل تو آن چید

تو کہ از جلوہ کہ آئینہ تر می آئی
بگل کہ می نگرد چون تو در چمن باشد

نیتر ۔ مہدیعلیخان حیدرآبادی

نیتر تخلص ۔ مہدیعلیخان نام حیدرآبادی المولد ہے ۔ آپ نقدعلیخان ایجاد کے خلف الصدق ہین ۔ آپکی ولادت شہر حیدرآباد مین ہوئی ۔ اور نشو و نما بھی شہر کی آب و ہوا مین پایا شعور کے بعد شہر کے علما و فضلا اور والد ماجد سے کتب درسیہ عربی و فارسی تحصیل کین ۔ عالم شباب مین فارغ التحصیل ہوا طبیعت سنجیدہ و مزاج پسندیدہ تہا اور ہر ایک قسم کی قابلیت و استعداد موجود تہی ۔ شعرگوئی کا شوق ہوا ۔ طبیعت کے زور سے موزون کرنے لگا والد ماجد سے اصلاح لینے لگا ۔ چندہی روز مین کلام برجستہ و شستہ کہنے لگا ۔ لچھمی نرائن نے گلرعنا مین لکہا کہ مین جب سنہ ۱۱۸۵ ہجری مین حیدرآباد مین آیا تب نیتر میرے غریب خانہ پہ کرہ ملاقات کیلئے آئے باہم مشاعرہ رہا ۔ نیتر پسندیدہ سیرت خوش اخلاق مین انتہی آخر سنہ ۱۲۱۵ ہجری مین فوت ہوا من اشعارہ الفارسی

روز سے تر امیان چمن دیدن آرزوست
طپش دل مرا خبر کردہ است

اے نو بہار گرد تو گردیدن آرزوست
نیترا مرغ یا رسے آید

آپکا اصلی وطن شہر دہلی تہا۔ آپ شاہ غریب کے فرزند مین۔ آپکے والد صوفی المشرب حنفی المذہب تہے۔ فقیر تہے مگر زندگی امیرانہ بسر کرتے تہے شہر کے امرا و شرفا آپکی تعظیم و توقیر کرتے تہے۔ آپ عزلت نشین تہے۔ گوشۂ عافیت سے قدم باہر نہین رکہتے تہے۔ ہزارہا معتقد مین گہر پر جاکر مستفید ہوتے تہے۔ آپکے بزرگون کے نام سے چند گانون بادشاہ کی طرف سے آل تمغا معاف تہے۔ ملا۔ ماجرا۔ ہربانہ علاقہ صوفی پٹ۔ تکیہ پور علاقہ غازی آباد۔ وزیر آباد دہلی کے قریب مین اب تک ۷ جمادی الاول کو آپکے بزرگونکا عرس ہوتا ہے۔ آبحیات مین لکہا ہے کہ فی الحال ہوڑ پن ایک گانون بلب گڈہ کے علاقہ مین عبداللہ شاہ سجادہ نشین کے نام پر بحال ہے۔ آپکی ولادت شہر دہلی مین ہوئی۔ تربیت و پرورش بہی اُسی شہر مین پائی۔ والد ماجد نے آپکو ناز و نعمت سے پالا تہا۔ استاد و ادب موزون کرکے تعلیم کیا تہا۔ آپنے فارسی عربی مین بقدر ضرورت استعداد حاصل کی۔ پورے طور سے کتب درسیہ مین کامیابی نہین حاصل کی تہی۔ مگر فن شاعری مین ایسے کامل ہوئے تہے کہ بڑے بڑے فاضل مستعد و شاعر نامی آپکے کلام کے دیکہنے سے حیران ہوتے تہے۔ آپ شاہ محمدی مائل کے شاگرد تہے۔ آپ موروثی معاش پر زندگی بسر کرتے رہے۔ آخر شاہ عالم کے زمانہ مین آپکی شاعری چمکنے لگی۔ اور جوہر دکہانے لگے۔ دربار شاہی مین پہنچ گئے۔ عیدین و جشنون مین انعام و صلے پاتے رہے ایک وقت آپنے جاڑے کے موسم مین ایک قطعہ بطور حسن طلب پیش کیا تہا اور صلہ پایا تہا وہ قطعہ یہہ ہے ؎

بچائیگا تو ہی اے میرے اللہ	کہ جاڑے سے بہت بیڈہب ہے پالا
پناہ آفتاب اب مجھکو بس ہے	کہ وہ مجھکو اُڑہا دیگا دوشالا

اس قطعہ مین لطف یہہ ہے کہ آفتاب شاہ عالم کا تخلص تہا۔ آپ دہلی سے دو مرتبہ لکہنو گئے

ناخنے در ندہ تراز تیشۂ فرہاد کرد ؛ درمقام رشوہ از بس سخت گیری میکند
از برائے زر گرفتن پنجۂ فولاد کرد ؛ واشعار ہر ایک قسم قصیدہ و غزل و مثنوی رباعی
سے رکھتا ہے۔ نیز ایک کتاب بعبارت نثر اعتما د الدولہ قمر الدین خان وزیر محمد شاہ
کے احوال مین لکھا ہے۔ کتاب معانی تازہ و مضامین شگفتہ سے خالی نہین ہے۔ خوش
صحبت و دوست پرست تہا۔ آخر سنہ ۱۱۵۰ ہجری مین فوت ہوا۔ جب سادات بارہ کا زوال
ہوا اور محمد شاہ بادشاہ کو پورا استقلال حاصل ہوا۔ تب نکہت نے ایک تاریخی قطعہ بادشاہ
کے ملاحظہ مین پیش کیا۔ ہزار روپیہ خلعت و صلہ پایا۔ مادۂ تاریخ یہ ہے ؎
آفتاب ملک اقبال از کسوف آمد برہ + من اشعارہ الفارسی

نصیب گشت شبے پابوس مرا		ز کف چو رنگ حنا رفت اختیار مرا
زپائے تا بسرم محو انتظار کسی ست		کہ غیر چشم چو بادام نیست یار مرا
نگر در رفعت دنیائے دون بے کشمکش حاصل	ولہ	بگردن خیمہ را چندین طناب اقدکہ برخیزد
نگاہے جواب خط مرا سے دلربا نویس	ولہ	فرہاد نامہ ای بت شیرین ادا نویس
ہمت نقد دل این خاک نشین پیش تو قرض	ولہ	آنچہ در کیسۂ من بود ہمین پیش تو قرض
من سپردم دل خود را تو ندادی بوسہ		آن بود پیشکش ناز تو این پیش تو قرض
دلربا یا نہ بیا بوسہ بدہ باز بگیر		نکہت امروز طلب کرد چنین پیش تو قرض
بغیر من کہ بتن نقش بوریا دارم	ولہ	اُتو کشیدہ کہ دارد لباس عریانی

نصیر شاہ نصیر الدین دہلوی

نصیر تخلص۔ نصیر الدین نام۔ چونکہ آپ سیاہ فام تھے اسلئے عزیز و اقارب مین میان کلو معروف تھے

نہین پایا نادر الوجود ہے۔ بیاضون مین متفرق غزلین لمحاتی مین۔ آپکا کلام تشبیہون
استعارون مین ڈوبا ہوا ہوتا ہے سنگلاخ زمینون مین کہتے ہین مگر ایسے ڈہب سے کہتے ہین کہ
خوشنما معلوم ہوتے ہین مشکل مشکل الفاظ کو آسانی سے باندہتے ہین۔ اکثر بے سمجھے لوگ
غلطی سے اعتراض کرتے ہین کہ آپ کم استعداد تہے۔ کلام کی شیرازہ بندی درست نہین سکتے
رطب و یابس مین تمیز نہین کرتے۔ یہہ معترضین کی غلط فہمی ہے۔ اکثر معاصرین آپکی
سنگلاخ زمین مین غزل دیکہکر پہڑک جاتے تہے اور مشاعرہ بہی جہک جاتا تہا۔
آپ بدیہہ گوئی اور حاضر جوابی مین بے نظیر تہے۔ طبیعت مین شوخی و چالاکی تہی عین
مشاعرہ مین کسیکا شعر سنتے اور اسیوقت کہتے کہ یہہ درست نہین اسطرح کہنا چاہئے
شاعر چپ ہو جاتا تہا۔ مشاعرہ مین غزل پڑہنے کا ڈہنگ بہی سب سے نرالا تہا۔ نہایت
بلند آواز سے پڑہتے تہے کہ مکان گونج اُٹہتا تہا۔ تیز مزاج تہے ضعیف تہے مگر جوانی کا ولولہ
و جوش موجود تہا۔ آپ سنی المذہب خوش اعتقاد تہے آپکی مزاج مین تعصب نہین تہا
اولیاؤن کو مانتے تہے اور اہل بیت کی تعریف مین بہی قصائد مدحیہ لکہتے تہے۔ اور اصحاب
کبار کو بہی نہین بہولتے تہے۔ خوش اعتقاد وضعدار تہے۔ جہان کہین راستہ مین کسی قبر
یا جگہ پر پہول پڑے ہوے پاتے وہین جوتی اُتار کے فاتحہ پڑہنے لگتے تہے۔ ایکروز تمام شاگرد
ساتہہ تہے ایک طاق مین پہولون کا سہرا لٹکا ہوا نظر پڑا آپ کہڑے ہوگئے اور فاتحہ
پڑہ دئے۔ شاگرد نے کہا کہ حضرت یہ بہٹیارن کا گہر ہے اُس نے اپنے پیر لال بیگ کا طاق
بنا رکہا ہے اُسوقت آپ ہنس پڑے اور کہا کہ مین نے خدا کا کلام پڑہا اُسکا ثواب
کہین نہین جائیگا۔ جہان اُسکا موقع ہے وہان پہنچے گا۔ آپ خوش مزاج و خوش طبع تہے
خوش پوشاک و خوش خوراک تہے۔ مزاج مین لطافت و نزاکت تہی وضع کے پابند تہے

وہان آپکی کچھہ قدر و منزلت نہین ہوئی بعض شعرا و حاضرین نے حسد و رشک سے آپکے کلام کی داد نہین دی۔ آپنے مشاعرہ مین آٹھہ غزلین فرمایشی سنگلاخ زمین مین پڑہی تہین اور ایک غزل اسی طرح کی ہوی پڑہی جسکی ردیف و قافیہ عسل کی مکہی۔ محل کی مکہی تہا۔ اسپر بعض نے مشاعرہ مین طعن کیا اور کسی شعر پر کہا سبحان اللہ کیا خوب مکہی بیٹھی ہے۔ کسی نے کہا کہ قبلہ یہ مکہی تو نہ بیٹھی۔ ایک نے کہا غزل تو خوب ہے مگر ردیف سے جی متلانے لگا۔ شاہ صاحب نے فرمایا جو صاحب مذاق ہے وہ لطف اٹھاتا ہے۔ جو مغرور حسد مین مبتلا ہے وہ متلائیگا۔ آپ لکھنوسے دل برداشتہ ہوکر دلی آئے پیشتر حیدرآباد مین تین مرتبہ آئے تہے انعام صلے لیکر دہلی چلے گئے۔ اب چوتہے بار اسطرف آنے کو تہے کہ راجہ چندو لال مہاراجہ بہادر نے ۱۲۵۴ھ ہجری مین سات ہزار روپیہ خرچ راہ بہیجکر بلایا۔ آپ راجہ صاحب کے حسب الطلب شہر حیدرآباد مین وارد ہوئے مہاراجہ نے آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی پچیس روپیہ روزانہ مقرر کردیا یعنی ساڑہے سات سو روپے ماہوار کردی۔ علاوہ ماہوار انعام و صلہ بہی مرحمت کرتا تہا حیدرآباد مین تمام امرا و علما آپکی عزت و آبرو کرتے تہے۔ اکثر شعرا آپکی شاگردی کے سلسلہ مین شریک ہوتے تہے آپکے مزاج آپ حیدرآباد مین ایسے جمے کہ پہر تا بمرگ دہلی کا ارادہ نہین کیا آخر آپ ۱۲۵۴ھ ہجری مین جہان فانی سے رحلت کی۔ حضرت شاہ موسی صاحب قادری کے روضہ مین دفن ہوئے۔ آپکے شاگرد نے چراغ گل کے الفاظ مین تاریخ نکالی۔ آپنے مدت العمر اپنا دیوان مرتب نہین کیا غزلین کہتے تہے اور ایک تہیلی مین جمع کرتے تہے اور گہر مین رکہتے تہے اور فرماتے تہے کہ اسکی حفاظت کرو آپکے اکثر غزلین متفرق اور قصائد مختلف ضایع ہوئے۔ مولف نقیر نے شہر حیدرآباد مین آپکا کلام اکثر کتبخانون مین دہونڈہا مگر کہین

حاصل کی تمام مال لے لیا۔ آپ نے بطور ظرافت فرمایا اُسمین کا ایک مصرع ہے
ہوئی آفاق مین شہرت کہ عیسی خان کا گہر ہوسا + لطف یہہ ہے کہ دونون بہائی
شاعر تہے ایک کا تخلص وفاق اور دوسرے کا شہرت تہا اور یہہ دونون شاعر حیدر آباد
دکن آئے تہے اور نواب شمس الامرا بہادر کی خدمت مین دو دو سو روپئے ماہوار پر نوکر ہوئے
تہے اور یہین فوت ہوئے۔

لطیفہ۔ دکن مین راجہ چندو لال مہاراجہ بہادر مشاعرہ و مناظرہ رات پچہلی پہر کرتے تہے
ایک رات نہایت عظمت و شان کا جلسہ تہا تمام دکن کے اور ایران کے شعرا جمع ہوئے
سب اپنے اپنے طبیعتون کے جوہر دکہانے لگے۔ علی الخصوص ایرانیون نے خوب قصائد
سنائے ہر طرف سے داد و آفرین پائے۔ شاہ نصیر کی نوبت آئی۔ سب شاہ صاحب کے طرف
متوجہ ہوئے اُسوقت آپ سے ایک چوبدار نے آہستہ سے کان مین کہا کہ آپ غزل نہ پڑہین
تو مناسب ہوگا۔ آپ مین بگڑے فرمایا کیون؟ اس نے کہا ہوا تیز ہے لطف نہین ہوگا
آپ خفگی سے منہ پر ہاتہہ پہیر کر بولے کہ ایسا تو مین خوبصورت بہی نہین کہ کوئی صورت
دیکہنے کو نوکر رکہے گا یہہ نہین تو پہر مین کس مرض کی دوا ہون اسی گفتگو مین شمع آگئی
آپ نے غزل سنائی تو سب کو لٹا دیا۔

لطیفہ۔ آپ حاضر جوابی مین برق تہے چنانچہ ایک دن سلطان جی کی سترہ بن مین
گئے اور باولی مین جاکر ایک طاق مین بیٹہہ گئے حقہ پی رہے تہے اتفاقاً ایک نوابصاحب
نکلے آپ سے صاحب سلامت ہوئی وہین بہت سی ارباب نشاط حاضر تہین اور رقص سرود
ہو رہا تہا۔ نوابصاحب نے آپ سے فرمایا کہ اُستاد آج آپ بہی بالائے طاق مین۔ آپ نے
فرمایا جی ہان جفت ہونیکو بیٹہا ہون آئیے تشریف لائیے۔

نیک سیرت پسندیدہ خصلت تھے مشک فام کشیدہ قامت ریش مختصر وجاہت ظاہری کم تھی۔ مگر معنوی بزرگی و عظمت نے آپکی شان و شوکت دوبالا کردی تھی۔ مجلس مین لطائف و غرائب کو اُس خوبی و حسن سے ادا کرتے تھے کہ ہزارون خوبیان آپ پر صدقے ہوتی تھین۔ ہر طرف سے واہ واہ کی آواز سنائی دیتی تھی۔ خوش مزاج و زندہ دل تھے جوانون مین جوان بوڑہون مین بوڑہے بچون مین بچے بن جاتے تھے۔ ہر ایک دنگل و میلے مین شریک ہوتے تھے اب ہم آپکے چند لطائف تذکرہ آبحیات سے نقل کرتے ہین۔

لطیفہ آپ ایک فعہ دلی مین بہولو شاہ کا ہنت مین گئے اور چند شاگرد بہی ہمراہ تھے تیس ہزاری باغ کی دیوار پر بیٹھے اور تماشا دیکہہ رہے تھے۔ کسی رنڈی نے بہت سا روپیہ خرچ کرکے ایک رتہ زرنگین کارچوبی بنوائی تہی اور اُسمین بیٹھکر چھم چھم کرتے ہوئے سامنے سے نکلی۔ ایک شاگرد نے کہا اُستاد اسپر کچھ کہنا چاہیے آپنے اُسیوقت فرمایا ؎

اُس کی رتھ کا کلس سنہری دیکھ	پھر پرواز یہہ نکالی ہے	تب کہا ماہ سے یہ پروین نے	چوبچہ بیضہ سے مرغ زرین نے

لطیفہ۔ کسی ایسے موقع پر کوئی رنڈی گذری اُس کے سرپر اودی رضائی تہی اور وسمہ کی چمک عجب لطف دکہاتی تہی۔ ایک شاگرد نے پہر فرمائش کی آپنے فرمایا ؎

مہ جبین رات سے تارون بھری چہائی سرپر | اودی وسمہ کی نہین تیری رضائی سرپر

لطیفہ۔ دلی مین ایک ہندو بنجیا نامی رنڈی پر عاشق ہوکر مسلمان ہوگیا آپنے فرمایا

جس طرف تو نے کیا ایک اشارا نہ جیا | نہ جیا آہ تیری چشم کا مارا نہ جیا

لطیفہ۔ موسیٰ خان اور عیسیٰ خان دو بہائی دلی مین تھے۔ مال و دولت کی بابت آپسمین جھگڑا ہوا۔ عیسیٰ خان ناکام ہوا۔ اور موسیٰ خان نے عدالت کے زور سے کامیابی

ک باہم ہو شرارت سے ہم آغوش تکبیر
تو تک رہی ہے جس سے وہ شمع رو نہ آیا
ہو آشنا جن سے روکش یہی صبا کی کیا ہے
خندان دکہلکے مت ہنس لے بخیہ گریبان
کیا جانے یہ گیا تہا کس منہ سے روکشی کو
برگشتہ بخت ہم ہو اس رزمین مین ساقی
موج سرشک سے ہے رونق قبائے تن کی
آخر کو کہکشان ہے یکسرہ تانگ نکلی
کشتی دل تو دائم موج خطر مین ڈوبی
کیونکر یہ ہاتہہ اپنا پہنچے گا تا گریبان
اپنے بہی بعد مجنون یارو ہوا بند ہی ہے
نامحرمون سے تم نے کہلوائے بند محرم
محروم تقصیر رہ تو امیدوار رحمت

ولہ

ہے اشک رواں ساتہہ لئے آہ جگری کو
مسقف فلک کہنہ مین کیا خاک لگاؤن
سر معرکۂ عشق مین آسان نہین دینا
ہے جنبش مژگان کا کسی کے جو تصور
دل پر ہے مرے خیمہ ہر آبلہ استاد
ہر جا متجلی ہے وہی پردۂ غفلت

ولہ

صاف ہے شعلۂ آتش بدن کا شیخ ترا
بل بے تری شرارت یہانتک کبہو نہ آیا
غنچے کے آہ مونہہ سے کسدن لہو نہ آیا
چاک جگر کا ہمسکو طور رفو نہ آیا
آئینہ وہان سے لیکر خاک آبرو نہ آیا
لب تک کبہو ہمارے جام و سبو نہ آیا
کیونکر کہون کہ اسکو کار رفو نہ آیا
اس بات مین ہمارے فرق ایک مو نہ آیا
چین بر جبین ہو کس دن وہ روبرو نہ آیا
دست خیال جسکے دامن کو چہو نہ آیا
اے گردباد خیمہ کب کو بکو نہ آیا
مین تو بہی آہ لیکر کچہہ آرزو نہ آیا
تیری زبان پہ کسدن لا تقنطوا نہ آیا

ولہ

عاشق کہین ہے فوج و علم اٹہہ نہین سکتا
اے ضعف دل آرام کا تہم اٹہہ نہین سکتا
گاڑی ہے جہان شمع قدم اٹہہ نہین سکتا
دل سے خلش خار الم اٹہہ نہین سکتا
کیا کیجے کہ یہ لشکر غم اٹہہ نہین سکتا
اے [illegible] دیر و حرم [illegible] اٹہہ نہین سکتا

لطیفہ۔ ایک دفعہ دکن جاتے ہوے نواب جھجر کی خدمت مین آئے گئے دن بہے رخصت کے وقت نواب سے ملے۔ نواب نے کہا گرمی سخت ہے۔ دکن کا سفر دور و دراز کا سفر ہے۔ خدا بہر خیر و عافیت سے لاوے۔ وعدہ فرمائے کہ اب جھجر مین کب آئیگا ہنسکر بولے کہ جھجر کی چاہ تو وہی گرمیان ہین۔

لطیفہ۔ دیہات جاگیر کے تعلق سے ایک دفعہ تحصیلدار سونی پت کے پاس ملاقات کو گئے اور کچھ رنگترے دلی سے بطور سوغات ساتھ لیگئے۔ تحصیلدار نے کہا کہ جناب رنگترون کی تکلیف کیا ضرور تھی۔ آپکی طرف سے بڑا تحفہ آپکا کلام ہے۔ ان رنگترون کی تشبیہ مین کوئی شعر ارشاد فرمائیے اسیوقت رباعی کہی اور سنائی۔

اے نیر برج آسمان اقبال	ان رنگترون پر غور سے کیجئے کا خیال
یہ نذر حقیر ہو قبول خاطر	پردہ مین شفق کی ہین گرہ بند ہلال

من اشعارہ الہندی

زیب تن گرچہ ہے گلپیرہن سرخ ترا	لیکن انجام یہہ ہوگا کفن سرخ ترا
مجکو کہتا ہے وہ نکلا ہے شفق مین یہ ہلال	یا نمودار ہے زخم کہن سرخ ترا
دستر س پاؤن تک اس شوخ کے تجکو ہے یہان	کیونکہ تہ نہوا ہے گلبدن سرخ ترا
ہے مری آہ یہان نخل گلستان خلیل	رخ گلنار وہان ہے چمن سرخ ترا
شیشۂ بادۂ گلرنگ ٹپک دے ساقی	جامۂ سبز مین دیکھے جو تن سرخ ترا
آستین سے یہہ لگا کہنے وہ تلوار کو پونچھ	بن گیا موج یم خون شکن سرخ ترا
رشک نیلم ہی نہین تنگ مسی کی یہ نمود	لب بھی ہے غیرت لعل یمن سرخ ترا
ہیچ بتا تو مجھے سوفار خدنگ قاتل	لہو کس کس کا پیے گا دہن سرخ ترا

لیکن جو اہر کیونکہ یہ سمجھے کیت کو ہستاد بون سے
اہر سینہ مین کبھی نہی نکلون کی قطا اس مشکل سے جھنے

ولہ

سدا ہے اس آہ چشم تر سے فلک پہ بجلی ہین پہ باران
وہ شعلہ رو ہے سوار توسن اور اسکا توسن عرق فشان ہے
سنے ہے کوٹھے پہ یوسف اپنا مین زیر دیوار رو رہا ہون
پتنگ کیون نکر ہو وے حیران کہ شمع سکو کہا رہی ہے
نہا کے افشان جو جبین پر نچوڑو زلفو کو بعد اسکے
کہان ہے جون شعلہ شاخ پر گل کدہ ہو فصل بہار شبنم
کرو نہ دریا پہ میکشی تم ادہر کو آؤ تو مین دکہاؤن
کدہر کو جاؤن نکل کے یارب کہ گرم مہر زمانہ مجکو
وہ تیغ کہینچی ہوی ہے سپر مین سر جہکائے ہو تشنگان ریزان
غضب سے چین جبین پہ وہ کیا ہے بدن سے ٹپکے نہی ہے پسینا
نصیب لکہی ہے کیا غزل یہ کہ دل تڑپتا ہے سنکے جسکو

ولہ

نہان ہے کب چشم ہر بشر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
دکہا کے تم تہ نشین تو جلوہ جو دیکہو فوارہ کا تماشا
وہ مہر وش پشت فیل پر ہے اور اسکی چتر آم طلعت افشان
وہ طفل سا جیتی تو شقہ جو کہینچ سو ریح کو دیکو پانی
دروپٹہ پہ سر سے بادلے کا گلاب پاش اسکے ہاتہ مین ہے
تو اپنی پگڑی پہ کہیکے طرہ جو کہیلے پچکاریون سے ہولی
برساتے ہین تو یون مین پہر کیے نکلنے ساون بہادون
یاد دلائے پہر کے تری زندان مسی نے ساون بہادون

ولہ

نکل کے دیکہو ہاتک اٹہے گہر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
عجب ہے اک سیر دوپہر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
عزیزو دیکہو مری نظر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
بچشم گریان و تاج زر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
دکہاؤ عاشق کو اس ہنر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
نیا ہے اعجاز طرفہ تر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
سر شک ہے نالہ و جگر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
دکہائی ہے شام تک سحر سے فلک پہ بجلی و تیغ باران
دکہاؤن ہے اول تجہے کدہر سے فلک پہ بجلی و تیغ باران
عیان ہے یار و نئے ہنر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
بند ہے یہ کب یون کسی بشر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

ولہ

ہے اس نگہ سے اشک تر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
تو پہر صدا آئی بام و در سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
عجب ہے تشبیہ جلوہ گر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
تو کیون نہ دل دیکہنے کو ترسے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
نکیونکہ چمکے نہ کیونکہ ترسے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
عیان ہو نیرنگی دگر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

یون اشک میں پہین کر منزل کو پہنچکر
جون قافلہ ملک عدم اٹھہ نہیں سکتا

ولہ

شب کو کیونکر تجکو ہے بہتا سہرا طرہ ہار گلیمین
جون پروین ولہ مہ تہا سہرا طرہ ہار گلیمین

رونق سہرا یہان داغ جنون ہے اشک مسلسل زیب گلو ہے
چاہئے تجکو غیرت لیلی سہرا طرہ ہار گلیمین

شعلہ کہان آنسو مین کدہر شب شمع کبہی ہے محفل مین
تاج زر اور موتیون کا سا سہرا طرہ ہار گلیمین

بال پریشان مین کاکل کے پیچ گلیمین مین پگڑی کے
یون رکہتا ہے وہ مست والا سہرا طرہ ہار گلیمین

حق مین ہے میرے طائر دل کی باز کا چنگل دام کا حلقا
اے بت کافر مجہکو دکہلا سہرا طرہ ہار گلیمین

شملے اور تسبیح کے بدلے شیخ جی صاحب کہنے لگے مین
کیونکر نہ دیکہین بند تماشا سہرا طرہ ہار گلیمین

رشک چمن تو سیر کریگا جبکہ کنار جو نو لب جو
فوارہ اور پہوار کہینگا سہرا طرہ ہار گلیمین

عکس شعاع مہر نہین ہے بیل چنبیلی لپٹی ہے
سرو چمن نے کیا ہے پیدا سہرا طرہ ہار گلیمین

کیفیت کیا ہو بن ساقی سے سو چمن طاؤس اور قمری
ابر ہوا مین رکہین مین تہا سہرا طرہ ہار گلیمین

ہے یہہ تمنا میری جی مین تو تجہے دیکہون بادہ کشی مین
ہاتہہ مین ساغر بر مین مینا سہرا طرہ ہار گلیمین

اور بدلئے ردیف قوافی لکہنے غزل اس بحر مین جلدی
تمنے نصیر خوب نبہایا سہرا طرہ ہار گلیمین

ولہ

وقت نماز ہے انکا قامت گاہ خدنگ و گاہ کمان
بن جاتے ہین اہل عبادت گاہ خدنگ و گاہ کمان

مرد جوانی مین قوت سے سیدہا پیری مین جہکجاتا ہے
قوت و ضعف کی ہے یہ علامت گاہ خدنگ و گاہ کمان

ولہ

بادہ کشی کے سکہلاے مین کیا ہی قرینے ساون بہادون
کیفیت کے بہنے جو دیکہا دو مہینے ساون بہادون

چہوٹتے ہین فوارہ مژگان ہجر و شب ان آنکہون سے
یون تو برستے دیکہے ہونگے ملکے کی نے ساون بہادون

ٹانکنے کو پہرتی ہے بجلی آسمن گوٹ تمامی کے
دامن ابر کے ٹکڑون کو جب لگتے ہین سینے ساون بہادون

بہولے دم کی آمد و شد ہم یاد کرینگے جہولیکی پینگین
سوجہے ہے بے یار نہ دینگے آہ یہہ جینے ساون بہادون

کیونکہ نہ بہہ بہ جاے تگرگ اے بادہ پرستو برسانین
کان گہر چہٹ کر کے کتنے مین گنجینے ساون بہادون

لیاقت و استعداد حاصل کر کے شعر گوئی کے طرف مائل ہوئے۔ فارسی ہندی دونون زبانون مین موزون کہنے لگے۔ آپکو شاہ سراج اورنگ آبادی سے تلمذ تہا۔ آپنے اپنی مثنوی مین شاہ سراج کی مثنوی بوستان خیال کے دو ایک شعر داخل کئے ہین۔ استادی سراج کا اقرار کیا ہے سے

مجھے بیت ستار کی یاد ہی — نہ یہ بیت ہی لکا یاد ہی
میرے پر عجب طرح کے درد تھا — کہ سیٹ واس دیکھے گرد مین

آپ انجمن سخن دانی کے صدر۔ امرا اور نگ آباد مین جلیل القدر تہے۔ فن سخن مین امرا کوئی ایک فرد بہی اس فن مین فکر کا نہین تہا آپ ہم عصرون مین بے نظیر انشا پردازی مین خوش تقریر و تحریر تہے۔ حسن اخلاق و اشفاق مین عدیم المثال نازک خیال و شیرین مقال تہے۔ آپکے دولت خانہ پر مہینہ مین دو مرتبہ مشاعرہ ہوتا تہا۔ چند مدت تک مشاعرہ کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ پہر کسی وجہ سے درہم و برہم ہوگیا۔ آپ سخن شناس شعرا دوست تہے۔ شعرا و علما کے ساتہہ حسن سلوک و مساعدت فرماتے تہے۔ سخاوت و شجاعت آپکی موروثی صفت تہی۔ شرافت و نجابت خاندانی وراثت تہی۔ ہر ایک قریب و غریب کے غمخوار و مددگار رہتے تہے۔ سرکار آصفجاہ ثانی کے منصبدار و جان نثار تہے۔ منصبداری کی علاوہ عہدہائے جلیلہ پر بہی وقتاً فوقتاً مامور رہے ہین۔ سرکاری خدمات کا فرض پورے طور سے ادا کرتے رہے ہین۔ ولی نعمت کی تابعداری مین ثابت قدم و خیر خواہی مین مستقل و راسخ دم تہے۔ ہر وقت آقا کی دلجوئی و رضامندی مطلوب رکہتی تہی۔ ماشاء اللہ کیا فرمان برداری و کیا اطاعت گذاری تہی۔ انہین کارگزارون کی اطاعت و فرمان برداری کی بدولت ملک مین امن امان تہا۔ دولت و حکومت کا ستارہ تابان تہا

وان وہ عروہ مین تابش ہے یہان یہ قربیم ہے
یہ حسن لعقت ہے تمہرے فلک پہ بجلی میں روشنی

عجب کچھ جلوہ ساقی کا مل جلا ہے میکشون ہی
مدام یہان دیکھ کر تیرہ سے فلک پہ بجلی میں پیالہ اس

وہ شمع نہ بجہی کی سیر کہ سیلے تہو جا کے بیٹھا
پکاری خلقت ادہر و ہر فلک پہ بجلی میں پیالہ

نصیر صلہ آفرین ہے تجکو کہ اہل معنی پکارتے ہین
عجب ہے مضمون تازہ تیرے فلک پہ بجلی میں پیالہ

وله

خال پشت لب شیرین ہے عسل کی کہی
روح فرہاد لپٹ نہ کیے جبل کی کہی

سنگ و خشت در و دیوار افتادہ کو دیکھ
ہاتھ ملتی ہے تہوڑا کے محل کی کہی

بنگیا ہون مین خیال کمر یار مین مور
نہ ترے زور کی طاقت ہے نہ بل کی کہی

تیرہ بختان ازل کا کبھی دیکھا نہ فروغ
شبکو جگنون کیطرح اڑتے نہ جہل کی کہی

بیٹہنے سے ترے ہم سمجھے لب یار کو قند
بات مشکل تہی مگر تونے یہ حل کی کہی

اُن کو کیا کام توکل سے جو بن جاتے ہین
قاب بریانی پہ ہر اہل دول کی کہی

ہوگیا ہے بہہ تری چشم کا بیمار نحیف
نہ اُڑا سکتا ہے منہ کی نہ بغل کی کہی

ریس پروانہ جانسوز کی کرتی تو ہے پر
لگہ شمع مین ہو جائیگی ہلکی کہی

صنعت لعبت چین دیکھ لا جا کر تو
دیکہنی گر تجھے منظور ہے کل کی کہی

دلربا قہر فسون ساز ہے بنگالہ کے
آدمی کو وہ بناتے مین عمل کی کہی

سخن اپنا جو شکر ریز معانی ہے نصیر
ہے ردیف اسلئے اس شعر و غزل کی کہی

نثار۔ مرزا محمد جان اورنگ آبادی

نثار تخلص۔ مرزا محمد جان نام۔ وزارت خان خطاب۔ آپ امانت خان جرم خوانی کے بنائر مین سے مین۔ آپ کی ولادت شہر اورنگ آباد مین ہوئی۔ سن شعور کے بعد

انکھ [illegible] بات نہ بیت احمد [illegible] بات ہے   بابا نوح کی کشتی کو اس طوفان مین

وله
دل کہین اور ہے میری ہے دانہ تسبیح تو   ہے خلل ان زاہدون کی سبز ایمان مین

وله
مانند گل چمن مین گریبان دریده هون   جیون عندلیب ز جدائی کشیده هون

وله
بغیر جام و ساقی اس ہوا مین کیا قیامت ہے   ترشح ابر کا ہووے سبزہ ہووے اور بجلیان چمکین

وله
جان جانان آملا ہم سین جدا ہوتا نہین   جان آیا یہہ ہماری اس دل بیجان مین

وله
کیا آستین چڑہا کر آتا ہے شوخ ہمپر   یہ بانکپن کی طرز مین کسنے سکہائیان مین

وله
یرقان ہوا ہے پیدا نرگس کو ہر چمن مین   آنکہون سے جبین تیرے انکہین ملائیان مین

وله
جی کا نثار کرنا نہین کام ہر کسی کا   یہہ کو نکین کی باتین ہمنے نبہائیان مین

وله
ہے جی مین وصف اسکا کس منہ سے کہئے   جس لب کا نام لیتے شیرین دہن ہوا ہے

وله
باتون اوپر کیا ہون اسکے نثار جی کو   اسواسطے حنائی میرا کفن ہوا ہے

وله
اگر شہرہ تمہارے حسن کا جا مصر مین پہنچے   زلیخا چاہ سین یوسف کے شاید باز آجاوے

وله
شب تاریک مین کر عزم ہوئی سیر کا تمکو   تعجب مین ہے لیکر چاند مشعل ہاتہین آوے

وله
تیرے زلفونکی سایہ مین دوانا کردیا سبکو   گریبان چاک کرتا ہات مین شانہ آتا ہے

وله
رات کو دیکہا تہا مینے خواب مین مار سیاه   صبح تیری زلف دیکہا اسکی یہہ تعبیر ہے

مصحف رخ پر نہین ہے خط سبز کا نمود   متن اوپر حسن کے یہہ حاشیہ تفسیر ہے

اسکا خنجر کو لے چہاتی چہڑائے پر جفا   عاشقون کے ذبح کرنیکی یہی تکبیر ہے

موسم ہجر مین یہہ تازہ بہار آئی ہے   دل میرا داغ گلشن کا تماشائی ہے

بسکہ روتا ہون تیری یاد مین اے گوہر حسن   مردم چشم میرا مردم دریائی ہے

نہ خبر ہے دلکو جہانکی غم بیخودی سے وہ مست ہے   کہ خیال چشم صنم اسی قدح شراب الست ہے

بعد بروز حکومت کی طاقت بڑہتی جاتی تہی افسوس صد افسوس وہ امانت داری کہان ہے اور وہ فرمان برداری کہان ہے۔ آجکل امانت ہے نہ اطاعت۔ ہان تن پروری خود پسندی ہے۔ اللہ تعالی ان باتون کو مسلمانون کے فرقہ سے دور کرے۔ اور ہماری صلی عادتین پہر ہمارے طرف رجوع کرے۔ جناب نثار سنہ ۱۲۱۲ ہجری کے قریب سن دار فانی سے دار القرار کو روانہ ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

من اشعارہ الہندی

ہمیرا دل نہ آدم دانہ گندم کے تئین کہاتا
تو دل ان گندمی رنگون کے پہندے مین نہین جاتا

ولہ

نہ ہوتے شور و نالے سے مرے آنسو اگر جاری
نہ صحرا سبز ہوجاتا نہ دریا جوش مین آتا

ولہ

بلبل سات میکش رات وہ گلفام تہا
سرو مینا پاس مے مجلس چمن گل جام تہا

ولہ

تم ہوئے گلرو کے ہاتون ہم ہوئے گلشن کی بات
روح بلبل سے ہماری روح کا پیغام تہا

ولہ

کیا ہے مجکو محبت نے دلربا کے اسیر
پڑے دلکی گلے پیچ زلف کی زنجیر

ولہ

ظلم ہے اس دہن غنچہ سی بادنسیم
اس چلے دلکو میرے پہر کی لگائی ہے بہار

ولہ

غم کی قمری سرو پر آہ کی کرتی ہے شور
آ بجو لوہو کے میرے چشم مین جاری ہے زور

ولہ

ہماری جانکا دفتر ہوا سابق سے ابتر ہو
نکر نامی کو آنسو سے دوبارہ اے کبوتر تر

ولہ

مین پوچھا شوخ سے کس قسم کا پتہر ہے دل تیرا
کہا اس سنگدل نے سخت رو ہو کر مجہے مرمر

ولہ

بہار آنے سے گلشن مین کیا مچی ہے دہوم
کیا ہے قمری و بلبل نے سر گل پہ ہجوم

ولہ

دام مین کر زبیح جلدی تا نہووین آزاد ہم
آرزو رکہتے مین گلشن مین مرین صیاد ہم

ولہ

ہم اگر ہوتے تو لے آنکہونسین آتی جو نہ شیر
اسطرح تیشہ نہ لیتے ہاتہین فرہاد ہم

ولہ

ہنستے ہو طفل دیکہہ چہٹ مو سفید پر
گر پیر مین ہوا تو میرا عشق ہے جوان

ولہ

گہتا غم ہے بجلی ہے پر آہ میری
برستا ہے آنکہون سے یہہ ابر نیسان

بہو کرمت توڑ گلچین رحم کر بہر خدا	فرقت گل کا الم تو بلبل محزون سے پوچھ
میرا دل ہجر سے صد چاک ہو کر	تمہاری زلف کا شانہ ہوا ہے
باغ مین جب آئے خوشخرام اے غنچہ لب	گل پیالہ بادہ شبنم سر مینا کیجئے
کیا ہوا گر مہر خاموشی کئے ہین لب پہ ہم	گر فغان کیجے تو اکدم حشر برپا کیجئے

ندرت ۔ میر نجف علیخان اورنگ آبادی

ندرت تخلص ۔ میر نجف علیخان نام ۔ اورنگ آبادی الاصل ہے ۔ میر جلال الدین علیخان بن فدوی خان کے صاحبزادے ہین ۔ آپکے بزرگ عالمگیری زمانہ مین مناصب مناسب پر سرفراز و خدمات لائقہ پر ممتاز تھے ۔ آپکے والد ماجد آصفجاہی منصبدارون مین تھے آپنے سن شعور کے بعد عالم شباب مین کتب فارسیہ مین خوب استعداد و مہارت پیدا کی بقدر ضرورت و انشا و املا مین ملکہ حاصل کیا ۔ موروثی منصب کے سوا ضلع بیڑ مین تحصیلدار تھے ۔ ہوشیار و معاملہ فہم تھے ۔ سرکاری کام امانت داری سے انجام دیتے تھے منصف مزاج و حق پسند تھے نا راستی سے نہایت ہی ناخوش ہوتے تھے ۔ جودت فکر مین و رسائی طبع مین یگانہ تھے میر عارف الدینخان عاجز سے مشق سخن کرتے تھے ۔ وزارت خان نثار کے ہم سبق تھے ۔ وزارت خان نے آپکے ایک مصرع کو تضمین کیا ؎

گئے ہم گوہر غلطان نثار مصرع ندرت ۔۔۔ خجل ہے ابر نیسان ہماری گریبان سین

آپکا کلام صاف و شستہ ہے ۔ لطافت و نزاکت سے خالی نہین ۔ آخر ۱۲۱۳ سنہ ہجری مین فوت ہوئے ۔ من اشعارہ الھندی

جلایا ہے برق کا سینہ ہماری آہ سوزان نے	خجل کی ابر نیسان کو ہماری چشم گریان نے

نیاز - نیاز مند خان اورنگ آبادی

نیاز تخلص۔ نیاز مند خان نام۔ آپ میر وقار اللہ خان کے صاحبزادہ ہین۔ آپ باپ و شاہی منصبدارون مین تھے۔ آپکا تولد اورنگ آباد مین ہوا۔ وہان باجد کے سایۂ حضرت مین تربیت وپرورش پائی۔ اور کتب درسیہ فارسیہ کو بھی الد سے تمام کین ذہین و فہیم تھا موزون الطبع وخوش فکر تھا سخن کی اصلاح مرزا محمد علی بیگ مرزا تخلص سے لیتا تھا۔ خوش اخلاق اسم با مسمی تھے ہر ایک سے خاکساری و نیاز مندی کے ساتھہ ملتے تھے۔ طبیعت مین ظرافت زیادہ تھی ہر ایک سے دل لگی و مزاحت فرماتے تھے۔ جلسہ مین یاران ہم مشرب کو ہنساتے تھے آپکے چند لطائف اس قسم کے تھے کہ آجکل کے مہذب اُن کو غیر تہذیب مین شمار کرتے اس لئے ہمنے ان کو ترک کیا اور اس تذکرہ مین نہین لکھا۔ کیونکہ ہم نے عہد کیا ہے کہ اس تذکرہ مین کوئی حکایت یا لطیفہ جو غیر مہذب ہو درج نہین کرینگے۔ آپ فارسی و اردو دونون زبان مین شعر موزون کرتے تھے۔ دونون زبان مین آپکا کلام خوش مزہ ہوتا تھا۔ ہمکو آپکے کلام سے چند اشعار اردو ملے ہین۔ ہم ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔ آپکا انتقال سنہ ۱۲۱۱ ہجری مین ہوا۔

من اشعارہ الہندی

اگر وہ شوخ اپنے ہات کی مہندی نہ دکھلاتا	ولہ	تو گل کا رنگ خون یا تا نہ مرجان سرخ ہو جاتا
سراپا جل گیا گلشن مین نا فرمان کی تحقیق	ولہ	مرے سینے کے داغونکو گل لالہ سے کیا نسبت
رنگ آنسو خامۂ مژگان سے تیرے دل کے صفحہ پر	ولہ	کھینچ کر تصویر تیری ہو گئی بہزاد سم
ایک دن بھی آسمان کا کیا اے سنگدل		حیران بگولہ آ کر کہی تجھ یاد مین یاد تم
سست خشم و دریا کسطرح آئے جوش مین	ولہ	کیا الٰہ ہے ناخون کو نرہ نہ تنا لاتی مین

زبان بھاکا و محاورہ فارسی کا عالم و فاضل تھا۔ دوہے و کبت کے مطالب خوب سمجھتا تھا
ہزار ہا دوہے و کبت اُسکی نوک زبان تھے۔ میر آزاد و میر ز کا و شفیق کا معاصر تھا۔
لچھمی نرائن چمنستان شعرا مین لکھتے ہین کہ فقیر سے اکثر ملتا تھا نہایت محبت و خلوص سے
پیش آتا تھا۔ فارسی شعر خوب کہتا تھا۔ ہندی مین نہایت ہی کم۔ ہمکو آپکے فارسی
اشعار نہین ملے اور ہندی مین صرف ایک شعر ملا ہے ہدیہ ناظرین ہے۔ آپ سنہ ۱۲۰۱ ہجری
مین فوت ہوئے **من اشعارہ الہندی**

ہوا اُس شمع روسے آشنا دل	لگی آتش اُٹھا شعلہ جلا دل

یہہ ایک شعر برابر ایک دیوان ہے صاحبان ذوق و مذاق خوب جانتے ہین۔

نجات۔ مرزا عتیق اللہ اورنگ آبادی

نجات تخلص۔ مرزا عتیق اللہ نام۔ حاجی محمد ساقی کے فرزند سادات حسینی سے تھے
حاجی صاحب حج و زیارت سے فارغ ہوکر اورنگ آباد آئے۔ حضرت شاہ برہان الدین
غریب کے روضہ مین متوطن ہوئے۔ مقبرہ خلد مکان مین صلوٰۃ خوانی کرتے رہے۔ سرکار سے
حضرت شاہ جلال گنج روان کی درگاہ جو روضہ مین ہے اُسکے متولی ہوئے۔ قانع و صابر تھے
درگاہ مین زندگی تا مرگ بسر کرتے رہے۔ نجات کا عالم شباب تھا۔ دلمین تحصیل علوم کا
شوق موجزن تھا بمصداق۔ اطلبو العلم و لو کان بالصین وطن سے سفر اختیار کیا
اولاً سورت مین آیا کتب درسی پڑھتا رہا ثانیاً احمد آباد گجرات مین جو اُسوقت مجمع علما تھا
گیا۔ وہان کتب درسیہ سے فراغت حاصل کی۔ تحصیل کے بعد خواجہ نعمت اللہ خان وحید جنگ
کی رفاقت مین رہا۔ دونون امیر علم و فضل کی وجہ آپکی بڑی تعظیم و توقیر کرتے تھے۔ پھر

اشک کے پانی سے اپنے منہ کیتین ہو کر اُٹھے ۔ ہم ڈ کہیاروں پاس جو بیٹھے رو کر اُٹھے

ناطق - میر محمد ماہ ندرباری

ناطق تخلص - میر محمد ماہ نام - مولد و منشا ندربار خاندیس ہے - اولاد میں حضرت محبوب سبحانی قدس سرہ کے ہیں میر اکبر علی حاجی تخلص ہال فرخ آبادی کے شاگرد ہیں - جوان صالح رنگین گفتار و پسندیدہ کردار تہا - صوفی المشرب فقیر دوست - آبائی طریقہ پر گمراہان طریق کی ہدایت کرتا تہا - خاندیس برار میں اکثر آپ کے مرید تہے - گذراوقات مریدوں کی ندر و نیاز پر تہی - متوکل و قانع تہے - کسی سے سائل نہیں ہوتے تہے - ۱۱۷۷ھ ہجری میں بطریق سیر اورنگ آباد گئے تہے - وہاں کے مشائخ و شعرا سے ملے تہے - آخر ۱۱۸۲ھ ہجری میں فوت ہوئے - من ۲ اشعارہ الہندی

آیا تہا مست رات کو وومی پیا ہوا ۔ انچل زری کا ناز سین مکہہ پر لیا ہوا

رات ساری درد و غم کا سب اسباب تہا ۔ ہجر تہا میں تہا الم اور دل بے تاب تہا

ولہ

نہ پوچہو حال کچہہ اور نزدیک اون رنجہا کے ۔ یہہ سلطان حبش پیاسا ہوا یا چاہ زمزم پہ

نجات حشر کی ناطق جو ہم امید کہتے ہیں ۔ بہروسا سب طرح سے ہے جناب غوث الاعظم پہ

بسرا ہے مناطہ کہان لگ سخن نظم و تشرط ۔ عیش و عشرت کے گہڑے قول و قسم میں گذری

کچہہ بہر مو نہوا بہید کمر کا معلوم ۔ خوب تہا خوب کہ یہہ بات بہرم میں گذری

نادر - شیخ نور الدین اورنگ آبادی

نادر تخلص - شیخ نور الدین نام - مشائخ اورنگ آباد سے تہا - ذکی الطبع و سریع الفہم تہا

منعم آخر جگہا یہ دنیا پہیر	بجز مائل شراب ہوا

نیاز - محمد علی حیدرآبادی

نیاز تخلص - مرزا محمد علی نام - یہہ بزرگ حیدرآبادی ہین - کسی تذکرہ نویس نے آپکے کچہہ حالات نہین لکہے سنہ ولادت ووفات کا بہی پتا نہین - ہان لچہمی نرائن شفیق کی تحریر سے اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ وہ ١٢٠٥ھ ہجری مین حیدرآباد مین زندہ تہے شاعر خوش تقریر وصاف تحریر تہے - شعر فہمی مین نہایت ہی صحیح الفہم تہے - دیوان صائب وقصائد انوری طلبہ کو پڑہاتے تہے - ہرایک شعر کی خوب شرح بیان کرتے تہے - محاورات فارسی سے ماہر فارسی وہندی دونون زبان مین شعر موزون کرتے تہے - **من اشعارہ**

عنقا بہی اُس نگاہ ہما گیر کا ہے صید ۔۔۔ ہفت آسمان جسکے مین جائے تنگ ہے

نیاز کا یہ ایک شعر بجائے کل دیوان ہے - اور اشعار ہمکو نہین ملے اس لئے ہم نے اسی ایک شعر پر اکتفا کیا -

نشاط - میر فقیر اللہ خان اورنگ آبادی

نشاط تخلص - میر فقیر اللہ خان نام - آپ راد تمند خان دیوان ہیوتات کے فرزند مین اور دیانت خان دیوان دکن کے ہمشیرزادے - آپکی ولادت اورنگ آباد دکن مین ہوی اسی شہر مین تربیت وتعلیم ہی پائی - نواب آصفجاہ مرحوم شرافت خاندانی کے لحاظ سے آپکے ساتہہ حسن سلوک مراعات فرماتے تہے - ہمیشہ خدمات لائقہ پر مقرر کرتے تہے آخر نواب صاحب موصوف نے آپکو والد ماجد کے خطاب سے سرفراز فرماکر قلعہ بانکل یعنی

احمد آباد نذربار خاندیس مین وارد ہوا۔ وہان اُسوقت حضرت شاہ یسین صاحب قادری بڑے بزرگ کامل و روشندل تہے اُن کی خدمت مین پہنچا حسن ارادت و صدق عقیدت سے حضرت کا مرید ہوا اُسی روز دنیا و مافیہا کو ترک کیا۔ فقیرانہ رنگین لباس زیب بدن فرمایا۔ آخر آپ سنہ ہجری مین عالم بقا کیطرف مسافر ہوے۔ میر اولاد محمد ذکا بلگرامی نے رحلت کی تاریخ کہی ہے

فقیر شاعر خوش میرزا عتیق اللہ	کہ بود مسکنا و در دکن نجلد آباد
نمود رحلت جانگاہ از جہان فنا	بگلستان ارم چشم خویش را بکشاد
بحسن نغمہ بہر چنین سخن سنجی	کہ شد سیاہ ز فرط عیش جہان بداد
شکست کلک دل خویش و زد رقم تاریخ	نجات یافت ز دام زمانہ صیاد

اور لچہمی نرائن شفیق اورنگ آبادی نے بہی لکہی ہے

قانون شناس شعر و سخن بیدل	از دار بے بقا شدہ در گلشن جنان
تاریخ فوت او بصد آہ و فغان دلم	گفتا نجات یافتہ زین بیوفا جہان

شاعر ذکی الطبع و خوش فکر تہا۔ فارسی و ہندی دونون مین کلام موزون کرتا تہا۔ فارسی مین نہایت مشکل و مغلق الفاظ استعمال کرتا تہا۔ اور اکثر مضامین خود تراشتا تہا اور ریختہ مین بہی خوب فکر کرتا تہا۔ بہ نسبت فارسی ہندی کلام سلیس و بامحاورہ ہوتا ہے

من اشعارہ الہندی

سب زر لٹا غنی ہوے ملک سے	چرخ ایسین کو مال دیتا ہے
پر وپیکان بیر آہ کرے	دل بنیا ببلکہ آب ہوا
گہر بسے تیرے ہات سین مین گیا	خانۂ آئینہ خراب ہوا

اے آرزو اگر ہوس دوشنی ترا ہست	از بہر چشم خاک رہ بو تراب گیر
بعرض مدعا چو شنیدیم صورت نمی بندد	زبان چون شمع گیرد شعلہ در ہنگام تقریرم
نظارہ زداغ جگر از بسکہ خوش افتاد	برروے گل امسال نکردیم نظر ہم
بجز گردش ندیدم از تلاش نارسائی خود	برائے مدعا ہر چند ہمچو آشنا گشتم
زبس نا لیدہ ام از لطف صیاد	نگنجد در قفس بال و پر من

آپکا انتقال سنہ ۱۰۹۲ ہجری مین ہوا۔ حیدرآباد مین مدفون ہوئے ۔

ناجی۔ شاہ قاسم مشہدی

ناجی تخلص۔ شاہ قاسم نام۔ مشہدی الاصل ہے۔ اولاً وطن سے ملک دکن مین وارد ہوا تیس برس اسی ملک مین سیر و سیاحت کرتا رہا۔ کبھی بیجاپور مین جاتا تھا کبھی احمد نگر مین۔ پھر دکن سے دلی مین گیا۔ نواب برہان الملک سید سعادت خان بہادر نے کمال قدردانی سے آپکی معاش و مقام سکونت مقرر فرما دیا۔ نہایت خوشی و فراغت سے زندگی بسر کرتا رہا چند مدت کے بعد نواب موصوف کی خدمت مین حاضر ہونیکا ارادہ کرکے دلی سے اودہ روانہ ہوا اکبرآباد پہنچکر وہین ملک بقا کو رحلت کی۔ **من اشعارہ**

آتشکدہ در سراغ ما می سوزد	پروانہ ز رشک داغ ما می سوزد
شمع دل ماسیت روشن از مہر علی	تا صبح ابد چراغ ما می سوزد

نورس۔ مولانا نورس قزوینی

نورس تخلص۔ مولانا نورس نام۔ آپکا اصلی وطن قزوین ہے۔ آپ قزوین کے شناسا [illegible] سے تھے

گولکنڈہ علاقہ حیدرآباد کی قلعداری مرحمت کی۔ تا بمرگ فراخی عیش و عشرت سے زندگی بسر کرتے رہے۔ خوش خلق و صاحب مروت تھے محبت پرور و دوست پرست تھے۔ سنجیدہ طبع و پسندیدہ فکر تھے۔ کبھی کبھی شعر موزون کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ صاحب دیوان ہوگئے۔ علم موسیقی مین کامل مہارت رکھتے تھے۔ گانے بجانے کے بھی شائق تھے حریفان ہم مشرب سے خوب ملتے تھے۔ لطف و مزے کے جلسے فرماتے تھے۔ ظریف المزاج لطائف پسند تھے۔ ایکروز حضور بندگانعالی نواب آصفجاہ کی خدمت مین حاضر تھے۔ آپکے سامنے نادرشاہ کے شاہنامہ سے وہ بیت پڑہی کہ جسمین نادر کا روم سے شکست کہا کر لوٹ جانا اور دوسرے مرتبہ چڑہائی کرکے روم مین آنا۔ آپ بہت محظوظ ہوئے فرمایا فرار کی کیفیت خوب بیان کی ہے۔ بیت مذکور یہ ہے ؎

ازین رفتن و آمدن عار نیست　　　که بے زجر و مد موجِ بحار نیست

من اشعاره الفارسی

بدیدہ بازنیاید سرشک افتادہ		خدا کند کہ ببندد کسے ز چشم کسے
بسکہ بیدار بود دیدہ پر آب مرا	وله	جوہر آئینہ کہ دید رگ خواب مرا
ہر رشتہ می زند مژہ ات تیر از نگاہ	وله	این فتح درگریز نصیب سپاہ کیست
عریان تن است اگرچہ لباسش بود حریر	وله	بر قد ہر کراست نباید قبائے فیض
از دم سرو لیمان شمع دل و پردہ وار نیست		بے فانوس در بزم ہوا ایمن چراغ نیست
گمان دارم بخاطر وارد استقبال مجنونی		مگر از دامن کہسار دیدم بستہ صحرا را
شب ببزم خندہ مائل بالب آن حور بود		از تبسم چون سحر کاشانہ ام پرنور بود
تا نہ بندد تہمت بیدادی بر ہم دو رنگ فلک		از جہان چون نبض بسمل یک طپش منظور بود

میر غلام علی آزاد ید بیضا مین لکہتے ہین کہ نوعی شاہزادہ دانیال کے ہمراہ تہا اُسوقت لاہور ہین کہ ایک نوجوان ہندو عین عالم جوانی ہین فوت ہوا اُسکی عورت نہایت خوبصورت تہی۔ پروانہ کی طرح شوہر کے ساتہہ آگ مین گری اور اپنے وجود کو نابود و خاک کی (یعنی ستی) ہوگئی اُسوقت نوعی نے شاہزادہ کے فرمانے سے ستی کے حال مین ایک مثنوی مسمی سوز و گداز لکہی مشہور ہے۔ اور ایک ساقی نامہ بہی لکہا وہ بہی معروف ہے۔ ہم آپکے ساقی نامہ کا ایک قطعہ اور اشعار مین سے چند شعر ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔ آخر ۱۰۱۹ہجری مین شہر برہانپور مین فوت ہوئے خانخانان کو سخت رنج و الم ہوا۔ من اشعارہ الفارسی

قطعہ ساقی نامہ

بدہ ساقی آن ارغوانی نبید ‖ کہ روز خزان بہاران رسید
بگردان زرہ عمر بگذشتہ را ‖ چو شاہ نجف روز و شب گشتہ را

بشکن دلم کہ ریختہ درد شنوی ‖ وله ‖ کس از برون شیشہ نہ دید گلاب را
وجد و منع بادہ صوفی اینچہ کافر نعمتی ہست ‖ وله ‖ منکر می بودن و ہمرنگ مستان زیستن
باغبان در شہر دیدم خار در چشم شکست ‖ وله ‖ زین خلاف ہمہ دانستم کہ گل در بازیست
دلے کہ بوی محبت ازو نمی آید ‖ وله ‖ سبوئے چون گل کاغذ کہ بو نمی آید
سبوئے بادہ بدوش کسے کہ سایہ فکند ‖ آفتاب سراو فرو نمی آید
ہمین خمارتم از بادہ بس کہ چون مستم ‖ شکستہ رنگئے عشقم برو نمی آید
ما عاشقیم و جز خانہ خرابی فن ما نیست ‖ وله ‖ خدا لم ست بخود مرکہ بیجان و تشمن ما نیست
بخور مجمرہ سوز آہ شعلہ باز منست ‖ وله ‖ شراب شیشہ شکن اشک بیقرار منست
نشان ہیش کہ صبح از شب امید بر آید ‖ شگفتہ دو ہمین شب نشہ کہ خورشید بر آید

سن شعور کے بعد علماء شہر سے کتب درسیہ علوم فنون کی تحصیل کین اور فن شاعری مین بہی کمال حاصل کیا۔ خوش فکر و تازہ دم تہے۔ پسندیدہ سیرت حمیدہ خصلت ۱۰۶۹ ہجری مین وطن سے شہر بیجاپور دکن مین پہنچا۔ شہنواز خان کے توسل سے علی عادلشاہ کے دربار مین باریاب ہوئے بادشاہ کی عنایت سے سرسبز و شاداب بمنصب مناسب پر ممتاز ہوئے۔ پہر یکایک عین عالم شباب مین اس سرائے فانی سے عالم باقی کو روانہ ہوئے

من اشعار الفارسی

زمن دو چیز بمیراث ماند چون رفتم
تنم بآتش و خاکسترم بباد رسید

نہ چون گلم ہوس جوش عندلیبان است
چو غنچہ ام سر تسلیم در گریبان است

ولہ
آہم کہ قطرہ بر دو دوش سپہر بود
از ضعف این زمان قطرہ چشم سوزن است

ولہ
دل چون نشود خانہ ز نور از رخ چشم
آئینہ فولاد ز ذرہ شد ز نگاہش

ولہ
سگش را کباب از جگر می برم
دُر از دیدہ از چہرہ زر می برم

ولہ
بجذب محبت ز کنعان بمصر
پسر در کنار پدر می برم

نوعی ۔ مولانا محمد رضا خبوشانی

نوعی تخلص ۔ مولانا محمد رضا ۔ خبوشانی المولد ہے عالم فاضل تہا تحریر و تقریر مین نظیر نہ تہا شعر گوئی مین عدیم المثال شعراء جہان مین مشہور تہا ۔ اکبری زمانہ مین ہند مین وارد ہوا اول شاہزادہ دانیال کے مصاحبت مین ہا شاہزدہ کے انتقال کے بعد خانخانان کی ملازمت مین آیا ۔ خانخانان نے اسکی بڑی تعظیم توقیر کی ۔ اپنے ساتہہ حضر و سفر مین رکہا ۔ خانخانان کی تعریف و مدح مین اکثر قصیدے لکہے ۔ بہت انعام صلے لئے ۔ اور ایک وقت سونے مین تولا گیا

اُس زمانہ مین اس کتاب سے پہلے کوئی کتاب ہندی مین کسی بادشاہ کی مدح و تعریف
مین نہین لکھی گئی تہی۔ اور یہہ علی نامہ بہی ولی کے دیوان و دہ مجلس کی طرح کتب مدایح
مین اولیت کا مستحق ہے۔ علی نامہ ختم کرنے کے بعد نصرتی کو علی عادلشاہ نے خلعت
و ملک الشعرائی کا خطاب عطا فرمایا تہا۔ نصرتی تمام ریختہ گویان دکن مین ملک الشعرا تہا
آخر ۱۰۹۵ سنہ ہجری مین فوت ہوا۔ ہم اُسکے علی نامہ سے چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرتے
ہین۔ جناب نواب عماد الملک مولوی سید حسین صاحب کے کتبخانہ مین علی نامہ قلمی موجود ہے
نقل ہے کہ ایکروز شاہ میر نامی فقیر نصرتی کے پاس آیا اور سوال کیا۔ نصرتی نے
اُسکو کچہہ دیا۔ فقیر نے کہا اپنے اشعار سے کوئی شعر سنائے۔ نصرتی نے ایک تازہ بیت
جو اُسیوقت موزون کی تہی سُنائی ؎

نہ بولا ہے نہ بولے کوئی گدہی کو   زمین کے زلف مین بولا ندیکو

فقیر نے فی البدیہہ یہہ جواب دیا ؎

نہین ظاہر کسی جیتے موے کو   زمین کے کان بولا ہون کوے کو

نصرتی فقیر کا شعر سنتے ہی درہم برہم ہوا۔ شاہ میر کو بین مین آ ویران کیا۔

	من اشعارہ الھندی	

تا داں سے نصیحت کی بچن بول نکو		پانی منی کہاری نو شنکر کہول نکو
تجہ عشق کے دریا منے جن تیر گیا ہے		وہ گوہر مقصود کمان کر سو لیا ہے

	من علی نامہ حمد باری	

سمرا تا سری اُس سکت دار کون		کہ آدہار ہے اُن نرادہار کون
دیا اور ستم کے پنجہ مین زور		پڑیا زرتی جس بل مین دریا کے شور

چون مرا حسن خیال تو در آغوش آید	وله	طفل اشکم بتماشائے بر دوش آید
تا روی تو بینیم مژه ام پاک کن از اشک	وله	کز گریه نگاہم چو نفس در ته آب است
بقدر وسع نظر جلوه می کند لالا	وله	چو آئینه همه تن دیده شو تماشا کن
بانمک تازه ز مژگان چکیده پامنه	وله	خار که گوہر نو سفته بکف مان گرم است
قانع به تجلی نشو و تشنهٔ دیدار	وله	پروانه بمهتاب تسلی نتوان کرد
ناخوش بود ز ساغر بیگانه آب خضر	وله	زہر لال از قدح آشنا خوش است

نصرتی - محمد نصرت دکنی

نصرتی تخلص - محمد نصرت نام - دکنی المولد ہے - حاکم کرناٹک کے قرابتداروں سے تہا ریختہ مین شاعر خوش بیان و شیرین زبان تہا - سخن سنجی و شعر فہمی مین بےمثل تہا - معانی و الفاظ کی شیرازہ بندی مین بے بدل تہا - آپکے کلام سے تازہ تازہ مضامین نمایان مین لطائف و ظرائف عیان - آپکی گذر اوقات توکل و قناعت پر تہی اکثر امرا و شرفا حسن سلوک سے مساعدت کرتے تہے مگر آپ کشادہ دست و فیاض دل تہے جو کچھہ ملتا یا آتا تہا اسکا نصف حصہ خود صرف کرتا تہا اور دوسرا نصف فقرا و غربا پر تقسیم کرتا تہا - مدت تک کرناٹک مین رہا پہر سیر کرتے ہوئے بیجاپور مین آیا - اسوقت علی عادل شاہ کا زمانہ شباب پر تہا باریاب ہوا منصب عمدہ سے سرفراز ہوا ۱۰۷۲ ہجری مین دکنی زبان مین علی نامہ لکہا - علی نامہ کی ہیئت ملا دکنی زبان ہے - آج کل خود دکنی بہی اس زبان کو سخت جانتے مین مگر اس زمانہ مین یہی زبان درست و ٹہیک تہی - علی نامہ مین علی عادلشاہ کے فتوحات و سیر و حالات کو نظم مین لکہا ہے - اور نصرتی کا یہہ علی نامہ جس زمانہ مین لکہا گیا

علی عادلشاہ کی مدح مین

لکھون نیا مدح شاہ زمان	کہ ثانی سکندر ہے صاحبقران
قلم آج جو مجہ جہانگیر ہے	صفت شہ کی لکھنے کی تاثیر ہے
زہے شاہ عادل سہتی ولی	علی بن سلطان محمد علی
جو مین ورد تجہ اسم اعظم کیا	بچن سون مسخر ہو عالم کیا
دکن نت ہے اس فخر سون باغ باغ	کہ تستی گہر ہے تجہ سا گہر شب چراغ
ہریک دیپ تجہ دیپ آنا ضرور	کہ سب ملک اندہارا دکن پر ہے نور
تیرا چتر خورشید کا سائبان	منگی تجہ علم کا پناہ آسمان
دکہن اتہی کیا بلند آج بخت	کہ جان تون ہوا شہ خداوند تخت

تاریخ فتح پنالہ

وہین لو فتح کی تاریخ نصرتی بولیا	علی نے پلین پنالا لئے صلابت سون ١٠٧٥

قصیدہ مدحیہ

اے شہ تون ہمنام علی ثانا پہ تیری سروری	دلدل فلک کا رام تجہ کرنا زمانہ قنبری

مذمت طمع

طمع اہل عزت کون کرتی ہے خوار	کرے جگ مین بے قول و بے اعتبار
طمع نام و ناموس کا کال ہے	طمع جیون کو سکہ کے بہونچال ہے
طمع مرد آزادہ بندہ جان	طمع تجہ ہوی دین و دنیا کون ہان
طمع بخت سے چہین ہوندا کرے	طمع سائی کون نت کلوندا کرے
طمع یار سون ناموافق دس آئے	مسلمان کون ناموافق دس آئے

کرنہار ہر سرکش کو مغلوب رے
طلب کا چہ طالب کی مطلوب رے

بزرگی جسے دیکہہ پستی دیا
ظفر مین پیش دستی دیا

جسے تون دیا زور شمشیر کا
نہ سر پنچہ ہوئے تسکی سم شیر کا

دیا تو نچہ پنجی کی شہباز کون
کہڑک شاہ پر تہیز پرواز کون

نہی تو نچہ سے ہے مسجد و دیر کا
نہین ہے سبب صلح ہور بیر کا

تیرا دہیان دائم دہری دلمین پور
جتا جن و انسان وو حش و طیور

کتی کہہ سکے حمد تجہ بے شمار
کہ دریا کون کوئی نہ پرجاتا ہے پار

کہ تجہ لکہ صفت تی نہوئی یک رتی
اپنا کرمنا جات اسے نصرتی

تو ہین اے شہنشاہ دنیا و دین
شجاعت کی ہی صف کا کرسی نشین

شرف کون دلیری کی تجہ سینہ صدر
وجاہت پکڑ تیغ کون تو نچہ قدر

تیری کاج حق نے پیدا کیا
عزا کا شرف تون ہویدا کیا

تیرا دبدبہ دیکہہ خوش و ہاتکا
زمین پر نہ تہایا قدم لات کا

تیرا نور سب بے مثل گوہر کا آب
تیرا روح بے شبہ گل کا گلاب

منقبت شاہ ولایت علیہ السلام

زہے بیشۂ لامکان کا دلیر
علی ولی او خدا کا ہے شیر

ولایت کا اور کہہ ہے تون سایہ دار
کہ ہر شاخ پر ہے نبوت کی بار

مجہان کے دلمین تیرا جب سابقین
جنم جگ ہی ایمان کون حصن حصین

تو ایک کوٹ ہے برج جسکے تمام
او بارا اماں علیہ السلام

ہوا جب سون حصار استوار
زمین پائیداری سون ہوی برقرار

ترے ایوان کا اللہ رے رتبہ	وہ باتین کر رہا ہے آسمان سے
دوا سمجہا ہون اپنے درد سر کی	مین سر گہستا ہون اُنکی آستان سے
ہوا اچہا جو سر قاتل نے کاٹا	سبک تر ہو گیا بار گران سے
نفیس اب تجہسے وہ گویا نہوگا	کیا ہے لال منہ تو اُس نے پان سے

نفیس - محمد رفیع الدین حسین حیدر آبادی

نفیس تخلص - محمد رفیع الدین حسین نام - آپ محمد حامد حسین منصبدار سرکار عالی نظام کے فرزند ہین - آپ حیدر آبادی المولد ہین - آپنے ضروری لیاقت حاصل کرنے کے بعد شعر و شاعری کی تحصیل کا ارادہ کیا - محمد مظفر الدین تخلص معلی کی خدمت مین اس فن کو حاصل کیا - فارسی و اردو دونون زبانون مین کہتے ہین خوش طبع و خوش فکر کلام سلیس و نفیس ہے - فی الحال قیاساً آپکی عمر پینتیس ۳۵ برس کی ہوگی سلمہ تعالی - من شعراء الھند

بے مثل بے نظیر ہے تیرا وجود پاک	کیونکر نہ چوم لے تجہے خالق بناکے ہاتہ
مثل حباب غرق ہون دریاے عشق مین	ہے میرا فیصلہ کسی آشنا کے ہاتہ
کر لیجئے گا قوت بازو کا امتحان	باقی رہین نہ آپکے جور و جفا کے ہاتہ
حامی ہین تیرے شافع روز جزا نفیس	ہے کشتی نجات اُسی ناخدا کے ہاتہ

من اشعارہ الفارسی

پریرویان مرا دیوانہ کردند	بشمع حسن خود پروانہ کردند
بوقت انعقاد بزم کونین	مہیا ساغر و پیمانہ کردند
ستمہائے بتان ہند بینند	حریم کعبہ بتخانہ کردند

وہ اشعار علی نامہ کے خاتمہ مین کہتا ہے

سخن کا بڑا قدر ہے شہ کے پاس — کہ جوہر پہ کتا ہے جوہر شناس
کتا ہون سخن مختصر بے گمان — کہ یو شاہ نامہ دکن کا ہے جان

نصرتی سنی المذہب تہا بندہ نواز گیسو دراز کے خاندان کا مرید و معتقد تہا۔ چنانچہ اُسکے شعر سے جو حضرت کی مدح مین لکہا ہے عیان ہے۔ ؎

جیسے اوس عالم مین بندہ نواز — محمد حسینی ہے گیسو دراز

نفیس۔ بہوانی پرشاد ایلچپوری

نفیس تخلص۔ بہوانی پرشاد نام۔ آپ چنی لال ایلچپوری برار کے فرزند ہین۔ آپ قوم کے کائتہ ہین۔ آپکا مولد و منشا بلدۂ ایلچپور صوبہ برار ہے۔ مدت سے حیدرآباد دکن مین رونق افروز ہین۔ فارسی اور حساب سیاق مین منشی بیدل ہین۔ اور قانون دانی مین بے مثل شہر ہین وکالت کرتے ہین۔ وکلا نامی مین شمار کئے جاتے ہین۔ خوشحال و فارغبال ہین مولف فقیر کے ہم وطن ہین کبہی ملاقات کا اتفاق نہین ہوا خیر و عافیت سے بسر ہو جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپکو خوش و خرم رکھے۔ آپ موزون الطبع و سنجیدہ فکر ہین کبہی کبہی شعر موزون فرماتے ہین۔ آپکو میر سرفراز علی الہ آبادی المتوفی ۱۲۹۵ہجری سے تلمذ تہا۔ ان دنون مین بہولا ناتہ صاحب سے مشق کرتے رہے ہین۔ کلام درست ہے شستہ و پختہ معلوم ہوتا ہے۔ من اشعارہ الہندی

تمہین کو سنگدل حق نے بنایا — فقط نفرت ہے مجہسے نا سمجہا ن
بچاؤ ہے ہمیشہ دل مین کہلتا ہے — محبت ہے تمہین سارے جہان سے

ملکاپور مین آپکا دولتخانہ کیا تہا مسافرون کے لئے مسافرخانہ تہا۔ اگر اتفاقاً کسی روز
مہمان نہین ہوتا تہا تو آپ بیچین وبیقرار ہوتے تہے۔ اُسروز انتظار کرتے تہے۔ کہانا
وقت پر تناول نہین فرماتے تہے۔ ملازمین سے کہتے تہے دیکہو مسجد مین کوئی مسافر
تو نہین ہے۔ ملازم دیکہکر آتے اور کہتے کہ اتبک تو کوئی نہین آیا ہے۔ آپ مجبور ہوکر اسوقت
کسیقدر نہایت ناخوشی سے بقدر سدرمق نوش فرماتے۔ آپنے قصبہ کے لوگون کو
اپنے اخلاق سے تسخیر کرلیا تہا۔ ایک عالم آپکا مطیع وتابعدار تہا کوئی آپکی حکومت کے
دائرہ سے باہر قدم نہین رکہتا تہا۔ آپکی انتظامی قوت بہی نہایت درست تہی۔ ہرامر مین
حکمت عملی کو مدنظر رکہتے تہے۔ آپ جو کچہہ کرتے تہے وہ حکمت وفراست کے موافق ہوتا تہا
آپکے بہائی خواجہ احمد صاحب ۱۲۵۲؁ ہجری مین نواب میر قادر علیخان تعلقدار برار کی طرف سے
نواب ناصر الدولہ کے زمانہ مین نیا تبابرار کے تعلقدار ہوئے وہ مدت تک کام کرتے رہے
آپ نواب صاحب کے غیبت مین بہائی کو تعلقہ کے کام مین بڑی مدد واعانت فرماتے تہے
آپ کی توجہ سے جناب خواجہ احمد صاحب نے تعلقہ کا کام اس خوبی سے چلایا کہ تمام رعایا
وعہدہ داران کے کام سے خوش تہے۔ کوئی کسی غریب پر ظلم وتعدی نہین کرنے پاتا تہا
آپکی سرشت کا خمیر اتفاق ومحبت کا تہا اسی وجہ سے آپ ہمیشہ عام وخاص خلائق مین
اتفاق کراتے تہے۔ آپکی مجلس سے اختلاف کوسون دور رہتا تہا۔ قصبہ کے ہندو آپکو اوتار
اور مسلمان ولی کہتے تہے کس درجہ مقبول عام وعزیز خلائق تہے۔ علماو فضلا ومشائخ
وفقرا کی بڑی تعظیم وتوقیر کرتے تہے۔ اوران بزرگون سے نہایت کسرنفسی وخاکساری
سے ملتے تہے۔ ان بزرگون کی محفل مین نہایت ادب سے گفتار ورفتار فرماتے تہے وضعداری
مین نہایت ہی مستقل مزاج وثابت قدم تہے۔ جس سے ایکوقت ملاقات کرتے اسکا

ناقص ۔ قاضی محمد صاحب ملکاپوری

ناقص تخلص ۔ خواجہ محمد صاحب نام ۔ خواجہ مظفر عرف بھنے صاحب کے فرزند آپکے نسب کا سلسلہ محمد بن فضل اللہ برہانپوری صاحب تحفہ مرسلہ سے ملتا ہے ۔ آپکی ولادت باسعادت ۱۲۱۸ ہجری مین قصبہ ملکاپور ضلع بلدانہ برار مین واقع ہوئی ۔ نشو و نما بھی قصبہ مذکور کی آب و ہوا مین ہوا ۔ و تعلیم و تربیت بھی اُسی قصبہ مین ہوئی ۔ ابتدائی تعلیم حضرت شیخ گلاب صاحب مرید مولوی جلال الدین عرف اللہ والے صاحب برہانپوری سے جو مولف فقیر کے جد فاسد تھے ہوئی ۔ ابتدائی تعلیم کے بعد متفرق استادون سے کتب درسیہ فارسیہ تحصیل کین ۔ اور کسیقدر عربی مختصرات نحو صرف مین بھی استعداد حاصل کی تھی فارسی انشا پردازی و عبارت نویسی مین عمدہ مہارت و لیاقت رکھتے تھے ۔ سید عبداللہ صاحب جو ملکاپور تعلقہ کے قاضی تھے اُن کی دختر نیک اختر سے شادی کی ۔ قاضی صاحب کو اولاد مین صرف یہی ایک دختر تھی ۔ بوجہ لاولد ہونیکے اُنہون نے داماد کو اپنی معاش و قضات کا مختار کر دیا ۔ اور کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ داماد کے نام پر بہ سرکاری طور سے ہبہ کر دی ۔ خواجہ صاحب اُسی روز سے ملقب بقاضی ہوئے ۔ خواجہ صاحب اجداد سلف کی طرف سے بھی صاحب انعام و جاگیردار موضع بیگنہ تعلقہ ملکاپور تھے ۔ اور اب سسرال کی طرف سے بھی صاحب معاش ہوئے ۔ آسودہ حال و فارغ البال ہو گئے ۔ عمدہ طرح سے زندگی بسر کرنے لگے ۔ قاضی صاحب باوجود جاہ و حشمت نہایت ہی متواضع و خاکسار تھے ۔ خوش خلق و خوش گفتار تھے ۔ ہر کس و ناکس سے خندہ پیشانی و شگفتہ روئی کیساتھ ملتے جلتے تھے ۔ فقرا دوست و غربا پرور ۔ نامور و فیض گستر تھے ۔ برار مین آپکی مہمان نوازی اور آشنا پروری مشہور و معروف ہے ۔ ہمیشہ آپکے گھر پر ایک نہ ایک مسافر مہمان رہتے تھے

اُس زمانہ مین احتیاطاً حضرت قاضی صاحب سے ملنے مین حجاب کرتا تہا اتفاقاً کبہی کبہی
ملاقات ہوجاتی تہی اُسوقت مین دلمین خیال کرتا تہا کہ حضرت مجہسے ناخوش و رنجیدہ
ہون گے۔ مگر مین نے حضرت کو اپنے گمان کے خلاف پایا۔ خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم
آپ مجہسے نہایت خندہ پیشانی سے ملتے تہے کبہی ہو لکر بہی رنج کا حرف زبان پر نہین لایا
پاک طینت و صاف طبیعت تہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کو غریق رحمت کرے۔
حضرت قاضی صاحب موزون الطبع و خوش فکر تہے۔ کبہی کبہی شعر موزون کرتے تہے۔
آپکا کلام فارسی و اردو دونون زبان مین درست و با محاورہ ہوتا تہا افسوس کہ ہمکو آپ کا
کلام دستیاب نہین ہوا۔ آپ ۱۲۹۳ھ ہجری مین بعمر ہفتاد و پنج اس عالم فانی سے بہشت برین
کو روانہ ہوئے۔ قصبہ ملکاپور مین جامع مسجد کے دروازہ کے سامنے مدفون کئے گئے
انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپنے باقیات الصالحات اولاد مین تین لڑکے۔ اور تین لڑکیان
یادگار چہوڑے۔ آپکے اول فرزند مسمی خواجہ بدیع الدین خان بہادر المتوفی ۱۳۰۲ھ ہجری
دوسرے فرزند خواجہ اکرام الدین صاحب المتوفی ۱۳۱۷ھ ہجری تیسرے فرزند خواجہ منیر الدین صاحب
سلمہ اللہ تعالیٰ۔ تینون فرزند بمصداق الولد سر لابیہ لائق و خوش اخلاق ہین۔ صاحب
عزت و جاہ ہین۔ خوشحال و فارغبال ہین والد ماجد مرحوم کی رفتار و گفتار کے پیرو
ہین یہی تینون بزرگ قصبہ ملکاپور کے پیشوا و سرپرست ہین۔ برار مین مشہور و معروف
جناب خواجہ بدیع الدین صاحب مسند قضا پر جلوہ افروز تہے۔ خواجہ صاحب ہوشیار
و تجربہ کار۔ سنجیدہ مزاج و شگفتہ طبع۔ عاقبت اندیش و پسندیدہ کیش تہے
رہبوی معدکا انتظام عمدہ طرح سے کرتے تہے۔ سرکار گورنمنٹ سے آپکو خان بہادر کا
خطاب ملا تہا۔ قصبہ مذکور مین آنریری مجسٹریٹی کی خدمت پر مقرر تہے۔ مدت سے

لحاظ ہمیشہ یہ کہتے تھے۔کبھی آپکی استقلال مین تزلزل نہین ہوتا تھا متانت و حلم مین گویا ایک پہاڑ تھے۔ ایسے بردبار و مستحکم تھے کہ جگہہ سے نہین ہلتے تھے۔کسیکے برا کہنے سے نہ رنجیدہ ہوتے تھے نہ بھلا کہنے سے خوش۔ آپ ہر حال مین ایک حال پر تھے۔ آپ ظاہر مین امیر تھے مگر باطن مین فقیر متشرع و متدین تھے صوم و صلوۃ کے پابند۔ صلوۃ خمسہ جماعت سے ادا کرتے تھے مدۃ العمر آپکی نماز قضا نہین ہوئی۔ سنت نبوی پر قائم۔ خدا و رسول کے حکم کے کاربند تھے۔ بزرگان دین و اولیا کرام کے معتقد تھے۔ محمدی حنفی المذہب چشتی الطریقہ تھے۔ آپکو میر تقی علی صاحب کاکوروی سے حسن ارادت و خلافت تھی آپ ۱۲۸۵ھ ہجری مین ملکاپور سے کاکوری میر موصوف کی خدمت مین گئے وہان چند روز رہے بیعت و خلافت سے مشرف ہوکر وطن مالوفہ کو واپس آئے۔ آپ عزیز و اقارب سے اسطرح سلوک فرماتے تھے کہ کوئی عزیز آپکا شاکی نہین تھا۔ یہ خوبی جناب قاضی صاحب ہی کو مخصوص تھی کیونکہ انعامدار و جاگیردار جو قرابتدار ہوتے ہین اونکی نسبت عرب کی مثل مشہور ہے۔ الاقارب کالعقارب۔ بلکہ اگر دشمن جانی ہوتے ہین۔ باہم ایک دوسرے کی تباہی و ہلاکی کی فکر کرتے ہین۔ ہمارے جناب قاضی صاحب نے عرب کی ضرب المثل کے مفہوم کو باطل کردیا۔ انسانیت و آدمیت اسی صفت کا نام ہے جو قاضی صاحب مین تھی۔ ہم ناخلفون کو اُن کی پیروی کرنا چاہئے۔ اور اُن کے قدم بقدم چلنا چاہئے مولف فقیر کو جناب قاضی صاحب سے نیاز تھا۔ نہایت محبت و مرحمت فرماتے تھے۔ میرا عالم شباب تھا حضرت مجکو نہایت تعظیم و عظمت سے یاد فرماتے تھے۔ کبھی حقارت سے نہین دیکھا۔ یہانتک کہ ایک وقت قاضی صاحب کے حرم محترم اس فقیر سے نہایت ہی ناخوش و کشیدہ ہوگئین محل مبارک مین میرا نام لینا مکروہ و نامبارک سمجھتی تہین مین

والی دکن کے صاحبزادے ہین۔ آپکی ولادت باسعادت سنہ ہجری مین ہوئی حضور
بندگانعالی نے فرزند دلبند کی خوشی مین ایک جشن شاہانہ منعقد فرمایا۔ تمام ارکین دولت
کو انعام واکرام سے سرفراز فرمایا مولود مسعود کی پرورش کا عمدہ اہتمام کیا۔ جب چار برس
اور چار مہینے چار دن کی عمر ہوئی تب حضور نے اس ملک کے رسم و رواج کے موافق تسمیہ خوانی
کا جشن نہایت تکلف و عظمت سے ترتیب دیا۔ تسمیہ خوانی کے بعد فرزند دلبند کو استاد
دانشمند کی خدمت مین بہیجا چشم بددور صاحبزادہ بلند اقبال ہوشیار و ہونہار تھے
تحصیل علم و کسب فضل مین مشغول ہوئے۔ پہر آپ سن شعور کو پہنچے علوم و فنون مین لائق ہوے
جب حضور بندگانعالی حسب الطلب محمد شاہ بادشاہ ہند سنہ ۱۱۵۰ ہجری مین دہلی متوجہ ہوئے
اسوقت آپنے تمام صوبجات دکن کا انتظام و اہتمام نیابتاً فرزند دلبند کے تفویض فرمایا
نواب نظام الدولہ نے حضور کے بعد ریاست کے نظم و نسق مین بڑی جانفشانی و عرقریزی
کی خوب انتظام فرمایا اور ملک مین امن و امان قائم کر دیا۔ ادنیٰ و اعلیٰ کو انعام و اکرام و
جاگیر و خطاب سے سرفراز کیا۔ نواب صمصام الدولہ شاہنواز خان آپکے وزیر اعظم تھے
جب حضور بندگانعالی دار الخلافہ دہلی سے دکن کی طرف متوجہ ہوئے اسوقت مفسدین
نے نظام الدولہ کو مخالفت پر آمادہ کیا۔ فرزند و پدر کے درمیان محاربہ واقع ہوا۔ نظام الدولہ
صحیح سلامت والد ماجد کی خدمت مین پہنچ گئے۔ چندروز معتوب رہے۔ پہر حضور نے
سنہ ۱۱۵۵ ہجری مین فرزند کا قصور معاف فرمایا اور عتاب سے نکالا اور سایہ عنایت و رحمت
مین لے لیا۔ سنہ ۱۱۵۸ ہجری مین اورنگ آباد کی صوبہ داری عنایت کی۔ اور آپکو اورنگ آباد
روانہ کر دیا پہر سنہ ۱۱۵۹ ہجری مین حضور حیدرآباد کو پہنچے۔ آپکو اورنگ آباد سے بلایا۔ آپ
فی الفور خدمت مین حاضر ہوئے۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی سرو آزاد مین لکھتے ہین کہ تعبیر بہی

کام کر رہے تھے۔ نہایت امانت دار و دیانت دار تھے واقعی یہ بزرگ بھی پدر بزرگوار کی طرح پاک طینت و نیک سیرت تھے دوست پرور مہمان نواز علما و فقرا سے محبت رکھتے تھے طلبہ کو اپنے بچوں سے زیادہ عزیز سمجھتے تھے۔ آپنے قصبۂ مذکورہ مین ایک دینی مدرسہ مسمی فیاضیہ قائم کیا تھا اُسمین پچیس تیس طلبہ رہتے تھے طلبہ کو کہانا اکثر خود دیتے تھے مدرسہ کے لئے ایک کتب خانہ بھی قائم کیا تھا اکثر کتب درسیہ فقہ و حدیث جمع کی تھین اللہ تعالی آپکی حسن نیت کی برکت سے مدرسہ کو رونق دیوے طلبہ اور آپکے دو صاحبزادے بلند اقبال جو آسمان سیادت و نجابت کے ذرے ہین مین کامیاب و خائز المرام کرے۔

ایک صاحبزادہ خواجہ فیاض الدین المخاطب بخانصاحب۔ دوسرا خواجہ قطب الدین کہل اول جو ہر سلمہما اللہ تعالے صاحب جبہ کے اور دوسرے صاحبزادے یعنی جناب خواجہ اکرام الدین صاحب سراپا اشفاق و حسن اخلاق سلیم الطبع و مستقیم الوضع تھے طبیعت مین خاکساری تھی فقرا و غربا کے حال پر نظر کرم رکھتے تھے ہمت و جرأت مین بیمثل مہماندار ی غربا نوازی مین بے بدل تھے مولف نقیر کے حال پر نہایت ہی عنایت رکھتے تھے ۱۳۱۲ھ ہجری مین فوت ہوئے اُن کے صاحبزادے خواجہ معین الدین صاحب و خواجہ فصیح الدین صاحب جوان سعادتمند و نیک بخت ہین خدا اُنکو سلامت رکھے۔ تیسرے صاحبزادے مسمی خواجہ منیر الدین صاحب جوان صالح و لائق ہین انگریزی مرہٹی و فارسی مین عمدہ لیاقت رکھتے ہین اکثر بیمار رہتے ہین لکن فی الحال چاق و تندرست ہین وہ بھی خلیق و لیق ہین مہمان نوازی انکی موروثی عادت ہے۔ جناب فانی صاحب کے تینون صاحبزادے اخلاف صدق تھے انہین سے ایک زندہ ہین سلمہ اللہ تعالے

ناصر نواب نظام الدولہ بہادر ناصر جنگ شہید والی دکن

ناصر تخلص۔ میر احمد خان نام۔ نظام الدولہ بہادر ناصر جنگ خطاب ہے آپ حضور آصفجاہ مرحوم

جان [illegible] سے امان دیا۔ خیر خواہون نے رائے دی کہ باغی کا زندہ رکھنا مناسب نہین
مگر نواب بمقتضائے رحم قتل پر راضی نہین ہوئے۔ بدخواہون نے احسان فراموشی کی
اور دوبارہ مستعد جنگ ہوئے۔ اور فرانسیسی بھی باوجود ہزیمت شورش و فساد پر آمادہ
ہوئے۔ آپ وہان سے سرزمین ارکاٹ مین آئے۔ خیر خواہون نے علی الخصوص نواب
صمصام الدولہ نے ارکاٹ مین قیام کرنے سے ممانعت کی مگر منظور نہین فرمایا۔ اسی
اثنا مین چنچی کا قلعہ فرانسیسی فوج کے قبضہ مین آگیا۔ پھر آپ ۱۱ شوال ۱۱۶۳ھ ہجری
ارکاٹ سے برآمد ہوئے۔ ۱۷ ماہ مذکور کو ایک درویش کامل سے ملے اور اُسکے ہاتھ پر
منہیات سے توبہ کی۔ سرداران افاغنہ کرناٹک ہمرکاب تھے۔ آپکے نمکخوار و پرورش یافتہ تھے
مگر باطن مین یہ ناحق شناس مالک قدیم و محسن کریم کا پاس نمک نکر کے نصاری فرانسیس سے
ملگئے تھے۔ ۱۷ محرم ۱۱۶۴ھ ہجری مین زیر قلعہ چنچی لڑائی شروع ہوی اگر افاغنہ نصاری
کے شریک نہوتے تو نصاری مین اسقدر قدرت نہ تھی کہ لشکر اسلام کے مقابل ہوتے
معرکہ کے وقت خیر خواہون نے عرض کی کہ افاغنہ فساد و غدر پر آمادہ ہین۔ نواب نے
اعتبار نہین فرمایا۔ آپ سمجھتے تھے کہ افاغنہ میرے نمک خوار و جان نثار ہین۔ یہانتک
کہ آپ عین معرکہ مین فیل سوار ہمت خان افغان کے طرف متوجہ ہوئے۔ اور تواضعاً
سلام کے لئے ہاتھ اُٹھایا مگر اس نمک حرام نے سلام کا جواب نہین دیا پھر نواب نے گمان کیا
کہ شاید مجھکو نہین پہچانا۔ آپنے عماری سے سر بلند کیا اُسوقت ہمت خان نے بندوق
چلائی وہ بندوق کی گولی نواب کے سینہ پر پہنچی اُسیوقت کام تمام کردی۔ پھر افاغنہ نے
نواب کا سر تن سے جدا کر کے نیزہ کی نوک پر آویزان کیا۔ امت محمدی نے ماہ محرم
امام الشہدا رضی اللہ عنہ کے سات جو سلوک کیا تہا وہ نواب کے نوکرون نمکخوارون نے

اس سفر مین نواب شہید کا رفیق تہا۔ انتہی کلامہ۔ فرزند و پدر واکنگیرہ و میسور گئے حضور نے نظام الدولہ کو سرینگ پٹن راجہ کے پاس نذرانہ وصول کرنیکے لئے رخصت کیا اور آپ ورنگ آباد آئے۔ پہر نظام الدولہ میسور کے راجہ سے نذرانہ لیکر والد کی خدمت مین بمقام اورنگ آباد پہنچے۔ پہر چند روز کے بعد فرزند و پدر دارالسرور برہانپور روانہ ہوئے نواب آصفجاہ برہانپور مین متوجہ جنت برین ہوئے۔ نواب نظام الدولہ صاحب ترجمہ مسند نشین ہوئے۔ برہانپور سے صوبہ اورنگ آباد مین جو دکن کا دارالخلافہ تہا آئے بارش کی موسم تہی انہین دنون مین احمد شاہ بادشاہ ہند نے آپکو بلایا۔ آپ فی الفور عازم ہند ہوئے نربدا تک پہنچے تہے کہ دوسرا حکم آیا کہ دکن مین واپس چلے جائے۔ آپ اورنگ آباد واپس آئے۔ ہدایت محی الدین ہمشیرزادہ نواب شہید نے جو رائچور وادہونی کی حکومت پر مامور تہا سرکشی و بغاوت شروع کی۔ آپ بسبب موسم بارش اورنگ آباد مین قیام پذیر تہے کہ اسی عرصہ مین حسین دوست خان عرف چندا صاحب نواسہ ہدایت محی الدین سے ملگیا اور تسخیر ارکاٹ کی تحریص کی۔ ہدایت محی الدینخان نے فرانسیسی فوج ہمراہ لیکر انوار الدینخان ناظم ارکاٹ پر حملہ کیا۔ ۶ اشعبان سنہ ۱۱۶۲ ہجری مین سخت مقابلہ و مقاتلہ ہوا بحسب تقدیر انوار الدینخان شہامت جنگ شہید ہوئے۔ نواب نظام الدولہ ستر ہزار سوار و توپخانہ بیشمار و ایک لاکھہ پیادہ لیکر باغی کی تنبیہ کے لئے روانہ ہوئے۔ بندر پہلچری جو اورنگ آباد سے پانسو کوس ہے وہان تک کا ارادہ مصمم فرمایا۔ ہدایت محی الدین فرانسیسی لشکر کے ہمراہ قریب پہلچری کے قیام پذیر تہا۔ ۲۶ ربیع الآخر سنہ ۱۱۶۳ ہجری مین فرانسیسی فوج سے مقابلہ شروع ہوا۔ ۲۷ ربیع الآخر کو محمدی فوج سے فرانسیسی فوج نے شکست کہائی ہدایت محی الدین گرفتار ہوا آپنے حکم دیا کہ باغی کو حفاظت مین رکہو۔ اور باغی کی فوج کو

شرف آدمی از یمن ارادت باشد
وله
دست تسلیم او نگاه بود افسر ما

ناصر از یاوری همت شاه مردان
شاهد فتح و ظفر جلوه کند بر بر ما

بدست تا نه افشاندی چو زلف عنبرافشان را
وله
بروی خاک افگندی چه دلهای پریشان را

ز قدر و منزلت هرگز نگردد ذره کمتر
زند مور ضعیفی بوسه گر دست سلیمان را

ارسطو شد ز فطرت ارباب بزم اسکندر
بحکمت میتوان گشتن مقرب پادشاهان را

اگر تو خواهی بقاے دولت را
وله
بر ادب نه بناے دولت را

از کرم هر که دام گسترده است
صید سازد همای دولت را

گل خلق ست خوشنما ناصر
چمن دلکشاے دولت را

امیدها ز وصال تو در دل ست مرا
وله
ازین خیال بهاری مقابل ست مرا

ز حال من مگذر غافل اے شکارافگن
که از طپیدن دل رقص بسمل ست مرا

هر که رنجے میکشد آخر بگنجے میرسد
وله
میکند آخر عزیزی محنت زندان مرا

میدهد یادے ز زلف و خط و خال کسے
گر در آیم در گلستان سنبل و ریحان مرا

فشانده ایم ز دامن چو گرد دنیا را
وله
فگنده ایم چو اشک از نگاه عقبی را

شمار شوق تو از وسع خامه بیرون ست
که در سبو نتوان کرد آب دریا را

از تبسم تا نمک پاشید بر چاک جگر
وله
سینه خود مخزن آب میدانیم ما

صبر دوری از رخ او گرچه باشد یک نفس
بیشتر از محنت ایوب میدانیم ما

دل ز زخم تیغ جانان بوستانے شد مرا
وله
جوشش خون در نظر جوے روانی شد مرا

همسفر در راه عشق او مرا در کار نیست
حریف با هر که گردم همزبانی شد مرا

کهنه ندیمیم و نظربازییم ما
وله
باده نوشیم کیسه پردازیم ما

نواب کے ساتھہ کیا - انا للہ وانا الیہ راجعون - دوسری اہل یورپ نے سر تن سے جدا کرکے علیحدہ کرکے اورنگ آباد روانہ کیا - شاہ برہان الدین کے مرقد کے پائین قریب قبر نواب آصفجاہ مرحوم دفن کیا - شہادت قریب قلعہ چنجی واقع ہوی - میر غلام علی آزاد نے تاریخ شہادت لکھی ہے

نواب عدل گستر عالیجناب رفت — فرصت نداد تیغ حوادث شتاب رفت
در ہفدہم ز ماہ محرم شہید شد — تاریخ گفت نوحہ گر سے آفتاب رفت

نواب شہید امیر دین پرور و عدالت گستر تھے - بندہ نواز و غریب پرور - اولوالعزم عالی ہمت ذی مروت و جرات تھے - فصاحت و بلاغت مین وحید عصر سخن گوئے و سخن فہمی مین فرید دہر تھے - مشق سخن مین مرزا صائب کا تتبع کرتے تھے - کلام کو ایسے درجہ پر پہنچایا تھا کہ سخنوران نازک خیال حیران ہوتے تھے - نواب شہید کا ہر ایک شعر صاف و شستہ و ہر ایک مصرع شائستہ و برجستہ ہے معاصرین شعرا کو آپکے ہمطرح کہنا محال ہوتا تھا کلام مین صائب کی طرح تمثیل و نظائر کو خوبی کے ساتھہ لاتے ہین اجنبی شخص دیکھتے ہی صائب اور آپکے کلام مین تمیز نہین کرسکتا ہے - آپ صاحب الدیوان آپکے تین دیوان ہین اعلیحضرت غفران منزل میر محبوب علیخان نظام الملک آصفجاہ بہادر ششم کے حکم سے تینون دیوان سرکاری مطبع مین آقا نصر اللہ النخاطب نواب دولت یار جنگ بہادر کے اہتمام سے مطبوع ہوچکے ہین - فقیر مولف کے پاس تینون نسخے موجود ہین ان مین سے اشعار انتخاب کرکے ذیل مین لکھتا ہون - من اشعارہ الفارسی

سایۂ لطف خداوند بود بر سر ما	ہست اقبال خدا داد مقیم در ما
طالع ماست ز انوار جلالت روشن	فخر بر مہر جہانتاب کند اختر ما

نام احمد گر بعد در سمع او
کرده ام چون نام احمد را قسم

شمع جانسوزی که بار دیگر آتش زده
هر که در لخت دل خود جا کباب انداخته است

آفتاب صبح محشر در کنار زلف کیست
خاکساریها بخود لازم عروجی داشته است

نوبهار آمد جهان را پر گل عشرت نمود
تا که روی آتشین او بر آمد از نقاب

دیدهٔ مور من از فیض قناعت سیر است
در خور حوصله هر کس ثمری می چیند

ما را هجوم داغ بلشکر برابر است
دریا دلان تمیز به بخشش نمی کنند

ابرها امسال بر بستانه رفتار آمده است
دامن هر آرزو پر شد ز گوهر چون صدف

کعبهٔ صدق و صفا خلوت درویشان است
سنگ را تا که کند لعل به یک چشم زدن

خادم خواجهٔ شیراز بجا شد ناصر
بی نیازیست روائی که نظیرش نبود
قیمت حسن فزون از شرف تربیت است

وله
آتش رو زنخ شبنم را التهاب
از گل حمرا نمی دید بوی گلاب

وله
بهر خود فانوس از بال پر پروانه ساخت
بی تکلف همچو زلف سخن را شانه ساخت

وله
سینهٔ شب از کواکب داغدار زلف کیست
بر سر پا اوفتادن افعی زلف کجیست

وله
در گلستان غنچه لب خندیدن گرفت
شبنم از خورشید عالمتاب بالیدن گرفت

وله
ورنه در خندان سلیمان شکری نیست که نیست
ورنه در باغ سخاوت ثمری نیست که نیست

وله
اقلیم دل بملک سکندر برابر است
کف در کف محیط به عنبر برابر است

وله
از شگوفه شاخها آشفته دستار آمده است
ابر دریا دل به بخششهای بسیار آمده است

وله
سجده گاه دو جهان حضرت درویشان است
کیمیای نظر رحمت درویشان است
ما به بخششی خدمت درویشان است

وله
فکر اسباب جهان مایهٔ صد درد سر است
سهل چون میوهٔ خود رو پسر بی پدر است

طائر صحرای غربت بوده ایم — از پر خود خانه می سازیم ما
سیرها بی بال و بی پر بوده است — همچو بوی گل بپروازیم ما

وله

تشنه ام با وجود سیرابی — آب شمشیر کرده اند مرا
بت پرستی نمیگذارم من — گرچه تکفیر کرده اند مرا

وله

هر بهاری را خزانی لازم است — گه برنگ گل گهی خاریم ما

وله

گل گریبان می درد گر در چمن بیند ترا — میگدازد شمع گر در انجمن بیند مرا
سبزند از جوش خجلت مهر خاموشی بلب — گر بمحفل طوطی رنگین سخن بیند مرا

وله

نگاهش داد از شوخی سبق وحشی غزالان را — قدش آموخت آئین نزاکت نونهالان را
مده آن زلف نازک را بدست شانه هر ساعت — پریشان می کنی خاطر چرا آشفته حالان را

وله

خداوندا الها کردگارا — رحیما جرم بخشا بردبارا
بده امن و امان و تندرستی — نظام الملک آصفجاه مارا

وله

غمی دارم که پایان نیست اورا — چه پرسی از دلم جان نیست ورا
مرضی دارم بدرد و غم سرشته — که هرگز فکر درمان نیست ورا

وله

شد از فروغ چهرهٔ او ساغر آفتاب — آئینه دار از رخ او در بر آفتاب

وله

شاه و گدا بدیدهٔ روشن گهر یکیست — یکسان کند نگاه بخاک و زر آفتاب

وله

وصف روی کیست یارب بزبان عندلیب — چشمهٔ خورشید رخشان شد دهان عندلیب
از نبود بالش چمن یکسر چراغان گشته است — پرتو حسن گل زد آتش بجان عندلیب

وله

جام می از عکس او شد آفتاب — ساقی امشب طرفه نقشی زد بر آب
می کشد عاشق زخون دل شراب — باشد از لخت جگر بهرش کباب

تخت شد درست سلیمان مور را از ضعف | ناتوانان را ز فیض عجز زور دیگر است
پاسبانان زمانه را خواب غفلت برده است | انتظام ملک را زان رو فتورے دیگر است

وله
مه وشان جهان ز مهر جمال محمد است | بی حد و حصر وصف کمال محمد است
تا در جواب آن غزل ست اینکه گفته اند | صلوٰة بر محمد و آل محمد است

وله
فاضل ترین امت صدیق اکبر است | شائسته خلافت صدیق اکبر است
اول کسیکه بیعت محبوب حق نمود | از حب از صداقت صدیق اکبر است

وله
در دوستان نشان محبت نمانده است | در مے کنون میان قیامت نمانده است
از اهل دهر شکوهٔ احسان نمی کنم | افسوس شرم چشم مروت نمانده است

وله
می کشی بهار گلستان رخ جانان عبث | بے خط و زلفش نگه بر سنبل و ریحان عبث
بلبل پربسته در کنج قفس افتاده ام | میروم پر از برائے دیدن بستان عبث

وله
از دعائے خیر محتاج جان برآید کارها | هست تیرے روے ترکش آه سر احتیاج
نخل را تا شاخ کمین زرد می سازد چو برگ | باشد از برد خزان هم سخت برد احتیاج

وله
همچو رخش آفتاب صبح ندیدست صبح | بلکه بگوش کجا صبح شنیده است صبح
مصرع صهبائی ست سیلی ناصر رخ | دیدهٔ غفلت کشا صبح دمیده است صبح

وله
اگر بهار کند چهرهٔ گلستان سرخ | نمود رنگ رخ ما خیال جانان سرخ
ز خون دیدهٔ من لعل بار شد رگ ابر | درین بهار بود قطره هائے باران سرخ

وله
نگاه شوق من از روئے او گل چیدنی دارد | ز روئے لطف و هم جانب من دیدنی دارد
کمال عشق را نازم اثر کردست در طبعش | بحق دوستی از دشمنان رنجیدنی دارد

وله
دلم از سیل غم نرفت ز جا | کوه صبر و شکیب باید دید

وله

آسمان جام هلالی ز مه عید نمود   اختر عیش ز خورشید مبارک باشد

وله

ز فیض بی ثمری ماست سرو در چمن آزاد   فراغتست کسی را که از عیال نداد

به پیر چرخ نشستن به تیزبال رسید   قفس خوش است بمرغی که پر و بال نداد

وله

محو کن نقش غیر را از دل   عارف نقشبند می گوید

هر که نا محرم عشق گفت سخن   سخن ارجمند می گوید

وله

رافت و عدل هر که پیشه کند   صاحب چتر و تاج زر گردد

گرم و سرد زمانه میداند   همچو ماهی که بحر و بر گردد

وله

قیمت و قدر فزون میشود از فیض سفر   روشنان همچو گهر کی بوطن پردازند

وله

بتان که چهرهٔ خود بی نقاب می سازند   ز برق چهرهٔ دل را کباب می سازند

رسد بوصل گهر رشته که تاب خورد   خوش آن گروه که با پیچ و تاب می سازند

وله

خواهی که ترا گرد جهان نام برآید   این نام چو خورشید ز انعام برآید

آرایش ظاهر نشود زینت باطن   از قند کجا تلخی بادام آید

وله

با یک رشتهٔ زنار موی پارس باشد   بکار زاهدان این سبحهٔ صددانه می آید

چون گل شگفته روی درین باغ میشود   کسب سعادت آنکه بوقت سحر کند

مانند برق زود فلک تاز می شود   از خود سفر کسی که ببال شرر کند

وله

یوسف عزیز مصر نمیگردد ای عزیز   تا چاشنی محنت زندان نمی کشد

گوهر بجای قطره بدریا فشاند ابر   طبع کریم منت احسان نمی کشد

وله

نیست اکسیر دیگری به ازین   خویش را خاکسار باید کرد

اعتباری ندارد این دنیا   حرف ما اعتبار باید کرد

ز آتش گل چه داغها که نکرد ‌ ‌ جگر عندلیب باید دید

وله

فقرا پادشاهان می باشند ‌ ‌ افتخار دو جهان می باشند

عاشقان سوخته جان می باشند ‌ ‌ شمع شان شعله زبان می باشند

وله

کسی ز آهوی وحشی شنیده است دعا ‌ ‌ هلاک چشم تو گشتن دعای دل باشد

سعادت دو جهان رو بسوی او آرد ‌ ‌ کسی که بر سر دولت سرای دل باشد

وله

تا که در معرکه عریان نشود ‌ ‌ جوهر تیغ نمایان نشود

جوهر ذاتی هر کس دگر است ‌ ‌ مور از تخت سلیمان نشود

وله

ابر [illegible] یا دل بدست گوهر افشان می رسد ‌ ‌ گنجها در دامن امیدواران می رسد

خاکساریها ترا بر اوج رفعت می برد ‌ ‌ تا بدامن هر کرا چاک گریبان میرسد

فیضها از روح پاک حضرت صائب بمن ‌ ‌ در دکن هر لحظه از شهر صفاهان میرسد

وله

رنگ و بوی زر وفا نیست درین گلرویان ‌ ‌ عاشق حسن کسی شو که وفای دارد

معنی مصرع پیچیده ز زلفش فهمید ‌ ‌ ناصرا چه قدر فکر رسای دارد

وله

رشتهٔ عمر ابد شاید بدست آورده است ‌ ‌ هر کسی بر مرگ دشمن شادمانی میکند

عجز را نازم که دارد این بزرگیها بخود ‌ ‌ مور بر دست سلیمان کامرانی میکند

خاکساری سرفرازی عاقبت بار آورد ‌ ‌ گرد بتاج پادشاهان کامرانی میکند

غنچه آسا هر کسی با گوشهٔ دل ساخته است ‌ ‌ در بهشت جاودانی زندگانی میکند

گوهر شاهوار آخر از صدف آید برون ‌ ‌ راز عاشق عاقبت در کوچها گل میکند

خوشنما باشد بزرگان را گران حلمی بحر ‌ ‌ سبزه گردیهای کشتی را تحمل میکند

خسروا عشرت جاوید مبارک باشد ‌ ‌ بزم آرائی جمشید مبارک باشد

بنای خانهٔ دل استوار کن ناصر　وله　مکن عمارت این تیره خاکدان زنهار

هرچند من ز هر دو جهان دست شسته ام　وله　هرگز نمیرود ز دلم آرزوی یار

از خاکساری است بدل روشنی نصیب　وله　آئینه صاف میشود از صیقل غبار

گذشته ایم ز نیروی بازوی تدبیر　وله　سپرده ایم عنان را بقبضهٔ تقدیر

ترا صفائی دل ار مطلبست پاک بسوز　وله　برای آئینه خاکستر است چون اکسیر

باوجود پخته مغزی همچو طفل نوسبق　وله　میکنم مشق جنونی در دبستان بهار

نیست غیر از کشتی می امن ناصر در جهان　　ابرها امسال آورده است طوفان بها

قرب آتش خانمان پنبه سوخت　وله　الحذر از قرب سلطان الحذر

خرمن پروانه یک سوخته است　　الحذر از شمع خندان الحذر

زیر فلک نباشد چون من نگاه کردم　وله　در کوی خاکساری یک خاکسار دیگر

هر درختی که شود خشک نی تاثیر هوا　وله　غیر آتش ببر او ثمری نیست دگر

نهد سلسلهٔ عشق سر بدست عمر　وله　ازان ز بند تعلق مجرد است عمر

رفیق همدم و یار مجرد است عمر　　زما سوای محبت مجرد است عمر

منکر از آدم بمانم چه کار　وله　با شراب و بزم و یارانم چه کار

هرچه باشد عاقبت دارد باصل خود رجوع　وله　میرسد آخر بدریا از ره سیلاب ابر

موج پر زور سرشکم تا سر کیوان رسید　　از خجالت پیش چشمم غرق شد در آب ابر

مرا که هست دلم گرم با نوا و ساز　وله　کباب شعلهٔ حسن است و شعلهٔ آواز

بیا ناصر از راه صدق و یقین　وله　بشو بندهٔ شاه گیسو دراز

هر خسیسی بسرش دعوی شیخی باشد　　حرمت جبه و دستار نمانده است امروز

ولہ

بس خود را ز خاکسار بہا — زر کامل عیار را باید کرد

گر رضای خدا بود مطلب — راستی را شعار باید کرد

ولہ

گمنام چنان شدم کہ عنقا — راہی بسرای ما نبرد گرد

ولہ

دامان بدوست آرزویش پرگہر شود — دریوزہ ہر کہ از در شاہ دکن شود

ولہ

عیسی صفت بطارم خورشید جا کنند — آنہا کہ ترک خلق برای خدا کنند

ولہ

حدوثش زبین قصور سمی توانی کرد ای عاقل — کہ اوضاع جہان گاہی چنین گاہی چنان باشد

کرم گستر بفرق بندہ ناصر حضرت آصف — الہی در جہان باشد سلامت در جہان باشد

ولہ

زہر آب دادہ ناوک مژگان خویش را — زخمی زند بسینہ و ناسور می کنند

ولہ

آنہا کہ دل بحلقۂ زنجیر بستہ اند — تار نگہ بزلف گرہ گیر بستہ اند

مطعون خاص و عام ہمہ مسلمین شوند — جمعی کہ دل بطعنہ و تکفیر بستہ اند

ولہ

بخاکساری او رتبہ فلک نبود — کسی کہ بر در دلہا دمی گدائی کرد

ولہ

شمار ورد من خاکسار ممکن نیست — حساب ریگ بیابان کرا می تواند کرد

ولہ

از طپیدنہا دلم تا شیر دیگر میدہد — طائر جانم از شوق وصل دیر می دہد

ولہ

یادش بود ز شربت جان در دہان لذیذ — نامش بود ز شہد و شکر بر زبان لذیذ

ولہ

آن شربت فنا کہ ز تیغ تو می چکد — ما را بود ز آب خضر بگمان لذیذ

ولہ

الہی شدہ یم برای من نگہدار — بکن رسوا حیای من نگہدار

چہ دیروز و چہ امروز و چہ فردا — مرا باشد خدای من نگہدار

از بسکہ لازم سرداریست ہشیاری
مرو بخواب تو اے میر کاروان زنہار

هرکرا می نگرم هست بدنیا مشغول | وله | بدل وارسته بیکار نمانده ست امروز
براه و رسم محبت اگر خبر داری | وله | ز خویش بگذر و با یار آشنا می ساز
مهر بسر دشت جنون دیوانها بیهوده تو | وله | غافل پا بند را از سیر آن صحرا مپرس
پیمانها کشاده و شهرابے ندید کس | وله | برخواست برما و دم آبے ندید کس
گذشت عمر بسودای زلف یار افسوس | وله | نه سیه گذشت سیه بختیم هزار افسوس
بود چو شام غریبان بهجر صبح وطن | | بغیر یار بود ماندن دیار افسوس
اخلاق نیک حاصل کس میشود زکسب | وله | در سعی حسن نیکی اطوار خویش باش
شاد کردی تو خاطر ما را | وله | اے پریرو همیشه شادان باش
کار عالم ازو نمی آید | وله | هر که باشد بفکر راحت خویش
چاک بنمود سینه هم بند قبا کشادنش | وله | راست ربود تا بدل بدین کج ستادنش
بنرم بے حرفان نیرگون توانی بهشد | وله | خط نوشته اگر رسیده ای بچون غرض
ساغر بدست نغمه بلب شیشه در بغل | وله | ساقی رسید طرفه بسامان انبساط
پروانه وار ساغر می رقص می کند | وله | افروخت شیشه شمع شبستان انبساط
چهره گلگون او شد خط اخضر محیط | وله | گشت این دریای حسن ناز را عنبر محیط
خاک و زر یکسان بود در دست صاحب همتان | | سکندر لاله خویش بیرون همچو کف عنبر محیط
شبنم همین دل نگرانست درین باغ | وله | گل نیز زغم جامه دریدست درین باغ
لب بسته سیه پوش ز ماتم شده سوسن | | یا آنکه سراپای زبانست درین باغ
تیر یاران حقیقت بسکه دیده گشته اند | وله | صورت پیکان ز هر سبزه چو برگ غلاف
گر [illegible] همچو من از شمشیر | • | گر زند بر فرق و خنجر گاه بر سینه تا بناف

مثال آصف جم جاه ناصر	وله	امیر تازه گفتاری ندیدم
گر ندارم هنری شکر خدا را عمریست	وله	مجلس انس با رباب هنر داشته ام
بال پروازی اگر زین شهر رمیده استم	وله	پائی خود زین دهی خونخوار رمیده استم
قد آن نونهال را نازم	وله	پایه اعتدال را نازم
سخنش جان تازه می بخشد		اثر این مقال را نازم
ارتفاع جاه دنیا پست تر باشد ز چاه	وله	در تلاش منصب سنجر نمی باید شدن
افراشت هر طرف که لوا لشکر دکن	وله	منصور شد بفضل خدا لشکر دکن
از بهر دفع سحر سیه مار و کفر و شرک		دارد بکف ز نیزه عصا لشکر دکن
عندلیب آسا بیک منقار نالان نیستم	وله	با نوا چون بند بندی بود اعضای من
زانکه در راه طلب نگذاشتم بیرون قدم		توتیا شرمندگی دارد ز خاکپای من
خونین دلست غنچه ز رشک دهان تو	وله	گردید سرو بنده سرو روان تو
چنانکه آب بطوفان گذشت از سر پل	وله	گذشت از سر من اشک آنچنان بی تو
ای کائنات جمله نظر بر رضای تو	وله	تا مهر و ماه ارض و سما در ثنای تو
ای که خورشید صفت جلوه طراز آمده	وله	چشم بد دور که خوش ذره نواز آمده
بنوازش سر من بر سر افلاک رسان		بر سر لطف چرا بنده نواز آمده
از لعل لبت بر سر گفتار رسیده	وله	از جیب صدف گوهر شهوار رسیده
دل را اسیر زلف سیه فام کرده	وله	این آهوی رمیده چسان رام کرده
ز دنیا گر دلت برکنده باشی		قبول مردم دل زنده باشی
بهار زندگانی گل کند گل		برنگ ابر گریبا زنده باشی

نامهٔ فتح بادشاهی را — تاج سر کرد فتح کرناتک
نونهال مراد ما ناصر — پر ثمر کرد فتح کرناتک

وله
بباغ جهان من گلی را ندیدم — کز و نکهت مهر و الفت شنیدم

وله
رمد هر که از من ز او من رمیدم — نه دامان او دست خود وا کشیدم

وله
عشق بازی ز ازل کار من است — من کجا در کار دیگر مانده ام
گرچه گشتم خاک سوزم باقیست — زیر خاکستر چو اخگر مانده ام

وله
بسی سیر کردم بهار و خزان را — زبان گل و خار را می شناسم

وله
داغ عشقم کباب را مانم — تلخ کامم شراب را مانم

وله
بسکه آئینه دار او گشتم — صفحهٔ آفتاب را مانم

وله
هر قدر رنگ خودی باخته ام — خویش را محرم او ساخته ام

وله
ناصر از فضل الهی فتح است — هر کجا من علم افروخته ام

وله
نوبهار ملک میسور است و ما و باده ایم — بر بساط کامرانی داد عشرت داده ایم
تا کمر در خدمت بنت العنب بربسته ایم — بر در میخانه شب تا سحر استاده ایم

وله
نوبهار آمد بصحرا میروم — از میان شهر رسوا میروم
خاکساری عاقبت آید بکار — تا بچشمش سرمه آسا میروم
هر کس شهید ناز تو گردید زنده شد — شمشیر تو ز آب بقا کرد فارغم
این سایهٔ عنایت آصف که بر سر است — ناصر ز ظل بال هما کرد فارغم
چو درد هجر آزاری ندیدم — از این دشوارتر کاری ندیدم
نبود هر خوب را زشتی مقارن — گلی در باغ بیخاری ندیدم

دلچسپی رکھتے تھے - جو کچھ موزون فرماتے تھے خوب مرغوب ہوتا تھا

من اشعار لا لفارسی

ہمہ از جنبش شمشاد نگلگشت چمن	یاد م آمد روش قامت دلجوئی کسے
ہرزمان دست کشان می بردم جذبہ عشق	از پئے سجدہ بطاق خم ابروئے کسے
نسبت از بخت بدم چشم امید آنکہ بود	دست در دست و سرم بر سر زانوئے کسے

ناجی - سید اصغر حسین

ناجی تخلص سید اصغر حسین نام - آپ میر صلابت علی کے صاحبزادے ہین آپکی نسب کا سلسلہ دیانت خان مرحوم عالمگیری سے منتہی ہوتا ہے آپکے بزرگان سلف تیموریہ سلاطین کی ملازمت مین خدمات بزرگ پر مامور رہے ہین - جاگیرات و خطابات و صلات سے سرفراز - آپکے والد ماجد میر صلابت علی صاحب علم و فضل تھے اور خاص علم محاسبہ مین کمال مہارت رکھتے تھے - اور انتظام مہات ملک سے خوب ماہر تھے ریاست حیدرآباد مین امرائے دولت کے نزدیک امانت گزار و دیانت دار مانے جاتے تھے - مشیر الملک بہادر و سعید الملک بہادر و راجہ راو رنبھا جیونت بہادر وغیرہ نے اپنے جاگیرات کا انتظام انہین کے تفویض کیا تھا اور خاص نواب خانخانان بہادر کے جاگیرات کا انتظام بھی انہین کے اہتمام مین زمانہ دراز تک رہا - خوش اخلاق و نیک نیت تھے - اقربا و احباب کے ساتھ حسن سلوک فرماتے تھے - سادات و زائرین کی بھی خدمت کرتے تھے - آپنے ایک مسجد چادرگھاٹ مین موسی ندی کے کنارے بنائی اور اُسکے تحت مین ایک دوکان بھی تعمیر کرا دی تاکہ اسکا کرایہ مسجد کے ضروری مصارف مین آوے - آخر عمر مین حج

به مطلب نرسی تو تا نے یقین است
گشت تیر تو است طرز گر دشمن گشت
شرمنده گیا [illegible] گل غنچه با باغ
ا [illegible] تو حالے بدیا نمی شوی

وله

بست و اگر تو بنده باشی
تو یا ان شده بیا خدا بین کسے
[illegible] ساخته با ابدان کسے
[illegible] لیا نمی شوی

من رباعیاته

در بزم تو اے ایہ ناز آمدہ ام
از تابش خورشید قیامت چه غم است
من در حرم بنده نواز آمده ام
از صبح بود کلام من روشن تر

وله

مشتاق تو اے بنده نواز آمده ام
در سایۂ گیسوئے دراز آمده ام
ز صدق و صفا وقت نماز آمده ام
از روئے ارادت به نیاز آمده ام

نامی ۔ مولوی حاجی تراب علی خیر آبادی

نامی تخلص ۔ تراب علی نام ۔ عباسی الاصل ہین آپکا وطن خیر آباد ہے ۔ سن شعور کے بعد آپنے کتب معقول و منقول مولانا عبد الواحد و مولوی غلام امام کی خدمت مین ختم کین ۔ اور کلام کی مشق میرزا قتیل کی خدمت مین کین ۔ تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد تلاش معاش مین کلکتہ گئے ۔ حکام برطانیہ کے ہمراہ ایران و عراق عجم کی خوب سیر کی سیر و سیاحت سے مراجعت کر کے مدراس مین آئے ۔ کمپنی کے مدرسہ مین مدرس ہوئے چند مدت بسر کر کے حرمین شریفین کی زیارت کو گئے ۔ مراجعت کے وقت مقام [illegible] مین [illegible] ہوئے ۔ آپ عالم فاصل جامع تھے ۔ نیک محضر و نیک سیرت تھے ۔ خوش تقریر خوش تحریر تھے ۔ شعر و شاعری سے

تاریخ انتقال نواب مختار الملک اول

خسرو خاور برآمد سر برہنہ بر فلک
گر چون سفر سوے عدم سالار جنگ
گفت ناجی عیسوی سال وفات غمزداش
شد سوے خلد روح پاک سر سالار جنگ

تاریخ کدخدائی میر قربان حسین

نوشاہ بحمد اللہ قربان حسینم شد
از لطف ولی اللہ وز امداد رسول اللہ
بنمود رقم ناجی این مصرع تاریخش
قربان حسینم شد نوشاہ بحمد اللہ

قطعہ تاریخ تسمیہ فرزندان نواب فخر الملک بہادر

زہے تقریب بسم اللہ خوشا عشرت کی محفل
قبا پہنے کوئی زرین ہے اور کوئی ستارونکی
بصد حسرت فلک کہتا ہے کیونکر چشم انجم سے
کہ بزم عیش ایسی کی ہے محفل نامدارونکی
ہوا کرتے ہین عشرت میں بسر دن عیش مین اپنے
کبھی مجمع عزیزونکا کبھی صحبت ہے یارونکی
خدا نواب فخر الملک کو قائم رکھے دائم
فزون ہو خضر کے بھی عمر سے عمر انکے پیارونکی
بہم دو نو نونہال گلشن رہیں اور جیا رہیں
رہیں خرم برآئین انکے امیدیں ہزارونکی
ہے ہر ایک دولہا دولہن کو بیاہ کر لا مین
رہے سہرون میں چہرے چاند سے ہو چھاؤن تارونکی
خیال سال تاریخ آیا جب ان دونو کا
کہا ناجی نے بسم اللہ ہوئی دو گلعذارونکی
۱۳۱۶ھ

نعمانی۔ محمد عبد الجلیل رامپوری

نعمانی تخلص۔ محمد عبد الجلیل نام۔ آپکے نسب کا سلسلہ حضرت امیر المومنین ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے۔ آپکے بزرگان سلف مشاہیر علما سے گذرے ہین آپکا مولد و مسقط الراس زادہا اللہ مصطفی آباد عرف رامپور ہے۔ آپنے

وزیارت سے مشرف ہوکر کربلائے معلی مین اقامت اختیار کی تہی ۱۳۰۰ ہجری مین
وہین فوت ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون حضرت ناجی صاحب بمصداق
الولد سر لابیہ والد مرحوم کے قدم بقدم ہین بلکہ بہ از پدر۔ اہل صاحب کے زمرہ
مین شریک ہین۔ اور نواب فخر الملک بہادر معین المہام عدالت و کوتوالی کے معتمد
خانگی ہین۔ نواب صاحب کی جاگیرات کا انتظام اپنے جد و پدر کی طرح سے کرتے ہین
دیانت و امانت کو اپنا رفیق رکہتے ہین۔ نواب صاحب آپکی بہت عزت و آبرو کرتے
ہین۔ اور وقتاً صلات و کرم سے بہی سرفراز فرماتے ہین آپکو ابتدائے عمر سے شاعری
کا شوق رہا ہے۔ آپکا کلام اردو فارسی دونون زبان مین سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا ہے
آپکی طبیعت قدرتاً شعر و شاعری کے مناسب تہی۔ میدان سخن سنجی مین خوب جولانی
کرتی ہے۔ خاص اس فن مین آپکی مہارت اس درجہ بڑہ گئی کہ معاصرین و اقران اپنے
آپکو استاد سمجہتے ہین آپکے کلام مین مہر کا انداز معلوم ہوتا ہے آپکے تلامذہ شہر مین
اکثر ہین۔ آپکی اصلاح سے کلام کو درست کرتے ہین۔ ابتدا مین غزلیات کا شوق
تہا آخر غزلیات کو ترک کیا۔ قصائد مدحیہ و مراثی کہنے لگے۔ اور تواریخ گوئی مین
ید بیضا رکہتے ہین۔ تہنیت و تعزیت مین فی البدیہہ موزون فرماتے ہین۔ بعض احباب
کی زبانی معلوم ہوا کہ صاحب دیوان ہین۔ فی زمانا بسبب ضعف بدن و ناتوانی تن
صاحب فرش ہین۔ خانہ نشین و عزلت گزین ہین عالیجناب نواب فخر الملک
بہادر بدستور قدیم ماہوارہ معتمدی عطا فرماتے ہین۔ اب مین آپکے کلام سے چند
قطعات تاریخیہ گزارش کرتا ہون تاکہ شائقین کو مطالعہ سے لطف حاصل ہوجائے
فقیر مولف کو بجز قطعات تاریخیہ کے کلام دستیاب نہین ہوا۔ لہذا صرف قطعات پر ہی اکتفا کیا

رحلت کی۔ تفسیر ناتمام رہگئی۔ سنہ ۱۳۱۴ ہجری مین صاحب ترجمہ نے امداد تکمیل کیلئے بذریعۂ نواب افسر الملک بہادر اعلیحضرت قدر قدرت میر محبوب علیخان نظام الملک آصفجاہ ششم کی ملاحظہ مین پیش کیا تہا اعلیحضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہہ تفسیر کا تکمیل ہونا ضروری ہے۔ لیکن پہر کسیکی جرأت نہوی کہ یاد دہانی کرے۔ سنہ مذکورہ مین نواب افسر الملک بہادر نے آپسے بعض کتب عربیہ ملاحظہ کین۔ پہر تہوڑی ہی مدت کے بعد مدرسہ آصفیہ واقع ملک پٹیہ مین دینیات کے پڑہانے کے لئے مقرر ہوئے۔ مدرسہ مین دس سال تک تعلیم مین مشغول رہے۔ طلبہ آپکی تعلیم کی بدولت مسائل دینیہ سے خوب واقف ہوئے۔ پس ازان ایسے اسباب پیش آئے کہ آپ مدرسہ سے مستعفی ہوئے گوشہ نشین متوکل تہے۔ پہر آپ نواب غلام محمد غوث خان کی عنایت و قدردانی سے سمستان نارائن پور مین امور مذہبی کے انجام و اہتمام کے لئے مامور ہوئے۔ چند سال سے مفوضہ کام کو عمدہ طرح سے انجام دے رہے ہین۔ مولانا مغتنمات سے ہین۔ آپکو درس و تدریس کے علاوہ تالیف تصنیف کا نہایت شوق ہے۔ علوم و فنون مین متفرق رسائل و کتب تالیف کر چکے ہین۔ اکثر آپکے رسائل مطبوع ہوکے شایع ہو چکے ہین۔ آپکے مولفات کی تعداد اسی سے زائد ہے۔ فی زمانا بہی تالیف کا سلسلہ جاری ہے۔ باوجود تعلق ملازمت و شغل درس تدریس و تالیفات شعر و شاعری سے بہی رغبت رکہتے ہین۔ آپ قدرۃً موزون الطبع ہین۔ اپنی موزونی طبع سے کلام کے اقسام قصائد و غزلیات و قطعات و رباعیات و مثنویات و معمات وغیرہ موزون فرماتے ہین۔ اور تاریخ گوئی مین بے نظیر۔ بداہتہ موقع و محل پر واقعات کے مطابق کہتے ہین۔ طرفہ یہہ بات ہے آپکو تلمذ بجز اپنی طبیعت کے کسی استاد سے

بتاریخ ۲۷ ربیع الاول روز دوشنبہ ۱۲۷۹ھ ہجری مین ابتدائی تعلیم اپنے اموں مولوی
عبدالرزاق نام خویش ریاست سے پائی - اور فارسی کی تکمیل مولانا احمد علی استاد
والی ریاست سے کی اور کتب درسیہ علوم معقول و منقول متعدد اساتذہ کی خدمت
مین تحصیل کین - اور آخر مین تحصیل کی تکمیل مولانا حافظ مفتی محمد ارشاد حسین صاحب
مجددی نقشبندی فاروقی رام پوری سے کی تحصیل و تکمیل کے بعد آپکو سیر و سیاحت
و درس و تدریس کا شوق ہوا - وطن سے برآمد ہوکے دہلی مین چند مدت سے اور دہلی
ضلع پیلی بہیت اور وہان سے بنگلور ملک میسور مین آئے - ہر ایک مقام مین آپکے
پاس طلبہ کا مجمع رہتا تہا - آپ صبح سے شام تک اسی شغل مین مصروف رہتے تہے اور عامہ
خلائق کو وعظ و نصائح سے فائدہ پہنچاتے تہے - ۱۳۰۸ھ ہجری مین بلدہ حیدرآباد مین
وارد ہوئے یہان بہی آپکا وہی کام درس طلبہ رہا چنانچہ ۱۳۰۹ھ ہجری مین ڈاکٹر غلام دستگیر صاحب
چشتی قادری خلیفہ شاہ سلیمان صاحب تونسوی کے مکان پر واقع روبرو بنگلہ ہشتی جلہ آیات
احکام قرانی کا وعظ شروع کیا - شائقین و سامعین کا مجمع کثیر ہوتا تہا - تمام آپکے
بیان سے مستفید ہوتے تہے - اور ڈاکٹر صاحب آپکی بہت خاطر و مدارات کرتے تہے
اور آپسے تصوف کے رسائل بہی ملاحظہ فرماتے رہے چند روز اسی شغل مین گذر گئے
بعد ازان مولانا محدث محمد سعید صاحب مفتی ہائیکورٹ نظام نے صاحب ترجمہ کو
اپنے پاس بلایا - اور تفسیر قرآن مسمی بہ فیض الکریم کی تالیف مین شریک فرمایا - مولانا
نعمانی صاحب نہایت خوشی سے تفسیر کی تالیف مین مفتی صاحب کے معین و مددگار
ہوئے - یہہ تفسیر اردو زبان مین تیار ہو رہی تہی - دہم پارہ سے بست و سوم پارہ تک
تیار ہو چکی - مگر ختم ہونے سے اول ہی مفتی صاحب نے اس عالم فانی سے ملک جاودانی کیطرف

خاقان زمان کے عہد میں ایران میں آیا۔ اور زیارت کے لئے گیا۔ خطاط تھا۔ خط نسخ میں متوسط الطبع تھا۔ شعر و شاعری میں دلچسپی رکھتا تھا۔ من اشعارہ ہذا انتہی کلامہ

ترسیم آنکه دوران تا ندیم از وی جدا سازد	بروش هر نگاه من نگاه آخرین باشد
عقده در کار من از آبله پا افتاده	سخت وا مانده ام ای خار بیابان مددی

نوائے ۔ سید عزیز

نوائے تخلص۔ سید عزیز نام۔ مجمع الفصحا نے لکھا کہ ۱۲۲۹ ہجری میں ہند سے ایران بغرض زیارت آیا۔ من اشعارہ ہذا انتہی کلامہ۔

دستے بدوش غیر نہاد از رہ وفا	ما را چو دید مستی ما را بہانہ ساخت

واصف ۔ مولوی محمد مہدی

واصف تخلص۔ محمد مہدی نام۔ آپ محمد عارف الدین خان رونق کے فرزند ہیں۔ تذکرہ گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپکی ولادت ۱۲۱۷ ہجری میں مدراس میں واقع ہوئی۔ آپنے نشو و نما بھی وہان کی آب و ہوا میں پایا۔ جب آپ سن شعور کو پہنچے تب آپنے اولاً کتب درسیہ فارسیہ والد ماجد کی خدمت میں ختم کین۔ اور آپکو علوم عربی کے تحصیل کا شوق پیدا ہوا۔ علمائے مدراس کی خدمت میں کتب درسیہ عربیہ سے بھی فراغت حاصل کی۔ عربی و فارسی سے فارغ ہونے کے بعد آپکے دل مین زبان انگریزی سیکھنے کا بھی شوق ہوا۔ انگریزی شروع کی تھوڑے ہی مدت مین ایسی لیاقت و استعداد حاصل کی کہ انگریزی مین اہل زبان کے ساتھ باہم مکالمہ و مکاتبہ کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ

نہین ہے۔ آپ جو کچھہ موزون فرماتے ہین مرغوب خاص و عام ہوتا ہے۔ فقیر مولف نے آپکے بعض رسائل دیکھے۔ واقع مین قابل قدر و تحسین ہین۔ چونکہ آپکی تالیفات کی تفصیل مع شرح لکھنا طوالت سے خالی نہین تہا اسوجہ سے فقیر مولف نے صرف انکی تعداد پر اکتفا کیا۔ میرے نزدیک فہرست اسماے رسائل بدون شرح ہر ایک کا لکھنا بیکار ہے۔ لہذا قلم انداز کیا۔ جناب نعمانی صاحب معذور سمجھکے معاف فرائینگے منجملہ اسی کتب کے ۵۴ کتب شایع ہو چکی ہین انہین ۱۳ رسائل منظوم ہین۔ اب ہین آپکے اشعار سے بطور نمونہ ایک رباعی اور چند فقرے تاریخی ذیل مین گذارش کرتا ہون

ہے میری بدی اگرچہ سب سے زائد	جو سب سے ہو بد مین ایسے بد سے زائد
مانا کہ یہہ سب سہی مگر سچ یہی ہے	بخشائش رحمت ہے حد سے زائد

اور آپنے اعلیحضرت بندگان عالی خلد اللہ ملکہ کی مراجعت دربار قیصری دہلی سے خیر مقدم مین ایک رباعی لکھی مقبول خاص و عام ہوی۔ هو هذا

سرکار سفر کرکے وطن مین آئے	اس طرح کہ جیسے روح تن مین آئے
جان کرکے نثار خود دریا نے کہا	دہلی سے حضور اب دکن مین آئے

تاریخی فقرات

دربار قیصری دہلی خسروی۔ شد + بندرہوان جلسہ سالانہ محمدن ایجوکیشنل کا ۱۹۰۱ مولوی مہدی علیخان محسن الملک نے کانفرنس کی رپورٹ مین اسی فقرہ کو درج کیا۔ ہمیشہ کے لئے یادگار ٹہرایا۔

نصرت۔ عباس قلیخان

نصرت تخلص۔ عباس قلیخان نام۔ مجمع الفصحا کے مولف نے لکھا دکنی الاصل ہی

گردش چشم سیاہش مرثیہ آواز شد ‌ | وله | چون ستمہائے رقیبان کرد فریادی مرا
ناصحا بیمار کز آب چشم من گردیدہ تر | | یاد کن غیر از جواب خشک کے دادی مرا
چو آن سرو چراغان کز ہوائے شعلہ ئی بالد شد | وله | نہال قامتم بالیدہ شد از گرمی تب ہا
دیدم چو صبح تیغ جگر گون آفتاب | وله | دریافتم علامت شبخون آفتاب
عاشق کہ شکرین دہنت را چو پستہ گفت | وله | تشبیہ تازہ بزبان شکستہ گفت
خفیف باشد ہمارہ عریانی مجنون نکرد | وله | آمدہ با این فراخی دامن صحرا عبث
جذبہ عشق نظر کن کہ پس از مردن من | وله | خاکم آویختہ با دامن جانان گستاخ
تا گنج روانی بمن ایدوست ہوس شد | وله | ذکر تو بپاکی گہر تار نفس شد
خواب بخت من نخواہد دید روئے انقطاع | وله | رشتہ آمال صرف پردہائے خواب شد
در شوق بوسہ لب او خوردن دلم | وله | باشد برنگ شیر و شکر در جہان لذیذ
کسیکہ از تو سپردہ رہ عدم بر تیغ | وله | نہاد اساس حیات خود اے صنم بر تیغ

حرف واو

ولی۔ محمد شمس الدین اورنگ آبادی دکنی

ولی تخلص۔ محمد شمس الدین نام۔ خاندان مشائخ قادریہ سے تھا۔ اُسکی تخمیناً ولادت سنہ ۱۰۷۹ ہجری کے آخر شہر اورنگ آباد دکن مین واقع ہوئی نشو و نما بھی اسی مین کی آب و ہوا مین ہوا۔ ابتدائی تعلیم کے بعد بیس برس کی عمر مین تحصیل علوم کا شوق دل مین پیدا ہوا خاندان و خانمان و وطن سے جدا ہو کے سفر اختیار کیا۔ اُس زمانہ مین احمد آباد گجرات دار العلم تھا۔ وہان مولانا وجیہ الدین العلوی الگجراتی المتوفی سنہ ۹۹۹ کا مدرسہ مشہور تھا

انگریزی مین مستعد مانے گئے اور ایام خوردسالی مین والد ماجد کے ساتہہ وطن سے برآمد ہوئے
اضلاع مدراس مین سیر و سیاحت کرتے رہے پہر ستّرہ برس کی عمر مین وطن مالوفہ مین
آئے - بذریعہ مولوی تراب علی صاحب نامی مدرسہ کمپنی مین نوجوانان اہل فرنگ کی تعلیم
کے لئے ملازم ہوئے - درس تدریس مین تخمیناً ستّرہ برس تک مصروف ملازم رہے
آخر نوکری سے دست بردار ہوئے گذراوقات کے لئے معاش معتدبہ حاصل کرلی تہی
پس معاش محصلہ پر قانع و صابر ہو کے تدریس طلبۂ تالیف و ترجمہ رسائل مین ہمہ تن
مصروف ہوئے - اسی اثنا مین ترچناپلی جانیکا اتفاق ہوا - وہان مولوی سید جام
عالم واعظ سے ملاقات ہدست ہوئی حسن عقیدت و ارادت سے آپکے مرید و خلیفہ
ہوئے - قادریہ طریقہ کی اجازت و خلافت حاصل کی - سنہ ۱۲۶۲ ہجری مین میر مجلس شعرا
کے توسل سے مشاعرہ اعظم مین شریک ہوے اور سرکار اعظم جاہی مین معزز و مکرم رہے
آخر محکمۂ عالیہ مین مترجمی کی خدمت پر مامور ہوئے آپ صاحب التالیف و التصنیف
تہے - **من تالیفاته** - دلیل ساطع - دلیل الشعرا - گلزار عجم - مختصر برہان قاطع
املانامہ واصفی - تذکرہ معدن الجواہر - ترجمہ اول جلد درمختار - ترجمہ آداب الصالحین
خلاصۃ التکمیل در عقائد - تحسین اخلاق مطلوب الطلبا ترجمہ موجز -

آپ نہایت ذکی الطبع و ذہین تہے - سخن گو و سخن فہم - کلام کے نقاد و جوہری تہے شعرائے
قدیم و جدید کے اشعار پر رد و قدح فرماتے تہے آپکے بعض اعتراضات بجا و درست
ہوتے ہین اور بعض بیجا و نادرست - **من اشعاره الفارسی**

بسکہ کاہیدہ شود مانند خارے تن مرا — تا شود خاک رہ آن یار پیراہن مرا
کشتی جان تا در آب تیغ او افگندہ ام — بادبانے گشتہ موج جو پیراہن مرا

اوائل مین ہندمین دلی اور دکن دو ہی مقام کی زبان ریختہ درست تہی۔ ہان تلفظ
و لہجہ مین ما بہ الامتیاز تہا۔ دلی کی زبان ہمیشہ خراط پر چڑہتی رہی اور اہل زبان
اُسکی درستی کی فکر کرتے رہے رفتہ رفتہ نہایت ہی صاف و درست ہوگئی۔ الّا
دکن مین کسی نے اس زبان کی درستی کے طرف توجہ نہین کی اس وجہ سے دکن کی زبان
صاف و درست نہین ہوئی۔ اب تک دکن کے قصبات و بلاد مین دلی کی زبان مستعمل
ہے دکن کی استادی دلی کے نام لکہی گئی۔ دلی والے دکنیون پر بڑہ گئے جیسا کہ ابتدا مین
اہل اسلام نے یونان کے علوم و فنون کو زندہ کیا۔ یورپ و افریقہ مین علوم و فنون کی نہرین
جاری کین۔ اور مدارس و کتبخانے دیار و امصار مین قائم کئے۔ مدارس مین طلبہ اہل اسلام
و غیر اسلام مساوی درجہ مین ہوتے تہے ما بہ الامتیاز نہ تہا۔ تعلیم و تربیت مین بخل نہ تہا
اکثر اہل یورپ مدارس اسلام سے مستفید و فیضیاب ہوئے ہین۔ اور اہل اسلام کی فیض بخشی
سے سیراب و شاداب ہوئے ہین۔ اور اہل اسلام کو اُستاد مانتے ہین۔ یہ اُن کی اولوالعزمی
اور عالی ہمتی ہے کہ ہماری اُستادی کا اقرار کرتے ہین۔ نہین تو ہم ننگ خاندان ہی ہین اب
اس خطاب کے لائق نہین ہین۔ واقعہ مین جو شاگرد تہے رفتہ رفتہ استاد ہوئے اور جو
اُستاد تہے شاگردی کے بہی لائق نہین رہے۔ زمانہ مین اسیطرح کے انقلاب ہوتے ہین
اور آیندہ بہی ہوتے رہین گے یہہ انقلاب تقدیری ہے تغیر و تبدل فطری ہے بمصداق
تلک الایام نداولہا۔ تو ایسی حالت مین کسی پر طعن و طعن نہین کرنا چاہئے۔
ولی شاعر پُرگو تہا۔ ہمیشہ کلام کی شیرازہ بندی کرتا کبہی قصیدہ لکہتا اور کبہی غزل بوقلمون
موزون کرتا۔ کبہی مستزاد و مخمس مین طبع آزمائی کرتا کبہی رباعیات و قطعات مین
جولانی طبیعت دکہلاتا کبہی مثنوی و ترجیع بند مین رجوع ہوتا تہا متواتر اسی شغل مین

ہند مین بغداد کے مدرسۂ نظامیہ کا ہم پلہ تہا - دور دور سے طلبہ جوق جوق آتے تہے
مدرسہ مین داخل ہوکے علم و فضل سے کامیاب ہوتے تہے - ولی بہی دکن سے احمد آباد
گجرات مین آیا - اور مدرسہ مین تحصیل سے کوشش ہوا - طلبہ کے زمرہ مین شریک ہوا - مدت تک
علوم ظاہری و باطنی کی تحصیل مین مشغول رہا - چند سال کے بعد بقدر ضرورت استعداد
ولیاقت حاصل کرکے علوی خاندانین خانقاہ کے سجادہ نشین سے طریقۂ نادریہ شطاریہ
مین بیعت کی پہر اپنے اصلی وطن اورنگ آباد دکن مین مراجعت کی اعزہ و احبا کی ملاقات
سے محظوظ ہوا - آزادانہ مشرب درویشانہ مذہب رکہتا تہا - صلح کل کے طریقہ پر چلتا تہا
قناعت پسند و متوکل مزاج تہا - دنیا و مافیہا سے متنفر تہا - گوشہ نشینی و تنہائی کو
پسند کرتا تہا - صوفی المشرب ہونیکی وجہ سے ہمیشہ کتب تصوف مطالعہ مین رکہتا تہا
شعرا کے دواوین و مثنویات کو اوراد و وظائف کی طرح حفظ کرتا تہا - طبیعت مین موزونی
خداداد تہی - زور طبیعت و قوت فطرت سے ریختہ گوئی کا فن ایجاد کیا - اور ریختہ مین
ایسے ایسے استعارے اور کنائے لائے کہ سننے والے حیران ہوے - اور ایسی ایسی تشبیہین
اور نظیرین لکہین کہ دیکہنے والے تصویر بنگئے - اکثر تذکرہ نویسون کا اتفاق اسبات پر
ہے کہ ولی عالم ریختہ گوئی کا آدم اور اس فن جدید کا استاد و مقدم ہے - اور اہل ہند نے
اس ایجاد کی وجہ سے دکن کا نام ہندکے نعوبون مین بڑی عظمت و عزت سے لیا ہے
اور مورخین نے دکن کے شعرا کا نام طبقۂ اول مین لکہا ہے - ہم دکنیون کو ولی کے نام پر
فخر کرنا چاہیے یہ ولی ہی کی کرامت ہے کہ اہل ہند دکن کا لوہا مانتے مین اور دکن کی
استادی کا اقرار کرتے مین - بعض نے کدورت نفسانی کی وجہ سے اہل دکن کو حقارت کی
نظر سے دیکہا ہے اور دکنی زبان پر منہ چڑایا ہے مگر جو منصف مزاج تہے انہون نے لکہا ہے کہ

لوگ اُسکی محبت کو عشق سے تعبیر کرتے تھے۔ ہمیشہ سید صاحب کی رضا کا جویا اور اُنکی مدح و تعریف مین گویا رہتا تھا۔ ہر وقت اُنکی خدمت مین سایہ کی طرح ہمراہ۔ ایک لحظہ جدائی کو گوارا نہین کرتا تھا اتفاقاً اُنہین دنون مین سید صاحب نے بزرگان دلی و سرہند کی زیارت کا ارادہ کیا۔ ولی بھی ہمرکاب ہوا۔ اُسوقت محمد شاہی زمانہ عروج پر تھا ترقی و عیش کا ستارہ اوج پر تھا۔ ولی سید صاحب کے ہمراہ دلی مین پہنچا۔ دیوان مرتبہ بھی ہمراہ تھا۔ ولی کی شہرت ہوئی شعرائے معاصر نے بھی ولی کی خبر پائی جوق جوق ملنے کو آئے نہایت محبت و اخلاق سے ملے مہمان کی بڑی خاطر و تواضع کی۔ سب نے شعر و سخن کی داد دی منصف مزاج و حق پسند تھے کلام سے مستفید ہوئے۔ دیوان مرتب کو بڑی عظمت و شان سے دیکھا۔ کثرت محبت سے سر و آنکھون پر رکھا۔ پھر دلی مین ولی کے دیوان کی شہرت ہوئی۔ شعرائے معاصرین موجودہ نے بڑی قدردانی کی۔ سب نے کمال شوق سے عزت کے ہاتھون پر لیا۔ اور نہایت ہی عظمت سے آنکھون پر رکھا۔ دلی کے ہر کوچہ و بازار مین ولی کی غزلون کے چرچے ہونے لگے قوال صوفیون کی مجلسون مین گانے بجانے لگے مشائخ و صوفی سُننے سے لذت اُٹھانے لگے۔ ارباب نشاط کی زبان پر بھی انہین کی غزلین جاری ہوئین سُننے والون پر وجد و حال کی کیفیتین طاری ہوئین شعرا موجودہ کے دلون مین دیوان بنانیکا جوش و ولولہ پیدا ہوا۔ ہر ایک ولی کی طرز پر غزلین مرتب کرنے لگا تھوڑے ہی عرصہ مین اکثر دواوین مرتب ہو گئے۔

اُس زمانہ مین دلی مین سید سعد اللہ گلشن تخلص مشائخ نقشبندیہ مین ایک بڑے بزرگ تھے۔ ولی آپکی خدمت مین مستفید ہوا ہے کسیقدر آپ سے فیض باطنی بھی پایا اور آپ کے فرمانے سے اپنے کلام کو دلی کی بول چال مین ترمیم کیا۔ یہی وجہ ہے کہ مجکو ولی کے کئی دیوان

مشغول رہا۔ رفتہ رفتہ اِن تمام طبع زاد کا ایک ذخیرہ ہوگیا۔ پھر اُسکو اسبات کا خیال پیدا
ہوا کہ کل مجموعہ کو حروف تہجی پر ترتیب دینا چاہئے۔ گلہائے متفرقہ کا گلدستہ بنانا چاہئے
اوراق متفرقہ کا شیرازہ باندہنا چاہئے۔ ترتیبِ دیوان کی طرف متوجہ ہوا۔ تہوڑے
ہی عرصہ مین دیوان مرتب کیا۔ ارباب جلسہ و معاصرین کی خدمت مین پیش کیا۔ سب نے
دیوان کو بڑی عظمت و بزرگی کی نظر سے دیکھا۔ تاج مرصع کی طرح سر پر رکہا۔ پہر ولی دوسری
مرتبہ اورنگ آباد سے احمد آباد گجرات آیا۔ اور دیوان مرتبہ کو بہی ہمراہ لایا۔ گجراتی شعرا
دیوان کو دیکھکر نہایت ہی خوش ہوئے عظمت سے آنکہون پر رکہنے لگے۔ معاصرین مین
ولی کی شہرت اعلی درجہ کو پہنچی۔ اکثر ولی کی کرامت کے قائل ہوئے ہند کے اطراف
و جوانب مین ولی کے شعر و سخن کے چرچے ہونے لگے غزلین قوال و گوئے گانے لگے
بعض نے لکھا کہ بیشک ولی کی جسقدر تعریف و تحسین کیجائے بجا ہے۔ ہند مین یہی پہلا
شاعر ہے جس نے ریختہ مین دیوان کامل مرتب کیا۔ یہی پہلا موجد ہے جس نے رنگین مضامین
لکہے۔ سب معاصرین نے اُسکو استاد سخن مانا۔ موجدین کی فہرست مین اُسکا نام اول
لکھا۔ فقیر مولف کہتا ہے کہ ولی کو ریختہ مین پہلا شاعر و موجد قرار دینا درست نہین
اس لئے کہ دکن مین ولی سے ایکصدی قبل ریختہ مین سلطان قلی قطب شاہ بانی سلطنت
قطب شاہیہ کا دیوان اور اُسکے برادرزادے محمد قطب شاہ کا بہی دیوان مرتب ہو چکا ہے
دونون دیوان فقیر مولف کے پاس موجود تہے افسوس ہے بہی ندی کی طغیانی مین غرق آب
ہوگئے۔ دیگر فی زماننا مین نے نواب مختار الملک مرحوم کے کتب خانہ مین وہی دو دیوان
خوشخط دیکہے موجود ہین۔ اِن کُنتَ شَائِقًا فارجع الیہ
ولی احمد آباد گجرات مین ایک سید زادہ مسمی ابو المعالی سے نہایت محبت کہتا تہا

حالات طبقات دکن کے ... خلاصہ ... طبعات ... کے
پانچوین حصہ مین لکہی ہے مطالعہ کیجیے۔
پھر چند مدت کے بعد ولی نے دلی سے احمد آباد گجرات مین مراجعت کی۔ اور وہان چند روز
رہکر اورنگ آباد مین آیا۔ اور یہان ۱۱۲۱ھ ہجری مین کتاب مجلس شہدائے کربلا کے بیان مین
تالیف کی۔ کتاب ضخیم ہے نظم مین لکہا۔ تخمیناً دس جز کی کتاب ہے۔ کتاب ... مین ۲۰
مین ہے۔ ولی کی وہ مجلس کو فضلی شاعر نے نظم سے نثر کردیا۔ ولی کی کتاب ...
نہین پائی تھی کہ فضلی کی وہ مجلس محمد شاہی زمانہ مین معروف ہوگئی اور سب نے مان لیا کہ
شہدا کے بیان مین یہی پہلی کتاب ہے کہ اردو مین لکہی گئی ہے۔ واقع مین اس اولیت کی
صفت کا ولی ہی مستحق ہے۔ ولی نے وہ مجلس کے خاتمہ مین لکہا ہے ؎

ہوا ہے ختم جب یو درد کا حال | تہا گیارہ سو پو اکتالیسوان سال

اور عدد جمل مین بہی تاریخ کہی ہے ؎

کہا ہاتف نے یو تاریخ معقول | ولی کا ہے سخن حق پاس مقبول

ہم اشعار کے بیان مین وہ مجلس کے بہی چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرین گے۔ تا کہ
شائقین مطالعہ سے لطف اٹھائین۔ وہ مجلس کی تاریخ سے معلوم ہوا کہ ولی ۱۱۴۱ھ ہجری
مین زندہ تہا اسکے بعد ولی پھر گجرات مین آیا ولی کا یہ آخر سفر تہا۔ علوی کی خانقاہ مین
ایسا بیٹھا کہ مر کر اٹھا۔ کہتے ہین کہ ۱۱۵۵ھ ہجری کے قریب احمد آباد گجرات مین فوت ہوا۔
دریا خان کی نیلی گنبد کے سامنے مدفون ہوا۔
اکثر تذکرہ نویسون کا اتفاق اس بات پر ہے کہ ولی دکنی الاصل اورنگ آباد ہی المولد ہے
اور ولی بہی اکثر اشعار مین تذکرہ نویسون کی تصدیق کرتا ہے اور اسکا لب و لہجہ بہی تا ... کرتا

قلمی دستیاب ہوئے ہین۔ انمین اکثر اشعار بالکل مختلف معلوم ہوتے ہین۔ بعض مین ٹہیٹ دکہنی رنگ و بو ہے اور بعض مین ہندی خوشبو ہے معلوم ہوتا ہے کہ پورا دیوان دلی کے محاورہ مین نہین لکہا متفرق غزلین لکہی ہین۔ اُسوقت ہندوستان مین دو ہی مقام کی یعنی دلی و دکن کی زبان مستند و معتبر سمجہی جاتی تہی۔ دکن کی زبان کو دلی کی زبان سے مقابل ہونا تغلق شاہ و عالمگیر بادشاہ کی بدولت نصیب ہوا تہا۔

دکن سلاطین بہمنیون کے زمانہ مین علما و شعرا و مشائخ کا مورد تہا۔ اکثر علما توران و ایران سے و اکثر شعرا دیار و امصار سے و اکثر مشائخ عرب عجم سے دکن مین آئے ہین سلاطین بہمنیہ ان بزرگون کی بڑی قدر و منزلت کرتے تہے۔ علما و شعرا کو معزز عہدے عطا کرتے تہے بیجاپور و احمدنگر و حیدرآباد و بیدر و برار مین بڑے بڑے مدرسہ تہے اکثر طلبہ فارغ التحصیل نکلتے تہے۔ ابتک ہماری تصدیق کے لئے مدارس کے کہنڈر باقی ہین۔ بیدر کا مدرسہ موجود ہے اُسمین تعلقدار کی کچہری ہوتی ہے حیدرآباد کا مدرسہ جو قلعہ کے باہر لنگر حوض کے قریب تہا مسمار ہوگیا۔ مدرسہ کا باغ و مسجد موجود ہے اور احمدنگر کا مدرسہ بہی ابتک قائم ہے۔ اب اُسمین محرم مین علم ٹہہا کرتے ہین اور وہ کوٹلہ کے نام سے مشہور ہے علی ہذا القیاس ہر ایک مقام مین آثار و رسوم باقی ہین کہ از در و دیوار شکستہ آثار پدید ست صنا دید دکن را کہ یہ بزرگ کیا عرب و کیا عجم دکن مین ایسے جمے کہ مر کر اُٹہے متوطن ہوگئے تہے۔ اور دکنیون کے ساتہہ شیر و شکر کی طرح مل گئے تہے اور ایسے تعلقات پیدا کئے تہے کہ سب اُنکو دکنی الاصل کا اطلاق کرتے تہے۔ اُن کی اولاد اسی ملک مین پیدا ہوئے اور یہین کی آب ہوا مین تربیت پائی علم و فضل مین بہی لائق و فائق ہوئے ہین۔ ابتک اکثر یہان انہین خاندانون کے باقیات الصالحات موجود ہین۔ ہم ان سب سے

یعنی ایران و توران مین ہے مشہور　　اگرچہ شاعر ملک دکہن سے ہے
دکہنی زبان مین شعر سب ہو گمان کہتے ہین ولی　　لیکن نہین ہوتا ہے کوئی یک شعر خوش شیرین نمط

لب ہے پستہ ہین خاص دکہنی ہونا معلوم ہوتا ہے ۔

عالم کو تیغ ناز سے بیجان نکو کرو　　غمزے سون اپنے غارت ایمان نکو کرو

اس پوری غزل مین لفظ نکو خاص دکہنی لایا ہے ۔ اور یہہ حرف نہی ہے اسوقت اتنک اس ملک مین مروج ہے ۔

ایضاً مثل نکو

نکو کر آشنائی غیر سون اے سیم تن ہرگز　　مہو اے شمع رو ہر انجمن مین مشتعلہ زن ہرگز

ایضاً لفظ سٹین بمعنی ڈالین

بجائے سرمہ اگر خاک اس قدم کی لے　　نین مین ولکی سٹین تیز رو جگت کی ترنگ

ایضاً لفظ وہانچہ ۔ بمعنی وہان

شریعت کا جہان ہے شارع عام　　یوتنکا وہانچہ کر آغاز و انجام

لفظ سنگات ۔ بمعنی ہمراہ

تب سون اٹھیا ہے اسسون سب غیر کا خیال　　تیرا خیال جب سون ہوا ہے میرے سنگات

لفظ باتان ۔ بمعنی باتین

اے شکر لب قند سون تجہہ لب کی ہین باتان لذیذ　　حرف تیرا اسکی ہین جیسین حلوہ سون باتان لذیذ

لفظ اپس ۔ بمعنی اپنے

کیا ہوت بر مین آپسکے لباس عریانی　　ولی برہہ دیا یو قبا مجہے تشریف

لفظ بیگی ۔ بمعنی جلدی

جو بزرگ احمد آباد گجرات کا رہنے والا کہتے ہین اُسکی کچھہ اصل نہین اُنکا قول اعتبار کے لائق نہین۔ کیونکہ ان بزرگون نے اپنی تحقیق مین غلطی کی غور و فکر سے کام نہین لیا۔ شاید غلطی کی یہہ وجہ ہوئی ہوگی کہ تذکرہ نویسون نے اُسکا قصیدہ جو گجرات کے فراق مین ہے اور مثنوی جو سورت کی تعریف مین ہے دیکھکر یقین کیا کہ وہ گجراتی الاصل ہے اور اُسکے نسب کا سلسلہ بہی وجیہ الدین علوی سے ملا یا۔ اس امر کی بہی کچھہ اصل نہین واقعی مین مشائخ اورنگ آباد کے خاندان سے ہے اور علویہ خاندان کا مرید و معتقد تہا۔ ہمنے وجیہ الدین کے تمام نسب نامہ کو دیکھا مگر اُن کے کسی سلسلہ مین ولی کا نام نہین پایا۔ علویہ کے انساب کی خاص ایک کتاب میرے پاس موجود ہے۔ اور ولی کے نام مین بہی اختلاف کیا ہے۔ ولی دکنی جو عالم ریختہ کا آدم ہے اُسکا نام محمد شمس الدین اور ولی تخلص ہے اور بعض نے کہا محمد ولی نام شمس الدین لقب ولی تخلص ہے۔ یہہ دونون قول کا مطلب ایک ہی ہے مگر جرمن مین جو دیوان مطبوع ہوا ہے اُسمین ولی کی کیفیت لکہی ہے جرمنی عالم متردد ہو دونون روایتین نقل کرتا ہے۔ قوت فیصلہ سے قول فیصل نہین کہتا۔ جناب مولانا محمد حسین آزاد نے جرمنی فاضل کی ایک صورت یقینا لکہدی کہ ولی احمد آبادی گجراتی ہے اور نسب کا سلسلہ بہی وجیہ الدین سے ملا دیا اور نام شمس ولی اللہ لکہہ دیا۔ ہان اس نام و تخلص کا شخص احمد آباد مین تہا شاید اشتراک تخلص سے التباس ہو گیا۔ علاوہ اسکے ایک طرفہ یہہ ہے کہ صاحب آبحیات نے نام گجراتی کا لکہا اور ولی دکنی کا کلام نظیر لایا۔ حضرت آزاد نے خلط ملط کر دیا۔

وہ اشعار جو دکنیت ہونے پر گواہ مین	
یہہ نکہہ کی شمع سون روشن ہے ہفت اقلیم کی مجلس	ولی پروانگی کرتا تیری ملک دکہن بہیتر

ان کے ہمراہ۔ ابوالمعالی، امرت لال، گوہر لال و محمد یار خان کو جو سخن فہمی
کے [illegible] تھے ما بدولت [illegible] عین الیقین
کو یاد کرتا تھا یعنی مصنوع سے صانع کو پہچانتا تہا۔ ان پانچون کی تعریف مین غزلین
لکھی ہین دیوان مین موجود ہین ہم ہر ایک غزل سے دو ایک شعر یہان نقل کرتے ہین
تاکہ ناظرین مطالعہ سے حظ و لطف اٹھائین ۔

کہیدا اس کی تعریف مین

ہے بسکہ آب و رنگ جیا کہیدا اس مین — آتا نہین کسی کے خیال و قیاس مین
ہے اسکی نکہہ سون جلوہ نما موج آفتاب — موتی کی مثل گرچہ ہے سادہ لباس مین

ابوالمعالی کی تعریف مین

ہوا مجھہ دل کی جنت مین سو ہر اک آہ جیون طوبی — لٹک چلنا جو دیکھا بسکہ مین سید معالی کا
تیرا قد دیکھہ اسے سید معالی — سخن فہمان کی ہوئی طبع عالی

امرت لال کی تعریف مین

شمع بزم وفا ہے امرت لال — سرو باغ ادا ہے امرت لال
ماہ نو کی نمط ہے سب کو عزیز — اس سبب کم نما ہے امرت لال
لعل تیرے بہرے ہین امرت سون — نام تیرا بجا ہے امرت لال

گوہر لال کی تعریف مین

ہے آج خوش قدی مین کمال گوہر لال — استاد چال سرو ہے چال گوہر لال
سر جا ہے اسکی دلکو کہون گلشن بہار — آتا ہے جسکے دلمین خیال گوہر لال

محمد یار خان کی تعریف میں

گڑ آسمان سے دیکھنے کی والی آ زینت تجھ ‏— تجلی یہ سے ال کے سنوا آ بسی کہتین

لفظ ست

عالمان دیکھہ تجھہ فصاحت کون ‏— ست بست و خوبی سخندانی

لفظ داغان کے گلان

مضاف و مضاف الیہ دونون کو جمع استعمال کرنا اہل دکن کا خاصہ ہے مثلاً
انبان کے جہاڑان ۔ نوآبان کے باغان ۔

مجھہ دل کی آ چمن مین کر یک نظر تماشا ‏— داغان کے ہے گلانسون روشن ہویا چراغ

لفظ دستا بمعنی دیکہتا

کتاب الحسن کا یو مکہہ صفا تیرا صفا دستا ‏— تیری ابرو کی دو مصرع سون اسکا ابتدا دستا

ولی گجراتی الاصل نہین تہا بلکہ انہین بطریق سیر آیا تہا گجرات کے فراقیہ قصیدہ کے
بعض اشعار سے معلوم ہوتا ہے ؎

اس سیر کی نشے سون اول تر دماغ تہا ‏— آخر کون اُس فراق مین کہنچا خمار تہا

سیر کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ولی گجرات مین بطریق سیر آیا تہا نہ کہ وہان کا متوطن
تہا اگر متوطن ہوتا تو ایسا نہ لکہتا ۔

ولی رند مشرب و حسن پرست تہا ۔ نوجوان حسین کی محبت مین مست تہا ۔ پاکیزہ دل
و پاکیزہ خو تہا شگفتہ طبع خندان رو تہا ۔ صوفی زندہ دل صلح جو تہا ۔ درویش دوست
جگت گرو تہا ۔ وہ عشق و محبت کی خاک کا پتلا تہا ۔ محبت کی راہ مین چلنا پڑا تہا ۔ اور آگر آگے
مین لالہ کہیمداس سے محبت رکہتا تہا اُن کی وفات کے بعد نہایت غمگین و اُداس ہوا ۔
چنانچہ جیسن ایک سیندا سنے سنی و المعانی ت معلی خاطر پیدا کیا تا برکت سیاحی کی طرح

محاورہ مین نہین تھے ہم نے چند الفاظ جو خاص دکنی ہین بطور نمونہ مذکور کئے مین اہل زبان تمیز کرسکتے ہین۔ ولی کے اشعار کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ عشق و محبت کی دریا مین ڈوبا ہوا تھا۔ حسن اعتقاد مین پورا تھا۔ سنت جماعت کے زمرہ مین تھا اہل بیت پر جان نثار تھا اکثر اُن کی محبت کا دم مارتا تھا۔ اصحاب کبار کے نام پر فدا تھا اولیا اکرام کو بھی حسن ارادت سے یاد کرتا تھا مستغنی المزاج و وضعدار تھا۔ اہل دنیا سے غرض و تعلق نہین رکھتا تھا۔ مدۃ العمر کسی بادشاہ و وزیر کی مدح نہین کی اور نہ کسی سے انعام و اکرام کا خواہان ہوا۔ جو کچھ کہا خدا و رسول کی حمد و ثنا مین کہا۔ اہل بیت اصحاب کرام و اولیاء عظام کو بھی نہین بھولا۔ جو کچھ چاہا خدا سے اور ان بزرگون سے چاہا سبحان اللہ کیا پاکیزہ عادت تھی یہ ہر ایک کا کام نہین ہے۔ یہ خاصان خدا کے لئے مخصوص ہے۔ اور شعرا کی طرح ولی کی مزاج مین بھی شاعرانہ تعلّی و تفاخر تھا۔ اکثر شعرا مین متقدمین و معاصرین شعرا پر چوٹین کی ہین ہم اشعار کو شائقین کے ملاحظہ کیلئے ذیل مین گزارش کرتے ہین ملاحظہ کرین۔

وہ اشعار جو شعراء متقدمین سے مفاخرہ کیا ہے

پرجا ہے اگر جگ مین ولی پھر کر دوجی بار	رکھہ شوق تیرے شعر کا شوقی حسن آوے
یون شعر تیرا اے ولی مشہور ہے آفاق مین	مشہور جیون کہ سخن اس بلبل تبریز کا
تجھہ حسن کی تعریف مین جب نکتہ بولے	سنے اسکون یقین تھا جان و انشوحستان عجم آکر
تیری تواضع دیکھہ کر جاہے ایجان ولی	گر بوعلی سینا ملکے فن تیرے اخلاق مین

تیرے سخن کی نغمہ رنگین کر سن و لی
ڈوبا عرق کے بیچ عراقی عراق مین

کیون نہ ہووی عشق مین آیا سب ہندوستان | حسن کی بالی کا ہے جیسے محمد یار خان
بیچ ونابت ہمان سورت مین جانا ہی نہین | لٹ پٹی تہا سو آیا نہ ایک بیان

صاحب ترجمہ آزادانہ مزاج تہا سیر وسیاحت کا مشتاق تہا۔ چندے روز سورت مین رہا۔ وجد وسماع کی محفلون مین شریک ہوتا تہا۔ رنگلون اور میلون مین بہی جاتا تہا۔ اکثر وہان کے خوبرویون کی بہی تعریف کی ہے۔ سورت کی مثنوی شاہد حال ہے ملاحظہ کرین جہان رہا وہان عشق کا دم بہرتا رہا حسینان ہرجائی پر فریفتہ ہوتا رہا۔ اُن کے خط وخال کی وصف مین وقت کو صرف کرتا رہا۔ مثنوی کے چند اشعار بطور نمونہ یہان لکہتا ہون

عجب شہران مین ہے پرنور یک شہر | بلاشک وشبہ جگ مین مقصد دہر
رہے ہے مشہور اُسکا نام سورت | کہ جاوے جسکے دیکہے سب کدورت
بہری ہے سیرت وصورت سون سورت | ہر ایک صورت ہے وہان انمول صورت
ختم ہے امردان پر رو صفائی | ولی ہے بیشتر حسن نمائی

ولی کا کلام ایہام سے پاک وصاف ہے۔ ہر شعر سے سادگی نمایان۔ اور ہر ایک مصرع سے بے تکلفی عیان ہے۔ بناوٹ کا نام ونشان نہین۔ خلاف واقع کوئی بیان نہین۔ ہان شاعرانہ خط وخال کی تعریف مین اور حسن وجمال کی خوبی مین مبالغہ پایا جاتا ہے اُس زمانہ کے موافق مضامین پاکیزہ ومعانی تازہ کا ذخیرہ نظر آتا ہے۔ الفاظ ومعانی کا باہم ربط وضبط محاورہ کے مطابق معلوم ہوتا ہے۔ اکثر ترکیب فارسی کا رنگ جما ہے بعض اشعار مین بجنسہ فارسی کا ڈہنگ لایا ہے۔ سیدہا سادہا کلام ہے خیالی مضامین سے [illegible] ہے۔ اسوقت ہندوستان مین دلی و دکن کی زبان مساوی سمجہی جاتی تہی اسی دو مقام کی زبان کو سند سمجہتے تہے گویا۔ الا قیاس چند الفاظ ایسے ہین جو ولی کے

یاد کرنا ہر گھڑی تجھ یار کا — ہے وظیفہ مجھ دل بیمار کا

آرزوئے چشمۂ کوثر نہیں — تشنہ لب ہوں شربتِ دیدار کا

بلبل و پروانہ کرنا دل کے تئیں — کام تہا تجھ چہرۂ گلنار کا

کیا کہے تعریف دل ہے بے نظیر — حرف حرف اُس مخزنِ اسرار کا

گر ہوا ہے طالبِ آزادگی — بند مت ہو سبحہ و زنار کا

مسندِ گل منزلِ شبنم ہوئی — دیکھ رتبہ دیدۂ بیدار کا

اے ولی ہونا سریجن پر نثار — مدعا ہے چشم گوہر بار کا

ولہ

بیوفائی نکر خدا سوں ڈر — جگ ہنسائی نکر خدا سوں ڈر

ہے جدائی میں زندگی مشکل — آ جدائی نکر خدا سوں ڈر

اُس سوں جو آشنائی ڈر کر ہی — آشنائی نکر خدا سوں ڈر

آرسی دیکھ نہو مغرور — خود نمائی نکر خدا سوں ڈر

اے ولی غیر آستانۂ یار — جبہہ سائی نکر خدا سوں ڈر

ولہ

جب صنم کوں خیال باغ ہوا — طالبِ نشۂ فراغ ہوا

فوج عشاق دیکھ ہر جانب — نازنیں صاحبِ دماغ ہوا

پان سیں تجھ لباں کے سرخ ہوا — جگر لالہ داغ داغ ہوا

دل عشاق کیوں نہو روشن — جب خیالِ صنم چراغ ہوا

اے ولی گلبدن کوں باغ میں دیکھ — دل صد برگ باغ باغ ہوا

ولہ

جس وقت اے سریجن تو بے حجاب ہوگا — ہر ذرہ تجھ جھلک سوں جوں آفتاب ہوگا

مت جا چمن ہوں لالا بلبل ہت مستم کر — گر یے سنو تجھ نگہ کی گلگل کباب ہوگا

وہ اشعار جو شعرا معاصرین سے تفاخر کیا ہے

آزاد سے سنا ہون یہہ مصرع مناسب	جس سے کہ یار ملنا ایسا ہنر نہ آیا
تیرے اشعار ایسے فراقی	کہ جس پر رشک آویگا ولی کو
ولی مصرع فراقی کا پڑہون تب جبکہ ولام	کمر سون کھینچا خنجر چڑہا تا آستین آوے
اشرف کا یو مصرع ولی مجکو ہے عجیب	الفت ہے دل وجان سون مجھے سیم گر سون
پڑے سنکر اچپل جیون مصرع برق	اگر مصرع لکھون ناصر علی کون

ولی کے جواب مین افضل خان سرخوش نے ناصر علی کی تعریف مین ایک رباعی لکہی باعی کا ایک مصرع ولی کے شعر کا جواب ہے۔ رباعی

در ملک سخن بود جہانگیر علی	در مشرب دل ولی علی پیر علی
با شعر علی نمیرسد شعر ولی	زان سانکہ خط نمیرسد بخط میر علی

بعض نسخ مین بجائے ولی کے مرقوم ہے تقدیر اول مین جواب ہوتا ہے اسی لحاظ سے یہان نقل کیا گیا۔ اسی مصرع کے مضمون کو عزیز لکہنی نے اردو مین ترجمہ کیا۔ اور یہہ شعر ناصر علی کے طرف منسوب ہو گیا۔ واقع مین ناصر علی کا نہین ہے سہ

باعجاز سخن گر اوڑ چلے وہ	ولی ہرگز نہ پہنچے گا علی کون

من اشعار الهندی

تجہہ لب کی صفت لعل بدخشان سے کہونگا	جادو ہے تیری نین غزالان سے کہونگا
دی حق نے تجھے بادشاہی حسن نگر کی	یہہ کشور ایران مین سلیمان سے کہونگا
زخمی کیا ہے مجھ تیری پلکون کے انی نے	یہہ زخم ترا خنجر بہالان سے کہونگا
تزکینا ہے تجھہ رخسار کا ولہ	ہے مطلع مطلع انوار کا

وحدت۔ شاہ ہدایت اللہ چارکاری اورنگ آبادی

وحدت تخلص۔ شاہ ہدایت اللہ نام وہ ہندی الاصل خواجہ مخدوم اعظم کی
اولاد مین تہا۔ بلدہ چارکار مین پیدا ہوا۔ صغرسنی مین والد ماجد کے ہمراہ دلی مین
آیا۔ تحصیل علوم مین مشغول ہوا۔ چند مدت مین علوم و فنون مین فارغ التحصیل ہوا
مدت تک میرزا عبدالقادر بیدل کی صحبت مین رہا مرزا لیاقت و قابلیت کی وجہ سے
وحدت کی تعظیم و توقیر کرتا تہا۔ پہر دلی سے دکن مین آیا۔ اورنگ آباد مین شاہ قلندر
شہید کا مرید ہوا۔ حضرت باباشاہ مسافر کے تکیہ مین سکونت اختیار کی۔ اُسوقت
تکیہ مین باباشاہ مسافر کے سجادہ نشین شاہ محمود صاحب تھے۔ حضرت بابا مرحوم نے
تکیہ مین ہزار ہا روپیہ خرچ کرکے عمارات عالیہ تعمیر کرائے۔ اور زمین سے ایک نہر نکالی
جب زمین کو کہدوایا اُسوقت زمین سے ایک دریا جوش زن ہوا اس کثرت سے پانی
نکلنے لگا کہ عقل انسانی دیکہنے سے حیران ہوتی تہی بموسم گرما اورنگ آباد مین اکثر
پانی کا قحط ہوتا تہا جب سے یہہ نہر برآمد ہوی ہے تب سے حیوانات کے لئے یہہ نہر چشمہ
آبحیات ہے ؎ تشنگان را نہر محمود آب داد * مسجد اقدس خیلے باصفا
اتمام یافتہ * خانقاہ مین ستون سنگ سیاہ سے تراش کے قائم کئے مین۔ نہایت
خوشرنگ و خوش وضع معلوم ہوتے مین۔ تکیہ کے اطراف مین حجرے مصفا و پاکیزہ
درویشون کے رہنے کے لئے تعمیر کرائے گئے۔ تکیہ کے بیرون دروازہ ایک حوض بشکل
دریا تیار کرایا گیا۔ چشمہ کا مخزن بلندی پر ہے بلندی سے پانی نہایت خوبی کیساتہہ
ریزش کرتا ہے۔ اور دوسرا حوض تکیہ کے اندرون واقع ہے نہایت جوش و خروش سے

وله

مست آئینہ کو دامیلا [illegible] / تجهہ مکهہ کی تاب [illegible] آئینہ [illegible] گا

کلا ہے [illegible] / [illegible] گا

[illegible] یون جفا کو مجهہ پر روا رکها [illegible] / محشر مین تجهسین آخر میرا حساب ہوگا

[illegible] ہے معلوم است جام جون / تجهہ انکهڑیان کے دیکهے عالم خراب ہوگا

ہاتف نے یون دیا ہے مجهکو ولی بشارت / اسکی گلی مین جا تو مقصد شتاب ہوگا

وله

تجهہ چمن جا کتاب کا جو عاشق و شیدا ہوا / ہر خوبرو کے حسن کے جلوہ سون بے پروا ہوا

سینہ مین اب محشر تلک کونین کو آتش ہے وہ / جو تجهہ نین کے جام سون می پی کے متوالا ہوا

پایا ہے جگ مین سے ولی وہ لیلی مقصود کون / جو عشق کے بازار مین مجنون نمن سودا ہوا

وله

لیا ہے جب سون موہن نے طریقہ خودنمائی کا / چڑہا ہے آرسی پر تب سے رنگ حیرت فزائی کا

وله

بیت دل تجهہ مکهہ کے کعبہ مین مجهے سو حجر رہتا / زنخدان مین تیرے مجهہ چاہ زمزم کا اثر رہتا

وله

کیون کرے آلودہ زر جگ منی صید مرد / ہے علم اور معطل صورت شہپر طلا

بلہوس کہتے ہین دائم فکر رنگ عاشقان / ہے ہوس کی صدا سینہ مین تدبیر طلا

جو کناری مکهہ پہ تیری نے زلیخا وش نہین / سورۂ یوسف کو لکہا گر بہ تحریر طلا

وله

خار ہجر نے جسکے دیا ہے درد دل مجکون / رکهون نشہ نمن انکهیان مین گر وہ مست ناز آوے

عجب نین گر گلان دوڑین پکڑ کر صورت قمری / ادا سون جب چمن بہتر وہ سرو سرفراز آوے

وله

تا حشر رہے بوئے گلاب اسکے عرق سے / جس جا منے یکبار وہ گل پیرہن آوے

شاید ہو مرا سبزہ رنگ پر طوطی / گر خواب مین وہ نوخط شیرین بچن آوے

[illegible] / [illegible] آنے

[illegible] / [illegible] آوے

ہدایت مین استفادہ کیا۔ کتب درسیہ فارسیہ وقدرے عربیہ سے فراغت حاصل کی
شاعری کا شوق ہوا۔ کہنے لگا۔ رفتہ رفتہ کلام مین شستگی و برجستگی آنے لگی
معاصرین کے زمرہ مین شمار ہونے لگا۔ لچھمی نرائن چمنستان شعرا مین لکہتے ہین کہ موزون طبع
وخوش فکر ہے اسکا کلام رنگینی ونمکینی سے بہرا ہوا ہے۔ لطف ومزہ سے خالی نہین۔
نیک سیرت وخوش خصلت تہا یاران ہم صحبت کے ساتہہ خلاق و اشفاق سے
ملتا تہا۔ آسودہ حال تہا۔ سرکار سے معاش معتد بہ ومنصب برقرار وبحال تہا۔ درویش پرور
وفقیر نواز تہا۔ ۱۱۸۳ہجری مین فوت ہوا۔ **من اشعارہ الہندی**

آرسی کو دیکہہ حورون نے درخشان کردیا	ذرہ بیقدر کو خورشید تابان کردیا
نامۂ درد جدائی لکہا دلدار کو	خون کے شنگرف سے آنکہون نے افشان کردیا
آفتاب طبع واحد نے زمین شعر کو	معنی رنگین لعلون سے بدخشان کردیا
رونق بزم نہین شمع رخ ساقی بن	گرچہ اسباب طرب ہمکو مہیا ہے سب مین

واضح - مرزا علی اصغر اصفہانی

واضح تخلص۔ مرزا علی اصغر نام۔ وطن اصفہان ہے۔ بقدر ضرورت استعداد ولیاقت
علمی رکہتا تہا۔ فارغ التحصیل نہین تہا مستعد طالب العلم تہا۔ شعرگوئی مین لائق
شعرخوب کہتا تہا۔ وطن مین پیشہ زرکشی کرتا تہا۔ آخر اس پیشہ سے دست بردار ہوکر
باُمید کامیابی ہند مین آیا۔ سیکاکول دکن مین پہنچا مگر زمانہ موافق نہین آیا کیا یکے
اس دار محنت سے دار باقی کو روانہ ہوا۔ یہہ واقعہ ۱۱۰۰ ہجری مین واقع ہوا من اشعارہ

پیش از ینہ تش بدارو روے اندر نہ سانی	قرارے سیکند ارباب ہمت را پریشانی

با چشم نیم مست ترا دید روزگار	ولہ	خاک سیہ کاسہ چشم غزال کرد
شب گزار بی دل بی خورد خواہم کردی	ولہ	آنقدر نگہ گرم گشتی کہ کباب ہم کردی

واصل ۔ مرزا ترک علی بیگ اورنگ آبادی

واصل تخلص ۔ مرزا ترک علی بیگ نام ۔ اورنگ آبادی المولد آپ شاہ نظام الدین اورنگ آبادی کے مرید صادق الاعتقاد تہے ۔ باوجود استعداد علمی بمصداق شعر حافظ

فلک بمردم نادان دہد عنان مراد ۔۔۔۔ تو اہل فضلی و دانش ہمین گناہت بس است

دنیوی جاہ و ثروت و مال و دولت سے کچھہ نفع نہین اٹہائے ۔ درویشی کے رستہ مین ثابت قدم ہوئے ۔ مدۃ العمر قناعت و توکل پر زندگی بسر کرتے رہے ۔ ہمیشہ ذکر و شغل مین مصروف و مشغول رہتے تہے ۔ حقائق تصوف و معارف تعرف مین فرد فرید تہے ۔ مسائل توحید و تجرد مین وحید تہے ۔ شاہ صاحب کی خانقاہ مین سکونت پذیر تہے شاہ صاحب کے اکثر مرید آپ سے استفادہ پاتے تہے ذکر و شغل کے طریقے سیکہتے تہے ۔ میان واصل کے دل مین محبت الٰہی کا جوش و خروش تہا ۔ کثرت محبت و عشق مین ہوش سے بیہوش رہتے تہے جمعہ کے روز شاہ صاحب کی خانقاہ مین مجلس سماع منعقد ہوتی تہی شہر کے اکثر مشائخ شریک مجلس ہوتے تہے ۔ اکثر پر وجد و حال کی کیفیت طاری ہوتی تہی ۔ کثرت رقت و جوش محبت سے ہر ایک کے آنکہون سے گنگا وجمنا جاری ہوتی تہی علی الخصوص آپ شاہ صاحب کے مریدان خواص سے تہے آپکی کیفیت و حالت سب سے نرالی تہی آپ عالم محویت کے دریا مین ڈوبے ہوئے تہے ۔ خودی سے بیخود اور ہوش سے بیہوش ہوتے تہے شاہ صاحب کی نظر توجہ اوردون کی نسبت آپ پر زیادہ ہوتی تہی ۔ آپ نہایت کامل

ترے اُستادوں نے بد جلس میں سجا		اہل ہمت تر پریشانی ترا ہے میکدہ

وحشی - مولانا وحشی کاشانی

وحشی تخلص - مولانا وحشی نام - آپ کاشانی المولد مین - عالم وفاضل شاعر کامل مین مولانا محتشم کے شاگرد مین - آپ ۹۹۹ سنہ ہجری مین شیراز مین تھے - ابوتراب بیگ فرقتی سے نہایت محبت والفت رکھتے تھے بعض نے آپکی الفت کو عشق سے تعبیر کی ہے - فرقتی کی جدائی مین ایک مصرع کہا ع مرا کجو نروصل ابوتراب سان - غزلگوئی مین مشہور ہے تمام عمر آپکی شاعری غزل گوئی مین صرف ہوئی - کلام نمکین شیرین ہوتا ہے - وطن سے ہند مین پہنچا متفرق مقامات مین رہا آخر گولکنڈہ دکن مین آیا عبداللہ قطب شاہ کے سایۂ عنایت مین رہنے لگا - ناظم تبریزی کہتا ہے کہ ۱۰۳۱ سنہ ہجری مین فوت ہوا اور دکن مین مدفون ہے انتہی کلامہ - صاحب ریاض الشعرا نے مدفن اسکا گولکنڈہ دکن لکھا - من اشعارہ الفارسی

فشاند از عرق ہر گاہ زلف عنبرافشان را	ولہ	برون آرد ز ظلمت چشمہای آبحیوان را
ندارد آسمان ہم در خور امید من کامی		ازان ہرگز ندیدم بر مراد خویش دوران را
ز آسیب بوسہ دیدیم ہر پای ارشانی		یارب دگر کہ بوسید آن خاک آستان را
گر سرشک آتشین ریزد دل من دور نیست	ولہ	شعلہ تواند نگاہدارد شرار خویش را
دمساز چشم بد نظارہ راسیار کرد	ولہ	ہر نگاہے خنجرے گردید و در دل کار کرد
از شفق سوختن دل من ہوا گرفت	ولہ	بلبلے کہ چرخ نامزد جان لالہ کرد
گشتم چنان ضعیف کہ در گلشن وصال	ولہ	ہر دم مرا نسیم بسوئے دگر برد

وصوفی واصل ہے۔ مقامات تصوف کے واقف حقائق الٰہی کے عارف تھے۔ شاعر خوش فکر و موزون الطبع تھے۔ شوق و ذوق مین طبیعت کی جولانی سے اکثر اشعار آبدار موزون کرتے تھے رفتہ رفتہ اشعار کا بڑا ذخیرہ ہو گیا۔ آپکے شاگردون نے کل اشعار متفرقہ کو بترتیب حروف تہجی جمع کر لئے اور گلہائے منتشرہ کا شیرازہ باندہکر گلدستہ بنا دیا۔ دیوان کامل مرتب ہو گیا۔ ہمکو آپکے دیوان کا منتخب ملا ہے۔ ترجمہ کے خاتمہ پر بطور نمونہ گزارش کرینگے تاکہ شائقین مطالعہ سے لطف اٹھائین آپکا کلام توحید و تصوف کے مضامین سے لبریز ہے۔ آپکے ہر ایک شعر کا مطلب پسند و دلاویز ہے۔ صاحب تحفۃ الشعرا لکھتے ہین کہ فارسی مین آپکے دو دیوان تھے۔ آپنے ایک دیوان عالم شباب مین لکھا تھا دوسرا دیوان عالم شیب مین تیار کیا۔ ہر ایک دیوان کا رنگ نرالا ہے۔ ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است انتہی۔ دوسرے دیوان کا انتخاب بھی ہمکو تلاش کے بعد ملا اسمین سے بھی ہم چند اشعار دیوان اول کے اشعار کے بعد لکھینگے تاکہ شائقین کو دونون کے مقابلہ سے مابہ الامتیاز ہو جائے۔ کسی تذکرہ نویس نے آپ کی نسب و ولادت و وفات کی کیفیت نہین لکہی۔ مگر ہمکو تحفۃ الشعرا کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سنہ ۱۱۶۶ ہجری مین زندہ تھے۔ اور سنہ ۱۱۸۳ ہجری مین اس دار فانی مین موجود نہین تھے۔ اپکا انتقال سنہ ۱۱۷۸ ہجری کے قریب مین ہوا ہے پیر و مرشد کے مقبرہ مین مدفون ہوئے۔ آپکے مرشد کا مرقد شریف محلہ دال منڈی اورنگ آباد مین واقع ہے۔ مرقد پر گنبد خوشنما بنایا ہوا ہے۔ یزار و یتبرک۔

صاحب تالیف تھے علم صرف مین جواہر التصریف۔ اور شرح جواہر التصریف بزبان عربی اور دیگر شرح جواہر التصریف بزبان فارسی۔ اور ایک نصاب ترکی۔ اس کتاب مین

کو حیدرآباد میں حکام سے ملنا تھا۔ سپہ قانع تھے۔ زاہد تھے طالب نہ تھے۔ درویش سیرت فانی مشرب خاکسار طبیعت صوفی مذہب تھے۔ مزاج میں تواضع و خاکساری تھا۔ جو آپ کی صحبت میں بیٹھتا تھا ان کو لطف و سرور ہوتا تھا۔ بزرگ باکمال تھے فرشتہ خصال و پاکیزہ خیال تھے۔ طبیعت موزون تھی نظم کلام میں لآلی آبدار و دُر شاہوار پرو تھے معانی تازہ کا جلوہ دکھاتے تھے۔ آخر آپ ۱۱۹۳ ہجری میں اس دار فانی سے بہشت بریں کو روانہ ہوئے اور بلدہ ایلچپور برار میں مدفون ہوئے۔

بلدۂ ایلچپور برار میں حضرت شاہ عبدالرحمن الشہید کا روضۂ منورہ واقع ہے سالانہ ربیع الاول میں آپکا عرس بڑی عظمت و شان سے ہوتا ہے۔ آپکے عرس میں بہت خلائق جمع ہوتی ہے۔ روشنی چراغان نہایت تکلف سے ہوتی ہے وفا نے چند فقرے چراغان کی توصیف میں لکھے ہو ھذا

اگر زبان برنگ شعلہ ہمہ تن آتش شود فتیلۂ بیان روشن نمی تواند نمود۔ و اگر تقریر سراپا غرق لجۂ چرب و نرمی گردد جز برسامان خشک مغزے نتواند افزود۔ از عکس چراغان بیان دریا دیدہ تماشائی شعلہ زمیسر۔ و از فیض بے پرواخرمی بر سطح تن زلال جیحون گوارست از موج لباس زتار در بر و اجباب تاج یاقوت بر سر۔ از ہجوم نگاہ ہائے چراغان کار روشنی چندار تفاع پذیرفتہ کہ آسمان با این ہمہ ستارہ و ماہ غیر از دستگاہ رنگ زردی چند ندارد

تعالی اللہ کہ از جوشش چراغان	زمین تا آسمان باشد گل افشان
چو شد گرد و مغرب در نہفتہ است	گل خورشید ہر جانب شگفتہ است
شعاعی بر چراغے ہست چندان	کہ چون پروانہ گردد دل پریشان

ملامت گرم بر ریخ تو اشتیاق ما	افتد بجان سر از زمام فراق ما
دل چو آزاد از علائق شد به نیرنگی	شناخت شیشہ ہرگز نبینی رنگیا
صبحدم آن مہر تابان تا کہ بردارد نقاب	در تماشا گاہ حسنش سر برآرد آفتاب

آپکے اٹھائیس دیوان مرتب کئے۔ قافیہ الف و ردیف لف۔ قافیہ الف و ردیف ب علی ہذا لقیاس۔ ہر حرف کا لحاظ قافیہ ایک ایک دیوان ہے۔

وفا۔ محمد امین ایلچپوری براری

وفا تخلص۔ آقا محمد امین نام۔ آپ حکیم محمد تقی خان اصفہانی کے فرزند ہیں آپکے والد حکیم صاحب عالمگیری زمانہ میں اصفہان سے ہند میں وارد ہوئے مدت تک آصف جاہ بہادر کی رفاقت میں رہے۔ خدمات شائستہ کے بعد منصب دو ہزاری ذات اور سات سو سوار سے سرفراز و ممتاز ہوئے تھے۔ نواب صفجاہ مرحوم آپکی بڑی عزت و آبرو کرتے تھے۔ اور آپ برار کی نظامت پر متقرر ہے۔ دلاور خان و عالم علیخان کے محاربات میں عوض خان بہادر کے ہمراہ حضور کے معین و مددگار رہے ہیں۔ آقا محمد امین سنہ ہجری میں بلدہ ایلچپور میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد کے سایۂ عاطفت میں پرورش و تربیت پائی۔ کتب درسیہ ملا شیخ محمد مازندرانی و مولوی شیخ مصطفی انسان سے تحصیل کیں۔ اور شعر و سخن میں بھی انہیں دو بزرگ سے اصلاح لیتے رہے مدۃ العمر شعر گوئی و انشا پردازی میں رہے۔ حدیث و فقہ و معقول میں بھی کامل تھے۔ درس و تدریس میں زندگی بسر کرتے تھے۔ والد کے فوت ہونے کے بعد آپنے جاگیر و منصب کی تلاش نہیں کی۔ توکل و قناعت کی جاگیر میں جاگزین ہو گوشہ نشین ہوئے۔ جو کچھ

آئے تھے ایک سال تک قیام کرکے ۱۱۸۲ ہجری مین ایلچپور مراجعت کی۔ اقامت کے زمانہ مین اکثر حضرت میر غلام علی آزاد کے دولتخانہ پر آتے تھے مگر یہ سکر کر ملاقات کا اتفاق ہوتا تہا۔ بزرگ سیرت و صاحب کمال تھے انتہی کلامہ۔

بہار و خزان کے مولف نے لکہا کہ وفا صاحب ترجمہ نے مجکو خط لکہا کہ اس غزل کے چودہ شعر ہین مین نے چودہ برس مین موزون کیا۔ فی الواقع اس غزل کا ہر ایک شعر مضامین بلند و تلاش ارجمند سے سرانجام پایا ہے مگر نسخہ قدیم مین ایک شعر کرم خوردہ ہوگیا بر آمد نہین ہوتا اس لئے صرف تیرہ اشعار لکہے گئے انتہی کلامہ هو هذہ

بادۂ عشرت دہد جام لب جانانہ ام — گل کند چون غنچہ موج خندہ زین پیمانہ ام

کان یاقوتم ز دل وز دیدہ ام گوہر شمار — بوی بیدر آستین دارد جواہر خانہ ام

باشرر ہمچشمی پروا ندارد اشک من — خاک ناگردیدہ میگردد ہوائے دانہ ام

فرصت از برق ست و سرعت سبک پیمانہ تر — گشت از پیری دو بالا بازئی طفلانہ ام

دامن دشت جنون از کف ندادن غافلی ست — گر گشتم از گوشہ زنجیر پا دیوانہ ام

بر حرام رسم ظاہر ہستم دامن فشاند — روشن از دل کرد شمع سوختن پروانہ ام

ہست کیفیت پذیر گردش چشم تو دل — نے سبوئے شیشہ بخشد نشا نی پیمانہ ام

کیست تعمیر نماید مہر عشق پاکباز — تا فلک چیدہ است ناہمواری ویرانہ ام

واشت در برو قنر بال و پر از تعلیم شمع — گرد شب روشن سوز و سوختن پروانہ ام

گر بود مخفی ز ناقص فطرتان قدیم سخا — بس بہن جہل آشنایان معنی بیگانہ ام

می کند غواص بحر معنی روشن گہر — از سخن معلوم استعداد استادانہ ام

رنگ با پرستش خاک آسان نمی دید ہست — چون حنا عمریست با خود جگر بیگانہ ام

نسیم پر نفس می آرد از دل نکہت زلعت
دیگرے را بکرم گر کنی از خود سہل است

ولہ

مگر گلہای داغ خفیہ تب بعثے بل ع بمن
ہنر آنست کہ خود بنمائے و حرے

وحشت۔ شیخ عبد الواحد تہانیسری

وحشت تخلص۔ شیخ عبد الواحد نام۔ تہانیسری الوطن۔ شاعر خوشخو و پرگو تہا۔ الفاظ شوخ و رنگین معانی دلچسپ دلنشین کو استعمال کرتا تہا۔ صنعف تالیف و تنافر کلمات سے کچہہ پروا نہین کرتا تہا اولاً ناصر علی سرہندی سے اصلاح لیتا تہا۔ ثانیاً میرزا عبد القادر بیدل کی خدمت مین مشق کرتا تہا۔ ہند سے دکن مین آیا۔ شہر اورنگ آباد مین عالمگیری لشکر مین پہنچا۔ امرا و اہل مناصب کے توسل سے منصب مناسب و خدمت پر سرفراز ہوا جب شیخ سعد اللہ گلشن اورنگ آباد مین آئے وحشت کے مکان پر فروکش تہے اُسوقت اکثر شعرا کا باہم جلسہ ہوتا تہا موسوی خان جرات اورنگ آبادی بہی جلسہ مین شریک ہوتا تہا یہہ واقعہ صحبت مشاعرہ سنہ ۱۱۳۰ ہجری مین تہا۔ بعد ازان درہم و برہم ہوگیا وحشت نے سنہ ۱۱۳۵ ہجری مین عالم فانی سے رحلت کی اور اورنگ آباد مین مدفون ہوا

با کمال اوج در پستی ہا گم کردہ اند
تصویر خود بنامہ نوشتن ضرور شد
چشم را خالی کن از دیدن تماشا نازک است
صد بیابان نالہ پرواز خموشی گشتہ ایم
شوخ چشمی قابل کیفیت دیدار نیست
بمحفلے کہ حریفان وحدت آہنگ اند

ولہ

آسمان وقت خود بودم کہ نا گم کردہ اند
اظہار حال بے قلم مو نمی شود
آرزو در سینہ بشکن جلوہ آرا نازک است
صرمہ سیدند کہ فریاد دل ما نازک است
شیشہ از حیرانی دل کن کہ صہبا نازک است
بہم چو دیدہ تصویر محو یکرنگ اند

خوب شیرین منم نمک ریزد بچشم از اشک شور — از خموشی گر بگوشش خود رسد افسانه ام

من اشعار الفارسی

سیه کاری نماید سنگدل از عرض افشان پیدا — نگین را روسیاهی گردد از نام و نشان پیدا

نشان بی‌نشان گر وقت شناسان باشد حاصل — ز تصویر عدم گردد حرفی در میان پیدا

وله

ز جام خون جگر سرخرو چگونه شود — چو لاله هر که درین باغ داغدار نیست

وله

هر دو عالم نعمت دیدار محو عشق راست — بر سر خوان کرم پیوسته دل مهمان کیست

وله

قرب هر جانست با جانان چو ربط تن بروح — زین معیت نیک آگاهی نصیب جان کیست

خاموشی به گر ندارد مستمع فهم درست — در تکلم غیر تحسین بر وفا احسان کیست

وله

بوی خلق خوش علاج دردناکی میکند — کار آب زندگی این عطر خاکی می کند

وله

گر روحشیم خاکی ستد راه سیر روحانی — سبکروحان برنگ نکهت گل زین چمن رفتند

شبی روشندلان جا گرم اگر کردند از صحبت — سحر از سر و مهر ما چو شمع از انجمن رفتند

وله

ز جبین چو موج گویم که صورت گله شود — تو از گشاده جبینی محیط حوصله شود

وله

عشقت ز بس یگانگی اتحاد میکند — ما را کسی که دید ترا یاد می کند

وله

شبی بخاطر گلشن گذشت تر گانت — زند ز خون رگ گل بهار جوش هنوز

تبسمی مگر از غنچهٔ لبت وا شد — صدای خندهٔ گل میرسد بگوش هنوز

بیا که بی می وصل تو چون سبوی تهی — نگه بدیدهٔ من هست بار دوش هنوز

وله

درا نگاه یادت پنهان خود نشینم — تا میتوان ترا دید خود را چه بینم

وله

قناعت پیشه کن بگذر ز حرص بد معاشی هم — بعالم عالمی دارد تلاش بی تلاشی هم

جدا گشت از شوخی چشم سیاه پرداغ من — دل پر خون برنگ لاله می پیچد بداغ من

سکونت تہیا۔ وطن مالوفہ سے دکن مین آئے اور یہین سکونت پذیر ہوئے۔ آپکی ولادت اسی شہر مین ہوئی۔ نشو و نما کے بعد مدرسہ دار العلوم مین تعلیم پائی۔ کتب درسیہ عربیہ و فارسیہ تمام کین مستعد و لائق ہوئے شاعری کا شوق لمبن پیدا ہوا اختر تعلیمان سخی کی خدمت مین خوب مشق کی خوب کہنے لگے کلام صاف و شستہ ہے ایہام و استعارہ سے پاک ہے۔ آپ خوش خلق و نیک سیرت تہے سرکاری کسی محکمہ مین ملازم تہے فقیر مولف کو آپ کی رحلت کی تاریخ معلوم نہین ہوئی۔ من الشعارۃ الھندی

وصل کا روز گیا نوبت زاری آئی
جان کہا ہیکو شب ہجر ہماری آئی

کبہی گلشن مین جو اُس گل کی سواری آئی
ہوگیا سب کو یقین باد بہاری آئی

سر کو ٹکراتے ہے سنگ لحد سے پیہم
بعد مردن جو انہین یاد ہماری آئی

پہر ہوا جوش جنون آپکے دیوانے کو
شُکر الحمد کہ پہر باد بہاری آئی

وہ بہی خود رونے لگا تہام کے ہاتون سے جگر
کوچۂ یار مین جب لاش ہماری آئی

آج بہجوایا ہے خط شکر خدا کرتے ہین
یار سے اُس بت کو وفا یاد ہماری آئی

واقف غلام علیم حیدرآبادی

واقف تخلص۔ غلام علیم نام۔ حیدرآباد دکن کے باشندہ ہین عالم شباب مین شہر کے فضلا کی صحبت مین فارسی نوشت و خواند مین بقدر ضرورت مہارت و لیاقت پیدا کی لیاقت کے بعد شعر و شاعری کا شوق پیدا ہوا مرزا قربان علی سالک دہلوی کی خدمت مین مشق کرنے لگا۔ استاد کی توجہ سے چند مدت مین موزون کرنے لگا خوب کہتا ہے کلام رنگین و بامزہ ہوتا ہے۔ من الشعارۃ الھندی

نشان زیجبری ہائے این خودی ستان
جوابم بر سرِ بیش گرد خط نارستہ را ماند
ز بس وحشت مرا بر دشمنان ہم رحم می آید
بسکہ از یاد تو حیرانی قیامت شور بود
در بیابانی کہ چشم بیخودی وا کردہ ایم
نما نان پرواز می ہمت تماشا کردہ ام

کہ کعبہ در بغل یہ ہزار فرسنگ آمد
بقدر آرزو بر خویش باشد گر سوالی ہست
تپ از اعضار شیرین مے شراب لال من
جوہر آئینہ فریاد دل رنجور بود
ہر کف خاکی تجلی خانۂ منصور بود
صد بیابان عالم از ویرانۂ من دور بود

وفا - ابو العلی حیدرآبادی

وفا تخلص - ابو العلی کنیت - عزیز الدین نام آپ مولوی احمد علیخان مرحوم ناظم عدالت بزرگ کے فرزند اور مولوی محمد اکبر المخاطب محمد اکبر علیخان کے پوتے ہین آپکے والد ما جد و جد امجد اس ریاست مین شمس و قمر سے زیادہ مشہور ہین - آپکے بزرگ ریاست مین معزز و مکرم تھے - آپکے جد امجد وعظ و نصیحت مین ضرب المثل تھے اور جد موصوف نے ایک نبی خانہ عمارت نہایت عالیشان و با عظمت تیار کرائی ہور اسمین ہزارہا روپئے کے جھاڑ و فانوس شیشہ آلات و بلور کی قسم سے جمع کئے ماہ ربیع الاول مین اس مکان کو روشنی و فرش وغیرہ آرائش سے نہایت آراستہ فرماتے تھے اور اسمین وعظ کرتے تھے شہر کے عمائد و مشائخ و بیگمات سننے کیلئے جمع ہوتے تھے - بیگمات کے لئے پردہ کا عمدہ انتظام ہوتا تھا اور اقسام اقسام کے کھانے بھی تیار کرتے - فاتحہ کے بعد تمام حاضرین تناول فرماتے تھے - ہم آپکے والد و جد کا حال مستقل طور پر اس کتاب مین لکھین گے - آپکے جد کا اصل وطن

[illegible] آپکا [illegible] تالیف ہوا ہے
مولف تذکرے [illegible] اسی وجہ سے
بعض [illegible] صاحب گلدستہ کا یہ لکہنا ٹہیک
درست لکہا۔ ہم بہی آپکے ساتہہ اتفاق کرتے ہین اور تائید مین ایک دلیل قاطع پیش
کرتے ہین کہ تذکرہ علما و سادات سے معلوم ہوا کہ ملا محمد باقر موسوی ہند مین نہین آیا
فرمانے والے کی ولادت حیدرآباد مین کیونکر ہوی۔ فتامل ولاتکن من المغالطین ۔
صاحب گلدستہ نے لکہا کہ پہر آپ مدت دراز کے بعد حیدرآباد دکن سے پہر کر مدراس
مین رونق افزا ہوئے۔ اسوقت مدراس مرکز علوم و فنون تہا وہین سکونت اختیار
کرلی۔ پہر مدراسی الوطن مشہور ہوئے۔ آپ عالم فاضل و شاعر کامل تہے۔ سخن دان
و سخن سنج تہے۔ شعرگوئی کے فن مین استاد اور کلام کے پرکہنے مین نقاد تہے مدراس مین
اکثر شعرا آپکے چشمہ فیضان سے فیضیاب ہوئے ہین۔ مدراس کے اطراف و جوانب مین
اسی چشمہ کی بہت سی نہرین جاری ہوئی ہین۔ آپ صوفی مشرب زندہ دل تہے درویش دوست
و کامل تہے۔ خوشمزاج و خوش اخلاق کیا امیر کیا فقیر کیا ہندو کیا مسلم سب سے
اتفاق تہا۔ صلح کل کے طریقہ پر سالک تہے۔ پاکیزہ خیال و شیرین مقال تہے تحریر و تقریر
مین سحر البیان تہے۔ مضامین تازہ و معانی شگفتہ پر شیفتہ۔ نازک خیالی رنگین معانی
پر فریفتہ تہے۔ آپکا کلام نزاکت و لطافت سے بہرا ہوا ہے ہر ایک شعر و مصرع سے قند و شکر
کا مزہ آتا ہے۔ آپکا دیوان کیا ہے حلوائی کی دکان ہے ہر ایک صفحہ ورق مین قسم قسم
حلویات اور انواع انواع شکرپارے دکہلائی دیتے ہین۔ شائقین دیوان آپکے مطالعہ سے
خوب حظ اٹہاتے ہین۔ ہم آپکے چند اشعار بطور نمونہ ترجمہ کے خاتمہ پر لکہتے ہین

یاس و امید مین ہے بہت عقدہ کشمکش
دیدہ نہ بند ہے نہ کھلا انتظار کا

اسکی شمیم زلف کی ایسی ہوا چلی
ملتا ہے مفت ہر مین نافہ تتار کا

برباد ہو کے رنگین پہنچے مین ہم کہان
پہلا قدم ہے جوش پہ اپنے غبار کا

موسی تو دعوی ارنی کرکے غش ہوئے
اب ہمکو دیکھنا ہے مآل انتظار کا

واقف کو آج دیکھکے آنسو نکل پڑے
کیا جانے حال کیا ہے دل بیقرار کا

والہ - میر سید محمد

والہ تخلص - میر سید محمد نام آپ ملا سید محمد باقر موسوی خراسانی کے فرزند مین - آپکا مولد و منشا خراسان ہے - آپ سن شعور و تمیز کے بعد والد ماجد کی خدمت مین کتب درسیہ معقول و منقول سے فارغ التحصیل ہوئے اور علم ادب کی بہی تکمیل والد ماجد سے کی - شباب کا عالم تہا - مزاج مین ذکاوت و ذہانت کی بجلی شعلہ زن تہی دماغ مین قوت خیالیہ کی جولانی موجزن تہی - شعرگوئی و سخن سنجی کا شوق دلمین جلوہ افروز ہوا - موزون کرنے لگے والد بزرگوار سے اصلاح لیتے رہے چند ہی روز مین معاصرین سے بڑہ گئے والد ماجد کے انتقال کے بعد عالمگیری زمانہ مین وارد ہند ہوئے - چند روز ہند مین قیام پذیر رہے - پہر ہند سے حیدر آباد دکن مین آئے - بادشاہی منصبدار تہے انور الدین خان کی ہمرکابی مین متعین تہے - خان بہادر کی عنایت و رعایت سے حیدر آباد مین عیش و عشرت جاہ و حشمت سے بسر کرتے رہے حیدر آباد مین شادی بہی کرلی تہی آپنے نوکری و خانہ داری وغیرہ علائق کے وجہ سے حیدر آباد کو وطن قرار دیا تہا - اسیوجہ سے اولاً میر فضل علی خان آفتابی اورنگ آبادی مولف تحفۃ الشعرا نے آپکو حیدر آبادی لکھدیا - اور

تاکہ شائقین لذت پائین - اور آپ کبھی کبھی زبان ریختہ مین بھی موزون کرتے تھے آپ صاحب التصنیف والتالیف تھے چند رسالے آپکے تصنیف یادگار ہین - رسالہ عروض و قوافی - رسالہ تصوف - فن انشا مین قانونچہ ہین - آخر بفحوائے کل من علیہا فان ۱۲۰۸ ہجری مین تھر نگر مدراس مین اس عالم ناپائدار سے دست بردار ہوکر بہشت بریں کے طرف متوجہ ہوئے - انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

من اشعارہ الفارسی

ببزم امشب مگر آن دلربا نازمی آید		کہ مہتاب از تمنا بہر انداز می آید
بگلگشت چمن نازک نہالم ہیر سد آیا		کہ در گوش از شکست رنگ گل آواز می آید
ندانم شب کدامی شوخ ساقی بود در بزمم		کہ امروز از گل پیمانہ بوئے ناز می آید
مگر مطرب شنید از نالہ ہائے والہ آہنگی		کہ بانگ دل طپید نہا ز تار ساز می آید
زبس امد نگاہ وحشی سر در بیابانم	ولہ	دماغ آشفتہ ام ساغر کش چشم غزالانم
نیم صید گرانجانی نسیم گلشن شوقم		ہوا خواہ بہار جلوہ نازک خیالانم
خیالش شمع بزم دل تمنایش گل حسرت		بہار شعلہ سوزم گلستان چراغانم
خیال زلف تو امشب کہ راہ خواب گرفت	ولہ	چو ماز تاریک تنگ شہاب گرفت
زبرگ لالہ حسنش ز شبنم از عرق است		نظارہ ام ز گل آتشین گلاب گرفت
ہر کہ ہمچو لالہ در دل سوخت داغ عشق را	ولہ	ساخت لبریز از مئی سودا ایاغ عشق را
لالہ ہائے داغ را پیچیدہ ام از تار آہ		دستہ رنگین بستہ ام گلہائے باغ عشق را
مدعش زد بناگوش تو شد چشم تر ما	ولہ	منت نکشد از صدف آب گہر ما
آئینہ دل مشرق انوار تجلی است	؛	تا مہر رخت سایہ فگن شد بسر ما

کامل امتحان پاس ہوئے۔ اب منتظر و امیدوار تھے کہ سرکار کے صیغہ انجینیری مین کوئی خدمت پر مقرر ہوجائین اسوقت جناب نواب مکرم الدولہ بہادر مرحوم نے مدرسہ اعزہ حیدرآباد مین امرا و شرفازادون کی تعلیم کے لئے قائم کیا مدرسہ مین مدرس ریاضی کی ضرورت ہوئی۔ مدرسہ اعزہ کی مجلس انتظامی نے اس خدمت کیلئے آپکو انتخاب کیا اور یہہ رائے قرار پائی کہ آپ سے بہتر اس فن مین کوئی لائق آدمی نہین ملیگا۔ آپکو مدرسہ انجینیری کے مہتمم ولکنس صاحب سے درخواست کرکے لینا چاہئے یہہ امر قرارداد ہونے کے بعد نواب صاحب نے صاحب موصوف کو آپکی بابت ایک رقعہ لکہا کہ آپ محمد واصل صاحب سند یافتہ کو ہمارے مدرسہ کے لئے دیجئے ہم اُن کو وہی تنخواہ دینگے جو محکمہ انجینیری مین ملیگی۔ صاحب موصوف نے نواب صاحب کا رقعہ پہنچتے ہی منظور کیا آپکو مجلس انتظامی مدرسہ اعزہ مین بہیجدیا۔ آپ ابتدائے افتتاح مدرسہ ۱۲۹۵ ہجری مین مدرسہ اعزہ مین ریاضی کے صدر مدرس ہوئے۔ اور آپکی ماہوار ڈیڑہ سو روپیہ قرار پائی۔ پہر آپ چند سال تک مدرسہ اعزہ مین اپنا فرض منصبی امانت و دیانت کے ساتہہ ادا کرتے رہے ہر سال آپکے طلبہ کامیاب ہوتے رہے جب تک آپ مدرسہ مین رہے ارکین مجلس آپکے کام سے خوش رہے۔ آپکو امید تہی کہ مدرسہ مین آیندہ کسیقدر ترقی ہوگی۔ مگر ایسے اتفاقات و موانع واقع ہوئے کہ آپکی امید موہومی ہوگئی۔ بڑا سبب یہہ واقع ہوا کہ مدرسہ اعزہ کے سرپرست مربی مرض دائمی مین مبتلا ہوگئے۔ کوئی مدرسہ کا سرپرست و مربی نہین رہا۔ اور مدرسہ کی مالی حالت اول ہی ضعیف تہی مربی کے نہونے سے زیادہ ضعیف ہوگئی اور مدرسہ کی حالت شبے ماند شب دیگر ہی مانند کے مصداق ہوگئی تو آپکو اپنی ترقی ہو استقلالی نوکری کی فکر ہوئی۔ آپنے

دل گشت ز شوق زخم صد چاک ۔۔۔ ولہ ۔۔۔ شمشیر بدوش و بدمش رو بدمش
با زلف تو دل چہ کارہا داشت ۔۔۔ من حلقہ بگوش و بدمش رو بدمش

بر بیاید نگہ از ضعف ز چشم بے تو ۔۔۔ ولہ ۔۔۔ با نشارات تو وابستہ شفائے تعمیر
غلط از شوخی عشق تو نگہوارۂ چشم ۔۔۔ ولہ ۔۔۔ اشک چشمِ من کو دکی خو کردہ بدامن گستاخ
لالہ خون من دل گل زخمی نرگس بیمار ۔۔۔ ولہ ۔۔۔ در چمن دل بچہ تقریب شود وا بیتو
غمزہ بیباک و نگہ مست و تبسم لبریز ۔۔۔ ولہ ۔۔۔ شوخ جادو فن من طرفہ بساز آمدہ
قلم اے قاصد از شوق تمہ ساز دستان حرفی ۔۔۔ ولہ ۔۔۔ کہ دل حرفے نویسا ند نگہ حیفے زبان حرفے
ز بس از خویش رفتم در خیال نرگس مستت ۔۔۔ ولہ ۔۔۔ مرا ہشیار یم خواب فراموش است بیداری

واصل ۔ مولوی محمد واصل صاحب

واصل تخلص ۔ محمد واصل نام ۔ آپ سید محمد قریر کے فرزند ہین ۔ آپکا اصلی وطن کرڑہ ضلع الہ آباد ہے ۔ آپ سادات کاظمی المشہد ہین ۔ آپکی ولادت قصبہ مذکورہ مین ہوئی ۔ اور تربیت و پرورش بہی قصبہ مذکورہ مین ہوئی آپنے سن شعور کے بعد کتب درسیہ فارسیہ علما و فضلا سے تحصیل کین ۔ چند مدت وطن مالوف مین رہے پہر تلاش معاش کے ارادہ سے سنہ ۱۲۹۲ ہجری مین شہر حیدرآباد دکن مین وارد ہوئے اسوقت یہان مدرسۂ انجنیری جاری ہوکر قائم تہا ۔ آپ علم ریاضی مین ہوشیار و چالاک تہے ۔ اور طبیعت کا تعلق بہی قدرتاً اسی علم کے ساتہ زیادہ تہا [illegible] کا کمال حاصل کرنیکی غرض سے مدرسہ مین شریک ہوئے [illegible] [illegible] مدت [illegible] تحصیل [illegible] امتحان [illegible]

رہتے تھے اور جہان جہان آپ کے مدرسے تھے وہان بھی گئے ہین بحر حق
آپ مستغنی الغوم تھے۔ صفائی کی کچہری مین جو سالانہ حضور کی سالگرہ کا جشن
منعقد ہوتا ہے اس جلسے کے آپ ہی موجد ہین۔ جلسہ مین شہر کے معززین شعرا
و امرا و عہدے دار جمع ہوتے ہین۔ شعرا حضور کے مدح و ثنا و دعا مین قصائد پڑھتے
ہین۔ حاضرین سنکے تحسین و تعریف کے ساتھہ داد دیتے ہین۔ اسی جلسہ سیر شعرا
کو دیکھہ کے شہر کے امرا بھی کرنے لگے۔ شہر مین متعدد مقام مین جلسے منعقد ہوتے ہین
سنہ ۱۳۱۰ ہجری مین حضور پرنور مغفرت منزل نے ایک مصرع موزون فرمایا۔ ہندو دکن کے
بلاد مین بطور طرح شایع ہوا مصرع یہہ ہے ع یہ چوٹی کس لئے پیچھے پڑی ہے)
شعرا نے اسی طرح مین غزلین لکھین۔ اخبارون مین مطبوع ہوئین۔ آپنے بھی بتاریخ
۲۰ رمضان المبارک سنہ ۱۳۱۰ ہجری کمپ شاہی واقع مانکوٹہ مین اسطرح مین غزل بنا کے
اور نذر پیش کرنیکا شرف حاصل کیا اب مین اس غزل کے چند اشعار ذیل مین
گزارش کرتا ہون۔ آپکا کلام خوبی و خوش اسلوبی سے خالی نہین ہے پاکیزہ و شستہ
ہوتا ہے۔ آخر آپنے سنہ ۱۳۲۳ ہجری مین اس دار فانی سے بعالم باقی رحلت کی۔
انا للہ و انا الیہ راجعون مولف فقیر نے آپ کی تاریخ رحلت اس فقرہ سے
نکالی (واصل حق داخل جنت) بیرون دروازہ چادر گھاٹ مسجد کے صحن مین
موسی ندی کے کنارے مدفون ہوئے۔ مولف فقیر کے مخلصین سے تھے اللہم اغفر
آپکے باقیات الصالحات مولوی محمد علی و محمد اکبر و محمد مکرم و حشمت علی وغیرہ
زندہ ہین۔ سلمہم اللہ تعالی۔

من اشعارہ الہندی

[illegible] دیکھا کمر پر جو		اگر [illegible] ہوتے [illegible] پڑی ہے

آپکا کلام دیکھکر فرماتے تھے کہ صاحبزادگان آصفجاہی و امراء کبھی مین اس فن بلاغت حقائق
کا کوئی ایک فرد بھی نظر نہین آیا ہے آپ صاحبزادون مین فرید و امرا مین وحید ہین
مدت تک اشعار موزون کرتے تب استاد موصوف سے بہ اصلاح لینے سے جستہ جستہ
کی مداومت اور مشق مین شاعر کامل ہوگئے۔ استادی کے درجہ کو پہنچ گئے۔ آپکے کلام
شستگی و پختگی معلوم ہوتی ہے۔ آپکا ہر ایک شعر سنجیدہ و پسندیدہ ہے اور ہر ایک مصرع
برجستہ و شستہ ہے کلام سلیس با محاورہ ہے الفاظ کی نشست معانی کی بندش پاکیزہ
ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین۔ مگر ابھی تک اپنے کلام کو مرتب کرکے مطبوع نہین فرمایا ہے
آپ خوش خلق وحلیم الطبع ومستقیم الوضع ہین۔ فقرا دوست وغربا پرور ہین۔ اعزہ واحبا
کے ساتھ ہمدردی ومساعدت فرماتے ہین علم واہل علم کے قدردان۔ اہل کمال کے جوہر
جوہر شناس ہین۔ اعزہ واحبا کو اس بات کی ترغیب دیتے ہین کہ بچون کو تعلیم عمدہ طرح سے
دینا چاہئے۔ اور بچون کو اس لائق بنانا چاہئے کہ سرکاری عہدہائے جلیلہ کے لائق ہوجائین
آپ خوش اعتقاد ہین اپنے بزرگان سلف کے طرح اہل اللہ واہل کمال کے خواہان۔ ولی
کامل وصاحبدل کے جویا ہین۔ بزرگون کے اعراس نہایت ہی عظمت وشان سے فرماتے
ہین مشائخ وعلما کو مدعو کرتے ہین ہر ایک مدعو کی مہمانداری وخاطرداری پوری طور
سے ادا کرتے ہین۔ ہر ایک کو رخصت کے وقت عطر و پان عطا فرماتے ہین۔ اور ہر ایک کی
تشریف آوری کا شکریہ ادا کرتے ہین۔ بندگانعالی حضور پرنور بھی آپکو بہت چاہتے
ہین۔ شہر کے امرا و صاحبزادون مین بھی آپ معزز و مکرم ہین۔ معاش لائق و جاگیر
فائق سے ممتاز و سرفراز ہین آپکی عمر تقریبا پچاس برس کی ہوگی ۔

فی الحال اخبار سے معلوم ہوا کہ آخر شوال [illegible] ہجری مین انتقال ہوا۔ انا للہ

غریب آکر کہا تسے راحت جان پلٹ کر یون کہا اس دلربا نے چمن مین کسکی آمد اس گھڑی ہے کسی جا گوش بر آواز گل مین کہین بلبل کی ہے نغمہ سرائی	ولہ یہ جولی کس قدر پیچھے پڑی ہے نگہ با ہمہ گر جب سے لڑی ہے کہ علامت چشم ... کو کہڑی ہے کہین ... ... کہڑی ہے کہین ... کی ... گہڑی ہے

وزیر ۔ میر وزیر علی بادشاہ حیدرآبادی

وزیر تخلص۔ میر وزیر علی بادشاہ نام آپ صمصام الملک بہادر کے پوتے ہین۔ نواب افضل الدولہ بہادر مرحوم والی دکن کے داماد۔ آپ خاندان آصفی کے نور بصر و دودمان نظامی کے لخت جگر ہین۔ ریاست کے رؤسا مین ممتاز۔ اور سلطنت کے عمائدین مین سرفراز ہین آپکی ولادت باسعادت حیدرآباد دکن مین واقع ہوئی۔ تربیت و پرورش بھی اسی شہر کی آب و ہوا مین ہوئی۔ نشو و نما کے بعد ابتدائے سن شعور مین آپکی تعلیم کے لئے استاد و اتالیق مقرر کئے گئے۔ آپ ذہین و ہوشیار تھے دو ڈہائی سال مین کتب درسیہ فارسیہ سے فراغت حاصل کی پھر آپکو شوق ہوا کہ عربی کتب درسیہ بھی پڑہنا چاہئے۔ چند مدۃ عربی کا بھی شغل رہا۔ چند رسائل نحو و صرف کے ختم کئے پھر ایسے موانع واقع ہوئے کہ آئندہ عربی کتب کے تحصیل کا وقت نہین رہا مگر شعر و شاعری کا ذوق پیدا ہوا۔ طبیعت مین موزونی و چاشنی خداداد تھی۔ فکر رسا و طبع والا سے شعر موزون کرنے لگے اسوقت مولوی شمس الدین فیض المتوفی سنہ [illegible] ہجری کی استادی کا علم نصب تھا شہر مین استاد کل کے لقب سے مشہور تھے آپ اپنا کلام بغرض اصلاح دکھلانے لگے میر

[illegible] ہجری میں اورنگ آباد کی فوجداری اور بعد ازان گلبرگہ کی قلعہ داری سے ممتاز ہوا
اور شاہ عالمگیر کے زمانہ مین منصب چار ہزاری سے سربلند ہوا اور آخر فرخ سیر کے
زمانہ مین دلّی مین سنہ [illegible] ہجری مین فوت ہوا [illegible] کلام

واضح ہو کہ ساقی مین [illegible] محمد زمان شیخ محمدی کا شاگرد۔ اور تصوف مین میر سنجر
نقشبندیہ کا مرید تہا اور یہ سنجر [illegible] حضرت [illegible] سے منسوب بہی تہا۔ میر کی نسبت ساقی نا
کے دیباچہ مین لکہتا ہے [راح اعتدال بری از بدمستی افراط و خالی از خمیازہ کشتی
تفریط از شاہ سنجر بنیوان کشید۔ صراط مستقیم طریق وست و نعمت غیر مغضوب
تحقیق و در عنفوان شباب کہ مستی جوانی و نشاء کمال و بیخودی غرور دولت در سرم
جمع بود۔ آن جوش فرمائے خم دیرسالہ و صاف پیمائے صراحی و پیالہ تبلانہ غسالہ
نشست و شنوی باطن من چنان نمود کہ بوئے کج فہمی مزاج و مواد اعوجاج اصلاً نماند
انتہی] اور میر سنجر کے مرثیہ مین ایک ترکیب بند لکہا ہے۔ ہم ایک بند ناظرین کے
ملاحظہ کے لئے لکہتے ہین ؎

اے فلک اے بیوفا ظالم اے بیداد گر	اے زسوز سینہ اہل مصیبت بیخبر
نے گریبان میدری نے خاک بر سر میکنی	زینچنین شور قیامت از چہ ماندی بیخبر

رفتی آخر شاہ سنجر داد ہی بیداد ہی
خاک بر سر ریخت در ہجرت دل ناشاد ہی

پہر بہی [illegible] شفیق اورنگ آبادی نے گل رعنا مین لکہا ہے کہ مجکو واضح کا دیوان
بخط مؤلف نوشتہ سنہ [illegible] ہجری ملا۔ دیوان مین چند غزلیں حاشیہ پر بخط [illegible]
[illegible] پیشانی پہ بخط [illegible] موجود ہے [فأتوا بسورة من مثله] اور [illegible]

یہان ہوئی۔ بین شعور تمیز تک ابتدا مین فارسی عربی کی کتب متداولہ پڑہین۔ بعد
و سانہ مدت تک کمین۔ آپ تحصیلات سے فارغ ہوتے ہی سرکار عالی نظام
خلد اللہ ملکہ کے سررشتہ عدالت مین مقرر ہوئے۔ درجہ بدرجہ ترقی کے اوج پر عروج
کرتے گئے۔ عدالت و فنانس و مالگزاری وغیرہ محکمون مین ملازم رہے۔ ہر ایک محکمہ مین
امور مفوضہ کو دیانت و امانت کے ساتھہ انجام دیتے رہے۔ ختم ملازمت پر عہدہ تعلقداری
ضلع سے وظیفہ یاب ہوئے۔ حسن خدمات کے صلہ مین ۵۰۰ روپیہ ماہانہ وظیفہ
خزانہ شاہی سے پاتے ہین۔ چند مدت سر قار الامرا بہادر مرحوم کے پائگاہ مین معتمد
و صدر تعلقدار رہے۔ پائگاہ سے بھی ایکسو پچاس روپیہ ماہانہ وظیفہ ملتا ہے۔ آپ دو سال
تک سرکار آصفیہ کے لیجسلیٹو کونسل کے ممبر اور کئی سال تک حیدرآباد مینو سپالٹی کے
رکن اور ایک سال نائب صدر نشین۔ اور چار سال تک مجلس طبابت کے رکن۔ نیز رائل
ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ کے ایسوسیئیٹ ممبر ہین۔ آپ سرکارین یعنی سرکار نظام
و سرکار انگریزی دام اقبالہما کے نزدیک معزز و مکرم ہین۔ آپکی عزت و عظمت مسلم ہے
آپکو ریلوی بورڈ آف ڈائرکٹرس نے اعزاز نظام ڈومنین مین سلور فری پاس دیا
اور سرکار انگریزی نے ایک تلوار عطا فرمائی۔ اور آپ سرکار انگریزی کے کل ممالک ہند
مین قانون اسلحہ سے مستثنیٰ ہین۔ آپ علم دوست و ہنر پسند ہین۔ علما و فضلا
شعرا و ظرفا کی قدر کرتے ہین آپکی طبیعت مین قدرۃً و فطرۃً موزونیت واقع تہی
بنا بریں آپکو شعر و شاعری سے دلچسپی ہے اور تالیف و تصنیف کا ولولہ دل مین موجزن
ہے۔ سخن سنج و سخن فہم ہین۔ فارسی و اردو دونون زبان مین کلام موزون فرماتے ہین
جو کچھہ کہتے ہین مرغوب و دلچسپ ہوتا ہے آپکا فارسی مین مولوی وجیہ الدین تخلص

پیامم بر دوش نگہ باز کسے می آید | کہ مرا یاد ز کنج قفسے می آید

بے نوا را سے نسیم غمزه فریاد رس | گرد غربت بست بر یار خنهٔ چاک قفس

سیر گردم گرمی ارباب دنیا سوختم | در چراغان رفتم از بہر تماشا سوختم

جنگ ہفتاد و دو ملت سپر انداختم | تیغ کین برما مکش اے خصم مردی مکن

بره جنون رویدم خبرے خود ندارم | نگہم کجا فتاده دل من کجا نشسته

بکاغذ اخگرے پیچیده ام یعنی دل خود را | مبادا گریه بر حالم کنی اے نامه بر رحمے

آبرو جوش طپش بدو دل ناشاد بتی | صید ما در بیضه دارد چشم بر صیاد ہے

ہستی ما خاکساران نقش پا ہی بیش نیست | چشم بر ره خرابی دارد این بنیاد ہے

الٰہی کعبہ میخانه بادا انقدر باقی | کہ بینا سجده سازد کند من سجده ساقی

رباعی منه

دنیا که درود دل بهوس پیچیده است | ریخ است تال و راحتش فهمیده است

غوغاش تمام حسرت بیمزگی است | چون صبح عروسی و چو شام عید است

ولا - نواب عزیز جنگ بہادر

ولا تخلص - مولوی احمد عبد العزیز نام - خان بہادر - نواب عزیز جنگ سرکار نظام خلد اسد ملکہ سے اور شمس العلما - خان بہادر سرکار انگریزی سے خطاب ہے - آپ مولوی محمد نظام الدین مرحوم کے فرزند دلبند ہین - آپکے نسب و حسب کا سلسلہ حضرت جعفر طیار سے منتہی ہوتا ہے - آپ نسبا جعفری مذہبا شافعی - قوماً نا ئطی ہو لداً مدراسی ہین والد ماجد کے ہمراہ کم سنی مین حیدرآباد دکن آئے - آپکے نشو و نما و تربیت کی تکمیل

پانسو روپیہ سکہ کلدار انعام - اور [illegible] نے پانسو روپیہ سکہ مصحوب
[illegible] - [illegible] مین ایک جلد تاریخ و تہذیب [illegible] کل جلدین پبلک
کے لئے [illegible] کالج علیگڈھ کو [illegible] اور دیگر
[illegible] پبلک لائبریری [illegible]
فرماتے ہین اسوقت تک سنہ عالیہ کلکتہ ایشیاٹک سوسائیٹی بورڈ آف اگزامنرس کلکتہ
محمدن کالج علیگڈہ کو بارہ سو جلدین قیمتی بارہ ہزار روپیہ بہیجے ہین ۔

آپ ملکی انتظام مین فرد فرید عقل و فراست و تدبیر مین ذات حمیدہ مین صائب الراے
و مستقل مزاج راست گفتار و نیک کردار ہین ۔ معاملات دنیوی مین راست بازی سے
کام کرتے ہین ۔ ناجائز طور سے کسیکی حمایت نہین فرماتے ۔ جو امر واقعی [illegible] مطابق ہوتا ہے
اسکے کرنے مین کوتاہی نہین کرتے عوام الناس جو اغراض نفسانی مین مبتلا ہین آپ کی
راست بازی و صاف گوئی دیکھکے شاکی ہوتے ہین اور کہتے ہین کہ نواب صاحب
تندمزاج و سخت گیر ہین ۔ جو بزرگ ذی فہم و منصف مزاج ہین منصفانہ آپکی تعریف
کرتے ہین ۔ چنانچہ فقیر مولف بہی سنی سنائی باتون پر اعتبار کرکے آپسے بہت کم ملتا تہا
لیکن فی زمانا مجہے آپسے ملنے کا اتفاق ہوا ۔ نہایت محبت و اخلاص سے پیش آئے
اور آتے ہین ۔ خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم مین لیکن بہت ہی پشیمان و نادم ہوا
مین سچ کہتا ہون کہ جناب نواب صاحب جمیع واقع مین عزیز الوجود ہین ۔ مغتنمات سے ہین
خداتعالے انکو سلامت رکہے ۔ آپ ہماری قوم کے ہمدرد و خیرخواہ ہین ۔ آپکی ذات بابرکات
سے قوم کو بیشمار فائدہ پہنچ رہا ہے ۔ آپ آمدنی نفع عام کی غرض سے تالیف
و تصنیف کی فکر مین باوجود بیماری و ناتوانی ہمہ تن مصروف رہتے ہین ۔ ذاتی سرمایہ کا

سخی تخلص ور مولوی نجم الدین حسین خان افضل سے اور اردو مین جناب فصیح الملک
داغ دہلوی و حافظ جلیل حسن صاحب جلیل مینائی سے تلمذ ہے۔ آپکا کلام دونون
زبان مین شستہ و پاکیزہ ہوتا ہے۔ صاحب دیوان ہین۔ دیوان قصائد و غزلیات
و رباعیات و قطعات تاریخیہ پر شامل ہے۔ فی زمانہ مطبوع ہو کے شایع ہو چکا ہے۔ آپ
اردو مین کم کہتے ہین اردو کا کلام مرتب نہین فرمایا۔ آپکو تاریخ گوئی مین ملکہ تامہ حاصل
ہے فی البدیہ کہتے ہین۔ فن تاریخ جمل مین بے نظیر فرد ہین۔ غرائب الجمل کے دیکھنے سے
آپکی لیاقت خداداد کی وسعت معلوم ہوتی ہے جو صاحب مذاق و منصف مزاج ہوگا داد دیگا
تالیف و تصنیف کے شیفتہ ہین تخمیناً پچیس سال سے اس کام مین ہمہ تن مصروف ہین قوانین
و متعدد فنون کے رسائل و کتب تالیف کئے چنانچہ سترہ اڈیشن نظام فنانس رونیولوردس
شایع ہو چکا۔ سرکار سے انعام ڈھائی ہزار سے زیادہ ملا۔

مندرجہ ذیل کتب مطبوع ہو کے شائع ہو چکے ہین۔

فن فلاحت مین۔ فلاحۃ النخل۔ کاشت انگور۔ کاشت ترکاری۔

فن سیاق مین۔ سیاق دکن

فن تاریخ مین۔ تاریخ النوائط۔ محبوب السیر۔ عطیات سلطانی

فن جمل مین۔ غرائب الجمل۔

فن طیور مین۔ حیوۃ الحمام

فن لغت مین۔ آصف اللغات

لغت مین نہایت شرح و بسط کے ساتھہ لکہہ رہے ہین۔ چار جلدین شایع ہو چکی ہین
اور چوبیس جلدین زیر تالیف ہین اس کتاب کی ہر ایک جلد کے لئے ویسرائے ہند نے

برآمده چون آفتاب سر ز گریبان صبح
وله
پیش تو گردش نقاب شرم پشیمان صبح

آینه حیرت است از رخ تو آفتاب
سرکش غیرت است دیده حیران صبح

تیغ ز سر در گذشت در تن من جان نماند
وله
آب چو از سر گذشت بیم ز طوفان نماند

عشوه زن فتنه گر دست منه بر کمر
ناز ترا یک نظر در دلم ارمان نماند

دوش با پیوسته ابرو اتفاق افتاده بود
وله
اتفاق جفت ابرویش بطاق افتاده بود

آرزوی مرده را آمدم وصالت زنده کرد
در من و جان من یجان افتراق افتاده بود

برنگ ارغوان سخت مینا آب در ساغر
وله
ز جوش باده خیزد صد ز زناب در ساغر

به تایید نشت لطف تو هشیاران غافل را
نماید عکس مست نیم خوابت خواب در ساغر

در چشم آبدار تو آبی ندید کس
وله
در جویبار تیغ حبابی ندید کس

جز روی بی نقاب تو از تاب حسن او
عشاق را بدست حجابی ندید کس

دود آهم بر لب گلناری من همچو شمع
وله
سوز جانکاهم نهان در کسوت تن همچو شمع

سوختم از آتشت چندانکه خاکستر شدم
تو ده خاکسترم گردید مدفن همچو شمع

دمی که همدم ابروی یار شد دم تیغ
وله
بجوهرش سر تسلیم کرد خم دم تیغ

برآب دیده من (حالیکه در من و تست)
پلی است بسته تیغ نگاهت اندر خم تیغ

پرده شگاف دل است نوک خدنگ نگاه
وله
برون جان مشکل است جیف ز چنگ نگاه

تند برآید ز چشم باز درآید به چشم
لیک نیاید بچشم تیر تفنگ نگاه

بدیده مست خواب بی خواب دیدم باز تو خواب نیمی
وله
بجام مست نیم مست کرشمه مست شراب نیمی

رخت چو نیمی نقاب گیرد نیم قرص آفتاب گیرد
زرخ گر نقاب نیمی بعذر مهر آب و تاب نیمی

چو مهر [illegible] تو شد مقابل بجز شکست آفتاب حاصل
رسید نیمی پیاله کامل بقسمت آفتاب نیمی

بڑا حصہ اسی تالیف و تصنیف مین صرف کرتے ہین اور کتب متعدد لغات طبع کرکے خلائق کو
بلا قیمت ہدیہ و تحفۃ تقسیم کرتے ہین - ایسے بزرگ فی زمانہ نادر الوجود ہین اللہم سلمہم بالخیر
والعافیہ - فقیر مولف آپکی تالیفات کو بنظر غور محققانہ دیکھتا ہے - درست
و لائق تحسین پاتا ہے مثلاً کتاب غرائب جل نہایت شرح و بسط کے ساتھہ لکھی ہے
اس کے مطالعہ سے آپکے معلومات کی وسعت اور تحقیق کی وقعت ثابت ہوتی ہے
ابتک اس فن مین جامعیت کے ساتھہ ایسی کتاب نہین دیکھی گئی - اسیطرح دیگر رسائل
بھی ہین - فی الحال آصف اللغات لکھہ رہے ہین اسمین جسقدر تحقیقات کر رہے ہین
ایسی تحقیق کسی نے نہین کی نہ کوئی ایسی کتاب جامع اللغات ہے -
اب مین آپکے دیوان سے چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرتا ہون ناظرین مطالعہ کرین
اور مولف کے کلام کی داد دین -

من اشعارہ الفارسی

اے لوح جبین تو بسم اللہ عنوانہا — وے روی حسین تو خوش مطلع دیوانہا
آن عارض دلجویت یک صفحہ صد دیوان — یک شعر دو ابرویت بیت الغزل آنہا

ولہ

بہم دارد رخ چون آفتابش آب و آتش را — گہر آتش نشاند آب و تابش آب و آتش را
زچشم خاست سیل خون بجوش آب آتشگون — بہم آوردہ در مضمون حبابش آب و آتش را

ولہ

قطرۂ اشکم اگر مثل گہر میدارد آب — در غلاف چشم او تیغ نظر می دارد آب
آب بجاروی من از مژگان کشم ہر دم عشق — گر بود چشمے کرا وا زرد در بر می دارد آب
پنبہ بر داغم نہد چشم پر آب او ولے — ہزاران زخم دل عشاق بر می آرد آب

ولہ

دل من گر بدست دلربا نیست — بدستم اختیار من چرا نیست
مگر ست سیل سر شکم رہنما نیست — چرا در دیدہ ام نقش پا نیست

تاریخ طبع دیوان حضرت جلیل عمانی

جبکہ چھپا دیوان وہ مقبول جہان
کیا خوب کہی ذکا نے اسکی تاریخ

دیوان سخنور جلیل ذیشان
سلطان علم و سخن کا دیوان
۱۳۲۹

والا سید ابو سعید المخاطب ابو طیب خان

والا تخلص ۔ سید ابو سعید نام و کنیت ہے ۔ آپ سید ابو طیب خان بن سید ۔ بیجا پور جاگیردار مجھلی پٹن کے فرزند ہیں ۔ آپ پدر بزرگوار کے نام سے مخاطب ہیں ۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپکی ولادت سنہ ۱۱۹۰ ہجری میں بمقام رحمت آباد واقع ہوی نشو و نما کے بعد سن شعور و تمیز کے عہد میں آپنے کتب متداولہ فارسیہ و مختصرات عربیہ مولوی بیر الدین علی و مولوی شاہ امین الدین علی سے ختم کیں ۔ اور خط نسخ کی مشق محمد صبغۃ اللہ نائطی عرف شاہ صاحب سے کی تحصیل سے فارغ ہونیکے بعد رحمت آباد سے مدراس میں آئے مولانا آگاہ کی خدمت میں کتب محصلہ کی تکمیل کی تحصیل و تکمیل سے فراغت پاکے شعر و شاعری کے طرف مائل ہوئے ۔ موزون الطبع تھے مولانا موصوف کی خدمت میں مشق کلام کرنے لگے ۔ درجۂ کمال کو پہنچے ۔ فن خطاطی میں بے نظیر تھے ۔ مولانا آگاہ جب آپکی لیاقت و ذکاوت سے آگاہ ہوئے تو آپکو والا تخلص عطا کرکے یہ بیت لکھی

خط والا فی بہر از سبزہ چو بلبل والا ۔۔۔ اولین جوش بہارست گلستان ترا

مولانا کی زندگی تک آپ مدراس میں رہے ۔ مولانا کی رحلت کے بعد اپنے اصلی وطن میں جو ایک موضع رحمت آباد کے قریب تھا آئے ۔ مدت دراز تک سکونت پذیر رہے بعد آپنے مولوی شاہ رفیع الدین دکنی کی خدمت میں طریقہ نقشبندیہ و قادریہ

انتخاب رباعیات

باشد به دلم حرمت نام حافظ — در چشم من است احترام حافظ
او خواجهٔ شیراز و ولا بندهٔ او — این نظم کجا - کجا کلام حافظ

ولہ

ابروئے تو کرد عاشقے را تہ تیغ — تیر نگہت جفا کند ہمرہ تیغ
کافی است گرہ برابروت بہر ولا — مشتی بکل بہ بود از ضربہ تیغ

ولہ

خون گر ہمی کس عیان شود از رگ و پوست — حرفے تو آگہ کند از دشمن و دوست
آید بزبان ہر آنچہ باشد در دل — از کوزہ ہمان برون تراود کہ در وست

ولہ

دود دل ما کہ بر سما خواہد رفت — در بارگہش بشکل دعا خواہد رفت
ابر کرمش خبر دہد زین کہ ولا — آخر آبے بہ جوے ما خواہد رفت

ولہ

حاسد ز حسد بہر چہ خواہد نرسد — نیکوئے خواہ را گہے بد نرسد
فائز بمرام می شود خیر طلب — بدخواہِ کسان ہیچ بہ مقصد نرسد

انتخاب قطعات تاریخ

در جشن ختان ابن سید اکبر — صد گوہر اشک ریخت از چشم پدر
از نسخۂ لطیف گفتم تاریخ — این شمع شدہ از قطع زبان روشن

ولہ

۲۱۷۸ - ۳۰۰ = ۱۸۷۸ء

پیشکار دکن کشن پرشاد — شد و زیر حضور شاہ دکن
اسے ولا سال سرفرازی اوست — دل ما شاد و چشم ما روشن

۱۳۲۰

تاریخ رحلت مولوی سید علی کامل تخلص

دنیا سے گیا ملک سخن کا والی — اقلیم سخن کی ہے یہ بدا قبالی
افسوس جہان بین فرد کامل نہ رہا — استاد سے ہو گیا زمانہ خالی

۱۳۲۰

بحکم کل من علیہا فان ہشتم ماہ صفر ۱۲۶۲ ہجری مین بعارضۂ فالج جہان فانی سے ملک جاویدانی رحلت کی۔ اور مسجد مشہور کے صحن مین واقع متیال پیٹھ دفن ہوئے خوشنویسونے تاریخ رحلت کہی العاقبۃ للمتقین ۱۲۶۲ھ اور نواب اعظم جاہ نے بہی لکہی ہو ہذا

نکتہ سنج رموز دان سخن
بیدل بیفنا و گفت ہاتف غیب
سرخوش عصر ابو طیب خان
راقم از بہر خرد سالش خواست

رخت بربست چون سوئے عقبیٰ
رفت ہیہات زین جہان والا

ولہ

گرد زین دار فنا چون رحلت
گفت ہاتف بخدا در جنت

آپ خوش خلق و نیک محضر تہے۔ باوجود کبر سنی ظریف الطبع جوان مزاج تہے۔ آپ جس محفل مین رونق افروز ہوتے تہے محفل کو روشن کرتے تہے محفل مین اکثر اشعار ضرب المثل سناتے تہے۔ اہل مجلس آپکے کلام دلاویز شکر ریز سے تازہ دل ہوتے تہے۔ ہمیشہ اوقات عزیز کو سخن سنجی مین مصروف کرتے رہے۔ چنانچہ آپنے رحلت کی صبح حالت نزع مین یہہ بیت لکہکے مولف اعظم کی خدمت مین بہیجی ہو ہذا

دارم این امید اعظم وقت مرگ خویشتن
سرو قدرت دیدہ سیر عالم بالا کنم

مولف تذکرہ گلزار اعظم نے آپکی مدح مین یہہ رباعی لکہی ہے

خارج ز بیانست کمال والا
گرشبہ بخاطر ز ثنایم داری

مفقود ز مانست مثل والا
این نظم نشانست ز حال والا

من اسعار الفارسی

آئی بسا ز روشن چون ید بیضا بیاسم را
الہی تجد مرون نیز رنگین کن بیانم را

کلیم طور سینائے تجلی کن زبانم را
اگر دست کن اثر برگ حنا سامان دانم را

طریقہ قادریہ میں بیعت کی۔ مدت تک ان طریقوں میں ریاضت کرتے رہے۔ آخر
سنہ ۱۲۵۲ ہجری میں لخت جگر کے فوت ہونے سے نہایت غمگین و دل برداشتہ ہوئے وطن سے
غربت اختیار کی۔ چند ایام سیر و سیاحت میں بسر کر کے واپس آئے۔ آپکے بنی عام سید محمود یحییٰ خان
بہادر اکبر جنگ نے آپکو آوارہ گردی و رہ نوردی سے باز رکہا۔ پہر آپ اُسی زمانہ میں جان نثار جنگ
کے توسل سے نواب اعظم جاہ کی سرکار میں باریاب ہو کے خطاب سے سرفراز ہوئے۔ اور
نواب کے اساتذہ کے زمرہ میں شریک کئے گئے۔ نواب ممدوح اپنے تذکرہ میں لکہتے ہیں کہ
سبحان اللہ کیا شان والا ہے۔ اُستاد کامل ریاد دل ہیں۔ آپکے نیسان فیض سے ہزار ہا طلبہ
کے دامن مانند صدف جواہر فقرات نثر سے لبریز اور آپکے آفتاب تعلیم کی شعاعوں سے
ایک عالم کا جیب و دامن مثل کان بدخشان لعلہائے نظم سے لبالب ہے۔ آپکے تلامذہ درجۂ
اُستادی کو پہنچے۔ آپ خوش تقریر و تحریر تہے آپکے حسن بیان سے سامعین تازہ دل ہوتے
تہے۔ نظم کو ایسی ادا سے پڑہتے تہے کہ دل مسخر ہو جاتے تہے۔ اور نثر کو بہی ایسے لہجہ سے
ادا فرماتے تہے کہ قلوب تازہ ہوتے تہے۔ تاریخ دانی میں بے نظیر تہے۔ مثنوی معنوی و
کتاب شاہنامہ اکثر تذکرے مثلاً کلمات الشعرا و خزانۂ عامرہ وغیرہ کے حافظ تہے۔ اور
متقدمین شعرا کے بیشمار قصیدے آپکے خزانۂ حافظہ میں محفوظ تہے۔ صاحب تالیف
و تصنیف تہے۔ مثنوی بحر عجم۔ و مثنوی آیۂ رحمت و رسالہ بحر رحمت۔ و شرح بعض قصائد
عرفی۔ و چند رسالہ نثر بطرز ظہوری وغیرہ آپکی تصنیفات سے ہیں۔ اور ایک دیوان
ضخیم ہے۔ دیوان قصائد و غزلیات و قطعات و رباعیات کا مجموعہ ہے۔ آپکا کلام شاہ
ناصر علی کے انداز پر ہوتا ہے۔ جو منصف مزاج ہوگا وہ دونوں کے کلام کو امتحان کی ترازو
میں تول سکے وہ دیکہیگا۔ بلکہ سمجہیگا دونوں ایک ہی ہیں۔ فرق نہیں کریگا۔ آخر آپنے

دل سختش ز آہ من شد رم اے وفائی منال از ستمش	آہ عاشق سرایتی دارد گرستم نیز غایتے دارد

وحدت - محمد امان اللہ

وحدت تخلص - محمد امان اللہ نام - بہار و خزان کے مولف نے لکہا کہ آپ قاضی سراج الدین قدس سرہ کے فرزند لبند ہین - آپکی ولادت ۱۲۳۲ھ ہجری مین قلعہ قندہار ضلع محمد آباد بیدر مین ہوئی نشو و نما بہی وہان کی ہوا مین پایا - والد یا جد و دیگر اساتذہ کی خدمت مین کتب درسیہ سے فراغت حاصل کی - ذی استعداد تہا - آپکے والد قندہار کی قضا پر منفرد تہے - اور آپ پرگنہ نرل کی قضا پر مامور تہے - شعر و شاعری سے مناسبت رکہتے تہے - کبہی کبہی موزون فرماتے تہے - صرف آپکا ایک شعر ملا - **ھو ھذا**

انجام انکسار بود اوج اعتبار ۔۔۔ تخمے کہ آشنا بزمین شد دمیدنی است

ولا - سید حمید الدین

ولا تخلص - سید حمید الدین نام مستعد خان خطاب ہے - آپ سید ابو العلیخان کے فرزند ہین - آپکی ولادت ۱۲۱۳ھ ہجری مین بمقام رحمت آباد واقع ہوئی - ابتدائے شعور مین پدر بزرگوار سے کتب درسیہ فارسی عربی شروع کی - مختصرات عربی تا کافیہ پڑہ چکے مدراس مین آئے اور ملک العلما مولوی علاء الدین لکہنوی و سراج العلما مولوی محمد اسلم و مولوی تراب علی خیرآبادی محمد حسین اہلی کے حلقہ درس مین شریک ہوئے تحصیل علوم مین مصروف ہوئے - ذکی الطبع و تیز فہم تہے - تمام طلبہ سے فائق ہوئے چند روز مدرسہ کمپنی

جبرئیل بدر و یا سلیمان بر تخت	یا احمد مرسل ست بر پشت براق

وفا۔ مرزا عبد الباقی

وفا تخلص۔ میرزا عبد الباقی الشریف الرضوی نام۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ
آپ میرزا محمد شفیع خان وزیر سابق بلدہ گلپایگان کے فرزند ہین۔ ملک عجم آپکے بزرگان
سلف کا وطن اور آباء اق عرب تا نیا خراسان و اصفہان تہا۔ آپکا مسقط الراس
بلدہ شریف ہے ۱۱۶۷ ہجری مین آپکی ولادت ہوئی بیس برس کی عمر تک والد ماجد کی خدمت
مین تربیت و تعلیم پائی۔ والد کے فوت ہونے کے بعد تحصیل علم کے لئے اصفہان گئے
وہان علمائے عہد مثل ملا علی اکبر و مرزا محمد اسمعیل و مرزا شمشاد وغیرہم سے مستفید ہوئے
علماسے سند علوم و فنون کی حاصل کیکے محمد کاظم واله و فتح علیخان صبا ملک الشعرا کی
خدمت مین شعر و شاعری مین مشق کرتے رہے اساتذہ کی توجہ سے قصائد غرا موزون کرنے
لگے۔ نو برس کے بعد سیاحت و سیر کے لئے برآمد ہوئے ممالک ایران کی سیاحت کرکے
ہندوستان کے طرف متوجہ ہوئے۔ حیدرآباد دکن مین پہنچے۔ مدت دراز تک میر الملک
بہادر کی خدمت مین عزت و آبرو سے رہے۔ چندے وزیر کے بعد حضور ناصر الدولہ بہادر کے
دربار مین باریاب ہوئے بادشاہ کے ندیم و طبیب ہوئے۔ پہر آپ ۱۲۴۷ ہجری مین تقاضائے
آب و خورش مدراس مین پہنچے۔ سرکار کمپنی کے اجنٹ کے پاس منشی گری کی خدمت پر
متقرر ہوئے۔ ذی استعداد و لائق تہے قصائد گوئی مین اُستاذ تہے۔ غزل کم کہتے تہے
خوشنویس تہے۔ ہفت قلم تہے۔ فن خطاطی مین اُستاد مانے جاتے تہے مشاعرہ مین شریک
تہے۔ آپکی رحلت کی تاریخ معلوم نہین ہوی۔ من اشعارہ

فوت ہوئے سنہ وفات سنہ ۱۲۹۳ ہجری مین واقع ہوا۔ آپکے باقیات الصالحات سے منشی اعجاز علی شہرت تخلص یادگار حیدرآباد مین موجود ہین۔ نواب خانخانان نظام یار جنگ بہادر کی خدمت مین ملازم ہین۔ من اشعارہ الفارسی

مرغ دل در قفس بفریاد است
وا دخواہ کدام صیاد است

سر شوریدہ را دو اجستم
گفت سنگ مزار فرہاد است

بیدار شود یار دلش نرم نگردد
دردآہ من خستہ اثر ہست اثر نیست

بسکہ دیوانہ آن نرگس فتان گشتم
می شدم جام شدم گردش دوران گشتم

از نرگس مخمور تو دل بیخبر افتاد
دیوانہ چو با مست در افتاد برافتاد

بیمار تو در سازسپندست درین بزم
بنشست چو برخاست چو استاد برافتاد

گریہ چنانکہ اشک کباب جگر شوم
سر را بپا گدازم و شمع سحر شوم

وصفی اگر بدار کشندم بجرم عشق
من ہم گشتگان غمش نامور شدم

وصلی - میرزا وصلی

وصلی تخلص - میرزا وصلی نام ہے - عراقی الاصل تھا - خوش طبع و خوش وضع تھا علم و فضل سے آراستہ تھا - سخن سنجی و شعرگوئی سے زیادہ رغبت رکھتا تھا - پرگو تھا ولایت عراق سے حجاز گیا - اور وہان سے جہاز مین سوار ہوکے ہندوستان کیطرف روانہ ہوا - سوء اتفاق سے اہل کشتی تمام بحر فنا مین غرق ہوئے - مرزا وصلی صاحب بصد نجات کے کنارے پر پہنچا - وہاں کے کنارے سے قطب شاہ والی گولکنڈہ دکن کا اقامت مین زیاسکونت اختیار کی - علاوہ شاعری فن کشتی گیری و پنجہ گیری مین استاد کامل تھا

غنیمت گر بار قیبان ہمنشین آیی وفا
مسکن خوبان ولی از وفا بود وکنون ان
خورشید را بجبین تو سجیدہ ایم صبح
ہر نکتہ کہ بود نہان در دلم ز عشق
خورسے کسب فروغ بود ماہم مدام
زوصل یار جدا اوفتادہ می گویم
صبح چو طغیان کند کوکب جہان پیمای من

بر تن از غیرت فلد ہر کوی چون تن من مو
گفت وا تر ون مین ز نیو و ودی مسکن ما
دیدیم چون ستارہ مقدین آفتاب
یکیک سرشک بہ رخ من جستجیت گفت
ہست بدریوزگی ز ہجو گدایان مسیح
سر نیاز بہرد و نہادہ می گویم
آسمان گرد و زمین از چشم انجم زاے من

وصفی۔ مولوی سرفراز علی

وصفی تخلص۔ سرفراز علی نام۔ آپ شاہ نجیب بخش ساکن قصبہ امیٹھی ضلع لکھنو کے صاحبزادے ہین۔ آپکے نسب کا سلسلہ مخدوم بہاء الحق جد ملا جیون شیخ احمد سے منتہی ہوتا ہے آپکی ولادت سنہ ۱۲۵۰ ہجری مین واقع ہوئی۔ نشو و نما کے بعد مولوی غلام امام شہید کی خدمت مین تعلیم پائی۔ موزونی طبیعت خداداد تھی۔ شعر و شاعری کی طرف متوجہ ہوے مولانا موصوف سے کلام کی مشق کرنے لگے۔ تھوڑی ہی مدت مین مولانا کی فیض صحبت سے کامل ہوئے۔ فارسی اردو دونون زبان مین شعر فرماتے ہین۔ آپکا کلام فصاحت وبلاغت سے خالی نہین ہے۔ شستہ و پاکیزہ ہوتا ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین۔ ترانہ بلبل و نغمہ عندلیب۔ و گنج تواریخ ۱۲۷۹ھ و نغمہ عشاق آپکی تالیفات سے ہین۔ آپ ۱۲۶۲ ہجری مین حیدرآباد دکن مین وارد ہوئے۔ صدر الصدوری مین منشی گری پہ تقرر ہوے۔ مدت تک عہدہ متعوضہ پر حسن طبع سے کام کرتے رہے آخر رخصت لیکر وطن مالوف گئے۔ وہین

فائز المرام ہوتے تھے ۔ من اشعارہٗ

بسکہ در حین تعلق گشت آزادی مرا	سایہ سان کارے نباشد با غم و شادی مرا
از سر حرف انا الحق شد بدست من عصا	حضرت منصور واقف تا بود ہادی مرا

ولہ

تا بقائے نقش سان نے	شور ما نیست اختیاری ما
کرد ما را چو نقش پا واقف	پامالی خلق خاکساری ما
چشم بہجر یار سراسر سپید شد	اشکم مگر بشست بصابون آفتاب
آید یادم گر روئے زر افشان کسے	دلم از دیدن انجم بہجر وشن است مشتیب
پندار ہستی تو حجابی ست در نظر	ورنہ بروئے یار کسے پردہ دار نیست

آپ کی وفات کی تاریخ دستیاب نہیں ہوئی ۔

واقف شیخ نور العین المتوفی ۱۱۹۵ھ ہجری

واقف تخلص ۔ شیخ نور العین نام ۔ آپ قاضی امانت اللہ ساکن بٹالہ ضلع لاہور کے خلف الصدق ہیں ۔ آپکے بزرگان سلف موضع مذکور میں منصب قضا پر مسلسل یکے بعد دیگرے مامور ہوتے رہے ۔ واقف صاحب جملہ کتب درسیہ عربی فارسی سے فارغ التحصیل تھے ۔ تحصیل و تکمیل کے بعد مدت دراز تک سخن سنجی و زبان دانی میں مصروف رہے شاعری سے زیادہ دلچسپی رکھتے تھے ۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی لکھتے ہیں کہ واقف نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک رات خواب میں یہ مصرع میرے دل میں گذرا خواب سے بیدار ہوتے ہی یہ مصرع موزوں کیا ع درخندہ اختیار نداری برنگ گل ۔ اور پھر ایسا ہی دوسری شب بھی ایک مصرع دلمیں آیا ع اے چراغت بکف از رنگ حنا بندہ بیا ۔ چند مہینہ تک

زور و قوت مین بڑہا ہوا تہا۔ دکنی کشتی گیرون سے اکثر کشتی و پنجہ گیری مین غالب ہوتا تہا۔ تمام پہلوانان کشتی گیر تا بوجو رتے تہے۔ ایکروز ایک شخص سے پنجہ گیری مین مقابلہ کیا۔ غالب ہوا تمام کے دلون مین حسد کی آگ بہڑکی۔ زہر دیکے ہلاک کیئے۔ یہہ واقعہ سنہ ہجری مین واقع ہوا۔ من کلامہ

دل فریبانہ برہ میرود و می ترسم	کہ صبا دا بو دش دل نگرانی از پے
نگار من تو چنان تندخو بر آمدہ	کہ کس بہ تندخوئی تو بر نمی آید

واقف مولوی شاہ میران محی الدین قادری

واقف تخلص۔ میران محی الدین نام۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ شاہ احمد ابو تراب کے فرزند مین آپکی ولادت سنہ ۱۲ ہجری بمقام اودگیر واقع ہوئی۔ زمانہ خوردسالی مین والد کے ہمراہ مدراس آئے۔ اور وہان سکونت پذیر ہوئے۔ آپنے کتب درسیہ مولانا آگاہ و معجز سے ختم کین۔ اور شعر و شاعری مین معجز سے اصلاح لیتے تہے چنانچہ معجز کی شان مین لکہا ہے

می کند کار مسیحا شعر سحر ایجاد ما تا غلام محی الدین معجز بود استاد ما

اور ملک العلما مولوی علاء الدین لکہنوی و مولوی سید خیرالدین فائق کی خدمت مین کتب عربیہ سے فراغت پائی۔ فضیلت و لیاقت کے پیرایہ سے آراستہ ہوئے۔ اقران و امثال مین نامور اور اپنے حقیقی ماموں حضرت شاہ منصور قادری کے مرید و خلیفہ ہوئے ریاضت و ہدایت مریدین مین مصروف ہوئے۔ مدرسۂ اعظم مین مدرسی پر مامور اکثر طلبہ آپکی خدمت مین مستفید ہوتے تہے۔ اور آپکی تعلیم و تربیت کی برکت سے

گویند عیب عاشق را بزبان — سر ماند و نماند ہیچ چیز از سامان
بیداند ہر آنچہ بود الا عینک — وا ماندہ با ہمین دو چشم حیران

آزاد نے اورنگ آباد سے خرچ روانہ کیا - دونون بالا پور سے کھوالا پور گئے بھگتن نے لکھا کہ خرچ کافی نہین ہے پھر آزاد نے دوبارہ اعانتہ خرچ بھیجا - آخر دونون بزرگ ناگپور ہوتے ہوئے پنجاب مین داخل ہوئے - وطن مالوفہ مین اعزہ و اقارب کے دیدار سے خوش ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

میان چشم او در بند دارد جان محزون را — پے پاس غزالان بس بود زنجیر مجنون را
نیست می در کار رنگ آن رخ پرنور را — حاجت روغن نباشد چراغ طور را
حسن چون شاہانہ بر کرسی ناز آرد نشست — عشق گرم دار بازی میکند منصور را
در دیار عاشقی ہنگامہ داغ است گرم — سرد بازار است اینجا ہم کافور را
چون نے نساخت ہمدمے ہیچکس مرا — نالم اگر نشیخ شود ہمنفس مرا
گفتم کر از ہم دل ازین دلبران شہر — خندید زیر لب کہ ارادت مقدم است
قربان آن لبیم کہ بخشش نکرد میل — با آنکہ ہر سوال مرا صد جواب داد
ایزد آن عیسیٰ نفس را ہر چہ ممکن بود داد — با وجود حسن یوسف نغمہ داؤد داد
چشمت گرانی از می چون ارغوان کند — بیمار را زیادتی خواب گران کند
حسن بدیرہ محال است کہ ماند نہان — غنچہ گل گردد و گل نیز بیا بار آید
مقبول نیست جز بتیمم نماز عشق — با آبرو خاک کہنہ گو آبرو مباش
بسیار دیدہ ایم کہ تسکین نگر — وابستہ کردن تو امی یار میکنم
شب فرقت چراغی بغل فروزم و گریم — چون شعلہ قسم و خیزم چو شمع سوزم و گریم

ثانی مصرع کے فکر مین مستغرق رہا آخر یہہ اول مصرع موزون کیا ؎

دل زودستم بہ شبستان غمت گم گردید۔ انتہیٰ کلامہ

واقف اور حاکم لاہوری کے درمیان باہم محبت واتحاد روحانی تہا۔ دونون باہم اتفاق کرکے

سیر دکن کے لئے پنجاب سے برآمد ہوئے۔ بتاریخ ۲۹ ماہ رجب ۱۱۶۷ہجری مین شہر اورنگ آباد

وارد ہوئے۔ میر غلام علی آزاد کے پاس فروکش ہوئے ایک ہفتہ قیام کرکے بندر سورت روانہ

ہوئے۔ حاکم حرمین شریفین روانہ ہوگیا۔ اور واقف بسبب بیماری وضعف بدن سورت

مین سکونت پذیر ہوگیا۔ عذر خواہی مین کہتا ہے۔ ؎

گرچہ جان جینو بلب نزدیکست | دور بودن بار ب نزدیک ہست

اکثر عوام واقف کی کم ہمتی و بزدلی پر طعن کرتے تہے۔ کہ شرف زیارت و حج سے محروم رہا

لیکن اس نے نہ جانیکی وجہ ایسی خوبی سے ادا کی کہ طاعنین خاموش ہوئے۔ جب حاکم نے

زیارت و حج سے فارغ ہوکے سورت مین مراجعت کی۔ دونون باہم ملکے سورت سے

اورنگ آباد روانہ ہوئے۔ ۵ تاریخ جمادی الاول ۱۱۶۸ہجری اورنگ آباد پہنچے۔ شاہ محمود

خلیفہ باباشاہ مسافر کے تکیہ مین فروکش ہوئے تقریبًا ایک سال تک رہے۔ اسی مدت مین

چند روز حیدرآباد بہی گئے۔ پہر سال مذکور یعنی ۱۱۶۹ہجری مین اورنگ آباد سے وطن مالوفہ

روانہ ہوئے۔ رستہ مین مابین بالاپور واورنگ آباد رہزنون نے آپکا تمام سامان و اسباب

لوٹ لیا۔ بے سروسامانی مین نہایت ہی پریشان ہوئے۔ بالاپور سے میر غلام علی آزاد

بلگرامی کی خدمت مین خط لکہکے بہیجا اور اپنے واقعات سے مطلع کیا۔ اور حسب حال

ایک رباعی موزون کرکے لکہی ؎

تلخیکہ ز بادہ سیاہ با ما ماندہ ست | چشم بہ خواب و دل بتاب با ماندہ ست

پڑھکے مولانا سراج العلما محمد شہاب الدین مدرسی سے تفسیر حدیث کی سند پائی - اور
علم جفر و رمل و نجوم و تکسیر مین بھی لیاقت و استعداد حاصل کی - علوم و فنون کی تحصیل
و تکمیل سے فارغ ہونے کے بعد حضرت عطا احمد قادری کے مرید اور حضرت سید شاہ احمد
قادری کے خلیفہ ہوئے اور علم سلوک و طریقت کے طرف مصروف ہوئے - اکثر اوقات
طالبین و مریدین کے درس و تدریس و تالیف و تصنیف مین مشغول رہتے تھے - تحریر و تقریر
مین بے نظیر تھے - اور اخلاق و عادات پسندیدہ مین بے مثل - جامع علوم و فضائل
تھے - ہر فن کے طلبہ آپکے دولتخانہ پر مجتمع رہتے تھے اور مستفید ہوتے تھے - آپنے
اپنی ذات مبارک کو عام و خاص کے لئے وقف کر رکہا تہا - افادہ و افاضہ مین کوتاہی
نہین فرماتے تھے شعر و شاعری سے دلچسپی رکھتے تھے بشرط فرصت موزون کرتے تھے
آپنے چند رسائل مفید تالیف کئے تھے مثلاً فتاوی جمعہ - رسالہ لیلۃ القدر -
و صدقۃ الفطر - و تکمیل الہام فی الصیام - و تبصرۃ الوہاب - و تکمیل الحجہ -
فی بیان السنۃ و البدعۃ - و کشف الیقین فی رد شبہات الملحدین - و مراۃ الحق
وغیرہا چند روز مشاعرہ اعظم کی محفل مین باریاب ہے - ملازمت سرکاری سے فائز المرام
ہوئے - آخر مقام ملور مین عزلت نشین و سکونت پذیر ہوئے - آپکے وفات کی تاریخ
و سنہ معلوم نہین ہوا بعض احباب سے سنا گیا - کہ سنہ ۱۳۰۳ ہجری مین فوت ہوئے ہین
واللہ اعلم بالصواب - **من اشعارہ**

سادہ لوحان ز تحمل از جفاے خلق ہیست	یک نفس باشد متاع صد غبار آئینہ را
ہوشیار می ظلمت افزاے نگاہ با قیمت	بیعت دست سبو کشف العطا باشد مرا
اندر تشہیر آن پری جبہا مرقع پوہم	بیخودی می گم جنون انگیخت فتح الباب شد

خوش خلق و نیک خو تھے۔ مہمان نوازی میں مشہور تھے۔ وارد و صادر کی خدمت معتنم
اسافر کی رعایت اپنی حیثیت سے زیادہ کرتے تھے۔ اور احبا و اقربا کے ساتھ حسن سلوک
فرماتے تھے۔ اور نہایت تواضع و انکساری سے پیش آتے تھے۔ آپ حضرت شاہ محمد ثانی
کے مرید و خلیفہ تھے آپکی رحلت کی تاریخ دستیاب نہیں ہوی۔ من نتائج طبعہ

میطاقتی چو راہ سنا می شود مرا
نازم بضعف خویش کہ مانند بوے گل

آہ رسائی خویش عصا می شود مرا
مرکب ز دوش باد صبا می شود مرا

ولہ

چہ پرسی اے پری و حالت دیوانہ خود را
چمن را غبار تازگی از پا یا افتادے

گریبان چاک بر سر خاک در جان حسرت دارد
نمی جستی گر از رخسار گلگونش تو بس گل

ولہ

ولت ہمراز شد محو ہواے گلشن دنیا
بیاد لعل لبہائش چو لالہ خون دل غم شم

ولے بر بیوفائیہائش خندد بے تا مل گل
سراپا آتش و چون آتش یاقوت خاموشم

صبا شوخی مکن با طرہ زلف نگارینش
در حجاب زلف روئے خویش پنہان کردہ

چو بوے گل ز تحریک نوا زسر پا بردہ ہوشم
بہر با صبح وطن شام غریبان کردہ

اے جنون دیگر چہ نالم بلبل آسا در چمن
گر آید بر مزارم ان بت نیرنگ ما نغمے

چو گلم چاک گریبان تا بدامان کردہ
بر آید از نئے پر استخوانم بانگ نا توے

ہمدم۔ شاہ محمد تقی برہانپوری

ہمدم تخلص۔ شاہ محمد تقی نام۔ مرزا محمد خانیخان کا خلعت الصدق ہے۔ مرزا محمد خانخان
مونج کے بنائرین ہیں۔ آپکے جد اعلیٰ نواب مغفرت مآب آصفجاہ مرحوم کے دیوان تھے
ہمدم کی ولادت برہانپور میں واقع ہوئی۔ خاندانی علم و فضل موروثی تھا۔ آپ بیس بائیس سال

از خیال زلف پیچانش فتادم در بلا	کے برآید کشتی آنکس کہ در گرداب شد
برائے صید دلہا می کشاید شانہ زلف او	چو صبا دیدہ واے گستر د آہستہ آہستہ

حرف ہائے ہوز

ہمراز - شیخ عبدالقادر

ہمراز تخلص - شیخ عبدالقادر نام - قادر علیخان بہادر خطاب ہے - گلزار اعظم کے
مولف نے لکھا کہ آپ شیخ امام کے فرزند ہین آپکے بزرگان سلف کا وطن بیجاپور ہے
آپکے والد ماجد محمد پور مین سکونت پذیر تھے - آپکی ولادت ۱۲۰۰ ہجری مین بلدہ نیلور
مدراس مین واقع ہوئی - نشو و نما و تمیز و شعور کے بعد خواجہ سید شاہ محمد حسینی کی خدمت مین کتب
مختصرات سے فارغ ہو کے کتب متداولہ فارسی علما و شعرائے مدراس سے ختم کین استعداد
کامل حاصل کر کے شاعری کے میدان مین قدم رکہا - سید ابو طیب خان والا - و محمد اسلم خان
و جوہری و مسعود خان والا وغیرہم کی خدمت مین اپنا کلام پیش کرتے تھے شعرائے مذکورین
کی اصلاح سے کلام درست و شستہ ہونے لگا - رفتہ رفتہ درجہ پختگی کو پہنچا - معاصرین
مین معتبر شمار کئے گئے - اوائل حال مین آپ منشی گری کا پیشہ کرتے تھے یعنی نوجوانان
فرنگ کو فارسی و اردو پڑہاتے تھے - چند روز بذریعہ تعلیم زندگی بسر کرتے رہے -
پہر سرکار انگریزی مین ملازم ہوئے - متعدد خدمات پر درجہ بدرجہ ترقی کرتے گئے - آخر
درجہ تحصیلداری ضلع نیلور مین فائز المرام ہوئے سرکاری مہمات کے انتظام مین نہایت
ہوشیار و تجربہ کار تھے - امانت و دیانت کے ساتھ امور مفوضہ کو انجام دیتے تھے
حسن خدمات کے صلہ مین خطاب مذکور سے مخاطب ہوئے - سرکار کے نزدیک معتبر و معزز

نہ شب بر مین آتا نہ دن تکیہ دکھاتا | وله | نہ احوال سنتا نہ مجھکو بلاتا

تڑپتا ہون روتا ہون جلتا ہون ہجران سے | وله | دل خون ہوا میرا دلبر کے [illegible]

آرائش حسن کو جب وہ بیٹھے گا کر روبرو آئینے کو مصاحب | وله | دلے جا کہیا میری شانہ زبانی تو مصحب ہو زلف کا [illegible]

تاریک سدا راتون مین باریک تارے و نین | وله | زلفون کی بالون مین الجھا میرا دل

دون مار بچھون سے اس منکی مہری کو | وله | افسون گری سے فسونگر پہر آ جا

ہجران کی تلخی سے دل بیزار ہیگا | وله | میرے سلونے سے کوئی جا کے بولو

کڑوی کسیلی رقیبون کی باتون سے | وله | ہون ترش لب سے میٹھا چکھا جا

قاتل نگہ کی ہے شمشیر تجھ پاس ہمدم | وله | شہادت کا رکھتا ہے خواہش

ظالم تغافل کا اب وقت نین ہیگا | وله | یک زخم کاری ادا سے لگا جا

ہادی۔ عبد الہادی اورنگ آبادی

ہادی تخلص - عبد الہادی نام - آپکا اصلی وطن اورنگ آباد ہے - شاہ سامی کے تلامذہ مین سے ہے - علمی لیاقت و استعداد سے معرا تہا مشہور ہے کہ شاہ سامی اسکو کہہ دیتے تھے - لچھمی نرائن تذکرہ چمنستان مین کہتے ہین کہ مجکو شہرت کی تصدیق ہوئی واقع مین ہادی کچھ نہین تہا کیونکہ جسوقت مین حیدرآباد آیا اسوقت میان ہادی سے ملاقات ہوئی ایک ہی منزل مین ہم صحبت ہے کئی مرتبہ مین مصرع ریختہ طرح کئے مگر اس عزیز سے ایک مصرع بہی سرزد نہوا کثرت ملاقات سے آدمی کا حسن و قبح معلوم ہوتا ہے مجھے ثابت ہو گیا بیچارہ بے سروپا ہے - ہان حسن صورت جمال سے بہرہ رکھتا تہا اکثر صورت پرست اُن کی [illegible] کرتے تھے عشق مجازی سے عشق حقیقی کے طرف [illegible] آتے تو [illegible]

کو فن شاعری میں بڑی قدر تھی۔ کمان ہوا کہ بہشتی شاعر بنا ہے۔ وہاں سے اٹھ کر بہت سے نسخ
چھید ہو گئیں۔ ہاشمی اشعار میں عورت کا عشق مرد پر بیان کرتا ہے بخلاف ہر یک
وہ مرد کا عشق عورت پر ظاہر کرتے ہیں۔ اور اہل ایران مرد کا عشق مرد پر۔ ہاشمی نے
اس طرز میں قرآن شریف کی متابعت کی کیونکہ اُس میں زلیخا کا عشق یوسف پر ہے
آپکا انتقال سنہ ۱۱۹۰ ہجری میں واقع ہوا ہے۔ **من اشعارہ الہندی**

رضا گر مجکو دیتے ہی کروں گی پھر نہ جا اور اگر کوئی آکے دیکھے گا تو دلمین کیا کہیگا	اگر سچ ہو وے گی فرصت صبح پہر آ دنگی چھوڑو مجھے بدنام کیا کرتے کہین مین جاؤنگی چھوڑو

ہاتف میر عاشق حسین جان حیدر آبادی

ہاتف تخلص۔ میر عاشق حسین جان نام آپ حکیم عنایت علیخان شاہجہان پوری
کے فرزند ہیں۔ آپکے جد اعلیٰ میر لطف علی المخاطب حکیم شفائی خان بندگانعالی نواب
ناصر الدولہ مغفور کے زمانہ مین ہند سے حیدر آباد دکن مین آئے۔ بندگانعالی کے دربار
مین باریاب ہوئے۔ بندگانعالی نے معتمد الملک کا خطاب و منصب مناسب سے سرفراز فرمایا
آپکے جد اعلیٰ سرکار عالی کے نہایت ہی شکر گذار ہوئے اور اس ریاست مین سکونت پذیر
ہوئے۔ خوشحالی و فارغ البالی سے رہنے لگے۔ ریاست کے امرا و شرفا بھی حکیم صاحب کی
بڑی تعظیم و توقیر کرتے تھے۔ آپکے والد نے بھی فن طبابت مین عمدہ لیاقت پیدا کی
تھی۔ تشخیص و نباضی مین بے نظیر تھے۔ بیمار کی طرف خوب توجہ فرماتے تھے۔ بیماری کی
حالت خوب استفسار کرتے تھے۔ اگر کوئی صاحب مرض جلدی کرتا تھا تو آپ اُس سے
خفا ہوتے بد دل ہوتے تھے۔ آپنے اسی شہر مین کتب فارسی عربی علمائے شہر سے

...تنگی بسر کرتا تھا۔ وہاں سنا کہ ساوہ کا حاکم معزول ہو گیا جس کے سنتے ہی طبیعت
پریشان ہو گئی۔ ناگاہ ایک خواب میں خضر علیہ السلام سے بشارت پائی کہ ہند کا سفر کرنا ضرور لازم
ہو اس بشارت کے پاتے ہی [illegible] ہجری میں بندر [illegible] سے کشتی میں سوار ہو کے مع الخیر
و العافیہ مصطفیٰ آباد عرف دابل پہنچا۔ وہاں خواجہ عماد الدین تاجر سے جو اسکا ہم وطن
وہ بھی تھا ملاقات کی۔ پھر خواجہ کے ہمراہ محمد آباد بیدر روانہ ہوا۔ اسوقت نظام شاہ بہمنی
خورد سال فرمانروا تھا۔ اور خواجہ محمود گاوان وزیر۔ خواجہ گرجستانی اور محمود گاوان میں باہم
محبت و اخلاص [illegible] تھا۔ پہلے گرجستانی نے خواجہ گاوان سے کہا کہ آپ میرے
یوسف کو بادشاہی چیلوں میں شریک فرما دیجئے۔ محمود گاوان کے توسل سے بارگاہ بہمنی
میں باریاب ہوا۔ بادشاہی چیلوں میں منسلک ہو گیا۔ آہستہ آہستہ ترقی کے درجہ پر
عروج کرتا گیا۔ بادشاہ کی ملازمت میں اکثر کارنمایاں کئے اور متعدد معرکوں میں کامیاب
و فیروزمند ہوتا رہا۔ بادشاہ و وزیر کے نزدیک معتمد علیہ تھا۔ خواجہ کا دست گرفتہ و تربیت یافتہ
کہلاتا تھا۔ خواجہ محمود گاوان کی توجہ و عنایت سے بیجاپور کا صوبہ دار ہو تا انقراض سلطنت
بہمنیہ صوبہ کا انتظام عمدہ طرح سے انجام دیتا تھا۔ جب سلطنت بہمنیہ منقرض ہو گئی تمام
صوبے خودمختار ہو گئے ہر ایک نے شاہی خطاب اختیار کیا۔ چنانچہ ۸۹۵ھ میں یوسف
عادل خانی نے عادل شاہی لقب اختیار کیا اور شاہانہ مختارانہ حکومت کرنے لگا بہمنیہ عہد
میں بظاہر سنی المذہب تھا لیکن ابتدائے اختیار کی حالت میں امامیہ مذہب کی اشاعت پر
کمربستہ ہوا واقع میں یوسف عادلشاہ صاحب [illegible] و [illegible] و دانشمند و [illegible]
الاصل خاندان عثمانیہ سے ہے ابتدائی طور پر سنی المذہب تھا لیکن شاہ صفی کی ارادت
و عقیدت علمائے عجم کی صحبت کی وجہ سے شیعہ ہو گیا تھا۔ ۹۱۶ ہجری میں [illegible]

کبھی اپنے مذہب کی فضیلت و بزرگی کا مدعی نہیں بنتا تھا۔ جس طرح اشتہامیان محمد
الحکام مطلب جیسے ملک لاور خان حبشی محمد خان سیستانی خدیجہ اگرچہ فتنہ و فساد پیشہ
ہوئے۔ لیکن بادشاہ نے تمام کی دلجوئی کی اور لکھو دینکر دلی دین کا مطلب نہایت
نرمی و ملاطفت سے دلنشین کیا تمام راضی ہوگئے۔ اور عین الملک سپہ سالاری سے معزول کیا گیا
تھا مگر بادشاہ نے خفیہ پولیس مقرر کی کہ ہر ایک جانب سے خبر دیتے رہیں انتہی کلامہ۔
فرشتہ نے سید احمد ہروی صدر سے نقل کی ہے کہ سید کہتا ہے کہ یوسف عادلشاہ ہوشیار
و تجربہ کار تھا۔ سخاوت علم سے موصوف اور شجاعت و عدالت و خیرات و حسنات میں معروف
تھا۔ خط اما تھا۔ خط نستعلیق خوب لکھتا تھا۔ علم عروض و قافیہ میں مہارت تام رکھتا تھا۔
اور علم موسیقی میں استاد۔ طنبورہ ستار خوب بجاتا تھا۔ اہل علوم و فنون کا اعزاز و اکرام کرتا تھا
ہمیشہ اسکی مجلس میں شعرا و علما کا مجمع رہتا تھا۔ قدما کے اشعار پڑھے جاتے تھے اور سلاطین
سلف کے تذکرے ہوتے تھے شعر و شاعری سے دلچسپی رکھتا تھا کبھی کبھی خود بھی شعر کہتا تھا
عیش و طرب کو امور سلطنت کے ساتھ رکھتا تھا۔ ایک ساعت ملک و رعایا کے حال سے
غفلت نہیں کرتا تھا ہمیشہ ارکان دولت کے سامنے عدل و داد۔ امانت و دیانت کی تعریف
کرتا تھا تاکہ ارکین کے قلوب میں صفات مذکورہ کی طرف رغبت زیادہ ہو جائے۔
اور ان کے اخلاق شائستہ سے ملک میں آسائش تمام پیدا ہو جائے۔ تنومند قوی ہیکل تھا
حسن و خوبی میں گویا یوسف زمانہ تھا۔ باوجود پیری و ریش سفیدی اسکے حسن و خوبی کی
دکن میں ایسی شہرت تھی کہ اسکے دیدار فیض آثار کے لئے دکن کے اطراف و جوانب سے
عامہ خلائق بیجاپور میں آتے تھے سواری کے راستہ میں منتظر کھڑے ہوتے نظارہ
کرتے تھے اور زبان حال سے کہتے تھے ؎ ہنر کا نقاب زہد و پرہیز و بدعت نہ

متعدد قربانی۔ اسمین تمام امراے امامیہ مذہب مثلاً میرزا جہانگیر قمی و حیدر بیگ ...
صدر و دیگر علماے امامیہ حاضر ہوئے۔ پس بادشاہ نے حاضرین کے سامنے بیان کیا کہ
مجھکو خضر علیہ السلام نے عالم خواب مین سلطنت کی بشارت دی تھی اور فرمایا تھا جب تجھکو
سلطنت نصیب ہو جائے اسوقت امامیہ مذہب کی تقویت دینا اور سادات و اہل بیت کو
معزز و مکرم رکھنا مین نے عہد کیا تھا کہ فیروزی کے بعد مذہب شیعہ کو رواج دونگا۔ خدا نے
آج وہ دن نصیب کیا۔ آپ سب کیا فرماتے ہین علما نے کہا مبارک ہے بسم اللہ بعض نے
کہا ہوشیاری احتیاط کے ساتھ کرنا چاہئے ایسا نہو کہ امراے سنی حنفی المذہب مین۔
اور محمود شاہ بہمنی موجود ہے ملک احمد نظام الملک بحری و عماد الملک و میر برید وغیرہم
سنیان پاک اعتقاد ہین۔ بادشاہ نے تمام حاضرین کی تقریر سنکے فرمایا ہر چہ باداباد مین
اپنے عہد کو ایفا کرتا ہون۔ خداے تعالی حامی مددگار ہوگا۔ پس غرہ رجب ماہ ذیحجہ سنہ [illegible] کو
مین جامع مسجد قلعہ بیجاپور مین خطبہ بنام ائمہ اثنا عشر علیہم السلام پڑہا گیا۔ اور اذان مین
کلمہ اشہد ان علیا ولی اللہ پڑہا گیا۔ اور خطبہ سے صحابہ کرام کے اسماے گرامی نکالے گئے
باوجود اشاعت مذہب امامیہ ایسا بندوبست کیا کہ کسی شیعہ کی مجال نہ تھی کہ صحابہ کرام و سنیان
اسلام کے نسبت حقارت کا لفظ زبان سے نکالے۔ بناءً علیہ باہم فریقین سے تعصب بالکل
دور ہو گیا تھا۔ علماے جعفری و فضلاے حنفی و شافعی باہم شیر و شکر کی طرح اختلاط
و آمیزش رکھتے تھے۔ مذہب کے معاملہ مین کوئی بحث و تکرار نہین کرتا تھا۔ اور اسی بیت کے
مضمون پر کاربند تھے ؎

گر آن بہتر ور این بہتر تراچہ		چون حلقہ ماندہ بر در تراچہ

ہمسایہ جدید معابد مین ہر ایک فریق اپنے طریقہ پر عبادت کرتے تھے کوئی کسی کا مزاحم نہین ہوتا تھا

من اشعار الفارسی

تا از غم عشق کشتہ شد قافلۂ ما
گلہا شگفد ہر طرف از مرحلۂ ما

با آنکہ بجان با تو نکردیم بجز جلے
پیش دگران بہر چہ کردی گلۂ ما

تبخالہ بہ لب آمدہ برپارۂ عشقت
رفتیم کہ شد ہادی رہ آبلۂ ما

ما مسئلہ فقہ ندانیم چہ یوسف
آسان شدہ از عشق بتان مسئلۂ ما

وله

گر وا رسی بدرد دل ناتوان من
کے می برد بمرگ کسان شکیب جان من

درد دل خود اربکنم کار مشکل است
ظاہر کہ میکند بتو درد نہان من

با آنکہ صد رہم بجفا آزمودہ
تیغے کشیدہ زپئے امتحان من

اے گل رسیدہ است بگوش تو قصہ ام
بلبل نخواند وقت سحر داستان من

گویا کہ بلبلان چمن نقل کردہ اند
حرفے زبیوفائی گل از زبان من

یوسف بزاری دل من گوش کس نکرد
کو بخت آنکہ گوش کند نکتہ دان من

وله

مراز بادہ جامی فراغ یعنی چہ
سبو سبو خم خم ایاغ یعنی چہ

رباعے منہ

دوشینہ بر آستان یار از سر درد
می مالیدم سر و دو دست و رخ زرد

بر حلقۂ در دست زدم گفت چرا
بیہودہ بود کوفتن آہن سرد

وله

اے آمدہ دیدن رخت وقت صبوح
آثار ہزار گونہ اسباب فتوح

انوار نکوئی از رخت می تابد
زان روست کہ رویت شدہ آئینۂ روح

آنکس کہ علم بہ نیکنامی افراشت
ور بد ہنر بیج و بہر تخم نیکوئی کاشت

نیکونامان زندۂ جاوید انند
مرد آنکہ بمرد و نام نیکو نگذاشت

یار - مرزا محمد یار بیگ

یار تخلص - مرزا محمد بیگ نام - خزان و بہار کے مولف نے لکھا کہ آپ مرزا لطف بیگ بن دوست بیگ خان کے خلف الصدق ہیں - آپ کے جد امجد والا شاہ عالم بہادر شاہ ہند کے عہد میں ولایت بلخ سے ہند میں وارد ہوئے - منصب مناسب پر ممتاز ہوئے -

یار صاحب جن کی ولادت سنہ ۱۱۴۲ ہجری میں شہر اورنگ آباد میں واقع ہوئی نشو و نما بھی اسی زمین میں ہوا - عالم شباب کے عہد میں کتب درسیہ فارسیہ عربیہ سے فراغت حاصل کی ذکی الطبع سخن طراز و معنی پرداز تھا - الفاظ بسا و زمین صفات کلام رنگین و شیرین موزون کرتا تھا - اپنی طبیعت کے سوا کسی سے اصلاح نہیں لیتا تھا - آخر جب بلیغ اورنگ آباد کو میں رونق افزا ہوئے اسوقت نہایت حسن ارادت و عقیدت سے موصوف الیہ کی خدمت میں پہنچا اور اپنے اشعار آبدار کو بغرض اصلاح نظر اشرف میں گذرانا - حضرت بلیغ نے آپ کے اشعار کو پیرایہ اصلاح سے آراستہ کیا - آپ نے شکریہ میں حضرت کی مدح میں دو قصیدے لکھے اور اسمیں اپنی شاگردی کا اظہار کیا - اس مقام میں ہر ایک قصیدہ سے چند اشعار ذیل میں بطور نمونہ گزارش کرتا ہوں - وہ یہ ہیں ؎

بلبل طبع شد نگار سخن	می زند جوش نو بہار سخن
سنبل لف و سبزہ خط را	میکشم خط پے نثار سخن
گشت از فکر نا رسائی مان	ساقط از مرکز اعتبار سخن
سخن خود رسان بگوش بلیغ	کر برد آمده مدار سخن
[illegible]	نقدین عرصہ شہسوار سخن
[illegible]	سخنی از نقطہ او نگار سخن

من اشعار الفارسی

گرچه صد محشر ز شور نالهٔ ما رنگ ریخت | آشنائے گوش تمکینش نشد فریاد ما

آنکه نازش بر رخ آئینه مژگان وا نکرد | کے بکام او شود وصل بت خودکام ما

وله

ز حسن خویش در عشقم ندیدست گاهی | که داد آئینه در دست نوبهار مرا

وله

وسعت صحرائے وحشت تختگاه عاشق است | بود آه نارسا چتر سیاه عاشق است

بے شکوه سلطنت نبود سر دیوانگان | سنگ طفلان دورباش بارگاه عاشق است

وله

از خلوت آئینه چو برخاست | فریاد ز نوبهار برخاست

وله

سرمه آلود نگاه کرد بادم رسید | ناله خون شد بدل گفت صدا را عشق است

وله

زر دیده بے تو خوناب میریزد | نمک بر زخم دلم آه تاب می ریزد

وله

چشم مستش انتخاب زغلطان فتنه بود | فتنهٔ بیدار در آغوش مژگان خفته بود

برگ برگ این چمن آئینه دار حیرت است | محو رخسار تو شاید در گلستان خفته بود

وله

تا فرق تیغ آره جانکاه نکردیم | چون شانه دران زلف سیاه راه نکردیم

در حسرت فریاد همه بال و پرم سوخت | تنگ است قفس ناله دلخواه نکردیم

وله

در دل ز یاد چشمش میخانه می تراشم | از گردش نگاهش پیمانه می تراشم

وله

یاد وے از کاوش مژگان دراز کردیم | سینه را پیشکش ناخن بازی کردیم

وله

یکسلانه تارش چون گریبان از جنون | نوبهار گریه ام طاقت گزار آستین

سیل اشکم چون گذشت از جوئبار آستین | موج طوفان خیز شد هر تار تار آستین

وله

آتشے افروخت در دل اضطراب تحفهٔ | سوخت آخر شوق بے پروا کباب تحفهٔ

گرده لقمهٔ ترک ستمگر انتخاب شحنهٔ | خون ما عوض شد جائے شراب شحنهٔ

تاریخ طبع زاد مولانا جامع الفضل والکمال مولوی عبدالجلیل صاحب المتخلص بہ نعمانی سلمہ اللہ تعالیٰ

صوفی از بہر سخن سنجان نہاد
از برائے سال تالیف و شیوع

یادگارے ہمچو محبوب زمن
تذکرہ گفتم از روئے دکن
۱۳۲۹ ہجری

مولوی صوفی ملکاپوری
تذکرہ بنوشت بہر شاعران
کلک نعمانی رقم زد سال آں

از کمال جامعیت علم و فن
جامع انحاء تحقیق سخن
خوب در تحسین محبوب زمن
۱۳۲۹ ہجری

تذکرہ سے آغاز تالیف کا اور دکن کے تعمیہ سے اتمام تالیف اشاعت کا سنہ نکلتا ہے

اعلان

چونکہ اس کتاب کا حق تالیف محفوظ ہے بغیر اجازت راقم
کوئی صاحب قصد طبع نفرمائین بعوض نفع نقصان اٹھائین
ہان جسقدر نسخے مطلوب ہون راقم سے طلب فرمائین

نوٹ

جس کتاب پر مولف کی مہر یا دستخط نہو وہ مال مسروقہ سمجھا جائے

المشتہر

محمد عبد الجبار خان صوفی ملکاپوری بہاری حیدرآبادی حال مدرس
فارسی عربی مدرسۂ عزہ